کلید التوحید کلاں

سلطان العارفین برہان الواصلین حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ

الرائین پبلشرز ۔ ملتان و لاہور

فرمانِ فرید کلاں

اُردو ترجمہ

کلید التوحید کلاں

حسب الارشاد

رہبرِ شریعت و طریقت معدنِ معرفت سیاحِ لاہوت

عالی قدر والا مرتبت حضرت سیدنا و مرشدنا سید

رسول شاہ خاکی دامت برکاتہم العالی

سلطان العارفین برہان الواصلین حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ

مترجم

ابوالطیب محمد شریف عارف نوری نقشبندی امیر والہ

الرّائیں پبلشرز ملتان روڈ۔ لاہور

TECHNICAL SUPPORT BY
CHUGHTAI
PUBLIC LIBRARY

MASOOD FAISAL JHANDIR LIBRARY
Acc No. 06516
★ MAILSI ★

جُملہ حقوق بحق مترجم محفوظ ہیں

نام کتاب فارسی . . . . کلید التوحید کلاں

نام کتاب ترجمہ . . . . فرمان الفرید

مصنف . . . . حضرت سلطان باہو

مترجم . . . . عارف نوری

اہتمام . . . .

ناشر . . . . حلیم اختر

تعداد . . . . ایک ہزار

قیمت . . . . ۱۷۵/- روپے

تقسیم کار

کتابخانہ محمد ہارون مومنی

عنوانات

سید انوار الحق ظہوری

حمد

ہر اِک فسانے میں ذکر تیرا
ہر اِک زمانے میں ذکر تیرا
زمین تیری، آسمان تیرا
مرے خدا یہ جہان تیرا
ہے تو ہی خلّاق یا الٰہی
ہے تو ہی رزاق یا الٰہی
ہر ایک مخلوق کی ہے پیدا
شعورِ مخلوق تجھ پہ شیدا
حیات پر اقتدار تیرا
بہ ہر نفس اختیار تیرا
شریک تیرا کوئی نہیں ہے
ہر ایک شہ رگ سے تو قریں ہے
مکان بھی لامکاں بھی تیرا
جمیل باغِ جہاں بھی تیرا
سحر کو سورج عطا کیا ہے
اُفق کو جلتا دیا، دیا ہے

جگائی تقدیر ، کھیتوں کی
چڑھا دیا چاند ، چاندنی دی
سجائی ہے کہکشاں فلک پر
کبھی ستارے پلک پلک پر
سمو دیئے رنگ، وہ دھنک میں
جو دلربا ہیں ، چمک دمک میں
ذرا سے جگنو کو روشنی دی
کسی کو پتھر میں زندگی دی
دھنک میں ساتوں ہی رنگ تیرے
ولی قطب اور ملنگ تیرے
بنائے نقش و نگار تُو نے
گلو کو بخشی بہار تُو نے
ترے کرم سے رواں ہیں دریا
ترے ہی قدرت نما ہیں صحرا
غریب تیرے امیر تیرے
رئیس تیرے ، فقیر تیرے
کسی کو نانِ جویں کھلا دے
غذا کہیں روغنی بنا دے
کسی کو دیوانگی عطا کی
کسی کو دی آگہی ، بلا کی
تھما دیا کاسہ مفلسی کو
بٹھا دیا تخت پر کسی کو

غریب کو تو غنی بنا دے
جسیم کو تو منحنی بنا دے
بنا دیا طفل کو توانا
ترے کرم کو سبھی نے مانا
یہ شاخ و برگ و شجر بھی تیرے
تمام گل بھی، ثمر بھی تیرے
گرفت آب و ہوَا پہ تیری
سدا حکومت، فضا پہ تیری
چمن چمن سبزہ، فرشِ مخمل
کبھی اُڑتے سیاہ بادل
تجلیاں نو بہ نو دکھا دیں
قدم قدم رونقیں بچھا دیں
عقاب کو تیزیٔ نظر دی
نجات کو پیشگی خبر دی
ترے کرم سے ہُوا دو بالا
تمام آفاق میں اُجالا
کسی کو حسن و شباب دے کر
بڑھا دیا اور لطفِ منظر
بنا کے آب و ہوا کو نعمت
جما دیا اعتبارِ قدرت
ہے دَور دورہ تیرے کرم کا
نصیب جاگا مرے قلم کا

زُبان دی ، قدرتِ زُباں دی
قلم دیا ، ندرتِ بیاں دی
امیر ، سلطان ، رسول ، والی
ترے کرم کے سبھی سوالی
قبول کر لے دعائیں ساری
معاف کر دے خطائیں ساری
گناہ ، آبِ کرم سے دھو جا
نواز دے ، مہربان ہو جا
ترے کرم کی ادا نرالی
نہ رکھ ظہوریؔ کے ہاتھ خالی

الله

بسم الله الرحمن الرحیم

یا صاحب الجمال و یا سید البشر
من وجهک المنیر لقد نور القمر
لا یمکن الثناء کما کان حقه
بعد از خدا بزرگ توئی قصه مختصر

۱۳۸۶ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شاہنشہِ ارض و سما بلغ العلیٰ بکمالہٖ

وصفِ رخِ او والضحیٰ کشف الدجیٰ بجمالہٖ

قرآں بہ اخلاقش گواہ حسنت جمیع خصالہٖ

صدقاً یقیناً راسخاً صلوا علیہ وآلہٖ

اولیا را هست قدرت از اله
اللہ تعالیٰ کی عطا سے اولیاء کو یہ طاقت حاصل ہے

تیر جستہ باز گردانند ز راہ
کمان سے پھینکے ہوتے تیر کو واپس کر لیتے ہیں

کیمیا پیدا کن از مشت گلے
ایک مشت مٹی کیمیا بن جاتے گی۔

بوسہ زن بر آستانِ کاملے
کسی کامل کے آستانے کی گدائی کر

ہر کہ خواہد ہم نشینی با خدا
جو اللہ کا مصاحب بننا چاہے

غوثِ اعظم درمیانِ اولیاء
غوثِ اعظم کا مرتبہ اولیاء کے درمیان ایسا ہے

او نشیند در حضورِ اولیاء
وہ اولیاء کاملین کی صحبت اختیار کرے

چوں محمدؐ درمیانِ انبیاء
جیسا کہ نبیؐ پاک کا انبیاء کے درمیان

بصد عجز و نیاز

رہبرِ شریعت و طریقت ، معدنِ معرفت ،

سیاحِ لاہوت ، عالی قدر ، والا مرتبت ،

سیّدی و مرشدی سیّدنا سیّد

غلام رسول شاہ

خاکی صاحب مدّظلہ العالی کی

خدمتِ اقدس میں نذرِ پُرخلوص

گر قبول اُفتد زہے عزّ و شرف

ذرّۂ بے مقدار : عارف نوری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ
عَلٰی رَسُوْلِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَ
اَھْلِ بَیْتِہٖ اَجْمَعِیْنَ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ

اَمَّا بَعْدُ

سلطان باہو عرض کرتا ہے کہ سرچشمۂ ہدایت اللہ رب العالمین جل مجدہ الکریم کی ذاتِ کریمہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی رحیم ہے اور اللہ تعالیٰ کی ذات کریمہ ہی باقی رہنے والی ہے۔ سب لطف و عنایت اُسی صاحبِ عنایت کی جانب سے ہے۔ کتاب ہذا میں مندرجہ متبرک نکات بالکل صحیح اور قرآن وحدیث کے مطابق ہیں۔ لطیفہ شریفہ کی تسبیح اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے۔ پھر فقیر باہو ولد بازید محمد المعروف اعوان ساکن قلعہ شورکوٹ نے جو صاحبِ شریعت اور راسخِ دین سلطان محی الدین اورنگ زیب کے عہد میں ہوا ہے۔

دین بر دین محمد شوی قوی
قاتل الکفار اصحابش نبی

ترجمہ: حضرت محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دین پر عمل کرنے سے دین مضبوط ہوتا ہے ان کے اصحاب کو نبی کہنے والے قائل ہیں۔

برگزیدہ از عباداللہ اِلٰہ
شاہ اورنگ زیب غازی بادشاہ

ترجمہ:۔ اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ مقبول بندوں میں سے سلطان اورنگ زیب غازی بادشاہ ہے۔

اللہ ربّ العزّۃ تبارک و تعالیٰ کو منظور ہو کہ بادشاہِ اسلام کو جمعیت نصیب ہو۔ اس کتاب کا نام "کلید التوحید" رکھا۔ جس کے پڑھنے اور اُس پر عمل کرنے سے ہر مشکل کی مشکل کشائی ہو جاتی ہے۔ اور اس پر عمل کرنے والا مجلسِ نبوی صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں مشرف ہو جاتا ہے۔ اور توحیدِ باری تعالیٰ میں غرق ہو جاتا ہے۔ مطلب یہ کہ کامل، اکمل اور جامع مُرشد جو کل وجز کا مالک اور صاحبِ سِرّ ہو۔ طالب اللہ کو جب پہلے دن پڑھاتا ہے تو اُسے تعلیم و تلقین سے فنا فی اللہ میں غرق کر دیتا ہے اور اُسے قربِ الٰہی اور معرفتِ الٰہی حاصل کرا دیتا ہے۔ اور اوّل و آخر کے تمام بھیدوں سے شناسا کرا دیتا ہے۔

ریاضت کے بھید کا انکشاف

جاننا چاہیئے کہ ریاضت اس راستہ کے لیے ضروری ہے جو پہلے اول روز ہی اسم ذات اللہ کے تصور سے ذاتِ باری تعالیٰ میں فنا ہو کر اور مستغرق ہو کر سکون حاصل کر لیتا ہے۔ اور اسے اللہ تبارک و تعالیٰ کا قرب حاصل ہو جاتا ہے۔ جس طالب پر اسم اعظم کی برکت اور پاکیزگی کی تاثیر اور اسم اللہ ذات کے تصور سے عنایتِ خداوندی کا دروازہ کھلتا ہے اُسے قُربِ خداوندی اور نسبت ذاتِ خداوندی میں فنا ہونے کا مقام حاصل ہو جاتا ہے۔ بھید رکھنے والوں کی ریاضت پانچ وقت کی نماز جماعت کے ساتھ ادا کرنا ہے۔ اس نماز میں اس پر بھید کھل جاتے ہیں جو بھید نماز کے ساتھ موجود ہی حقیقت ہے۔ اہلِ نظر عارف دائمی طور پر جگر کا خون پیتا ہے۔ اس ریاضت سے بڑھ کر سخت اور عمدہ اور کوئی ریاضت نہیں ہے۔

اقسامِ ریاضت

ریاضت دو اقسام میں منقسم ہے:۔

۱۔ ریاضتِ عام ۲۔ ریاضتِ خاص

پہلی ریاضت: پہلی ریاضت جو نفسانی خواہشات پر مبنی ہوتی ہے اور وہ دکھاوے کے لیے کرتے ہیں اور عزت و نفوس اور مخلوق کی طرف رجوع کرنے کے لیے کرتے ہیں۔

دوسری ریاضت: دوسری ریاضت خاص جو ظاہر اور باطن میں صرف رضائے الٰہی کے لیے کی جاتی ہے۔ اس راہِ توحید کے لیے کلمہ طیبہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰہِ کلید کی طرح ہے۔ جو شخص کلمہ طیبہ کی کلید سے دل کا تالا کھولتا ہے اُس پر معرفتِ خداوندی کا بھید منکشف ہو جاتا ہے۔ طالب کسی کا محتاج نہیں رہتا اور ہر طرف سے بے نیاز ہو جاتا ہے۔ ایسا شخص صاحبِ حضوری ہو جاتا ہے اور ذاتِ خداوندی میں فنا ہو کر مستغرق رہتا ہے۔ نورِ ذاتی کی تجلیوں کو دیکھتا ہے۔ حضور نبی کریم و ما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کی مجلسِ پاک سے مشرف اور راضی ہوتا ہے۔ اس کا وجود سر سے پاؤں تک اللہ تعالیٰ کے ذکر میں رہتا ہے اور اُس کا باطن روشن رہتا ہے اس قسم کے محمدی کو اللہ تعالیٰ کی عطا، اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اللہ تعالیٰ کے فیض اور فضل کا حصول ہوتا ہے۔ جو ناقص، حاسد، منافق اور نابینا شک کرے وہ اسلام سے خارج اُسے دین سے دُور کا بھی تعلق نہیں۔ ایسا سالک بغیر ریاضت کیے اللہ تعالیٰ کے بھیدوں سے واقف ہو جاتا ہے یعنی اُس پر راز منکشف ہو جاتے ہیں اور اسے مجاہدہ کیے بغیر مشاہدہ نصیب ہوتا ہے یعنی اُس کا طعام بمنزلہ مجاہدہ ہے اور اُس کا سونا مشاہدہ کی طرح ہے۔ جو فقیر اللہ تعالیٰ کی ذات میں فنا ہوتا ہے اُس کا پیٹ تنور ہوتا ہے۔ وہ جو کچھ کھاتا ہے اللہ تعالیٰ کے ذکر کی گرمی سے جل جاتا ہے، جس سے وجود روشن ہو جاتا ہے، اسے بغیر محنت کیے محبت کے ساتھ معرفت خداوندی حاصل ہو جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی توفیق اسے خاص طور پر

نصیب ہوتی ہے کیونکہ وہ دائمی طور پر اللہ تعالیٰ کا رفیق ہوتا ہے۔ اس قسم کی راہ رجعت نہیں۔ ذات وصفات کے یہ مقام کی ابتداء وانتہا اس کے روبرو رہتی ہے اور اس کا قلب اس کی تصدیق کرتا ہے۔ اس کے قلب سے حجاب دُور ہو جاتا ہے اس کا ضمیر روشن ہو جاتا ہے، اس کی زبان اللہ کی تلوار بن جاتی ہے۔ اس کا مرتبہ ولایتِ الٰہی ہوتا ہے۔ قرآن مجید کی آیات سے اسم اعظم کا عامل ہوتا ہے، وہ صاحب ترک اور صاحب توکّل اور تفرید وتجرید ہوتا ہے کیونکہ یہ جو کچھ کرتا ہے رضائے الٰہی کے لیے کرتا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کے غیبی خزانوں کا مشاہدہ کرتا ہے۔ مؤکل فرشتوں پر قابض ہوتا ہے۔ جب وہ چاہتا ہے حاضر ہو جاتے ہیں۔ اور جواب باصواب مفصّل دیتے ہیں۔ چنانچہ اَرواحِ انبیاء و اولیاء۔ جنّ وانسان، وحشی پرندے بلکہ اٹھارہ ہزار قسم کی مخلوق اسم اللّٰہ ذات کے تصور سے مسخّر ہو جاتے ہیں۔ ماضی اور مستقبل کے حالات کا عالم ہو جاتا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کے ہر نام پاک کی حقیقت کا علم ہو جاتا ہے۔ علم میں عامل ہو جاتا ہے۔ اہلِ قبور سے علم حاصل کر سکتا ہے۔ اسے دعوتِ دعائے سیفی رواں ہو جاتی ہے۔ دائرہ جفر کا علم اسے حاصل ہو جاتا ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السّلام کی طرح مشرق ومغرب تک تمام پر قابض ہوتا ہے۔ اگر وہ چاہے تو سکندر اعظم سے زیادہ مرتبہ حاصل کر لیتا ہے۔ اس قسم کا فقیر مرتبہ میں اَرفع واعلیٰ ہوتا ہے۔ مخلوق سے تکلیف اُٹھاتا ہے لیکن وہ مخلوق کو تکلیف نہیں پہنچاتا۔

قوّتِ ذاتِ اسمِ اللّٰہ: جاننا چاہیئے کہ اللہ ربُّ العالمین جلّ مجدہ الکریم نے اسم اللّٰہ ذات کے حاضرات والے فقراء کو ایسی قوّت عطا کی ہے کہ اگر وہ چاہیں تو موکّل ملائکہ علمِ کیمیا مفصّل سکھا

سکھا سکتے ہیں اور سنگ پارس جس کے چھونے سے سونا ہو سکتا ہے۔ اسمِ اعظم کی برکت سے لا کر دے سکتے ہیں۔ لیکن اللہ والا فقیر جسے ہمیشہ ہمیش اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہمیشہ ہی سے استغراق ہوتا ہے۔ ظاہر میں ان کا قلب امیر ہوتا ہے اور باطن میں حضور سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مجلس پاک میں حاضر رہتے ہیں۔ ایسے مؤکّل، دنیاوی راتب کیمیا اور سنگ پارس کی طرف نگاہ اُٹھا کر بھی نہیں دیکھتے خواہ وہ فقر وفاقہ کی وجہ سے جگر کا خون ہی پئیں۔ اے الٰہ العالمین دنیا میں ایسے لوگوں کی پیروی ہمارے نصیب کیجئے اور بروزِ محشر اُن کی رفاقت نصیب کیجئے۔ دنیاوی مال ومتاع وجود میں کیڑوں کی طرح ہیں۔ ان کی وجہ سے مختلف خیالات کی بیماری سکون سے دم نہیں لینے دیتی۔

عارف باللہ کی اسمِ ذات اللہ کے سبب سے اولیاء، انبیا اور شہداء کی ملاقات

جاننا چاہیئے کہ جب سالک اسم اللہ ذات کے ذکر میں مشغول ہوتا ہے تو نبیوں، ولیوں اور شہیدوں، مومنوں اور مسلمانوں کی ارواح اہلِ ذکر سے آکر ہاتھ ملاتی ہیں۔ فقیر ولی اللہ یعنی اللہ کا دوست، عارف باللہ یعنی اللہ کو پہچاننے والا دائمی طور پر اِلَّا اللّٰہ میں مستغرق رہتا ہے۔ اور حضور سیّد العالمین رحمۃ للعالمین شفیع المذنبین انیس الغریبین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی مجلسِ پاک میں دائمی طور پر حاضر رہتا ہے۔ ایسے لوگ دنیا اور عُقبیٰ میں بے احتیاج ہو جاتے ہیں۔

ہفت کلید کا انکشاف:۔ واضح رہے کہ فقیر کے پاس سات کلید ہوتی ہیں۔ ان سات کلید سے توحید کے ساتوں مراتب طی طی سے حی حی سے يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ کھل جاتے ہیں۔ انہیں سے سات تصوّر، سات تصرّف، سات آیات مع سات حاضرات ہر وقت روشن ہوتے ہیں۔ اور وہ دونوں جہان کا تماشا

تماشا دیکھتا ہے۔ اس قسم کے مراتب حضور نبی کریم رحمۃ للعالمین علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کے اُس غلام کو نصیب ہوتے ہیں جو شریعتِ مطہرہ کا پابند، اللہ کی رضا میں فنا اور اللہ کا دوست ہو۔

عارف باللہ کی حقیقت کا انکشاف:- جاننا چاہیئے عارف باللہ کو حسن کی پُوجا، شراب پینا، اور ناچ گانے اچھے نہیں لگتے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:-

وَاَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْاٰزِفَةِ اِذِ الْقُلُوْبُ لَدَى الْحَنَاجِرِ كَاظِمِيْنَ مَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ حَمِيْمٍ وَّلَا شَفِيْعٍ يُّطَاعُ ۝ يَعْلَمُ خَآئِنَةَ الْاَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُوْرُ (پارہ ۲۴ سورہ مومن رکوع ۲)

ترجمہ:- اور اُن کو ڈرانے والے قیامت کے دن سے کہ اس کے خوف سے دل اچھل کر گلوں کی طرف آتے ہوں گے وہ ان کو پکڑ کر دبا رہے ہوں گے ظالموں کا حمایتی اور سفارشی کوئی نہیں ہوگا کہ اس کی سفارش قبول کی جائے وہ آنکھ کی چوری و خیانت اور دل کے چھپے ہوئے راز دل کو جانتا ہے۔

راگ اور حسن زنا کا بیج ہے اور شراب پینا خیانت کا بیج ہے۔ مطلب یہ کہ جو شخص علم کو پہچانتا ہے اور اس پر عمل کرتا ہے۔ وہ علم اُسے اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ پر پہنچا دیتا ہے۔ جو شخص اسم اَللّٰہ ذات کی کُنہ کی شناخت کر کے اس کی ماہیت کو پالیتا ہے۔ اسم اَللّٰہ اسے وحدانیت کی معرفت تک پہنچا دیتا ہے۔

حاصل کلام:- پس معلوم ہُوا کہ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ۔ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کی پہچان کے لیے ہے۔

فقر و معرفت کی بنیاد اور فقر کا پہلا مرتبہ یہ ہے کہ علم اکسیر تکسیر عمل میں لائے جس سے اس کا دل غنی ہو جائے۔ پھر اسے ترک کر دے۔ اس قسم کے فقیر کو حضور

نبیٔ پاک صاحبِ لولاک علیہ الصّلوٰۃ والتسلیمات کی پشت پناہی اور مکمل اطمینان نصیب ہوتا ہے۔ جو شخص حاضرات کے یہ سات مراتب اور تصرّف کے سات تصوّر کا علم نہ رکھتا ہو وہ فقیر نہیں بلکہ ناقص اور ادھورا ہے۔

اسم اللہ ذات کے تصوّر سے نورِ ربوبیت میں مستغرق رہتا ہے۔ اور اس کا ہر ایک مطلب نورِ حضور سے ہوتا ہے۔ اور ظاہر و باطن میں لوحِ محفوظ کا مطالعہ کرتا ہے۔ کلمہ طیبہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کے تصوّر کے حاضرات سے پاکیزگی کا سمندر منکشف ہوتا ہے۔ اس سے طالب اللہ کو دونوں جہان کے مطالب حاصل ہوتے ہیں اور بہرہ ور ہوتا ہے۔

تصرّفات کی تشریح

جاننا چاہیئے کہ کامل و مکمّل مرشد طالبِ صادق کے لیے سات کلید سے حاضرات کے ساتوں قفل کھول دیتا ہے۔ ایک دم میں ایک ہی قدم پر طالب دونوں عالم کے تمام مطالب و مقاصد دکھا کر پورے کر دیتا ہے۔ تصرفات مندرجہ ذیل ہیں:۔

۱۔ تصرّفِ ظاہری ۲۔ تصرفِ باطنی ۳۔ تصرّفِ ازلی

۴۔ تصرّفِ ابدی ۵۔ تصرّفِ دنیا ۶۔ تصرّفِ عقبیٰ

۷۔ تصرفِ غرق فنافی اللہ ۸۔ تصرّف توحید۔

یہ تمام تصرّف اور قرب کے اَعلیٰ و اَدنیٰ مراتب قادری سروری کامل مکمل اکمل جامع، مجموعہ فقر، مجموعہ قرب، مجموعہ معرفت، مجموعہ توحید اور غرق فی النور التوحید مرشد بغیر ریاضت و رنج اپنے طالب کو دے سکتا ہے۔ ایسا مرشد صاحبِ ارشاد ہے۔ ناقص مرشد چور اور ڈاکو ہے۔ اس کے چاہنے والے ناقص اور ادھورے ہوتے ہیں۔ سلطان العارفین کیا خوب فرماتے ہیں ؎

مرد مرشد می برد در ہر مقام
مرشدِ نامرد طالب حز تمام

ترجمہ:۔ پیر کامل مرید کو ہر مقام پر پہنچاتا ہے۔ پیر ناقص لذّاتِ دنیا کا مکمل طالب ہوتا ہے۔

مرشد کامل طالب اللہ کے قبضے اور عمل میں علم دعوت لے آتا ہے۔ انبیائے کرام اور اولیائے عظام کی تمام اَرواح اس کے قبضے میں ہوتی ہیں۔ علم دعوت کے عامل کو حضور پُرنور شافع یوم النشور علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہِ پاک سے اجازت ہوتی ہے کیونکہ اس کام ذکر سے سنوارا ہوا ہوتا ہے۔ ذکر ایسی شے ہے جس سے ایک دم میں معرفتِ خداوندی اور وصالِ خداوندی حاصل ہوتے ہیں، چنانچہ زبان کا کام زبان سے ہے یعنی عمل قال اور دل کا کام دل سے ہے، اس سے احوال کی پہچان حاصل ہوتی ہے۔ یعنی عامل احوال کو جانتا ہے۔ رُوح کا کام رُوح سے ہے یعنی وصال سِرّ کا کام سِر (راز) سے ہے معرفت (پہچان) کا معرفت سے۔ توحید (یکتائی) کا توحید سے۔ مشاہدے (زیارت) کا مشاہدہ سے۔ نُور کا نُور سے۔ تجرید کا تجرید سے۔ تفرید کا تفرید سے اور حضور (حاضر ہونا) کا حضور سے ہے۔ اس قسم کا عالم فیض بخش، فاضل اور عارف باللہ فقیر ہوتا ہے۔ جب فقر کی انتہا ہو تو وہی اللہ ہے۔ وہ توحید والا ہوتا ہے یعنی طالب کو اللہ تعالیٰ سے ملا دیتا ہے یعنی خدا کی پہچان کرا دیتا ہے۔ جو مرشد ہر ایک مقام کو طے نہ کرے اور نہ ہی طے کروا سکے وہ مرشد تقلیدی ہے۔ ایسا مرشد طالب کو حرص و ہوا میں مبتلا کر دیتا ہے۔ حضور نبی کریم رحمۃ للعالمین شفیع المذنبین انیس الغریبین صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فقر سے بے خبر اور دُور رہتا ہے اور دنیاوی خواہشات میں پھنسا رہتا ہے ؎

طالباں را بس بود ایں راہِ بند
راہِ مرداں شد حضوری ہوشمند

ترجمہ:۔ اہلِ طلب کے لیے یہ نصیحت کا راستہ کافی ہے۔ مردوں کا راستہ حضوری اور ہوشمندی ہے۔

تجلّیات کا اِنکشاف

جاننا چاہیئے کہ پیری اور مُریدی کوئی آسان کام نہیں۔ پیری اور مریدی میں اللہ تبارک و تعالیٰ کی ذات کی تجلیات مدِ نظر ہوتی ہیں۔ جو طریقہ شریعتِ مطہرہ کے مطابق نہ ہو وہ دین نہیں ہے، بے دینی ہے۔

ارشادِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہے:۔

كُلُّ بَاطِنٍ يُخَالِفُ الظَّاهِرَ فَهُوَ بَاطِلٌ

جو باطن ظاہر کے خلاف ہو وہ باطل ہے:۔

ذکر ہم دوریست شو در غرقِ نُور
در نظر نبوی شوی دائم حضور

ذکر بھی دوری ہے تو نُور میں غرق ہو جا تاکہ تجھے حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی ہمیشہ کی حضوری حاصل ہو جائے۔

اگر عارف باللہ اللہ کا دوست اور اللہ کا فقیر کو باطن میں ایسی توفیق نہ ہوتی تو وہ اللہ تعالیٰ کی رفاقت میں رفیق نہ ہوتے تو معرفتِ خداوندی کے اعلیٰ مراتب انہیں حاصل نہ ہوتے۔ حضور نبی کریم رحمتہ للعالمین شفیع المذنبین انیس الغریبین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی سعادت اسے حاصل نہ ہوتی۔ ہر قسم کی ظاہری اور باطنی راہِ حقیقت ان پر نہ کھلتی۔

اور اگر ان پر اللہ تعالیٰ کی نعمت اور اللہ تعالیٰ کی رحمت نہ ہوتی تو باطن کی راہ کے تمام سالک گمراہ ہوتے۔ ظاہری اعمال باطن کے لیے ہوتے نہ کہ شکم کی سہولت اور دنیاوی و نفسانی لذتوں کے لیے ہوتے۔ ؎

ہر کرا از دل کشاید چشمِ نور
شُد حضوری مصطفیٰ رُست از غرور

جس کی چشمِ دل کُھل جاتی ہے اُسے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی حضوری حاصل ہوتی ہے اور غرور سے نجات مل جاتی ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ جل مجدہ الکریم ہے:۔

نَحْنُ اَوْلِیَآءُکُمْ فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَ فِی الْاٰخِرَۃِ وَ لَکُمْ فِیْھَا مَا تَشْتَھِیْہِ الْاَنْفُسُ وَ تَلَذُّ الْاَعْیُنُ وَ اَنْتُمْ فِیْھَا خَالِدُوْنَ۔

ترجمہ:۔ میں دنیا اور آخرت کی زندگی تمہارا ولی ہوں اور تمہارے لیے جنت میں ہر وہ چیز ہے جس کو تمہارا نفس چاہتا ہے اور آنکھ لطف اندوز ہوتی ہے اور تم اس میں ہمیشہ رہو گے۔

علم کی حقیقت کا انکشاف:۔ جاننا چاہیئے کہ ظاہری اور باطنی راستہ علم کے بارے میں ہے۔ علم کے بغیر جادۂ حق پر نہیں چل سکتے کیونکہ جاہل نفس کا طالب ہوتا ہے اور اس کا مُرشد شیطان ہوتا ہے۔ جاہل اپنے افعال سے پریشان ہوتا ہے۔ وہ گبریلا ہے۔ جاہل سے بڑھ کر دنیا میں کوئی ذلیل و خوار نہیں ہوتا۔ طالب وہی اچھا ہے جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرے اور شریعت مطہرہ پر چلے اور علم والا ہو۔ مطلب یہ کہ علم ایمان کا سرمایہ ہے۔ علمائے کرام راہنما ہیں، علم دونوں جہان کی نعمت ہے۔ علم شیطان کا قاتل ہے۔ مسلمان کنندہ علم ہے، نفسِ امارہ کے لیے جان ہے۔ آتش دوزخ کے لیے ڈھال ہے۔ علم سے ظاہری او. باطنی تمام راز کُھل جاتے ہیں۔ علم عامل کے لیے

ملکِ سلیمانی سے بہتر ہے. جو شخص علم کی شناخت کرتا ہے اور اُس کی قدر کرتا ہے وہ وہ عالم عارف باللہ ہو جاتا ہے اور اُس سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں رہتی. علم حق اللہ تعالیٰ تک پہنچاتا ہے. جو علم مقامِ روحانیت تک پہنچائے وہ علم ارواح کو زندہ کر سکتا ہے. ارشادِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:

اَلْعُلَمَآءُ وَارِثُ الْاَنْبِيَآءِ

عالم انبیاء کے وارث ہوتے ہیں.

ایسے علماء مردہ جسم کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرح نئی زندگی بخش سکتے ہیں. وہ صاحب قوّت اور صاحبِ صفائے باطن ہوتے ہیں. اور انہیں ہمیشہ کے لیے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مجلسِ پاک کی حاضری حاصل ہوتی ہے. اور وہ عارف باللہ فقیر ولی اللہ ہوتے ہیں. نہیں، نہیں مجھ سے خطا ہوئی بلکہ حقیقت یہ ہے کہ اُمتِ محمدیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فقیروں کا مرتبہ دمِ عیسیٰ سے زیادہ ہے کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو قُم کہہ کر مردہ زندہ کرتے تھے جو باتیں کرنے لگتا تھا. جو کچھ دیر زندہ رہ کر پھر مردہ ہو جاتا تھا لیکن اُمتِ محمدیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فقیروں کی نظر مردہ دل کو وجود کی قبر میں قُم باذنی کہہ کر زندہ کر دیتے ہیں. جس سے دل اَللّٰہ اَللّٰہ پکارنے لگتا ہے اور ایسا دل تمام مراتب طے کر کے جب تک بہشت میں داخل نہیں ہوتا وہ نہیں مرتا. جو شخص صاحبِ دل ہوتا ہے اُسے ہمیشہ کی زندگی حاصل ہو جاتی ہے. شیخ زندہ بھی کرتا ہے اور مارتا بھی ہے. زندہ تو دل کو کرتا ہے اور مارتا نفس کو ہے ؎

زندہ قلبش مردہ قالب زیرِ خاک
خاکی قالب زندہ از ذکرِ پاک

اس کا قلب زندہ اور قالب مردہ مٹی کے نیچے دفن ہے بلکہ خاکی قالب بھی ذکرِ پاک کی وجہ سے زندہ ہوتا ہے.

قبر ایشاں خلوت است خلوت گزیں
غرق وحدت حق شدہ حق الیقین

اُن کی قبر تنہائی ہے اور وہ تنہائی میں رہتے ہیں۔ وہ اللہ کی وحدت میں غرق ہو حق الیقین کے مقام پر پہنچتے ہیں۔

عالم باعمل کی حقیقت کی انکشاف: اگر تمام عالم باعمل ہوں، سچی گفتگو کریں، رزق حلال کھائیں، رضائے الٰہی کی خاطر علم حاصل کر کے صالح عمل کے لیے شاگردوں کو علم سکھائیں تو اس سے بہتر اور کیا ہے۔ جو شخص زمین کو دو قدم سے طے کر کے دائمی طور پر پانچ وقت کی نماز بیت اللہ شریف میں جماعت کے ساتھ ادا کرے اُس سے بہتر اور کون ہوگا۔ اور جو شخص دائمی طور پر حضرت خضر علیہ السلام کی صحبت میں رہ کر باہمی طور پر علم کا دور کرتا ہے اُس سے بہتر اور کون ہے۔ جو ملائکہ بارش کے وقت بارش کے ہر ایک قطرات کو ہتھیلی پر رکھ کر زمین پر لاتے ہیں۔ جو شخص اُن میں سے ہر ایک فرشتے کے نام کا علم رکھتا ہو۔ اور باطنی توجہ سے اسے شناخت کرتا ہو اُس سے بہتر اور کون ہوگا۔ جو شخص حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضور نبی غیب دان نبی آخر الزمان، خاتم الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تک تمام انبیاء کرام اولیائے عظام اور محشر کے تمام صاحب مراتب مؤمن، مسلمان اور اولیائے اللہ میں سے ہر ایک کی رُوح سے مصافحہ کرے اور ان سے ملاقات کرے اُن کے اسماء کا علم رکھتا ہو۔ اور ان کی شناخت بھی کرتا ہو، پھر اس سے بہتر اور کون ہے۔ جو کوئی روئے زمین پر صاحب ورد و وظیفہ، اہل دعوت اور حافظِ قرآن ہیں، اُن سے ملاقات کرے اور دن رات طہارت کے ساتھ تلاوتِ قرآن مجید کرے تو اس سے بہتر اور کیا ہے۔ جو شخص ذکر، فکر، محاسبہ، نفس، مکاشفہ

جمیعتِ خلق باخلق میں مشغول رہے، اس سے بہتر اور کیا ہے۔ جو شخص تمام عمر خانہ کعبہ کا طواف کرتا رہے اور کوئی حج ترک نہ کرے، زکوٰۃ پابندی سے ادا کرے۔ نماز اور دیگر نوافل میں سرگرداں رہے۔ شب زندہ داری کرے اور دن کو روزہ رکھے۔ متقی اور صاحبِ ریاضت ہو۔ علم فقہ اور دیگر مسائل کا مطالعہ کرنے والا ہو۔ اور تفسیر کا علم پڑھتا رہے تو پھر اس سے بہتر اور کیا ہے۔ جو شخص تمام عمر فی سبیل اللہ جہاد کرتا رہے اور کفار کو قتل کرتا رہے تو اس سے کونسی چیز بہتر ہے۔ جو شخص تمام دنیا حاصل کرے اور شب و روز اُسے فی سبیل اللہ خرچ کرتا رہے، مسلمانوں کے لیے نافع ہو۔ تو اس سے بہتر اور کیا ہے۔ جو شخص اللہ کا سایہ ہو اور مشرق سے مغرب تک بادشاہ ہو کر عوام الناس کے ساتھ عدل، احسان اور انصاف کرے تو اس سے بہتر اور کیا ہے۔ جو شخص اپنی ہتھیلی اور ناخن پر دونوں عالم کے حالات اور ابتداء سے انتہا تک کے احوال کا معائنہ کرے تو اس سے بہتر اور کیا ہے۔ جو شخص غوث، قطب، ابدال، اوتاد کے مراتب کا مالک ہو اور عرش کے اُوپر کے ستر ہزار مقامات سے لے کر تحت الثریٰ تک تمام منکشف ہوں۔ پھر اس سے بہتر اور کیا ہے۔ یہ تمام درجات ہیں۔ جن میں ہر ایک درجہ معرفت اور وحدانیت الٰہی کے لیے سیڑھی کی طرح ہے۔ اسمِ اللہ ذات کے تصور سے اللہ کی ذات میں فنا، مستغرق اور اللہ کی نظر میں منظور ہو جاتا ہے اور حضور نبیٔ پاک صاحبِ لولاک علیہ افضل الصلوٰۃ و التسلیمات کی مجلسِ پاک میں ملازم ہو جاتا ہے۔ یہ طریقہ کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے تصور سے حاصل ہوتا ہے۔

ابتداء توحید آخر نور شُد
ذکر با مذکور آں مغفور شُد

ترجمہ:۔ سلوک کی ابتداء توحید سے شروع ہوتی ہے اور اُس کی انتہا نورانی ہوتی ہے۔ مذکور کے ذکر سے وہ مغفرت یافتہ ہو جاتا ہے۔

مطلب یہ کہ جو شخص اللہ کی ذات میں فنا ہو کر مشاہدہ کے مقام میں غرق ہوتا ہے وہ نور میں ہوتا ہے، اس کی گفتگو، اس کا دیکھنا، اس کی سماعت بھی نور ہی ہوتا ہے اس لیے معلوم ہوا کہ نور کا نفس بھی پاک و مطمئنہ ہو کر نور بن جاتا ہے۔ اس کا دل بھی صاف ہو کر نور ہو جاتا ہے۔ اس کی روح بھی پاک ہو کر نور کی بارش کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے رازوں کا مشاہدہ کرتا ہے۔ اس پر جو قرب خداوندی کی تجلیات ہوتی ہیں وہ بھی نور ہوتی ہیں۔ وہ سر سے پاؤں تک نور میں ڈوبا ہوا ہوتا ہے۔ نور والے سے کوئی غیر حرکت سرزد نہیں ہوتی۔ وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں منظورِ نظر ہوتا ہے۔ اور اسے حضور نبی کریم رؤف و رحیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی مجلس پاک کی حضوری نصیب ہوتی ہے۔ صاحب نور کا نفس، قلب، روح، سر اور نہ ہی سرے سے جسم ہوتا ہے۔ مخلوق کی قید سے آزاد ہو جاتا ہے۔ یہ صاحبِ نور شخص کے مراتب ہیں اور جو اپنا باطن آباد رکھتا ہو۔ نور والے مشق وجود پر قدرت رکھتے ہیں ؎

رفت قلبش رفت روحش رفت نفس سر ہوا
نور بود و نور باشد غرق فی اللہ با خدا

ترجمہ:۔ اس کا دل۔ روح۔ نفس۔ خواہشات اور سر ختم ہو جاتے یعنی فنا ہو جاتے ہیں وہ نور تھا نور ہوا خدا کی وہ فنا فی اللہ ہو گیا۔

اسم اللہ ذات کے تصور سے یہ نور کے مراتب حاصل ہوتے ہیں۔ اسم اعظم کی خاصیت کی برکت قرآن و حدیث سے ثابت ہے۔ کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے ذکر سے بھی یہ تمام مراتب نور کا حصول ہوتا ہے۔

مُرشدِ کامل کی حقیقت کا اِنکشاف

جاننا چاہیئے کہ انسان نفس کی قید سے آزادی حاصل نہیں کر سکتا۔ شیطان پر غلبہ نہیں پا سکتا۔ توکّل چھوڑ دینے کی بنا پر دین سے اس کا دل سرد نہیں ہو سکتا۔ اور طلب کے مراتب میں مرد نہیں ہو سکتا۔ جب تک کسی قادری صاحبِ مراتب مرشد کی بیعت نہ کرے ؎

شُد مطالب دیدنِ رو مصطفیٰؐ
شُد حضوری غرق فی اللہ با خُدا

ترجمہ:۔ حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کے دیدار سے تمام مطلب پورے ہوتے ہیں اور فنا فی اللہ ہونے سے حضوری حاصل ہوتی ہے۔

ذکر رجعت دعوتش دیوانگی
سکر مستی خام تر بیگانگی

ترجمہ:۔ اس کے ذکر کی دعوت کے رجعت سے دیوانگی ملتی ہے۔ سکر اور مستی ناقص ہیں ان سے غیریت حاصل ہوتی ہے۔

گر تو خواہی دائمًا باشی حضور
ہم نشیں قبر شوز اہلِ حضور

ترجمہ:۔ اگر تو ہمیشہ کے لیے حضوری چاہتا ہے تو کسی قبر والے کی قبر کی ہمنشینی اختیار کر۔

باہو بہرِ خُدا حاضر نُما
با تصور اسمِ اللہ شو فنا

ترجمہ:۔ باہو! اللہ تعالیٰ کے لیے حاضر دکھا۔ اور اسم اللہ کے تصور سے فنا ہو جا۔

مَراتب کی حقیقت کا انکشاف

معرفتِ خداوندی کے فقر میں دو مراتب ایسے ہیں جن کو کبیر و اکبر کہا جاتا ہے ان کا شروع اور آخر ظاہری شغل کے بارے میں نہیں کیونکہ یہ ذکر و فکر سے الگ ہے۔ صرف مشاہدہ اور حضورِ توحید ہے۔ یہ مراتب اسمِ اللہ ذات کے تصور سے کھلتے ہیں۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کی ذات میں فنا ہوتا ہے وہ اسمِ ذات الٰہی میں آتا ہے۔ ان دو مراتب کو حاضر و ناظر کہا جاتا ہے۔ جو شخص ان دونوں مراتب کا عامل ہو اگر مرشد توجہ کرے تو ایک لحظہ میں اسم اللہ ذات کے حاضرات سے انہیں دو مراتب سے تمام مراتب منکشف ہو جاتے ہیں۔ اسم اللہ ذات کے حاضرات اللہ تعالیٰ کے حکم سے اور حضور نبی غیب دان رحمۃ للعالمین شفیع المذنبین علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کی اجازت کے بغیر حاصل نہیں ہوتے۔ جب تک حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حکم نہ فرمائیں۔ اسم اللہ ذات کے حاضرات کا نہ اثر وجود میں ہوتا ہے نہ ہی اس کا کچھ فائدہ ہوتا ہے اور نہ ہی باطن منکشف ہوتا ہے، نہ ہی نفس تابع ہوتا ہے اور نہ

ہی دل کو ذوق پیدا ہوتا ہے، نہ ہی رُوح کو فرحت حاصل ہوتی ہے، اور نہ ہی راز سے فیض کا حصول ہوتا ہے اور نہ ہی بہار کی پھلواڑی منکشف ہوتی ہے۔ اگر کوئی جامع سروری قادری مرشد طالب اللہ کو حضور میں پہنچادے تو وہ آمنے سامنے دیکھ سکتا ہے۔ پھر اس کے وجود میں غلط دیکھنے والی آنکھیں، گندگی، غصّہ، غلبہ اور دنیاوی غم سے نجات مل جاتی ہے۔ حقیقت میں اللہ ہی اللہ ہے اور باقی خواہشات ہی خواہشات ہیں۔ دونوں عالم سے آزاد ہو جاتا ہے۔

نبوّت کا معرفتِ خداوندی میں مستغرق رہنا:-

اُمّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ارشاد ہے کہ حضور نبیٔ کریم وما ارسلناک الا رحمۃً للعالمین شفیع المذنبین انیس الغریبین علیہ الصّلوٰۃ والتسلیم دائمی طور پر معرفت اور قربِ خداوندی کے مشاہدہ میں مستغرق رہتے تھے۔ توحید اور نُورِ حضور میں آپ کی یہ حالت تھی کہ ایک لحظہ بھی رب تعالیٰ کے حضور کے مشاہدہ سے غافل نہیں ہوتے تھے۔ اور توحید کے عشق کی آگ کے نُور اور اللہ تعالیٰ کی محبّت کے درد کی وجہ سے ایک دم بھی سکون نہیں کرتے تھے بلکہ اکثر زبان پاک سے ارشاد فرمایا یَا لَیْتَ رَبَّ مُحَمَّدٍ لَمْ یَخْلُقْ مُحَمَّدًا۔ کاش! محمدؐ کا پروردگار محمدؐ کو تخلیق نہ فرماتا۔ یہ تمام کا تمام اسم اللہ ذات کے بوجھ کی گرمی کی وجہ سے تھا:

اسمِ اللہ بس گراں است بے بہا
این حقیقت را بداند مصطفےٰ

ترجمہ:۔ اللہ کا نام بہت قیمتی اور عظمت والا ہے اس راز کو صرف حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء نے جانا ہے۔

جو شخص اسمِ اللہ ذات کی توحید غوطہ لگاتا ہے جس طرح کہ مچھلی پانی میں غوطہ لگاتی

لگائی ہے، تو وہ اللہ کی ذات میں فنا ہو جاتا ہے اور اس کے سامنے کوئی پردہ نہیں رہتا۔ ؎

چناں کن جسم را در اسمِ پنہاں
کہ می گردد الف در بسمِ پنہاں

ترجمہ:۔ اپنے جسم کو اسمِ ذات میں اس طرح فنا کر لے جیسے بسم اللہ میں الف پوشیدہ ہو گیا ہے اور اصل میں باسم اللہ ہے۔

یہ حقیقت، معرفت، فقر، فنا، بقائے باطن صفا اور حقائق حق وہی شخص بہتر طور پر جانتا ہے جو باطل سے نکل اللہ کا دوست بن گیا ہو۔ لاکھوں، طالبین مرشدین میں سے صرف ایک شخص سروری جامع قادری ایسا ہوتا ہے جو دائمی طور پر اللہ تعالیٰ کی وحدت میں غرق اور غرقِ الٰہی میں غرق۔ اور حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر اور حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ النورانی کا ملازم و غلام ہو۔

کسی نے کیا خوب فرمایا ہے ؎

شفیع اُمت و سرور بود آں شاہِ جیلانی
تعالی اللہ چہ ما چہ قدرت خدائش کرد ارزانی

ترجمہ:۔ سیدنا غوث اعظم اُمت کی شفاعت کرنے والے اور سردار تھے۔ تمام بڑائیاں اللہ تعالیٰ کو حاصل ہیں کہ اس نے ان کے لیے قدرت کو آسان کر دیا۔

سکندر می کند دعویٰ کہ ہستم چاکرِ آں شاہ
فلاطوں پیش علم اُو مقر آمد بنادانی

ترجمہ:۔ سکندر اُن کی غلامی کا دعویٰ کرتا ہے افلاطون اُن کے علم کے سامنے اپنی کم علمی کا اقرار کرتا ہے۔

کلاہ داران ایں عالم گدایانِ گدائے تو
ترا زیبد ترا زیبد کلاہ داری و سُلطانی

ترجمہ :۔ اس جہان کے تاجدار تیرے فقیروں کے فقیر ہیں۔ تجھ پر خوبصورت لگتی ہے جو تو بادشاہی کا تاج رکھتا ہے۔

گدا سازی اگر چاہی بیکدم بادشاہاں را
گدایاں را دہی شاہی بیک لحظہ بہ آسانی

ترجمہ :۔ اگر تو چاہے تو ایک لمحہ میں بادشاہوں کو فقیر بنائے اور فقیروں کو ایک ساعت میں بادشاہت عنایت کردے۔

گدائے در گہت خاقاں غلام حضرت قیصر
چہ عالی شان سلطانی الآ اے غوثِ ربانی

ترجمہ :۔ آپ کی درگاہ کے فقیر تو خاقانِ اعظم اور قیصر غلام ہیں۔ اے غوثِ ربانی آپ کی بادشاہت کتنی عالی شان ہے۔

بایں حشمت بایں شوکت بایں قدرت بایں عظمت
نبود است ونخواہد بود الحق مثلِ تو ثانی

ترجمہ :۔ ایسی حشمت اور شوکت و قدرت اور عظمت والا نہ ہے اور نہ ہوگا حق بات یہ ہے کہ تیرا کوئی ثانی و مثل نہیں ہے۔

چہ ناسوتی چہ ملکوتی چہ جبروتی چہ لاہوتی
ہمہ در زیرِ پائے تو چہ عالیشان سلطانی

ترجمہ :۔ عالم ناسوت و ملکوت اور جبروت و لاہوت تمام آپ کے پاؤں کے نیچے ہیں آپ کی سلطنت کتنی عالی شان ہے۔

حقیقت از تو روشن شد طریقت از تو گلشن شد
سپہر شرع را ماہی زہے خورشید نورانی

ترجمہ :۔ حقیقت کو آپ نے واضح کیا طریقت کو آپ نے گلزار بنادیا۔ آپ کے نورانی سورج سے شرع کو نورانیت سپہر کی حاصل ہوتی ہے۔

زباغِ اصفیا سرو ے ز بزمِ مصطفیٰ شمع
علی را قرۃ العینی بدیں محبوب سبحانی

ترجمہ:۔ تو صوفیوں کے باغ کا سرو اور مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے محفل کی شمع ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی آنکھ کی ٹھنڈک اور دین میں اللہ کا محبوب ہے۔

دلا گشتی مریدِ اُو بہ بیں لطف مزید اُو
چہ اوصاف حمید اوگہ و بے گاہ میدانی

ترجمہ:۔ اے دل تو اس کا مرید ہو جا اور اس کے الطاف و مہربانی کی زیادتیوں سے لطف اندوز ہو ان کے اوصافِ حمید سے وقتاً فوقتاً خبردار ہوتا رہے گا۔

زُباں را شُست وشو باید بآب جنت الکوثر
ازاں پس نام محی الدیں بپاکی بر زباں رانی

ترجمہ:۔ زبان کو جنتی حوض کوثر کے پانی سے دھو کر پاک کرنا چاہیئے اس کے بعد غوثِ اعظم محی الدین رضی اللہ عنہ کا نامِ نامی زبان پر لانا چاہیئے۔

بزرگ و خورد و مرد و زن مریدت شد ہمہ عالم
خطا پوشی عطا پاشی و دیں بخشی جہاں بانی

ترجمہ:۔ تمام جہانوں کے بڑے چھوٹے عورت مرد آپ کے مرید ہیں۔ خطاؤں کو چھپاتا ہے جود و عطا کی بارش کرتا ہے دین و دنیا بخشتا ہے۔

تو شاہِ اولیاء و اولیاء محتاج درگاہت
مشائخ را نزد بر درگہت از فخر دربانی

ترجمہ:۔ تو ولیوں کا بادشاہ ہے اور ولی تیری درگاہ کے محتاج ہیں۔ اپنی درگاہ سے مشائخ کو نہ جھٹکار کہ تیرے در کی دربانی قابلِ فخر ہے۔

مطیع حکم تو دیواں ملائک چوں پری بندہ
شہنشاہ شہنشاہاں امام انس و روحانی

ترجمہ:۔ نیک و بد لکھنے والے فرشتے آپ کے حکم کے پابند اور پریوں کی طرح غلام ہیں آپ بادشاہوں کے بادشاہ اور روحانی انسانوں کے امام ہیں۔

چہ عبد القادری قدرت ازاں داری کہ یک لحظہ
بر آری آشکارا از کرم حاجات پنہانی

ترجمہ:۔ تو قادر کا عجیب و غریب بندہ ہے اور یہ قدرت رکھتا ہے کہ ایک لمحہ میں اس کے کرم سے پوشیدہ حاجتوں کو علانیہ پورا کر دیتا ہے۔

بدنیا در عدن بخشی بعقبیٰ جنت الماویٰ
برحمت بحر الطافی و شفقت کان احسانی

ترجمہ:۔ دنیا میں عدن کے موتی اور آخرت میں جنت الماویٰ دیتا ہے تو رحمت میں الطاف کا دریا اور شفقت میں احسان کی کان ہے۔

ملاذا دستگیری تو معاداً دلپذیری تو
بلطفِ خود رہائی دہ زگردابِ پریشانی

ترجمہ:۔ تیری دستگیری جائے پناہ اور دل لبھانے والی خصلت میری مددگار ہے۔ اپنے لطف و مہربانی سے پریشانیوں کے بھنور سے رہائی دلا دے۔

جگر ریشم دروں خستہ دل اندر لطفِ تو بستہ
تو ہم از غایتِ احساں دوا بخشی درمانی

ترجمہ:۔ میرا جگر زخمی ہے اور اندر سے تھک گیا ہوں مگر دل تیری مہربانی کا اُمیدوار ہے تو اپنے انتہائی احسانوں کے ساتھ مجھے دوا عنایت کر کے میرا علاج کر دے۔

ترا چو من ہزاراں بندہا ہستند در عالم
مرا جز آستانت نیست اگر خوانی دگر رانی

ترجمہ:۔ اس دنیا میں آپ کے ہزاروں غلام مجھ جیسے ہیں۔ آپ کے آستانے کے سوا میرا کوئی ٹھکانہ نہیں آپ چاہیں بٹھالیں یا بھگا دیں۔

ندارم اندریں عالم بجز درد و غم و شدّت
خلاصی دہ ازیں محنت کہ وارم صد پریشانی

ترجمہ:۔ اس جہان میں درد و غم اور سختی کے سوا میں کچھ نہیں رکھتا۔ اس تکلیف و محنت سے چھٹکارا دے کہ میں سیکڑوں پریشانیاں رکھتا ہوں۔

منم سائل بجز تو نیست غمخوارم کہ گیر دوست
برحمت کن نظر برمن توئی مختار سبحانی

ترجمہ:۔ میں ایسے سوال کرنے والا ہوں آپ کے سوا میرا کوئی غم کھانے والا اور ہاتھ پکڑنے والا نہیں۔ مجھ پر رحمت کی نظر فرمایئے کہ آپ مختارِ سبحانی ہیں۔

سگِ درگاہِ جیلانی شو چو خواہی قربِ ربّانی
کہ بر شیراں شرف دارد سگِ درگاہِ جیلانی

ترجمہ:۔ اگر تو اللہ کا مقرب بننا چاہتا ہے تو غوثِ جیلانی کی درگاہ کا کتا بن جا کہ غوثِ جیلانی کی درگاہ کا کتا شیروں پر فوقیت رکھتا ہے۔

قفائے بندہ عاجز فتادہ بر سرِ کویت
عجب نبود اگر ایں ذرہ را خورشید گردانی

ترجمہ:۔ تیری راہ میں عاجز غلام کی طرح گردن جھکا کر پڑا ہوا ہے کوئی تعجب کی بات نہیں کہ آپ ذرّہ ناچیز کو خورشیدِ تاباں کر دیں۔

حضرت سلطان العارفین نے جواباً کیا خوب فرمایا ؎

ہر مریدش آفتاب روشنی حق نما
فیض بدہد فیض بخشد برد حاضر مصطفےٰ

ترجمہ:۔ آپ کا ہر مرید سورج ہے اللہ کے نور کی طرف رہنمائی کرتا ہے فیض دیتا ہے فیض پہنچاتا ہے اور بارگاہِ مصطفےٰ پر حاضری دیتا ہے۔

راز رحمت فیض فضلش میدہاند از خدا
بے نصیبے کس نباشد باہوئے دل باصفا

ترجمہ:۔ آپ اُس کی رحمت کا راز اور اللہ سے اُس کے فضل کا فیض دلواتے ہیں۔ بے نصیب کو نفسانی خواہشات کے سوا کچھ نہیں ملتا۔ سوائے ان کے جن کا دل صاف ہے۔

کامل پیر کی حقیقت کا انکشاف

حضور غوثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے مرید مرد اور تجربہ کار اور درد سے بھرے ہوئے ہیں ؎

عرش و کرسی در دل است لوح و قلم
ہر کہ دل را یافت آں را نیست غم

ترجمہ:۔ عرش و کرسی لوح محفوظ اور قلم سب کچھ دل کے اندر ہیں جس نے دل کے راز کو پالیا اُس کو کچھ غم نہیں ہے۔

ایں مراتب طفل گانی سر ہوا
راہِ وحدت غرق فی اللہ باخُدا

ترجمہ:۔ یہ مرتبہ طفلانہ اور نفسانی خواہشات ہیں مگر وحدت کا راستہ فنا فی اللہ ہونا ہے۔

غیر مخلوق است وحدت نُورِ حق
ایں بود مخلوق سیرِ ہر طبق

ترجمہ:۔ اللہ کا نور وحدت غیر مخلوق ہے اور یہ مخلوق ہے تو ہر مخلوق طبقہ کی سیر کرتا ہے۔

درمیانِ بندہ حق دیوار نیست
مردہ اَم دل لائقش دیدار نیست

ترجمہ :۔ اللہ اور بندے کے درمیان میں کوئی پردہ حائل نہیں ہے۔ میں مردہ ہوں اور دل اس کے دیدار کے لائق نہیں ہے۔

پردہ را بردار باحق شو ہم سخن
تا ترا حاصل شود کنہش زکن

ترجمہ :۔ پردہ کو اُٹھا دے تو اللہ کے ہم کلام ہو جا تا کہ تجھ کو کُن کی حقیقت حاصل ہو جائے۔

چشم با چشم است دل با دل نذیر
انتہائے عارفانش ایں فقیر

ترجمہ :۔ آنکھ نے آنکھ کے ساتھ اور دل نے دل کے ساتھ عہد و پیمان باندھ رکھا ہے۔ اس فقیر کے نزدیک عارف کے بلندیٔ درجات کی یہ انتہا ہے۔

کے تواند بست صورت بے مثال
ہر کہ از خود بگذرد بیند جمال

ترجمہ :۔ اس بے مثل بے مثال کی صورت کا تصوّر کون کر سکتا ہے جو اپنے آپ کو فنا کر دیتا ہے وہ اس کے جمال جہاں آرا کی زیارت سے مشرف ہوجاتا ہے۔

باہُو بہرِ خدا وحدت نما
می برم حاضرا ترا با مصطفیٰ

ترجمہ :۔ باہو خدا کے لیے وحدت کی طرف راہنمائی کر۔ میرے پاس آنے والے اے شخص میں تجھ کو بارگاہِ مصطفیٰ تک پہنچا دوں۔

ہر کہ منکر از نبی مجلس نبی
عاقبت کافر شود اہل از شقی

ترجمہ :۔ جو کوئی نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا منکر ہے وہ آخر کار کافر ہو گا اور بدبخت ہو گا۔

ظاہری اعمال کی حقیقت کا انکشاف

جاننا چاہیئے کہ ظاہری اعمال سے انسان کے دل سے نفاق نہیں نکل سکتا جب تک کہ اسم اللہ ذات اور محبت و معرفت کی آگ سے اُسے نہ جلائے۔ تب تک اُس کا زنگار اور اُس کی سیاہی دُور نہیں ہو سکتی۔ اور نہ ہی خاص الخاص ذکر کو قبول کرتا ہے۔ ذکر سے جب تک دل زندہ نہ ہو نفس مردہ نہیں ہوتا خواہ تمام عمر تلاوتِ قرآن مجید اور مسائل فقہ کا مطالعہ کرتے رہیں۔ ہمیشہ ذکر کرنے سے دل صاف ہو جاتا ہے۔ اس ذکر کی تعریف قرآن مجید میں یوں ہے :۔

اُدْعُوْا رَبَّکُمْ تَضَرُّعًا وَّ خُفْیَۃً

رب تعالیٰ کو گڑگڑا کر اور مخفی طور پر یاد کرو۔

جو آدمی اپنے وجود کے حواس اور اپنے وجود کے خطرات کی غلاظت کو اسمِ اللہ ذات کے تصور کی آگ سے نہیں جلاتا اور اللہ تبارک و تعالیٰ کا شوق دل میں پیدا نہیں کرتا۔ اس کے لیے دیدار بہت مشکل ہے۔ ؎

یا رب از عارفاں مرا پیمانہ سرشار دہ
چشمِ بینا جان آگاہ و دلِ بیدار دہ

ترجمہ :۔ اے میرے پروردگار مجھے عارفین کا مست کر دینے والا پیمانہ دے اور چشمِ بینا تجھ سے واقف جان اور بیدار قلب عطا کر۔

ہر سرِ موئے جواہی من برائے می رود
ایں پریشاں سیر را در بزمِ وحدت بارد

ترجمہ :- میرے جسم کا ہر ایک بال ایک اور ہی راہ پر چلتا ہے۔ اس بھولے ہوئے پریشان حال کو مجلسِ وحدت میں آنے دے۔

مدتِ گفتار کرداری کہ کردی مرحمت
روزگارے ہم بمن کردارِ بے گفتار دہ

ترجمہ :- تو نے مجھے مدت تک صالح اعمال کا علم عطا کیا۔ اب مجھے خاموشی کا عمل عطا کیجئے۔

شیوہ اربابِ ہمت نیست چوں ایں ناتمام
رخصتِ دیدار داری طاقتِ دیدار دہ

ترجمہ :- مجھ سے ایسے ادھورے کی طرح نہیں ہوتا۔ طاقت ور لوگوں کا شیوہ اگر تو نے دیدار کی اجازت دی ہے تو دیدار کی قوت بھی عطا فرما۔

ہر کہ در مردار غرق است کے شود دیدار جو
غیر اللہ ہر چہ باشد دفترش از دل بشو

ترجمہ :- جو آدمی مردار دنیا میں پھنسا ہوا ہے وہ دیدار خداوندی کس طرح حاصل کر سکتا ہے۔ اللہ کے سوا کسی دوسرے کا خیال دل کے دفتر سے نکال دے۔

تا نگردد غرق فی اللہ بے خبر از خود فنا
ہر کہ خود از خود بر آید دل شود رہبر خدا

ترجمہ :- جب تک تو پوری طرح خالی نہ ہو ذاتِ الٰہی میں غرق نہیں ہو سکتا۔ جو خود کو چھوڑ دیتا ہے تو اس کا قلب اللہ تعالیٰ کے وصال کے لیے راہنما ہو جاتا ہے۔

اہلِ توحید کامل مکمل اکمل مرشد دو طرح کے ہوتے ہیں۔ ایک صاحبِ نظر جو ایک

نگاہ سے طالب کو وحدانیت میں لے جا کر اللہ تعالیٰ کا منظورِ نظر بنا دیں۔ دوسرے جو طالب کو حضور نبی کریم رحمۃ للعالمین علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کی مجلسِ پاک میں پہنچا دیں۔ یہ یا تو اہلِ قبور سے بطریق دعوت یا اسم اللہ ذات کے تصور یا توجہاتِ باطنی سے حاصل ہوتا ہے۔ اس قسم کا سلوک کماحقہٗ بھید ہے جو پوری طرح منکشف ہوتا ہے۔ وہ آمنے سامنے دیکھتا ہے ؎

باہو ہر کہ بیند عین را عفو العباد
عارفاں از عفو باطن شد آباد

ترجمہ:۔ باہو جس نے دیدارِ باری کر لیا وہ بندۂ مغفور ہو جاتا ہے اس کے عفو و معافی سے عارفوں کا باطن (دل) آباد و روشن ہوتا ہے۔

حقیقت میں اللہ ہی سب کچھ ہے اللہ کے سوا خواہشات ہی خواہشات ہے۔

فنافی اللہ کی حقیقت کا انکشاف

درج ذیل آیۂ کریمہ اس قلب کے وسیع طبقات کے متعلق ہے جو دل اللہ کی ذات میں فنا ہو جائے۔ اللہ رب العالمین جل مجدہ الکریم نے اپنی مقدس کتاب کے پارہ نمبر ۱۸ سورۂ نور رکوع نمبر ۵ میں ارشاد فرمایا:۔

اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ مَثَلُ نُوْرِہٖ کَمِشْکٰوۃٍ فِیْھَا مِصْبَاحٌ فِیْ زُجَاجَۃٍ اَلزُّجَاجَۃُ کَاَنَّھَا کَوْکَبٌ دُرِّیٌّ یُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَۃٍ مُّبٰرَکَۃٍ زَیْتُوْنَۃٍ لَّا شَرْقِیَّۃٍ وَّلَا غَرْبِیَّۃٍ یَّکَادُ زَیْتُھَا یُضِیْٓءُ وَلَوْ لَمْ

تَمۡسَسۡهُ نَارٌ ؕ نُوۡرٌ عَلٰی نُوۡرٍ ؕ یَهۡدِی اللّٰهُ لِنُوۡرِهٖ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَ یَضۡرِبُ اللّٰهُ الۡاَمۡثَالَ لِلنَّاسِ ؕ وَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَیۡءٍ عَلِیۡمٌ ۔

اللہ تعالیٰ زمین و آسمان کا نور ہے۔ اس نُور کی مثال ایسی ہے جیسے ایک طاق ہے اور طاق میں ایک چراغ رکھا ہوا ہے۔ اور چراغ ایک شیشے کی قندیل میں ہے۔ اور قندیل اس طرح شفاف ہے گویا وہ موتی کی طرح روشن ایک ستارہ ہے۔ وہ چراغ زیتون کے ایک مبارک شجر کے تیل سے منوّر کیا جاتا ہے۔ جو نہ پورب کی طرف رکھا ہے اور نہ ہی پچھم کی طرف۔ اُس کا تیل اس قدر صاف ہے کہ اگر اُسے آگ بھی نہ چھوئے تاہم معلوم ہوتا ہے کہ خود سے خود جل اُٹھے گا غرض کہ ایک نور نہیں بلکہ نورٌ علیٰ نُور ہے۔ اللہ اپنے نور کی طرف جسے چاہتا ہے راہ دیتا ہے۔ اور اللہ لوگوں کو سمجھانے کے لیے مثالیں بیان فرماتا ہے اور اللہ تمام اشیاء کا علم رکھتا ہے۔

وَلی اللہ کی حقیقت کا اِنکشاف

یہ آیہ کریمہ اللہ تعالیٰ کے دوستوں کے متعلّق ہے۔ اللہ کا دوست اُسے کہتے ہیں جو دائمی طور پر اللہ رب العزۃ تبارک و تعالیٰ کا منظورِ نظر اور حضور نبی کریم رؤف و رحیم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کی مجلسِ پاک میں حاضر رہنے والا ہو۔ جس کا قلب اللہ کے ذکر سے صاف و شفاف ہو۔ انبیائے کرام اور اولیائے عظام کی ارواح پاک سے اُسے ملاقات حاصل ہو۔

اللہ ربُ العالمین جل مجدہ الکریم نے اپنی مقدس کتاب قرآن مجید فرقان حمید کے پارہ پانچ سورت نساء اور رکوع سات میں ارشاد فرمایا :۔

وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَلِيًّا وَّكَفٰى بِاللّٰهِ نَصِيْرًا۔

وہ اللہ تعالیٰ کو کافی دوست اور کافی مددگار سمجھتا ہے۔

پھر پارہ پانچ سورت نساء رکوع ۱۲ میں ارشاد ربانی ہے :۔

فَلَا تَتَّخِذُوْا مِنْهُمْ اَوْلِيَآءَ حَتّٰى يُهَاجِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

اُنھیں اپنا دوست نہ بناؤ جب تک کہ وہ فی سبیل اللہ ہجرت نہ کریں۔

پھر ارشادِ باری تعالیٰ ہے :۔

وَ اِمَّا تَخَافَنَّ مِنْ قَوْمٍ خِيَانَةً فَانْۢبِذْ اِلَيْهِمْ عَلٰى سَوَآءٍ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْخَآئِنِيْنَ۔

ترجمہ :۔ اگر تمھیں کسی قوم کی جانب سے دغا کا خوف ہو تو مساوات کو ملحوظ رکھ کر اُن کے عہد کو ان کی طرف پھینک دو۔ تحقیق اللہ تعالیٰ دغا کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔ (پارہ ۱۰ سورہ انفال۔ رکوع ۷)

اللہ ربُ العالمین جل مجدہ الکریم کے دوستوں کو اللہ تبارک وتعالیٰ کے ذاتی نام کے تصور اور ذکر کا خوف دل میں ہوتا ہے۔

از ہیبتِ آں دو راہ خوں شد دلِ من
تا آخر بکدام راہ برد منزلِ من

ان دو راستوں کی ہیبت سے میرا قلب خون ہو رہا ہے کہ دیکھئے کون سا راستہ میری منزل ہو۔

ارشادِ باری تعالیٰ جل مجدہُ الکریم ہے :۔

فَرِيْقٌ فِي الْجَنَّةِ وَ فَرِيْقٌ فِي السَّعِيْرِ

ایک فریق جنّت میں ہوگا اور ایک فریق جہنم میں ہوگا۔

انسان کی ظاہر کی آنکھ کسی کام نہیں آتی۔ اُس کی باطن کی آنکھ کھُل جاتی ہے۔ اے
عارف اور اے اللہ کے دوست! دل کی آنکھ سے دیکھ۔ ظاہر کی آنکھ سے تو بیل اور
گدھے بھی دیکھتے ہیں۔ چشمِ باطن والے کو اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہوتا ہے۔ طالب
مولیٰ یعنی اللہ تعالیٰ کا طالب دیدِ الٰہی کرتا ہے اور وہ حق الیقین کا مرتبہ حاصل کر لیتا ہے۔

اللہ ربُّ العالمین جل مجدہُ الکریم نے اپنی مقدس کتاب قرآن مجید فرقانِ حمید
کے پارہ نمبر ۲۷ سورۃ واقعہ رکوع نمبر ۱ میں ارشاد فرمایا:۔

وَكُنْتُمْ اَزْوَاجًا ثَلٰثَةً ۝ فَاَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ ۝ مَآ اَصْحٰبُ
الْمَشْئَمَةِ ۝ وَالسّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ الْمُقَرَّبُوْنَ ۝
فِىْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ۝ ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ ۝ وَقَلِيْلٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ ۝
عَلٰى سُرُرٍ مَّوْضُوْنَةٍ ۝ مُّتَّكِـِٕيْنَ عَلَيْهَا مُتَقٰبِلِيْنَ ۝ يَطُوْفُ
عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُوْنَ ۝ بِاَكْوَابٍ وَّاَبَارِيْقَ ۝ وَكَاْسٍ
مِّنْ مَّعِيْنٍ ۝ لَّا يُصَدَّعُوْنَ عَنْهَا وَلَا يُنْزِفُوْنَ ۝ وَفَاكِهَةٍ
مِّمَّا يَتَخَيَّرُوْنَ ۝ وَلَحْمِ طَيْرٍ مِّمَّا يَشْتَهُوْنَ ۝ وَحُوْرٌ ۝
كَاَمْثَالِ اللُّؤْلُؤِ الْمَكْنُوْنِ ۝ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝
لَا يَسْمَعُوْنَ فِيْهَا لَغْوًا وَّلَا تَاْثِيْمًا ۝ اِلَّا قِيْلًا سَلٰمًا سَلٰمًا۔

ترجمہ:۔ اور تم تین قسم کے ہو جاؤ گے تو داہنی طرف والے۔ کیسے داہنی طرف
والے۔ کیسے بائیں طرف والے۔ اور جو سبقت لے گئے۔ وہ تو سبقت
ہی لے گئے۔ وہی مقرب بارگاہ ہیں۔ چین کے باغوں میں اگلوں میں سے
ایک گروہ اور پچھلوں میں سے تھوڑے۔ جڑاؤ تختوں پہ ہوں گے۔ ان پر
تکیہ لگائے ہوئے آمنے سامنے۔ ان کے گرد لیے پھریں گے ہمیشہ رہنے والے
لڑکے۔ کوزے اور آفتابے اور جام اور آنکھوں کے سامنے بہتی شراب کہ اس

سے نہ انہیں دردِ سر ہو نہ ہوش میں فرق آئے۔ اور میوے جو پسند کریں اور پرندوں کا گوشت جو چاہیں۔ اور بڑی آنکھ والیاں حوریں۔ جیسے چھپے رکھے ہوئے موتی۔ صلہ ان کے اعمال کا۔ اس میں نہ سنیں گے نہ کوئی بیکار بات نہ گنہ گاری۔ ہاں یہ کہنا ہوگا سلام سلام۔

اسم اللہ کے تصوّر کی حقیقت

اللہ رب العزۃ تبارک وتعالیٰ کے ذاتی نامِ پاک کے تصور والا نورِ ایمانی میں غرق ہوتا ہے۔ وہ ظاہری طور پر شریعتِ مطہرہ کا پابند اور باطنی طور پر عارف باللہ یعنی اللہ تعالیٰ کو پہچاننے والا ہوتا ہے۔

اللہ ربُّ العالمین جل مجدہُ الکریم نے اپنی مقدس کتاب قرآنِ مجید فرقان حمید کے پارہ نمبر ۲۵ سورۃ الشوریٰ رکوع نمبر ۵ میں ارشاد فرمایا:۔

وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا مَا كُنْتَ تَدْرِىْ مَا الْكِتٰبُ وَلَا الْاِيْمَانُ وَلٰكِنْ جَعَلْنٰهُ نُوْرًا نَّهْدِىْ بِهٖ مَنْ نَّشَآءُ مِنْ عِبَادِنَا وَاِنَّكَ لَتَهْدِىْٓ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝ صِرَاطِ اللّٰهِ الَّذِىْ لَهٗ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الْاَرْضِ اَلَآ اِلَى اللّٰهِ تَصِيْرُ الْاُمُوْرُ ۝

اسی طرح ہم نے اپنے حکم سے دین کی جان یعنی یہ کتاب تمہاری طرف وحی کے ذریعے بھیجی ہے۔ تم نہیں جانتے تھے کہ کتاب کیا چیز ہے اور نہ

یہ جانتے تھے کہ ایمان کس کو کہتے ہیں۔ مگر ہم نے قرآن کو ایک نور بنا دیا ہے کہ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتے ہیں اس کے ذریعہ سے دین کا راستہ دکھاتے ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ تم تو لوگوں کو سیدھا راستہ دکھلاتے ہو یعنی اس خدا کا راستہ کہ جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمینوں میں ہے سب اُسی کا ہے۔ اللہ ہی سب کاموں کا مرجع ہے۔

وَلٰكِنْ تَصْدِيْقَ الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَتَفْصِيْلًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَّ هُدًى وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ۔

ترجمہ:۔ بلکہ جو کتابیں اس کے نزول سے پہلے موجود ہیں اُن کی تصدیق کرتی ہے ہر چیز کا تفصیل سے بیان اور ہدایت و رحمت ہے۔

پارہ نمبر ۱۴ سورۃ النحل رکوع ۲ میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:۔

وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَخْلُقُوْنَ شَيْئًا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ۔

جن بتوں کو یہ لوگ حاجت روا سمجھ کر ان کی پوجا کرتے ہیں وہ کسی چیز کو پیدا نہیں کر سکتے بلکہ وہ بُت بنائے جاتے ہیں۔

قُربِ الٰہی کی حقیقت

باز آ از شرک و کفر اے بُت پرست
تا ترا حاصل شود وحدت الست

ترجمہ اے بُت پرست کفر و شرک سے باز آ تاکہ تجھے وحدت حاصل ہو

جو شخص اللہ تبارک و تعالیٰ کا قرب حاصل کرنا۔ ہمیشہ کے لیے حضور نبی پاک صاحبِ لولاک علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیمات کی بزمِ پاک میں حاضر ہونا۔ اور سلطان الفقراء سے جس کی صورت نورِ حق ہے اور جسے دائمی طور پر اللہ تعالیٰ کا قرب اور حضور نبی کریم وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی مجلسِ پاک حاصل ہے ملاقات کرنا چاہتا ہے۔ اُسے جاننا چاہیئے کہ انسان کے بدن پر کم و بیش تیس کروڑ تیس لاکھ بال ہیں۔ ہر بال کے مقابلہ میں شیطان کا گھر ہے۔ اور جو اس خواہشاتِ نفسانی کا گھر ہیں دنیاوی لذتوں سے کبھی کوئی سیر نہیں۔ جو شخص محبتِ دُنیا دل سے نہیں نکالتا وہ نہ قربِ خداوندی حاصل کر سکتا ہے اور نہ ہی حضور نبی غیب دان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مجلسِ پاک کی حضوری۔ اور نہ ہی اس کے قلب، قالب اور ہر ایک بال سے ذکر جاری ہوتا ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کی معرفت یعنی شناسائی اور فقر جو اصل فتح ہے دنیا کو چھوڑے بغیر حاصل نہیں ہوتے اور نہ ہی اسے قربِ خداوندی حاصل ہوتا ہے خواہ تمام عمر پتھر پر سر مارتا رہے۔ تقویٰ اور مجاہدہ سے اس کی پیٹھ کبڑی ہو جائے اور جسم کمان کی مانند ہو جائے۔ دنیا کی محبت کے باعث بارگاہِ خداوندی سے حجاب اور دُوری ہوتی ہے۔ دنیا سے دوستی رکھنے والا دشمنی الٰہی ہوتا ہے۔

مذمّتِ دنیا کی حقیقت

زبہر زر چرا تو دلق پوشی
زبہر زر چرا دائم خموشی

تو دنیا کے مال و متاع کے لیے کیوں گدڑی پہنتا ہے اور دائماً خاموش رہتا ہے۔

ز بہر زر چرا عرفان مکانی
ز بہر زر چرا درویش خوانی

تو مال و متاع کے لیے عرفانِ مکان بنا ہُوا ہے۔ تو مال و منال کے لیے درویش کیوں بنا ہُوا ہے۔

ز بہر زر چرا گریاں کشائی
ز بہر زر چرا صورت صفائی

تو مال و متاع کی خاطر اس قدر آہ وزاری کیوں کرتا ہے اور صفائی کی صورت بنا رکھی ہے۔

ز بہر زر چرا خلوت نشینی
ز بہر زر چرا خوش خواب بینی

تو سونے چاندی کے واسطے خلوت نشینی کیوں اختیار کرتا ہے اور زر کی خاطر عمدہ خواب کیوں دیکھتا ہے۔

ز بہر زر چرا اسم اللہ فروشی
ز بہر زر چرا غوغا فروشی

تو زر کے حصول کے لیے اللہ کا نام کیوں فروخت کرتا ہے اور تو نے مال و متاع کے لیے اس قدر شور کیوں مچا رکھا ہے۔

ز بہر زر چرا نقشے بدانی
ز بہر زر چرا تسبیح خوانی

تو سونے چاندی کی خاطر نقشبندی کیوں بنا ہوا ہے اور تو زر کی خاطر تسبیح کیوں پڑھتا ہے۔

ز بہر زر چرا علم فضیلت
ز بہر زر چرا دنیا وسیلت

تو سونے چاندی کی خاطر علم کی فضیلت فروخت کرتا ہے اور دنیا کو اپنا وسیلہ بناتا ہے۔

ز بہر زر چرا تو شاہ طلبی
ز بہر زر چرا تو ذکر قلبی

تو سونے چاندی کی خاطر شاہ طلب کیوں بنا ہوا ہے۔ تو زر کی خاطر ذاکر قلبی کیوں بنا ہوا ہے۔

ز بہر زر چرا تو انتظاری
ز بہر زر چرا ہر در بخواری

تو سونے چاندی کے لیے در بدر اور منتظر کیوں ہوتا ہے

باہو را نیست طلبش زر بدانی
کہ غرقِ معرفت با حق وصالی

باہو کو سونے چاندی کی طلب نہیں ہے کیونکہ وہ معرفت اور اللہ تعالیٰ کے وصال میں مشغول ہے۔

ایک دم کی حقیقت

یاد رہے کہ اللہ تعالیٰ کے ذکر میں ایک دم مشغول ہونا شہنشاہیت سے بہتر ہے اس لیے تجھے معلوم ہونا چاہیئے کہ دنیا چند دن ہے پھر بواسطہ الٰہی ہوگا۔

تمہیں یہ بھی معلوم ہونا چاہیئے کہ دنیا شیطانی مال و متاع ہے۔ جو دنیا کو ترک کرتا ہے وہ معرفتِ الٰہی حاصل کر لیتا ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کے ذکر میں ایک دم مشغول رہنا دنیا کی ہزاروں شہنشاہیت سے بہتر ہے۔ کیا تو نہیں جانتا کہ ایک مرتبہ حضور سید یوم النشور احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے دریافت کیا کہ یا حضرت! وہ کونسی اچھی چیز ہے جس سے دنیا اور عقبیٰ میں اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہوتا ہے۔ اور وہ کونسی ادنیٰ اور بُری چیز ہے جو دنیا اور عقبیٰ میں اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل نہیں ہونے دیتی۔ حضور نبی کریم وما ارسلنا ک الا رحمۃ للعالمین علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم نے ارشاد فرمایا فقر اور معرفتِ خداوندی کو عزیز جانو۔ کیونکہ ان دونوں نعمتوں سے دونوں عالم کا فخر حاصل ہوتا ہے۔ دنیا سے دائمی طور پر نفرت و بیزاری اختیار کرو کیونکہ یہ شیطان کا مال و متاع ہے۔

طالبِ دُنیا کی حقیقت

مائل جیفہ کہ شود جز سگے
کینہ ورے و بے خبرے و بدر گے

ترجمہ:۔ مردار کی طرف کتے کے سوا کون مائل ہوتا ہے وہ کینہ دشمنی رکھنے والا درگاہ سے بے خبر ہے۔

طالبِ دنیا ز سگ کمتر است
ظاہر اُو گرچہ بجاہ و فراست

ترجمہ:۔ دنیا کو چاہنے والا کتے سے بھی کمتر ہے خواہ ظاہری طور پر وہ جاہ و حشمت اور فہم و فراست کا ہی مالک کیوں نہ ہو۔

باطنش آلودہ بہ پندارِ اُو
خلق سگے ظاہر از دیارِ اُو

ترجمہ:- غرور کی وجہ سے اس کا باطن آلودہ ہوتا ہے۔ ظاہر طور پر مخلوق سے اُس کی دوستی ہوتی ہے۔

باغضب و شہوت و حرص و ہوا
سیرتِ اُو چُوں دو آدم نما

ترجمہ:- اس میں غیض و غضب، شہوت اور لالچ ہوتا ہے۔ ظاہری طور پر مخلوق اُس کی دوست ہوتی ہے۔

سیم و زرش قبلہ آرامِ اُو
گاؤ صفت خواب و خورش کامِ اُو

ترجمہ:- سیم و زر اس کا قبلہ ہیں۔ اور بیل کی طرح کھانا اور سونا اس کا کام ہے۔

روز شبش صرف بغفلت مدام
بازن و بچہ دل او گشتہ رام

ترجمہ:- وہ شب و روز غفلت میں پڑا رہتا ہے۔ اور عورت۔ زر۔ بچوں سے دل لگائے رکھتا ہے۔

رفت زیادش غم نزع ممات
غافل معزول ز راہِ نجات

ترجمہ:- وہ بوقت نزع اور موت کا غم فراموش کر گیا ہے۔ اور خلاصی والے راستہ سے غافل اور بے کار ہے۔

عالم صفت ماؤ توئی را گرفت
رنگِ دو بینی و دوئی را گرفت

ترجمہ:- وہ اہلِ علم کی طرح ماو شما میں مبتلا ہے اور دو بینی کے باعث دوائی اختیار کیے ہوئے ہے۔

صاف دلے نہ شنید و نہ دید
تیرہ دلی را نہ رُخ او ندید

ترجمہ:۔ اُس نے نہ صاف دل کو سُنا اور نہ دیکھا۔ سیاہ دل ہونے کے باعث اُس کا چہرہ نہیں دیکھا۔

خانۂ عُمر تو بود بر دمے
بہر دمے مے طلبی عالمے

ترجمہ:۔ تیری عمر کا گھر تباہ ہو چکا ہے کیا تو اس کے لیے دنیا طلب کرتا ہے۔

بہر دمے ایں ہمہ شر د فساد
ہفت ہزاری شدنت اجتہاد

ترجمہ:۔ یہ سب کچھ انسان کے لیے شر اور فساد کا سبب ہے۔ تو ہفت ہزاری ہو جانے کو اجتہاد سمجھتا ہے۔

حیف بر ایں دانش و آئینِ تو
کور شدہ دیدۂ حق بینِ تو

ترجمہ:۔ تیرے اس آئین اور عقل و خرد پر افسوس ہے کہ حق کا دیدار کرنے والی تیری آنکھ اندھی ہو گئی۔

دُنیا خوار را جواب خوار تر
ملعون است در نظر عارفاں بابصر

ترجمہ:۔ دنیا کو چاہنے والا زیادہ ذلیل ہوتا ہے۔ ایسا شخص عارفین کی نظر میں لعنتی ہے۔

حُبّ دُنیا دل گرفت از سر ہوا
دل ز حب دنیا در رود عارف فدا

ترجمہ:۔ دنیا کی محبت نے لالچ کے باعث دل لے لیا ہے۔ عارفین دنیا کی محبت کو دل سے دُور رکھتے ہیں۔

جاننا چاہیئے کہ بے حیا، منافق، بے ادب، کذّاب اور ظالم کے بغیر دوسرا شخص دنیا کا خواہش مند نہیں ہے۔ کیونکہ دنیا کمینوں کو پالتی ہے۔ دنیا کی حقیقت ہی کمینی ہے۔ دنیا کو چاہنے والا نفس کا مرید اور شیطان کا مصاحب ہوتا ہے۔ اسی لیے شب و روز خواہشاتِ دنیوی میں مارا مارا پھرتا ہے۔ فقیری، افلاس میں مبتلا ہونا دل کا غنی ہونا۔ ہدایت معرفتِ خداوندی حضور نبی غیب دان صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کی خاص سنّت ہے۔ مال و متاع جمع کرنا اور اس پر فخر کرنا ملعون کفار اور فرعون صفت لوگوں کا کام ہے۔ مومن مسلمان ہو کر فقرِ محمّدی صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کیونکہ ترک کرے اور دنیا کے مال اور سونے چاندی پر فخر کرے۔ دنیا اپنے چاہنے والوں کو جہنم میں پہنچائے بغیر نہیں چھوڑتی۔

ارشادِ نبوی صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم ہے:۔

"دنیا آخرت کی کھیتی ہے۔"

اور بات ہے۔ جو شخص ہر روز کھانے پینے سے زیادہ طلب کرتا ہے وہ جہنمی ہے۔ فقر اور معرفتِ خداوندی انسان کو جنّت میں اللہ تعالیٰ کی بقا سے سرفراز کرتے ہیں اس لیے انسان کا فرضِ عین اور سنّت عظیم ہے کہ وہ فقرِ محمّدی صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کوشش کرے۔ جو شخص فقرِ محمّدی صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں قدم رکھتا ہے۔ اُسے ضروری ہے دنیا کی محبّت کو دل سے دُور کر دے۔

مجلسِ محمدیؐ کی حقیقت

جاننا چاہیئے کہ حضور نبیٔ غیب دان احمدِ مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ و الثناء کی مجلسِ پاک کی تشریح، مراقبہ، ذکر، فکر، مکاشفہ، محاسبہ، مقامات اور درجات معرفت خداوندی اور توحیدِ باری تعالیٰ کا استغراق۔ اللہ کے ذاتی نام پاک کے تصور سے قرآن و حدیث سے ثابت ہے۔ اللہ ربّ العزۃ تبارک و تعالیٰ کی تجلیوں کا نور باطل باطن میں ہرگز نہیں ہوتا۔ جب باطن صاف ہو جائے تو پھر شیطانی خطرات اور نفسانی وساوس اور توہمات اور دنیاوی حادثات دنیا سے بالکل اٹھ جاتے ہیں۔ اور پھر ایسا کھوٹ کبھی پیدا نہیں ہوتا۔ پروردگارِ عالم کے فضل و کرم سے ارادۂ صادقہ کے ساتھ کلمۂ شہادت کا یہی سلوک ہے۔

جاننا چاہیئے کہ جب اللہ کا دوست اللہ تعالیٰ کے شغل میں مشغول ہونا چاہے تو اُس کے لیے ضروری ہے کہ پہلے اپنی دونوں آنکھوں کو بند کر کے مراقبہ کرے اور اسمِ ذات اَللّٰہ کا تفکر کرے۔ لیکن پہلے ظاہری اور باطنی شیطانی راہ کو بند کر لے۔ اور نفسانی خیال و وساوس کو اپنے دل سے نکال دے۔ پھر تین دفعہ تعوّذ و تسمیہ اس طرح پڑھے:۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ؕ — تین مرتبہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ — تین مرتبہ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى سَيِّدِنَا اِبْرَاهِيْمَ وَاٰلِ سَيِّدِنَا اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ط — تین مرتبہ

اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا بِاِذْنِهٖ یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا یُحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖٓ اِلَّا بِمَا شَآءَ وَسِعَ كُرْسِیُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَلَا یَئُوْدُهٗ حِفْظُهُمَا وَهُوَ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ ۝ تین مرتبہ

سَلٰمٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِیْمٍ تین مرتبہ

اس کے بعد قرآنی ترتیب کے مطابق تین تین مرتبہ چہار قل شریف پڑھے۔

۱. قُلْ یٰۤاَیُّهَا الْكٰفِرُوْنَ تین دفعہ

۲. قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ تین دفعہ

۳. قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ تین دفعہ

۴. قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ تین مرتبہ

یہ چاروں قل شریف مکمل طور پر پڑھے اور اس کے سورۂ فاتحہ یعنی الحمد شریف مکمل طور پر پڑھے۔ پھر اس کے بعد کلمۂ تمجید جو نیچے درج ہے پڑھے:

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ۔ تین مرتبہ

اس کے بعد ہزار مرتبہ یا تین مرتبہ استغفار پڑھے۔ اگر ہزار مرتبہ پڑھے تو استغفر اللہ تک پڑھے اور اگر تین ہزار مرتبہ پڑھے تو درج ذیل پڑھے:

اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ رَبِّیْ مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ اَذْنَبْتُهٗ عَمَدًا اَوْ خَطَاً سِرًّا اَوْ عَلَانِیَةً وَّاَتُوْبُ اِلَیْهِ مِنَ الذَّنْبِ الَّذِیْ اَعْلَمُ وَمِنَ الذَّنْبِ الَّذِیْ لَآ اَعْلَمُ وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ وَسَتَّارُ الْعُیُوْبِ وَغَفَّارُ الذُّنُوْبِ وَكَشَّافُ الْكُرُوْبِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ۔

پھر تین مرتبہ کلمۂ شہادت پڑھے:۔

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ.

پھر تین مرتبہ کلمۂ طیّبہ پڑھے:۔

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

یہ تمام کلماتِ طیّبات پڑھ کر اپنے اُوپر دم کرے۔ اسم اللہ اور اسمِ محمد کو اپنے تصور میں لائے اور دونوں ناموں پر نگاہ رکھے۔ اس کے بعد توحید اور معرفتِ خداوندی کے دریا میں غوطہ زن ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ کے ذکر کے غلبہ میں ڈوب کر اس طرح بے خود ہو جائے کہ اُس پر یہ آیہ کریمہ صادق آئے:

وَاذْكُرْ رَّبَّكَ اِذَا نَسِيْتَ

اپنے رب کو اُس وقت یاد کر جب تو خود کو بھول جائے۔

کیفیّتِ اذکار

جاننا چاہیئے کہ جب تک طالب کا وجود چہار اذکار، چہار مراقبے، چہار افکار میں آدی کے برتن کی طرح مضبوط نہ ہو جائے اُس کا وجود حضور نبی پاک صاحبِ لولاک علیہ افضل الصّلوٰۃ والتسلیمات کی مجلسِ پاک کے لائق نہیں ہوتا۔ وہ چہار اذکار یہ ہیں:۔

۱۔ ذکرِ زوال ۲۔ ذکرِ کمال ۳۔ ذکرِ وصال ۴۔ ذکرِ احوال

۱۔ ذکرِ زوال:۔ اس ذکر کی ابتداء میں اعلیٰ و اَدنیٰ تمام مخلوق رجوع کرتی ہے۔

طالب اور مرید کثرت سے ہو جاتے ہیں۔ جب ذکرِ زوال ختم ہو جاتا ہے تو تمام مرید اور طالب رجعت زدہ ہو کر بیزار ہو جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس طرح کے ذکر فکر سے ہزاروں مرتبہ استغفار اور توبہ ہے۔ وہی سچا طالب اور مرید اپنے حال پر قائم رہتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی معرفت کے انجام کو پہنچا ہوا ہو۔ اور جس نے ہمیشہ کا ذکر شروع کیا ہوا ہو۔

ذکرِ کمال:۔ اس کی ابتداء میں ملائکہ رجوع کرتے ہیں اور کراماً کاتبین کے گرداگرد ملائکہ کے لشکر ہوتے ہیں۔ نیک و بد سے خبر دیتے ہیں۔ معصیت سے باز رکھتے ہیں۔ جب یہ ذکرِ کمال انجام کو پہنچتا ہے تو ذکرِ وصال کی ابتداء ہوتی ہے اس ذکر سے انبیائے کرام علیہم السلام اور اولیائے کرام رحمۃ اللہ علیہ کا وصال باطن میں حاصل ہوتا ہے۔ جب یہ ذکر بھی ختم ہوتا ہے تو پھر ذکرِ احوال کی ابتداء ہوتی ہے اس ذکر میں فنا اور بقا اور تجلیاتِ ذات ہوتی ہیں۔ جب ان چہار اذکار سے گزرتا ہے تو وجود حضور نبی کریم رحمۃ للعالمین شفیع المذنبین انیس الغریبین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی مجلسِ پاک کے لائق ہو جاتا ہے۔ ارشاد کے لائق وہ سروری قادری جامع مرشد ہے جو طالب کو پہلے ہی روز اللہ تبارک و تعالیٰ کے نامِ پاک سے ذکرِ روحانی۔ ہر ایک مقام ہر ایک مرتبہ۔ انبیائے کرام اولیائے عظام کی ہر ایک مجلس تک طالب کے مطابق پہنچا دے۔ اور منتہی اور غیر منتہی ذکر کے غلبہ سے فنا فی اللہ اور بقا باللہ کے مقام میں لا کر اس طرح محو کر دے کہ یہ خود کو اور مقامات کو کھو جائے یعنی اسے کچھ بھی یاد نہ رہے۔ یہ مراتب اللہ تعالیٰ کی ذات کی معرفت اور توحید کی قید اور توحید کے قبضہ میں ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے نور کی تجلیوں کی کوئی مثال نہیں دے سکتے۔ مطلب یہ کہ جب طالب اس کمال کی منتہی تک پہنچ جاتا ہے تو تصور، تصرف، ذکر، فکر، مراقبہ کشفِ قلوب، کشفِ قبور، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مجلسِ پاک میں نہایت

مضبوط اور طاقتور ہو جاتا ہے۔ صحابہ کرام، انبیائے کرام اور اولیائے عظام میں سے ہر ایک کے ساتھ ہم کلام ہوتا ہے۔ قرآن و حدیث کا ذکر حضور میں رہ کر کرتا ہے اور بیگانہ و آشنا بن جاتا ہے۔ چونکہ شیطانی پردہ درمیان میں نہیں رہتا اس لیے بغیر کسی رکاوٹ کے اور بغیر کسی حجاب کے آتا جاتا ہے۔ عارف باللہ فقیر کے مراتب اُسے حاصل ہوتے ہیں۔ اسے وصال حاصل ہوتا ہے۔ علم الیقین۔ عین الیقین اور حق الیقین کے مراتب طے کر لیتا ہے۔ جب یہ حالت ہوتی ہے تو پھر صاحبِ باطن اور عارف باللہ فقیر کو پڑھنے کی کیا ضرورت ہے اور نہ ہی اسے یہ آرزو رہتی ہے کہ باطل سے نکل کر حق میں آ جائے۔ اور اُس کی ظاہری اور باطنی حقیقت معلوم کر لے۔ کیونکہ عارف باللہ فقیر کوئی نابینا نہیں ہوتا۔ اس پر ظاہر و باطن اور معرفت خداوندی کا راستہ کھلا ہوتا ہے۔ ارشاد گرامی ہے:

مَنْ عَرَفَ اللّٰهَ لَا يُخْفٰى عَلَيْهِ شَيْءٌ

جو معرفت الٰہی حاصل کر لیتا ہے اُس سے کوئی چیز مخفی نہیں رہتی۔

مقامات کی کیفیات

حضور نبی کریم وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین شفیع المذنبین انیس الغریبین محبوب رب العالمین علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کی مجلس پاک کے نو مقامات کا ذکر خیر کیا جاتا ہے۔ جاننا چاہیئے کہ مجلس خاص نو مقامات پر ہوتی ہے۔ ان نو مراتب اور نو مقامات پر ترتیب کے لحاظ سے حضور نبی غیب دان علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مجلس شریفہ کماحقہٗ، مکمل اور ختم ہوتی ہے۔

پہلی مجلس :۔ پہلی مجلس حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم مقامِ ازل میں۔

دوسری مجلس :۔ دوسری مجلس محبوب خدا احمد مجتبیٰ حضرتِ محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء مقامِ ابد میں۔

تیسری مجلس :۔ تیسری مجلس حضور سید العالمین شفیع المذنبین علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم مقام حرا روضۂ پاک مدینۂ پاک میں۔

چوتھی مجلس :۔ چوتھی مجلس رسول خدا علیہ التحیۃ والثناء بیت اللہ شریف کے اندر یا جبلِ عرفات کی صف میں جہاں حج کی مقبولیت کی دعا کے وقت لبیک کہا جاتا ہے۔

پانچویں مجلس :۔ پانچویں مجلس حضور پُر نُور شافعِ یوم النشور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عرش اعظم پر۔

چھٹی مجلس :۔ چھٹی مجلس خواجۂ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی قاب قوسین کے مقام پر۔

ساتویں مجلس :۔ ساتویں مجلس حضور نبیٔ پاک صاحب لولاک علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات کی جنت کے مقام میں۔ جہاں پر کھائے پیئے تو تمام عمر پیاس اور بھوک سے نجات مل جاتی ہے اور آنکھوں میں نیند نہیں آتی۔

آٹھویں مجلس :۔ آٹھویں مجلس حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مقامِ حوضِ کوثر میں۔ آپ کے دستِ پاک سے شراباً طهوراً نوش فرمانے سے وجود پاک ہو جاتا ہے اور ترک، توکل، توحید، تجرید۔ تفرید اور توفیق بحق رفیق کے مقامات کا حصول ہوتا ہے۔

نویں مجلس :۔ نویں مجلس حضور خواجہ کونین علیہ الصلوٰۃ والسلام اس مقام پر جہاں اللہ تبارک وتعالیٰ کے دیدار سے مشرف اور انوار میں غرق ہوتے ہیں۔ جو

شخص خود سے فنا ہو جاتا ہے وہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی معرفت اور فقر
کے مراتب منتہی پر پہنچ جاتا ہے۔

ارشادِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:
مَنْ عَرَفَ رَبَّهٗ فَقَدْ كَلَّ لِسَانُهٗ
جس نے اپنے رب کی معرفت حاصل کر لی اُس کی زبان گونگی ہو گئی۔
جو شخص مذکورہ بالا نو مقامات بہ مجلسِ محمدی علیہ الصلوٰۃ والسلام میں آپ کی بارگاہِ
پاک سے دنیا طلب کرے یا دنیا والوں کے بارے میں گزارشات کرے تو وہ مجلسِ محمودہ
کے مراتب سے گر کر مردود ہو جاتا ہے۔

جثہ ایں جا ہست جانم در حضور
ایں مراتب عارفاں از خاص نُور

میرا جسم یہاں ہے اور میری جان حضور میں ہے۔ یہ مراتب عارفین کو
نور خاص سے حاصل ہوتے ہیں۔

معرفتِ خُداوَندی کی کیفیّات

معرفتِ خداوندی عارفین و کاملین کا راستہ ہے۔ جاننا چاہیئے کہ معرفتِ
خداوندی عارفین، کاملین اور سالکین کا راستہ یہی ہے کہ کاملین کی ابتدا و انتہا
ایک ہی ہوتی ہے۔ بھوک اور پیاس ان کے لیے برابر ہے۔ گویا ان کا کھانا پینا
مجاہدہ اور ان کا سونا حضور اور مشاہدۂ خاص ہے۔ ان کے لیے مستی ہوشیاری اور
سونا جاگنا برابر ہے۔ بعض کی نیند خیالی ہے اور بعض کی نیند وصالی ہے۔ ان

مراتب کو مردہ دل بُرے خصائل والا کیا جانے۔ اللہ تعالیٰ کی پہچان کے راستہ میں مستی خامی کا سبب ہے۔ اس میں بندگی اور عبادت نیک کا سبب اور نیک بختی ہے۔ مرد وہی ہے کہ مستی اور خواب میں بھی صاحب شعور اور ذاکر رہے۔

ارشادِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

یَنَامُ عَیْنِیْ وَلَا یَنَامُ قَلْبِیْ

میری آنکھیں سوتی ہیں اور میرا دل نہیں سوتا۔

صاحب تصوّر اور صاحب تصرف اور کامل مرشد اللہ تعالیٰ کا طالب کو ذکر، فکر، حضوری کا راستہ اور الا اللہ کی شناخت اور حضور نبیٔ پاک صاحب لولاک علیہ الصّلوٰۃ والتسلیمات کی مجلس پاک اور مقام پاک اسم اللہ ذات کے حاضرات اور اسم اعظم کی برکت اور کلمۂ طیبہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہِ کی کلید سے کھول کر بتا دیتا ہے اور حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی مجلس میں پہنچا دیتا ہے۔ ظاہری اعمال کا سلوک چراغ کی مانند ہے۔ اور اسم اللہ ذات کے حاضرات کا تصور آفتاب کی مانند ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کے نُور کی تجلّی کا سورج طلوع ہوتا ہے تو تمام دل منوّر ہو جاتا ہے۔ اور جب لوح دل پر اسم اللہ ذات چمکتا ہے تو اُسے اللہ تعالیٰ کی معرفت کا حصول شروع ہو جاتا ہے۔ پھر اُسے تمام علوم۔ تمام مقام زندہ اور قائم۔ معرفت و توحید تمام کا تمام روشن دکھائی دیتا ہے۔ جو کچھ لوحِ محفوظ پر مرقوم ہوتا ہے وہ سمجھ میں آجاتا ہے کیونکہ لوحِ ضمیر شیشہ کی طرح رونما ہو جاتی ہے۔ حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی مجلس پاک کی برکت سے جو علم و حقیقت لوحِ محفوظ پر مندرج ہوتی ہے وہ لوحِ ضمیر پر آ جاتی ہے۔ اُس وقت مقابلہ کرنا درست ہے کیونکہ کلام اللہ ظاہری اور باطنی ایک دوسرے سے ملے ہوتے ہیں۔ صاحبِ لوحِ ضمیر نفس پر حکمران اور دائمًا اطاعت و بندگی میں رہتا ہے کیونکہ بندگی کے بغیر جینا شرمندگی کا جینا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے :۔

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنَ

میں جنات اور انسانوں کو اپنی بندگی کے لیے تخلیق فرمایا ہے۔

دل کی کیفیّتِ عجوبہ

جو دل اللہ تبارک وتعالیٰ کے ذکر میں حرکت کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے نور کے مشاہدہ کی وجہ سے حضور میں آتا ہے اور اس پر اللہ تعالیٰ کی معرفت کا انکشاف ہوتا ہے ایسا دل حسب ذیل آیۂ کریمہ کے مطابق بیت اللہ شریف کا طواف کرے۔ خواہ عرش اکبر کا طواف کرے خواہ کعبۂ دل کا طواف کرے۔

اللہ ربُّ العالمین جلّ مجدہ الکریم نے اپنی مقدّس کتاب قرآن مجید فرقان حمید میں ارشاد فرمایا :۔

وَالسَّمٰوٰتِ الْعُلٰی ۝ اَلرَّحْمٰنُ عَلَی الْعَرْشِ اسْتَوٰی ۝ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ وَمَا بَیْنَهُمَا وَمَا تَحْتَ الثَّرٰی وَاِنْ تَجْهَرْ بِالْقَوْلِ فَاِنَّهٗ یَعْلَمُ السِّرَّ وَاَخْفٰی ۝ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ط لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی۔ (پارہ نمبر ۱۶ سورہ طٰہٰ رکوع ۱)

اور بلند آسمانوں کو تخلیق فرمایا ہے۔ اور عظیم رحمت والے عرش پر قائم ہے جو چیزیں آسمان میں ہیں اُسی کی ملکیّت ہیں اور جو چیزیں اُس کے مابین ہیں اور جو چیزیں تحت الثریٰ میں ہیں۔ اور اگر تم پکار کر بات کہو یا وہ چپکے سے کہی ہوئی بات ہو اور اس سے زیادہ خفی کو جانتا ہے۔ وہ اللہ ایسا ہے کہ اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ اس کے نام اچھے ہیں۔

قلب کی سیاہی کی کیفیات

جاننا چاہیئے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ جل جلالہٗ و عم نوالہٗ کے نام مبارک اَللّٰہ کے ورد سے دل کی سیاہی دُور ہو جاتی ہے۔ جو آدمی اللہ تبارک و تعالیٰ کے ننانوے ناموں میں سے کسی ایک نام مبارک کو تصرّف و تصوّر میں لائے تو وہ نام مبارک یعنی اسمائے الٰہیہ اس کے دل سے سیاہی، کدورت اور زنگار دُور کر دیتا ہے۔ جو دل اس طرح صاف ہو جاتا ہے اس پر اللہ تبارک و تعالیٰ کی معرفت کا انکشاف ہوتا ہے۔ ایسا دل اللہ ربُّ العزۃ تبارک و تعالیٰ جل مجدہ الکریم کے ذکر پاک سے پُر نُور اور بارگاہِ خداوندی میں منظرِ نظر ہو جاتا ہے۔

ارشاد گرامی ہے:۔

اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَھُوَ اللّٰہ

جب فقر انتہا پر پہنچتا ہے تو وہی اللہ ہے۔

جھوٹے دعویٰ کی کیفیّت

اے فقیر۔ اگر تمھیں الہام ہو یا خواب با صواب آئے تو اس پر غرور و تکبّر نہ کر کیونکہ یہ بھی مقامِ بلندی ہے۔

حضرت سلطان العارفین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں اُن لوگوں پر متعجب

ہوں جو مقام فنافی الشیخ کا دعویٰ کرتے ہیں لیکن حقیقت میں وہ فنافی الشیطان ہیں یعنی شیخ کی صورت کی پوجا میں مست ہوجاتے ہیں اور راگ پر دل لگا کر تقلید کے طور پر دم کشی کرتے ہیں۔ جو دم ذکر اثبات میں گزرے اس دم ذکر اور حبس سے حضوری اور مشاہدہ وحدتِ ذات حاصل ہوتے ہیں۔ اور کامل آدمی بالکل توحید میں غرق ہوجاتا ہے۔ اہلِ سرود اور مقلّدِ تقلید مندرجہ ذیل اذکار میں سے خواہ کوئی ذکر کریں ان پر اثبات نہیں ہوسکتا۔ وہ ذکر مندرجہ ذیل تئیس ہیں:۔

پہلا ذکر :۔ ذکرِ دم ہے۔

دوسرا ذکر :۔ ذکرِ قلب ہے۔

تیسرا ذکر :۔ ذکرِ رُوح ہے۔

چوتھا ذکر :۔ ذکرِ سرّ ہے۔

پانچواں ذکر :۔ ذکرِ خفی ہے۔

چھٹا ذکر :۔ ذکرِ اَنا ہے۔

ساتواں ذکر :۔ ذکرِ سلطانی ہے۔

آٹھواں ذکر :۔ ذکرِ قربانی ہے۔

نواں ذکر :۔ ذکرِ حال ہے۔

دسواں ذکر :۔ ذکرِ جہر ہے۔

گیارھواں ذکر :۔ ذکرِ منوّر ہے۔

بارھواں ذکر :۔ ذکرِ وجد ہے۔

تیرھواں ذکر :۔ ذکرِ غرق ہے۔

چودھواں ذکر :۔ ذکرِ شوق ہے۔

پندرھواں ذکر :۔ ذکرِ جلالی ہے۔

سولھواں ذکر :۔ ذکرِ جمالی ہے۔

ستارھواں ذکر :۔ ذکرِ مشاہدہ ہے۔

اٹھارواں ذکر :۔ ذکرِ حضوری ہے۔

انیسواں ذکر :۔ ذکرِ قرب ہے۔

بیسواں ذکر :۔ ذکرِ فنا ہے۔

اکیسواں ذکر :۔ ذکرِ بقا ہے۔

بائیسواں ذکر :۔ ذکرِ حی ہے۔

تئیسواں ذکر :۔ ذکرِ قیوم ہے۔

جب تک کہ الاّ اللہ کی معرفت و حضوری کا قرب اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی مجلس پاک کی حضوری حاصل نہ ہو۔ ذکر کرنے والے کا وجود ذکر سے نفسانی، شیطانی اور دنیاوی آلودگیوں سے پاک ہو جاتا ہے اور اُسے حضوری اور مشاہدہ نصیب ہوتا ہے اور اسے اللہ تعالیٰ کے ذکر سے ایسی لذّت حاصل ہوتی ہے جس کی انتہا ہی نہیں ہے جو ذاکر ان صفات کا حامل نہ ہو وہ جھوٹا مقلّد ہے اور ریا کار ہے۔ جو دکھاوے کے طور پر سرود سے کیا جائے۔ یہ بے فائدہ ہے۔ جو لوگ اللہ تعالیٰ کو چیخ پکار کر، تالیاں بجا کر اور رقص کے ذریعہ سے کرتے ہیں وہ مطلقاً کافر ہیں۔

مُرشد کی حقیقت

جاننا چاہیئے کہ مرشد کامل حضور نبی کریم رؤف و رحیم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کی سنّتِ مطہرہ کو زندہ کرتا ہے۔ اور صاحب شریعت شیخ یا مرشد کی تعریف یہ

ہے کہ وہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنّتِ مطہّرہ کو زندہ کرے اور بدعت کو مٹائے۔ اور دل کو زندہ کرے اور نفس کو ملیا میٹ کرے۔ میں ان لوگوں کی حالت پر متعجّب ہوں جو حضور نبیٔ پاک صاحبِ لولاک علیہ الصّلوٰۃ والتسلیمات کے اسمِ پاک میں فنا ہونے کے مدّعی ہیں حقیقت میں وہ مردہ مردار کی طلب میں کوشاں رہتے ہیں۔ نیز ان لوگوں کی حالت پر متعجب ہوں جو اللہ کے ذاتی نام اللہ میں فنا ہونے کے مدّعی ہیں اور حقیقت میں یہ لوگ فتنہ پیدا کرنے والے ہیں جو سر اسر سرمایۂ فساد ہیں۔

فنافی الشیخ کے مقام کا یہ مطلب ہے کہ جب اللہ کو چاہنے والا اپنے شیخ کی صورت کا اپنے دل میں تصور کرے تو شیخ فوری طور پر حاضر ہو کر اپنے طالب کا ہاتھ پکڑ کر معرفتِ خداوندی یا حضور نبی کریم علیہ الصّلوٰۃ والتسلیم کی مجلس پاک میں لے جائے ایسا ہی شیخ یحیٰ و میت کہلانے کا مستحق ہے۔

رُوح کی حقیقت

حضور نبیٔ کریم وما ارسلناک الا رحمۃً للعالمین علیہ افضل الصّلوٰۃ والتسلیم کی رُوح پرفتوح سے ملاقات کا شرف حاصل ہونا۔ یاد رہے کہ حضور علیہ الصّلوٰۃ والسلام کے اسم پاک محمّد میں فنا ہونے کا مطلب یہ ہے کہ جب وہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نامِ پاک محمد کا تصور کرے تو حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی رُوح مبارک معہ صحابہ کرام کی ارواح کے تشریف فرما ہو کر صاحبِ تصوّر کو حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام فرمائیں خُذْ بِیَدِیْ میرا ہاتھ پکڑ۔ اور ہاتھ مبارک پکڑتے ہی دل کی آنکھیں معرفتِ خداوندی میں کُھل جائیں اور اس

اللہ تبارک و تعالیٰ کا راز منکشف ہو جائے اور روشن ہو جائے اور ارشاد کے لائق ہو جائے اس لیے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صاحب تصور کو زبان مبارک سے فرماتے ہیں کہ اللہ کی مخلوق کی استعانت کر دو۔ پھر وہ آپ کے اشارہ کے مطابق لوگوں کو تلقین اور بیعت کرتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ

اُن کے ہاتھ پر اللہ کا ہاتھ ہوتا ہے۔

میں اُن احمق لوگوں کو حیران ہوں جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی معرفت کے نور کی باطنی لذت نہیں چکھی۔ اور فقر کو بجائے فِفرُوا اِلَی اللہ یعنی اللہ کی طرف بھاگو" کے فِفرُوا مِنَ اللہ۔ یعنی اللہ تعالیٰ سے بھاگو" جان لیا ہے۔

اسمِ ذات میں فنا ہونے کا مطلب یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کے نامِ پاک کا تصور کرے تو اسے الا اللہ کی پہچان ہو جائے اور اللہ تعالیٰ کے سوا دوسرے کا خیال دل سے بالکل نکل جائے یا نکل جاتا ہے۔ جو شخص اس مقام پر پہنچ جاتا ہے تو معرفت و توحیدِ الٰہی کے دریا سے ایک پیالا نوش کر لیتا ہے اور شریعت کا لباس سر سے پاؤں تک پہن لیتا ہے اور دائمی طور پر امر بالمعروف کی شریعت میں سعی کرتا ہے اللہ تعالیٰ کی پہچان کا جو راز اُس پر ظاہر ہوتا ہے وہ احمق اور جاہل کے پاس بیان نہیں کرتا۔ نہ ہی جوش میں آتا ہے اور نہ ہی خود کو بیچتا ہے ؎

تا توانی خویش را از خلق پوش
عارفانی کے پسندند خود فروش

ترجمہ:۔ خود کو جہاں تک ہو سکے مخلوق سے پوشیدہ رکھو۔ عارف لوگ اپنے آپ کو کب بیچتے ہیں۔

ارشادِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

مَنْ عَرَفَ اللّٰهَ لَمْ يَكُنْ لَهُ لَذَّةٌ مَعَ الْخَلْقِ

جو شخص معرفتِ الٰہی حاصل کر لیتا ہے پھر اُسے مخلوق کے میل ملاپ سے لذت نہیں آتی۔

فقر اور فخر کی حقیقت

ارشادِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہے:۔

اَلْفَقْرُ فَخْرِیْ وَالْفَقْرُ مِنِّیْ

فقر میرا فخر ہے اور فقر مجھ سے ہے۔

کافر کذّاب اور منافق اکثر بلند آواز سے کہا کرتے تھے اے محمدؐ فقیر! حضور نبی کریم رحمۃ للعالمین علیہ الصّلوٰۃ والتسلیم فرماتے ہیں کہ یہ محمدؐ کا فقیر محمدؐ کے لیے فخر کا سبب ہے کیونکہ فقر کی وجہ سے اللہ تعالیٰ سے یگانگت اور اہلِ حرص و ہَوا لوگوں سے بیگانگت ہوتی ہے ؎

ہر کہ باشد پسند خالق پاک
ورنہ باشد پسندِ خلق چہ باک

جو شخص خالق کو پسند ہو گا۔ اگر وہ مخلوق کو پسند نہ بھی ہو تو کیا مضائقہ ہے۔

ہر کرا داند خداوند ہم فرشتہ انبیاءؑ
اولیا داں ہم بدانند عالماں باطن صفا

جس کو اللہ تعالیٰ جانتا ہے اُسے ملائکہ، انبیاء و اولیاء اور صاف باطن جانتے ہیں۔

نیست غلبی گر ندانند جاہلاں از سر ہوا
کور چشمے کے شناسد تابع رشوت ریا

اگر جاہل لوگ خواہشات کی وجہ سے انہیں نہ بھی پہچانیں تو کیا ہرج ہے۔ اندھے اور مرتشی کب پہچان سکتے ہیں۔

داد عزت حق تعالیٰ فقر را با قرب خویش
از فقیری فیض گیرند روز و شب با درویش

اللہ تبارک و تعالیٰ نے فقر کو اپنے قرب کی عزت بخشی ہے۔ درد و زخم کی وجہ سے فقیری سے شب و روز فیض حاصل کرتے ہیں۔

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:۔

اَلْفَقْرُ لَا یُحْتَاجُ اِلَی اللّٰہِ

فقر ماسوائے اللہ کسی کا محتاج نہیں ہوتا۔

شرم آید فقر را از اہل دنیا سیم و زر
اہل دنیا سگ بود یا خرس باشد بے خبر

دنیا والوں اور سیم و زر سے فقر کو شرم آتی ہے۔ اہل دنیا یا بمنزلہ کتے کے ہے یا بمنزلہ بے خبر ریچھ کے۔

فقیر کی حقیقت

فقیر ولی اللہ ننگی، بھوک کے سبب بھی دنیا کی طرف راغب نہیں ہوتا۔ ولی اللہ فقیر خواہ فقر و فاقہ اور بھوک سے جاں بلب بھی ہو پھر اہل دنیا کی طرف رجوع نہیں کرتا۔ خواہ

اپنے گھر میں بھوکا مرجائے۔ دنیادار کے دروازے پر نہیں جاتا۔ اگر بحکم الٰہی اور باجازت نبی کریم رؤف رحیم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم سے دنیاداروں کے دروازے پر جاتے ہیں تو انہیں جمعیت عطا کرتے ہیں۔ اور ظلم کے مقام سے نکال کر خوف کے مقام میں لاتے ہیں۔ فقیر کا کوئی کام اللہ کی حکمت سے خالی نہیں ہوتا کیونکہ فقیر صاحب حکمت ہوتے ہیں۔ اور صاحب حکمت یعنی حکیم اُسے کہتے ہیں جو نیک کام انجام دے اور بُرائی کو ترک کرے۔ نیک حق ہے اور بد باطل ہے۔ اس لیے فقیر حق ہے اور دنیا باطل ہے۔ جو شخص باطن میں نماز حضوری کا دعویٰ کرے اور کہے کہ مجھے ظاہر کی نماز کی حاجت نہیں وہ کذب کہتا ہے۔ جب فرض نماز کا وقت ہوتا ہے تو عارفین کو مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے حکم ہوتا ہے کہ جاؤ اور وقتی نماز ادا کرو ورنہ مجلس حضوری تم سے جاتی رہے گی۔

کعبہ در دل بہ بینم جاں کنم بروے فدا
در مدینہ دائما ہم صحبتے با مصطفٰی

میں کعبہ کو دل میں دیکھ کر اس پر جان قربان کرتا ہوں اور مدینہ منورہ میں دائمی طور پر صحبتِ نبوی میں رہتا ہوں۔

منہاجِ عارفین

اے واصل بنیے! عارفین کا یہی طریقہ ہے۔ عالم۔ فاضل اور طالب کو چاہیئے کہ ہر علم کا عالم ہو۔ اور ظاہر و باطن میں ہوشیار رہو۔ ایسا طالب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مجلس پاک اور معرفتِ خداوندی کے لائق ہوتا ہے ورنہ ہزاروں جہلا کو ایک ہی نظر

میں دیوانہ کر لینا آسان ہے۔ طالبِ علم ظاہری اور باطنی امتحان کے بغیر مرشد کی قید میں نہیں آتا۔ اور اس سے مولا طلب نہیں کرتا۔ اگر مرشد سے باطن میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی مجلسِ پاک اور اللہ تعالیٰ کی پہچان دونوں کو ہی کر لیتا ہے۔ تو پھر خواہ اعلیٰ ہو یا اَدنیٰ ہو یقیناً ذکر اور تسبیح میں مشغول رہتا ہے۔

خزینۂ معرفت

حضور نبیٔ کریم رحمۃٌ للعالمین علیہ افضل الصّلوٰۃ والتسلیم کی اُمّت کے لیے خزینۂ معرفت۔ جاننا چاہیئے کہ محبوبِ خدا احمد مجتبیٰ حضرتِ محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء نے اپنی اُمّت کے خاص و عام کے لیے معرفتِ خداوندی کے دریائے فیض کا خزانہ کھول دیا ہے۔ آپ دونوں جہان پر اپنے لطف و کرم کی وجہ سے مہربان ہیں۔ آپ کی زیارت اَیمان کی خوش وقتی اور خوش بختی ہے۔

جاننا چاہیئے کہ اللہ رب العالمین جل مجدہ الکریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کو مخلوق کی ہدایت کے لیے پیدا کیا ہے اور ابلیس لعین کی کیا طاقت اور جراَت ہے کہ خود کو ہادی کہلائے۔ ابلیس اسم اللہ کی ہدایت، اسمِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ قرآن مجید کی تلاوت۔ فقہ۔ تفسیر کے مسائل اللہ کی رحمت اور لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم سے اس طرح بھاگتا ہے جس طرح کہ کافر دینِ اسلام سے بھاگتا ہے۔ اس لیے معلوم ہوا کہ جو بے دین لعین اور منافق بے یقین حضور نبی کریم رؤف و رحیم علیہ الصّلوٰۃ والتسلیم کا نام مبارک سن کر خوش نہیں ہوتا۔ اُسے آپ کی حیاتی کا یقین نہیں۔ اُسے حتماً شیطان نے گمراہ کر رکھا ہے۔

کے وجود مبارک سے آتی ہے کیونکہ حضور نبیؐ پاک صاحب لولاک علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات کے وجود پاک میں نفس امارہ نہیں تھا۔ نہ طمع۔ خواہشات۔ حسد تھا۔ آپ دائمًا فنا فی اللہ میں ڈوبے رہتے تھے۔ آپ کی تخلیق آبِ منی سے نہیں ہے بلکہ حضرت سیدہ آمنہ علیہ طاہرہ زاہدہ عابدہ رضی اللہ عنہا کو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے بہشت سے ایک میوہ لاکر دیا تھا جو شجرۃ النور کا پھل تھا۔ آپ کے وجود اطہر میں جو خوشبو تھی وہ اس شجرۃ النور کے اُس پھل کے سبب سے تھی۔ آپ کے وجود اطہر میں سر سے پاؤں تک وہ خوشبو ظاہر ہوتی تھی۔ اور یہ قول مشہور و معروف ہے۔ کوئی اور وجود یہ قدرت نہیں رکھتا کہ سرتاپا خوشبودار ہو۔ اگر ظاہر و باطن میں تمام عمر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہِ پاک میں حاضر اور ہم مجلس رہے تو آپ کے فیض پُرانوار کی تاثیر سے ظاہر و باطن میں اس کا دل غنی ہو جاتا ہے۔

حضور نبی غیب دان علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اور خصائص یہ ہیں کہ ظاہر میں نفسانی جسم نفسانی آدمیوں سے ہم کلام ہوتا ہے اور باطن میں جسم روحانی روحانیوں کے ساتھ ہم کلام رہتا ہے۔ دونوں لبوں کی حرکتِ مبارکہ سے اہلِ تحقیق کو عبرت وحیرت ہوتی ہے۔ ظاہر والے یہ سمجھتے ہیں کہ ہم سے کلام فرما رہے ہیں۔ روحانی سمجھتے ہیں کہ ہم سے فرما رہے ہیں۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ وہ اپنے رب تعالیٰ سے کلام فرما رہے ہوتے ہیں۔ وجود سے نفس فنا ہو جاتا ہے۔ نفس کا پروردہ دائمًا ذلیل و خوار ہوتا ہے۔

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں تیس برس تک اپنے رب تعالیٰ سے کلام کرتا رہا اور لوگ خیال کرتے رہے کہ میں اُن سے ہم کلام رہا اور روحانی خیال کرتے ہیں کہ میں اُن سے ہم کلام ہوں۔

باھو جستہ از جستہ بر آید بہر راز ہر بجستہ ہر حقیقت ہر آواز

اے باھو جسم سے بھید نکلتا ہے ہر جسم کی حقیقت اور آواز الگ الگ ہے۔

ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے :۔

اِنْ اَخَافُ وَمَا اَخَافُ عَلٰی اُمَّتِیْ ضَعْفُ الْیَقِیْنِ

:۔ جو مسلمان اور اُمتِ محمدیہ صلّی اللہ علیہ وسلم میں سے ہو کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی حیاتی کا قائل نہ ہو وہ کذاب ۔ بے دین اور منافق ہے ۔

پھر ارشادِ نبوی صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے :۔

اَلْکَذَّابُ لَا اُمَّتِیْ

کذّاب میری اُمت میں سے نہیں ہیں ۔

بد بخت ۔ بے یقین ۔ تابع لعین ۔ حیات النبی کا سبق اہلِ عرب سے سیکھو ۔ جب وہ حرم پاک میں روضۂ انور کے روبرو یہ الفاظ عرض کرتے ہیں یا حیات النبی سیّد الابرار بارگاہِ خداوندی میں میرا مقصد پیش کرو تو اُس عرض کا جواب باصواب روضۂ انور سے تفصیل کے ساتھ انہیں ملتا ہے ۔ کام یقیناً اعتبار کے مطابق ہوتا ہے ۔ جو شخص حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی حیاتی پر اعتبار نہیں رکھتا وہ دنیا جہان میں عزت سے نہیں رہتا حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا قائل نہ ہونا مردہ دلی ہے ۔ اور جس کے ایمان اور یقین کا سرمایہ اور دولت ابلیس نے لوٹ لی ہے ۔

علاماتِ حضوری

جاننا چاہیئے کہ حضور نبی کریم رحمۃ للعالمین شفیع المذنبین انیس الغریبین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی مجلس پاک کی حضوری اور آپ کی حقیقی صحبت سات اقسام میں منقسم ہے :۔

پہلی قسم کی صحبت :۔ یہ کہ کستوری سے بڑھ کر عمدہ خوشبو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام

اہلِ معرفت کے مراتب

جاننا چاہیئے کہ اہلِ معرفت کے مراتب سانپ سے کم نہیں ہیں. جیساکہ سانپ اپنی کینچلی بدلنے سے پہلے اپنا چمڑہ مضبوط کرلیتا ہے اور پھر اس سے باہر آتا ہے. یہی وجہ ہے کہ حضور نبی کریم رحمۃؐ للعالمین علیہ الصّلوٰۃ والتسلیم کے عارف اور ولی جسمِ نورانی سے ہر منزل اور ہر مقام پر دیکھے جاتے ہیں. یہ جہالت و شیطنت اور جنونیت نہیں بلکہ جمعیت اور جلالیت ہے. بلکہ حضور خواجۂ کونین علیہ الصّلوٰۃ والسلام کی مجلسِ خاص کی برکت سے رفاقت، توفیق اور اخلاص کا حصول ہوتا ہے. کلمۂ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے حاضرات کی کلید سے دل کا تالا کھلتا ہے اور انسان روشن ضمیر ہو جاتا ہے صراطِ مستقیم ہاتھ آتا ہے. تحقیق کی راہ ملتی ہے. یہ سب کچھ کامل مکمل اکمل جامع سروری قادری مرشد سے جو ذکر کے جواہرات اور خزینۂ فکر عطا کرنے والا ہوتا ہے وہ مرشد الست کے اقرار اور کُن فیکون سے ہی ایسا ہوتا ہے. حدیث اَلْاٰنَ کَمَا کَانَ کا یہی مطلب ہے. یہ تمام مراتب اُس شخص کو نصیب ہوتے ہیں جسے حضور نبی پاک صاحب لولاک علیہ افضل الصّلوٰۃ والتسلیمات کی مجلسِ پاک کی حضوری حاصل ہو.

حُلیۂ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

اے ناقص نفس کے پجاری پریشان حضور نبی کریم دبار رحلناک الا رحمۃ للعالمین

شفیع المذنبین انیس الغریبین احمدِ مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کے جسم مبارک کی صورت یعنی آپ کا حلیہ مبارک سن۔ یہ حلیۂ مبارکہ کماحقہ درست ہے۔ اس پر یقین کامل کرنا چاہیئے۔

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم کرنیوالا ہے

بَیَاضُ اللَّوْن ۔ رنگ گندمی۔

رَاحَۃُ الْجَبْھَۃِ ۔ کشادہ پیشانی۔

اَفْلَجُ الْاَسْنَان ۔ دندان منور کشادہ۔

تَامُ الْاُذُنَیْن ۔ کان مبارک متوازن۔

اَقْنَی الْاَنْفِ ۔ بینی بلند۔

اَسْوَاُ الْعَیْنِ ۔ آنکھیں مبارک سیاہ۔

مَلِیْحٌ ۔ حسن مبارک نمکین۔

مُجْمَعُ اللِّحْیَۃِ ۔ ریش مبارک گھنی

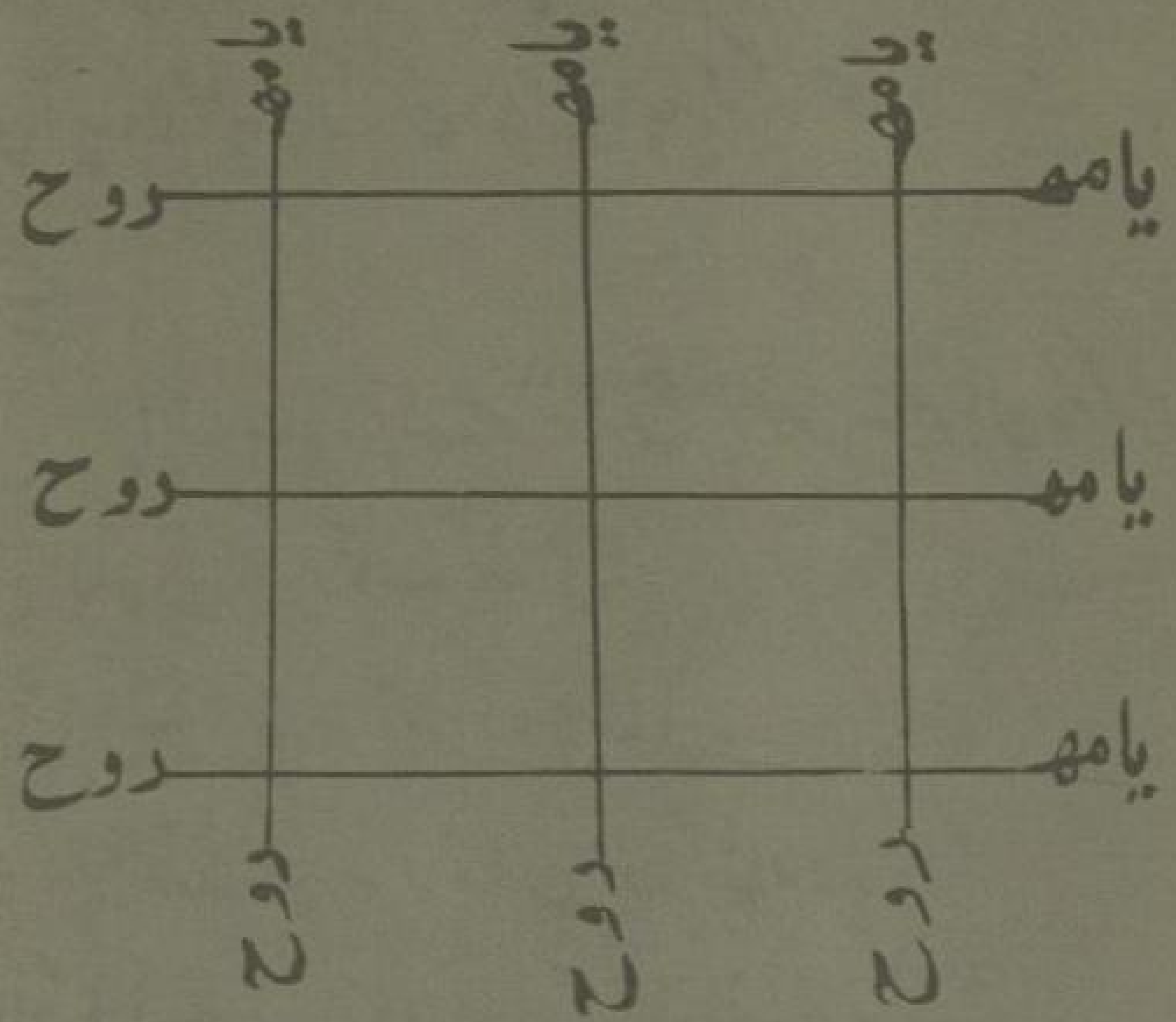
طَوِیْلُ الْیَدَیْن ۔ ہاتھ مبارک لمبے۔

رَقِیْقُ الْاَمِلِ ۔ انگشتان مبارک باریک۔

تَامُ الْقَدِ ۔ قد مبارک درمیانہ۔

لَیْسَ فِیْ بَطْنِہٖ شَعْرٌ اِلَّا کَالْخَطِ مِنَ الصَّدْرِ اِلَی السُّرَّتِ ۔ شکم اطہر پر بال نہ تھے صرف چھاتی سے لے کر ناف تک ایک خوبصورت خط کھینچا تھا۔ چہرہ منور عمدہ تھا۔

یا اللہ جل جلالک — یا محمد صلی اللہ علیک وسلم



حضور نبی پاک صاحبِ لولاک علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیمات نے ارشاد فرمایا۔

مَنْ رَاٰنِیْ فَقَدْ رَاَی الْحَقَّ اِنَّ الشَّیْطَانَ لَا یَتَمَثَّلُ بِیْ وَلَا بِالْکَعْبَۃِ اَیْ مَنْ رَاٰنِیْ فِی الْمَنَامِ فَقَدْ رَاٰنِیْ تَحْقِیْقًا لِاَنَّ الشَّیْطٰنَ لَا تَقْدِرُ عَلٰی صُوْرَۃِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ وَلَا ھَیْئَۃِ شَیْخِ الْکَامِلِ وَلَا یَصِیْرُ عَلٰی کَعْبَۃِ اللّٰہِ فَمَنْ اَنْکَرَ بِرُؤْیَۃِ النَّبِیِّ بِمُوَافِقِ الْحُلْیَۃِ فَقَدْ اَنْکَرَ الْحَدِیْثَ النَّبَوِیَّ عَنْ وَجْہِ الْاِنْکَارِ فَقَدْ اَنْکَرَ النَّبِیَّ وَمَنْ اَنْکَرَ النَّبِیَّ فَقَدْ کَفَرَ۔

جس نے مجھ کو دیکھا اُس نے حقیقتاً مجھ کو دیکھا کیونکہ ابلیس میری مثل نہیں نہیں اختیار کر سکتا نہ ہی کعبہ کی۔ جس نے مجھے خواب میں دیکھا تو یوں جانیے کہ حقیقت میں اُس نے مجھ کو ہی دیکھا کیونکہ شیطان نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور شیخ کامل اور نہ ہی کعبۃ اللہ کی شکل اختیار کر سکتا ہے۔ جس نے حلیہ کے مطابق رویت نبوی سے انکار کیا گویا اس نے حدیث نبوی کا انکار کیا۔ اور جس نے حدیثِ نبوی کا انکار کیا اس نے نبی کا انکار کیا اور وہ کافر ہُوا۔

یہ بزرگی اور اللہ تبارک وتعالیٰ کی عطا حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس پاک کی حضوری کی وجہ سے حاصل ہوتی ہے۔

عارف کی حقیقی توصیف

عارفاں ہوشیار وحدت غرقِ نور
واصلاں با مصطفیٰ دائم حضور

ترجمہ:۔ عارف ہوشیار وحدت کے نور میں غرق ہوتے ہیں۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے واصل اور ہمیشہ کے لیے صاحب حضوری ہوتے ہیں۔

فقر را ختم است آخر ایں مقام
ہر کہ ایں جا می رسد عارف تمام

ترجمہ:۔ یہ فقر کا آخری مقام ہے۔ جو شخص اس مقام پر پہنچتا ہے وہ مکمل عارف ہو جاتا ہے۔

طالباں را برد کامل با خدا
طالباں را می برد با مصطفیٰ

ترجمہ:۔ چاہنے والوں کو کامل آدمی واصل حق بنا دیتا ہے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حضوری دلا دیتا ہے۔

لائق ارشاد مرشد غرق نور
ایں چنیں مرشد بود صاحب حضور

ترجمہ:۔ جو مرشد اللہ کے نور کی وحدت میں غرق ہو وہ ارشاد کے لائق ہے ایسا مرشد حضوری والا ہوتا ہے۔

از نبی ارشاد آں را صد فخر
سرفرازش گشت طالب باظفر

ترجمہ:۔ حضور نبی کریم رحمۃ للعالمین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے ایسے شخص کے واسطے ارشاد ہر فخر کا سبب ہے۔ ایسے شخص کا طالب فاتح ہوتا ہے۔

ہر کہ را قوت نباشد ایں چنیں
اہل بدعت ناقص و گمراہ دیں

ترجمہ:۔ جو یہ قوت نہ رکھتا ہو وہ بدعتی ہے۔ اس کا دین ناقص اور وہ گمراہ ہے۔

مرد مرشد حق حضوری باخبر
طالباں را می برد بایک نظر

ترجمہ:۔ جو مرشد حضور میں حاضر رہنے والا اور خبر رکھنے والا ہے۔ وہ اہل طلب کو ایک ہی نظر سے قربِ حق عطا کرا دیتا ہے۔

خاکپائے کاملاں شو بالیقین
اہل بدعت مرشد شیطاں لعین

ترجمہ:۔ تو پختہ یقین سے کامل لوگوں کا خاک پا بن۔ بدعتی کا مرشد ابلیس لعنتی ہے۔
پہلے طالب کو عقل و شعور کی واقفیت چاہیئے۔ اس علم سے حضور نبی پاک صاحب لولاک علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات کے قرب اور معرفت کا علم ہوتا ہے۔

زمیں بر ناخن است در نظر درویش
بہ بیند ہر تماشا بانظر خویش

ترجمہ:۔ درویش کی نظر میں زمین اس کے ناخن پر ہے۔ اپنی نظر سے دنیا کے تمام تماشوں کو دیکھتا ہے۔

قطعہ

علم باید از خدا صاحب نظر
ز اسمِ اعظم دل شود روشن ضمیر

ترجمہ:۔ بارگاہِ خداوندی سے صاحب نظر علم حاصل کرتا ہے۔ اسم اعظم سے دل روشن ہوتا ہے۔

طلب کن تو علم را از مُصطفیٰ
علم سِرّ راز وحدت از اِلٰہ

ترجمہ:۔ تو بارگاہِ نبوی صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے راز کا بھید اور معبودِ برحق کی وحدت کا علم حاصل کر۔

چُوں ختم گردد علم و حلم زاں مقام
ایں چنیں تحصیل شد عارف تمام

ترجمہ:۔ علم اور حلم کے مقامات کی جہاں انتہا ہے وہاں سے عارف کو حصولِ معرفت حاصل ہوتی ہے۔

مُرشد اور مُرید کی حقیقت

جاننا چاہیئے کہ ناقص مرشد طالب کی طرح ہے اور ناقص مرشد کی طرح ہے۔ دونوں ناقص، لاشعور اور باطن میں اللہ تعالیٰ کی معرفت کی خبر نہیں رکھتا۔ اس لیے مرشد بیل کی مانند ہے اور طالب گدھے کی مانند۔

خام مرشد ہمچو باشد بیوہ زن
طلب سیم و زر کند باہر سخن

ترجمہ :۔ خام مرشد بیوہ عورت کی مانند ہے۔ اور ہر ایک سے سیم وزر کے متعلق باتیں کرتا ہے۔

نظر بر نقد است مال و جنس وار
از برائے جنس دنیا انتظار

ترجمہ :۔ وہ اپنی نظر ہمہ وقت نقدی مال اور جنس پر رہتی ہے۔ اور جنس کی خاطر دنیا کا منتظر رہتا ہے۔

بہ طالباں تلقین و تعلیم است و پند
بہر خانہ درم خواہد نقد چند

ترجمہ :۔ اہلِ طلب کو تلقین اور تعلیم اور نصیحت کرتا ہے اور خود خانہ کے لیے نقدی جنس کی تلاش میں لگا رہتا ہے۔

خام مرشد ہمچو قصّابش نظر
با ستخواں مغزش بر آرد بہر زر

ترجمہ :۔ خام مرشد قصاب کی مانند ہے۔ جو پیسوں کی خاطر ہڈیوں سے مغز نکال لیتا ہے۔

از خدا من حفظ خواہم زیں قصاب
گوشت آدم را خورد بہر از ثواب

ترجمہ :۔ اس طرح کے قصاب سے میں اللہ تعالیٰ کی پناہ کا طالب ہوں جو ثواب کے لیے لوگوں کا گوشت کھاتا ہے۔

ہر طریقہ را کنم تحقیق تر
دوست دارند طالباں را بہر زر

ترجمہ:۔ میں ہر طریق کو بہتر طور پر تحقیق کرتا ہوں۔ وہ چاہنے والوں کو سونے کی خاطر پیار کرتے ہیں۔

دل خبیث و بر زباں گوید حدیث
کے شود نامرد با حق ہم جلیس

ترجمہ:۔ دل ناپاک ہے اور زبان پر قولِ مصطفیٰ ہے۔ ایسا نامرد کب حقتعالیٰ کا ہم جلیس ہو سکتا ہے۔

باہوؔا قادری مرشد بود حق حق نُما
ہر کہ راہِ حق نداند سَر ہوَا

ترجمہ:۔ اے باہو! مرشدِ قادری حق سے شناسا ہوتا ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کے راستہ کا علم نہ رکھتا ہو وہ لالچی اور طمع خور ہے۔

پیری اور مریدی عظیم درجات کی حامل ہے۔ اس میں اللہ تبارک و تعالیٰ کی پہچان کے بہت سے راز ہیں۔

مراتبِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

جاننا چاہیئے کہ حضور نبی کریم رحمۃ للعالمین احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کے خاص طور پر عظیم مراتب ہیں۔ یہ چھ مراتب کسی دوسرے کو حاصل نہیں ہوتے۔ اگر کوئی ان کے حصول کا دعویٰ کرے تو وہ کذّاب، جادوگر اور کافر ہے۔ وہ استدراج میں پڑ کر مرتد ہوتا ہے۔ خاص الخاص چھ مراتب مندرجہ ذیل ہیں:۔

پہلا مرتبہ:۔ یہ کہ قرآن مجید کی آیات ماسوا محبوبِ خدا احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناءُ

کے اور کسی پر نازل نہیں ہوئیں۔

دوسرا مرتبہ:۔ یہ کہ حضور نبی کریم رحمۃ للعالمین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے بعد کسی دوسرے پر نازل نہیں ہوئی۔

تیسرا مرتبہ:۔ یہ کہ حضور نبی کریم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے سوا کوئی شخص معرفت کے مراتب کو نہیں پہنچتا۔

چوتھا مرتبہ:۔ یہ کہ قاب قوسین کے مقام پر کوئی نہیں پہنچتا۔ اور نہ ہی کسی کو جسمانی معراج ہو سکتا ہے۔

پانچواں مرتبہ:۔ یہ کہ اصحاب صفہ، اصحاب بدر اور اصحاب کبار رضی اللہ عنہم کے مراتب تک کوئی نہیں پہنچ سکتا۔ صرف حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ کرام پہنچ سکتے ہیں۔

چھٹا مرتبہ:۔ اماہین مجتہدین کے مراتب پر جنہوں نے چار مذہب حق نکالے ہیں کوئی دوسرا نہیں پہنچ سکتا۔

حضرت سلطان العارفین علیہ الرحمۃ نے فرمایا:۔

"میں امام اعظم حضرت نعمان بن ثابت کوفی جو صوفی اور صافی ہیں اُن کے مذہب پر ہوں۔ شرک، کفر، بدعت، راگ گانا اور حرص وہوا سے فارغ اور ان کے تارک تھے۔"

ان چھ مراتب کے علاوہ باقی حسب ذیل مراتب محشر تک ایک کے بعد دوسرے خاص الخاص اشخاص کو حاصل ہوتے رہیں گے:۔

۱۔ مرتبۂ ولایت
۲۔ مرتبۂ ہدایت
۳۔ مرتبۂ غنایت
۴۔ مرتبۂ غنایت لانہایت
۵۔ مرتبۂ غایت الغایت
۶۔ مرتبۂ ذکر

۷۔ مرتبۂ فکر ۸۔ مرتبۂ درد
۹۔ مرتبۂ وظائف ۱۰۔ مرتبۂ تلاوت
۱۱۔ مرتبۂ استغراق ۱۲۔ معرفتِ الٰہی
۱۳۔ قربِ الٰہی ۱۴۔ مرتبۂ وصال
۱۵۔ مرتبۂ مشاہدہ ۱۶۔ مرتبۂ تجلیات
۱۷۔ مرتبۂ نور حضور ۱۸۔ مرتبۂ شوق و اشتیاق
۱۹۔ مرتبۂ دعوت ۲۰۔ مرتبۂ علم فضیلت
۲۱۔ مرتبۂ درویشی ۲۲۔ مرتبۂ فقیری
۲۳۔ مرتبۂ ابدالی ۲۴۔ مرتبۂ اوتادی
۲۵۔ مرتبۂ فنا ۲۶۔ مرتبۂ بقا
۲۷۔ مرتبۂ غوثیت ۲۸۔ مرتبۂ قطبیت

غوث و قطب کی اقسام

جاننا چاہیئے کہ غوث تین اقسام میں منقسم ہیں:۔

۱۔ دہقانی ۲۔ روحانی ۳۔ قطب وحدت

پہلی قسم:۔ دہقانی جن کی قید میں بارہ کوس زمین کا احاطہ ہوتا ہے۔
دوسری قسم:۔ روحانی جن کا نفس فانی اور جن کی رُوح باقی ہوتی ہے۔ اور جو مست الست ہوتے ہیں۔ جنہوں نے پہلے ہی روز دستِ مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم سے شوق کا ساغر پیا ہے۔ ہر آن نور الٰہی میں مست ہیں۔ نہ اُنہیں طالب

کی طلب نہ مرید کا شوق۔ یہ مراتب تجرید و تفرید کے غوث قطب کے ہیں۔
تیسری قسم:۔ قطبِ وحدت۔ سرِّ سبحانی معشوقِ ربّانی۔ غوثِ جنّ و انس و ملائکہ حضرت شاہ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ النورانی ہیں۔ جن کے طالب اور مرید ہمہ وقت مشتاقِ دیدار اور معرفتِ خداوندی میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ طریقۂ سروری قادری والوں کو اِلَّا اللّٰہ کی معرفت اور حضور نبی کریم رحمۃ للعالمین علیہ افضل الصلوٰۃ و التسلیم کی مجلس پاک کی حاضری مبارک ہے۔

کامل قادری مُرشد کی شناخت

جاننا چاہیئے کہ کامل مرشد قادری وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی معرفت اور بارگاہِ نبوی کی حاضری کے بغیر کسی اور راہ کا علم نہ ہو۔ اس لیے کہ ذکر، فکر، ورد و وظائف کی راہ میں نفسانی نافرمانبرداری۔ شیطانی خودی۔ مخلوق کا رجوع ہونا۔ اور دیگر حوادثاتِ دنیوی اور بے شمار راہزن موجود ہیں۔ عالم کو قلب۔ سلب۔ قبض۔ بسط۔ سکر و سہو ہوا کرتا ہے لیکن حضوری والوں کے لیے مستی، ہوشیاری۔ سونا جاگنا مساوی ہے۔ جس شخص کو معرفتِ خداوندی اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مجلسِ پاک کی حاضری نصیب نہ ہو۔ اور وہ مشاہدہ میں غرق نہ ہو وہ وصل اور وصال سے محروم رہتا ہے۔ ابھی وہ طالب ہے اپنے مطلب کو نہیں پہنچا۔ ایسا شخص اندھا ہے اور موت تک اندھا ہی رہے گا۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:۔

وَمَنْ كَانَ فِيْ هٰذِهٖٓ اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى

جو شخص یہاں اندھا ہے وہ عقبیٰ میں بھی اندھا ہی ہوگا۔

مقاماتِ مجلسِ محمدیؐ

جاننا چاہیئے کہ سلوک کی اصلی غرض حضور نبی غیب دان علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مجلسِ پاک میں داخل ہونا اور اس سے مشرف ہونا ہے۔ جب طالب کے دل پر اسم اَللّٰہ کا تصوّر جم جاتا ہے تو اُسے سکون اور قرار حاصل ہوتا ہے۔ اسم اللہ کو باطن میں حقیقی طور پر دیکھ لیتا ہے جب اسم اَللّٰہ ذات کے تصوّر کی برکت سے تجلیاتِ نورِ الٰہی سورج کی طرح طلوع کرتی اور چمکتی ہیں تو شیطانی اور نفسانی اندھیری اور باطل رات دِل سے اُٹھ جاتی ہے۔ پھر مرشد کے لیے ضروری ہے کہ طالب اللہ کو حکم دے کہ باطنی تفکّر و تصوّر سے دل اور اسم اللہ کے گرد نظر کرے۔ اگر نظر کرنے سے وہ باطن میں شور و حضور میں غرق ہو جائے تو پتہ چلا کہ اُسے معرفتِ خداوندی حاصل ہو گئی۔ اور وہ اللہ تعالیٰ کی معرفت کے نور میں ڈوب گیا۔ اور اگر اس کا باطن شعور رکھتا ہے اور کہے کہ دل کے گرد اور اسم اللہ کے گرد مجھے ایک نہایت وسیع اور نہایت کشادہ میدان نظر آتا ہے تو اُسے پھر دل اور اسم اللہ کی طرف متوجہ ہونا چاہیئے پھر جب مراقبہ سے نکلے گا تو کہے گا کہ اس میدان میں ایک گنبد روضہ کی مثل کا ہے جس کے دروازے پر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ تحریر ہے۔ جب اس دروازے پر سے کلمہ طیبہ پڑھے گا تو دروازے کا تالا کھل جائے گا۔ جب طالب اس روضہ مبارک میں داخل ہو گا تو وہ ایک خاص مجلس دیکھے گا جس قرآن و حدیث کا تذکرہ کیا جائے گا۔ یہ مجلس نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ یہ مجلس مبارک سات

مقامات کی اہمیت کی حامل ہو گی۔ وہ مقامات یہ ہیں:۔

پہلا مقام :۔ مقامِ ازل۔

دوسرا مقام :۔ مقامِ اَبد۔

تیسرا مقام :۔ مقامِ دنیا۔

دنیا میں کبھی چار مقامات پر نصیب ہوتی ہے۔ مدینہ منورہ میں حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کے روضہ مبارک کے اندر مکہ معظمہ میں بیت اللہ شریف کے اندر۔ اور آسمان کے اُوپر دو مقامات پر ایک عرشِ اکبر پر۔ دوسرے دریائے توحید مطلق میں۔ جس کی ہر ایک لہر سے معرفتِ خداوندی کا بے مثل نور ظاہر ہوتا ہے۔

چوتھا مقام :۔ مقامِ لامکان میں جس کی مثال نہیں دی جا سکتی۔ ہر ایک مقام میں کلمہ طیبہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کا تذکرہ ہوتا ہے۔ ؎

از دلِ خود بدر کن پیشۂ خطرات را
تا بیابی وحدتِ حق ذات را

ترجمہ :۔ تو دل سے خطرات کو دُور کر دے تا کہ تو اللہ تعالیٰ کی ذات کی وحدت کو حاصل کر لے۔

دل کہ ز اسرار خدا او غافل است
دل نباید گفت کآں مشتِ گل است

ترجمہ :۔ جو دل اسرار خداوندی نہیں رکھتا۔ وہ دل ہی نہیں ہے وہ مٹی کی ایک مٹھی ہے۔

اس نوع کا صاحب تصوّر طالب جونسی مجلس میں جانا چاہے فوراً پہنچ جاتا ہے وہ مراقبہ اور ذکر باطنی اور حضوری کی بنا پر اس طرح معلوم ہوتا ہے جیسا کہ مردہ ہے۔ اس طریقہ سے بتدی مجلس مذکورہ میں داخل ہوا کرتے ہیں۔ جب ظاہر اور

باطن ایک ہو جائے تو وہ منتہی اور عارف باللہ ہو جاتا ہے۔

کاملین کی حقیقی مجلس

جاننا چاہیئے کہ کاملین کے لیے حضور نبی پاک صاحب لولاک علیہ الصّلوٰۃ والتسلیمات کی مجلس پاک ہر جگہ سورج کی مانند روشن ہے اور وہ اس میں ذرّے کی مانند ہر وقت موجود ہیں۔ جس طرح ذرّہ سورج سے الگ نہیں اسی طرح وہ بھی مجلسِ مذکورہ سے الگ نہیں بلکہ اس کی روشنی میں روشن رہتے ہیں۔ مطلب یہ کہ طالب الٰہی ورد و وظائف اور ظاہر کے اعمال سے کسی طرح بھی حضور علیہ الصّلوٰۃ والسلام کی مجلس پاک تک نہیں پہنچتا۔ خواہ تمام عمر ریاضت میں پتھر پر سر مارا کرے۔ راہِ باطن کسی کامل اور صاحب باطن مرشد سے ہاتھ آتی ہے جو یک لمحہ حضور صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مجلس پاک میں پہنچا دیتا ہے اور واصل بنا دیتا ہے۔

پیروی کی حقیقت

جاننا چاہیئے کہ اُمّت کا مطلب پیروی کرنا ہے اور پیروی کا یہ مطلب ہے کہ حضور سیّد العالمین رحمۃ للعالمین شفیع المذنبین انیس الغریبین علیہ افضل الصّلوٰۃ والتسلیم کے قدم مبارک پر قدم رکھا جائے۔ اس طرح کی پیروی سے خود کو آپ کی مجلسِ پاک میں پہنچائے۔ میں اُن لوگوں پر حیران ہوں جو راہِ حضوری کا علم نہیں رکھتے اور وہ نفس کے پجاری

خود پسند اور بے حیا ہیں۔ اہل معرفت سے راہِ للہ طلب نہیں کرتے۔ جو لوگ آپ کی مجلس پاک میں حاضر رہنے والے ہیں اُن پر حاسد ہیں۔ اور حسد کی وجہ سے انہیں دیکھنا بھی پسند نہیں کرتے۔ ایسے لوگ بیوقوف اور حیوانات کی مانند ہیں۔ جو شخص آپ کی بارگاہِ پاک کا منظورِ نظر نہیں وہ مومن مسلمان۔ فقیر۔ درویش۔ عالم فقہ اور اُمتِ محمدیہ کا فرد کس طرح کہلا سکتا ہے۔

حضوری کا راز

جاننا چاہیئے کہ حضور سیّد العالمین احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التحیتہ والثناء کی حضوری سراسر ہدایت کا راز ہے۔ اور یہ ہدایت ابتدا ہدایت میں ہے۔

ارشادِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم ہے:

اَلنِّھَایَتَ الرَّجُوْعُ اِلَی الْبِدَایَتِ

ہدایت کی طرف رجوع کرنا ہی نہایت ہے۔

پھر ارشاد نبوی صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم ہے:

مَنْ رَاٰنِیْ فَقَدْ رَاَی الْحَقَّ اِنَّ الشَّیْطٰنَ لَا یَتَمَثَّلُ بِیْ۔

جس نے میری زیارت کی اُس نے حقیقتاً میری زیارت کی۔ کیونکہ ابلیس میری مثل نہیں بن سکتا۔

جاننا چاہیئے کہ جو شخص باطن میں صاحبِ حضوری ہو۔ اور بارگاہِ نبوی صلّی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں کسی دینی یا دنیوی غرض کے لیے عرض کرے اور مجلسِ مذکورہ میں آپ صحابہ کرام کے ساتھ اس کام کے لیے دعائے خیر کریں اور پھر وہ کام پورا نہ ہو تو اس میں

کیا حکمت ہے۔ سمجھ لیجئے کہ سالک نے ابھی سلوک منتہی کے مراتب پر نہیں پہنچایا۔ ابھی وہ ترقی کی راہ پر ہے۔ ایسے طالب کے لیے مشکل ہے کہ عرض کے مطابق باطنی حال سے خوش باش ہو۔ یہ مرتبہ اور ترقی اس کے لیے مبارک ہو۔ اگر طالب احمق ہے یا یہ کہ دنیا مردار حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مجلس پاک سے طلب کرتا ہے تو اس لائق کو اس مجلس سے نکال دیا جاتا ہے یا اس سے مرتبۂ عظمیٰ چھین لیا جاتا ہے۔ جس شخص کی ظاہری اور باطنی حالت مساوی ہو جائے اور اس کا قدم ایک ہی مقام پر رہے تو وہ ترقی نہیں کر سکتا۔ جو شخص معبودِ برحق کی پوجا کرے تو اللہ تبارک و تعالیٰ اس کے بارگاہِ نبوی کی حاضری کا دروازہ کھول دیتا ہے۔

دین پر استقامت کا راز

حضرت سلطان العارفین سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اللہ تبارک و تعالیٰ عزّوجل کے ذاتی نام اللہ کے تصور اور تصرّف یا توجّہ باطنی ذکر و فکر کے ساتھ یا اللہ کے دوستوں کی قبر کے ذریعہ حضور سیّد العالمین رحمۃ للعالمین شفیع المذنبین انیس الغریبین علیہ افضل الصّلوٰۃ والتسلیم کی مجلس پاک میں پہنچ جانا دشوار نہیں ہے بلکہ سنّتِ نبوی علیہ الصّلوٰۃ والسّلام پر استقامت۔ بخشش و سخاوت۔ باطنی صفائی۔ رضائے الٰہی۔ خدمتِ خلق۔ علم و حلم کا حصول دشوار ہے۔ عارف وہی ہے جو دل و جان سے مجلسِ نبوی اور سنت مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء اختیار کرے۔ اور آپ کے ارشاد عالیہ سے منہ نہ موڑے۔ آپ کی مجلسِ پاک کی حضوری ایک کسوٹی ہے۔ جو آپ کی زیارت کر کے اس کا شکر گزار ہوتا ہے اُس کا نفس پاک اور دل زندہ ہو جاتا ہے۔ اُس کی رُوح

ہمہ وقت ذکرِ محمود میں مشغول رہتی ہے۔ جو شخص آپ کی زیارت کرے اور اُس کا عقیدہ درست نہ رہے تو وہ مرتد ہو جاتا ہے۔

معرفتِ نبویؐ کا حصول

جاننا چاہیئے کہ حسب ذیل سات قسم کے لوگوں کو دیدار مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء اور حضور پُرنُور شافع یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مجلس پاک کی حاضری نصیب نہیں ہوتی۔ وہ لوگ مندرجہ ذیل ہیں:۔

پہلا شخص:۔ نماز کو عمداً ترک کرنے والا۔

دوسرا شخص:۔ جماعت کو عمداً ترک کرنے والا۔

تیسرا شخص:۔ نشہ دینے والی اشیاء شراب، بھنگ، بوزہ، تمباکو وغیرہ کو استعمال کرنے والا۔

چوتھا شخص:۔ بدعتی اُمور بجالانے والا۔

پانچواں شخص:۔ اہل علم حضرات سے بغض کرنے والا۔

چھٹا شخص:۔ کامل فقیر سے بغض رکھنے والا۔

ساتواں شخص:۔ گانا گانے والا اور اجنبی مرد و عورت کا حسن دیکھ کر لٹو ہونے والا۔

جو شخص کسی کامل اور صاحب شریعت اور صاحب باطن فقیر کو خام اور بے برکت اور حکمت سے خالی تصوّر کرے وہ جاہل اور بیوقوف ہے کیونکہ حکم خداوندی اور اجازتِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے تمام رُوئے زمین مشرق سے مغرب تک ان درویشوں کے سپرد ہے جن کے باطن آباد و صاف ہیں۔ جو بات اہلِ فقر کے منہ سے نکلتی ہے وہ

وہ حکمتِ الٰہی سے خالی نہیں ہوتی کیونکہ فقیر بھی ایک حکمتِ الٰہی ہے۔ فقیروں کی زبان اللہ کی تلوار ہوتی ہے۔ اُس فقیر کی زبان سیف الٰہی ہو سکتی ہے جو ہمیشہ ذکر، فکر اور تلاوتِ قرآن مجید میں مشغول رہتا ہے اور لایحتاج ہو کر معرفتِ خداوندی میں مستغرق ہو۔ وہ کسی سے سوال نہیں کرتا۔ اگر کسی سے کچھ لیتا ہے تو اس سے دس گناہ بارگاہِ الٰہی سے دلواتا ہے۔

ارشادِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

اَلْفَقِیْرُ لَا طَامِعُ لَا مَانِعُ وَلَا جَامِعُ

فقیر لالچی نہیں ہوتا، نہ ہی روکتا ہے اور نہ ہی جمع کرتا ہے۔

عَلاماتِ فقر

فقیر کامل جسے حضور سید العالمین رحمۃ للعالمین شفیع المذنبین انیس الغریبین احمدِ مجتبیٰ حضرتِ محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کی حضوری حاصل ہو اُس کی پہچان یہ ہے کہ جو بات وہ زبان سے نکالے وہ اللہ تعالیٰ کی یکتائی اور اللہ تعالیٰ کی معرفت ہو۔ اور قرآن و حدیث اور فقہ کے مطابق ہو۔ بس اللہ ہی معبودِ حقیقی ہے باقی سب کچھ خواہشاتِ نفسانی۔ اُسے نقش پُر کرنے، دائرہ کھینچنے کی کیا ضرورت ہے۔ اس لیے کیا پڑی ہے کہ دعوت خوانی کرے۔ یہ تو فنا فی الشیخ اور طالب کے ابتدائی حالات ہیں۔ صاحبِ حضوری کی دوسری پہچان یہ ہے کہ اسم اللہ ذات کے تصور و تصرف سے اس پر تجلیات و مشاہداتِ نور منکشف ہوں۔ اور اس کے قلب و قالب کو اسم اللہ ذات کی آگ کی گرمی اس طرح جلائے جس طرح کہ آگ لکڑی کو جلاتی ہے۔ اور ایسی آگ محشر تک نہیں بجھتی۔ ہاں

اُس وقت بجھتی ہے جب بہشت میں داخل ہو کر اللہ تعالیٰ کی بقا سے مشرف ہوتا ہے۔

اللہ ربّ العالمین جل مجدہ الکریم نے حدیثِ قدسی میں ارشاد فرمایا:۔

فَتَنْسَوْنَ النَّعِیْمَ اِذَا رَاَیْتُمُوْهَا

وہ جب انہیں دیکھیں گے تو نعمتوں کو بھول جائیں گے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

وَمَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰهَ رَمٰی وَلِیُبْلِیَ الْمُؤْمِنِیْنَ

اور تو نے پھینکا تو حقیقتاً تو نے نہیں پھینکا بلکہ اللہ تعالیٰ نے پھینکا۔ یہ اہل ایمان کے لیے آزمائش ہے۔

خصائلِ بہشت

حضور نبی مکرم رسول معظم و محتشم رحمتِ عالم احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء نے ارشاد فرمایا:۔

اِنَّ الْعَبْدَ لَا یَدْخُلُ الْجَنَّةَ بِکَثْرَةِ الصَّوْمِ وَبِکَثْرَةِ الصَّلٰوةِ اِلَّا بِاَرْبَعِ خِصَالٍ۔ اَوَّلُهَا سَخَاءُ الْیَدَیْنِ وَالثَّانِیْهَا بِاِصْلَاحِ الْقَلْبِ وَالثَّالِثُ بِتَعْظِیْمِ لِاَمْرِ اللّٰهِ تَعَالٰی۔ وَالرَّابِعُ بِشَفْقَتِ عَلٰی خُلْقِ اللّٰهِ۔

تحقیق آدمی زیادہ نماز یا روزے کے باعث جنت میں داخل نہیں ہوتا بلکہ وہ ان چار خصائل سے جنت میں داخل ہوتا ہے۔ اوّل ہاتھوں کی سخاوت۔ دوم دل کی درستگی۔ سوم احکام خداوندی کی تعظیم۔ چہارم مخلوق خدا پر شفقت کرنا۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:۔

اَیُحِبُّ اَحَدُکُمْ اَنْ یَّاْکُلَ لَحْمَ اَخِیْهِ مَیْتًا فَکَرِهْتُمُوْهُ وَاتَّقُوا اللّٰهَ تَوَّابٌ الرَّحِیْمٌ۔

تم میں سے کوئی شخص اپنے مُردہ بھائی کا گوشت کھانا پسند کرتا ہے۔ پس تم اسے پسند نہ کرو۔ تقویٰ اختیار کرو۔ اللہ تعالیٰ توبہ قبول کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔

پھر ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

وَلَا تَکَلَّمُ نَفْسٌ اِلَّا بِاِذْنِهٖ فَمِنْهُمْ شَقِیٌّ وَّسَعِیْدٌ۔

جو شخص اِذنِ الٰہی کے بغیر گفتگو نہیں کرتا۔ پس انہیں میں سے شقی بھی ہیں اور سعید بھی۔

جو شخص کسی مومن مسلمان کی غیبت کرتا ہے وہ زانی اور گناہ گار ہوتا ہے۔

ارشادِ نبوی صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہے:۔

اَلْغِیْبَتُ اَشَدُّ مِنَ الزِّنَاءِ

غیبت زنا سے بھی زیادہ بُری ہے۔

غیبت کرنے والا اپنے سگے بھائی کا گوشت کھاتا ہے۔ واللہ ریاضت اسم اللہ کے تصوّر سے وجود کو سراسر پاک کر دیتی ہے۔ اسم اللہ ذات کے تصوّر کی گرمی دوزخ کی آگ سے زیادہ تیز ہے۔ گویا اُس آگ کا ایک ذرّہ دوزخ میں ڈالا گیا ہے اگر فنا فی اللہ کی آگ والا جلالیت کی نگاہ کرے تو مشرق سے مغرب تک سب کچھ جلا دے۔ اس وجود پر ہزار آفرین ہے جو اس آگ کو برداشت کرتا ہے اور مخلوقِ خدا کو نہیں ستاتا۔ جو شخص کسی دینی یا دنیوی کام کے لیے چالیس دن متواتر چلّہ کشی کرتا ہے اُس سے یہ بہتر ہے کہ اسمِ اللہ ذات کا ایک گھڑی تصوّر کرے۔ کیونکہ اسمِ اللہ ذات

کے تصور والے کی توجہ سے ہر مشکل حل ہو سکتی ہے۔ وہ ایک دم میں روحانیت سے ملاقات کر سکتا ہے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مجلس پاک میں پہنچ سکتا ہے۔ ایسے شخص کو نمازِ استخارہ کی کیا ضرورت ہے کیونکہ وہ ناخن کی پشت پر دونوں عالم کا نظارہ کرتا ہے۔ جو کچھ وہ دل کی آنکھ سے دیکھتا ہے اور دل کو دکھاتا اور بتلاتا ہے۔ یہ بھی فقیر کے ابتدائی مراتب ہیں۔ جس طرح کہ کسی چھوٹے بچے کو تعلیم دی جاتی ہے میں اُن لوگوں پر حیران ہوں کہ فقیروں کی رضائے الٰہی کے لیے خدمت نہیں کرتے بلکہ اُلٹا انھیں اینٹ اور پتھر مارتے ہیں۔

از مکافاتِ عمل غافل مشو
گندم از گندم بر آید جَو زِ جَو

ترجمہ: عمل کی پاداش (بدلہ) سے غافل مت ہو۔ کیونکہ گندم سے گندم اور جو سے جو پیدا ہوتا ہے۔

باھُو حق گو راست فقرش چہ چیز
فقر بیروں از عقلِ فقرش تمیز

ترجمہ: باہو حقیقتاً بتا کہ فقر کیا چیز ہے۔ فقر عقل، فکر اور تمیز سے باہر ہے۔

اسرارِ الٰہی کی کیفیات

جاننا چاہیئے کہ فقیر کو اللہ کے نام پاک سے بہت سے اسرار (بھید) حاصل ہوتے ہیں۔ جو شخص فقر اختیار کرتا ہے وہ ماسویٰ اللہ کے گرد ایک دائرہ کھینچ دیتا ہے فقر جنت ہے اور جنت دیدار اور دل جمعی کا مقام ہے۔ وہاں دنیا اور دنیادار دل

کی بُو تک بھی نہیں ہوتی۔ فقر اور معرفتِ خداوندی میں بہار ہے۔ فقر کی نظروں میں دنیا کی زیب و زینت حقیر و ذلیل ہے۔ چونکہ فقیر اس ذلالت سے ہوشیار ہے اس لیے دنیا داروں اور غافلوں کی نظروں میں ذلالت ہے۔ نہیں۔ نہیں۔ میں نے غلط کہا۔ فقیر نامِ الٰہی پر جان قربان کرتا ہے اور نفس کے گھوڑے پر سوار ہوتا ہے ازل سے ابد تک دائمی طور پر اس کی آنکھیں بیدار رہتی ہیں۔ فقیر کو حق الیقین کا مقام حاصل ہوتا ہے۔ فقیر کی زبان منہ میں اس طرح ہے جس طرح میان میں تلوار سونتی جائے۔ اگر وہ تلوار سونتی جائے تو قہر فقیر قہر الٰہی کی صورت اختیار کر کے تمام جہان کو قتل کر دے۔ کیونکہ فقراء کی زبان سیفِ الٰہی ہوتی ہے۔ اُن کی زبان پر الٰہی کی سیاہی ہوتی ہے۔ جو شخص اُن کا منکر ہے وہ دونوں عالم میں ذلیل و خوار ہے۔

اصل یقین است بود با اصل
ہر کہ رسد با اصل و حق وصل

ترجمہ:۔ اصل اصول یقین ہے۔ یقین ہی سے اصل و حق کا وصل حاصل ہوتا ہے۔ وصل اور اصل بھی دوری ہے۔ جو توحید میں غرق ہوتا ہے وہ شوق میں مسرور مست اور بے ریا ہوتا ہے۔ یہ مراتب اولیاء اللہ کے ہیں۔ تکلّف عورتوں کا طریقہ ہے۔ مرد کو سیم و زر کی کیا حاجت ہے

زن نہ مردی بکن دستِ کرم بکشا کہ زر
مرد را بہر کرم زن را برائے زیور است

ترجمہ:۔ تو عورت تو نہیں مرد بن اور سخاوت کا ہاتھ کھول دے کیونکہ روپیہ مرد کے لیے سخاوت کے لیے ہے اور عورت زیور رکھتی ہے۔

اولیاء اللہ کی پہچان

اے اللہ تعالیٰ کے طالب! سن لیجئے! محبّت کے طالبین کی پہچان یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ذکر اس کے مغز و پوست میں اُتر جاتا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:۔

وَاذْكُرْ رَبَّكَ إِذَا نَسِيْتَ

اپنے رب کو یاد کر جب تو بھول جائے۔

اہلِ حضور کا ہر عمل، ہر فعل اور ہر قول قربِ معرفت سے ہوتا ہے۔ وہ ہر وقت بارگاہِ الٰہی میں ہوتے ہیں۔ اُنہیں وصال حاصل ہوتا ہے۔ اس لیے کہ صاحب حضور مشاہدۂ نور میں غرق ہوتا ہے۔ قربِ حضوری حاصل ہوتا ہے۔ اس کا باطن آباد اور ظاہر بخشا ہوا ہوتا ہے اور دائمی طور پہ بارگاہِ الٰہی میں منظورِ نظر ہوتا ہے مطلب یہ کہ فنا فی اللہ والا دائماً حاضر ہوتا ہے۔

ارشادِ نبوی صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

ذِكْرُ اللّٰهِ فِي الْغَدَاوَةِ وَالْعَشِيِّ أَفْضَلُ مِنْ حَرْبِ السَّيْفِ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ۔

اللہ تعالیٰ کی راہ میں تلوار لے کر لڑنے سے دن رات اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا بہتر ہے۔

پھر ارشادِ نبوی صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

لَا یَشْغَلُھُمْ شَیْءٌ مِنْ غَیْرِ ذِکْرِ اللہِ طَرْفَةَ الْعَیْنِ

ترجمہ:۔ کوئی شے ایک لمحہ کے لیے بھی انہیں اللہ تعالیٰ کے ذکر سے باز نہیں رکھ سکتی۔

اللہ تبارک و تعالیٰ کے حکم سے اللہ تعالیٰ کے نام کا ذکر جس شخص پر اثر کرتا ہے اُسے ظاہری و باطنی علم کا عالم اور فاضل بنا دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا نام ہی حضوری ہے۔ جس کے وجود میں اللہ تعالیٰ کا ذکر اثر کرتا ہے اُسے اِلَّا اللہ کی معرفت اور حضور نبی کریم رحمۃٌ للعالمین علیہ الصّلوٰۃ و التسلیم کی مجلس میں پہنچا دیتا ہے۔ اسم اللہ ذات کے ذکر کی وجہ سے تمام خطرات، توہمات کی گندگی اور پلیدی دُور ہو جاتی ہے۔ اور اُسے مشاہدۂ حضوری نصیب ہوتا ہے۔ مشاہدہ کے بغیر حضوری نہیں ہوتی۔ مقلّد اہلِ رجعت غرور و تکبّر میں رہتے ہیں۔ اسم اللہ ذات کے ذکر کی وجہ سے دل کی تختی پر سے معرفتِ الٰہی کے اوراق کا مطالعہ کر سکتے ہیں یعنی غیبی علم و احادہ کے عالم ہو جاتے ہیں۔ کلمۂ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور اسم ذات سے یہ مراتب حاصل ہو سکتے ہیں۔ اس قسم کا ذکر دمِ عیسیٰ اور قدمِ خضر ہوتا ہے۔ جو فنا فی اللہ ہو وہ دنیا اور عقبیٰ کا غم نہیں رکھتا۔ میں اُن لوگوں پر حیران ہوں جو مقلّد ہو کر سر دُو سے ذکر کرتے ہیں۔ اور اسم اللہ پر تالیاں بجاتے ہیں۔ ایسے لوگ ایسا کرنے سے مطلقاً کافر ہو جاتے ہیں۔ پس پتہ چلا کہ وہ اس قسم کی ریاضت سے صرف مراتبِ دنیوی کے طالب ہیں۔ ؎

از دست نارسا است
کہ مکارہ پارسا است

کسی دستِ نارسا کا نتیجہ ہے کہ مکار پارسا ہوتا ہے۔

اہلِ تقلید کا ذکر گوزشتر ہے۔ ایسے ذکر پر لاحول پڑھنا چاہیئے۔ چنانچہ کہتے ہیں:

کہ حال کی مستی خام خیالی ہے اور گردی سردی مخنّث اور نامرد کی نشانی ہے۔ راگ سُن کر رونا اور کانپنا شیطانی مراتب ہیں۔ دیوانگی اور لاشعوریت جنونیّت کی نشانی ہے ایسے لوگ معرفتِ خداوندی سے خالی ہوتے ہیں۔ صرف اولیا، اللہ ہی سچائی پر ہیں۔ وہی اللہ تعالیٰ سے ملا سکتے ہیں۔ پس حقیقت کو طلب کرنا چاہیئے۔ مقلّدی اور باطل راہ سے مُنہ موڑ لینا چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ کرنی چاہیئے۔ اِلَّا اللہ کا قرب و معرفت حاصل کرنی چاہیئے۔ شریعتِ مطہرہ پر عمل پیرا رہنا چاہیئے۔ سلک سلوک اور اللہ تعالیٰ کے ذکر کا یہی مطلب ہے۔

جاننا چاہیئے کہ معرفتِ توحید، تجرید تفرید، مجاہدہ و مشاہدہ۔ ذکر و فکر اور مکاشفہ سب کا اصلی مقصد دل کو بیدار کرنا ہے۔ دلوں کا کشف تو احمق، دیوانہ اور مجذوب کا درجہ ہے۔ نفس کا محاسبہ، قبروں کے کشف کا مراقبہ خام آدمیوں کے مراتب ہیں۔ قبض بسط۔ الہام اور وہم و خیال ہجر و فراق کی نشانیاں ہیں۔ علم وہی ہے جو زندہ اور قائم ہو۔ غوث۔ قطب اور طبقات کی سیر و طیر حرص و ہوا کی علامت ہے۔ غرق فنا فی اللہ سراسر بے خبر اور لامکان ہوتا ہے۔

علمِ توحید اور علمِ تصوّف

علمِ توحید اور علمِ تصوّف کا مطلب یہ ہے کہ دل صاف ہو جائے۔ جس کا دل صاف ہو جائے وہ معرفتِ خداوندی، دیدارِ خداوندی کے قابل، بارگاہِ الٰہی میں منظور نظر اور حضور نبی پاک صاحب لولاک علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیمات کی مجلسِ پاک کی حضوری میں حاضر ہو جاتا ہے۔ وہ غوث و قطب کے مراتب اور طیر و سیر کو ترک کر دیتا ہے۔

ارشاد گرامی ہے :-

اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَهُوَ اللّٰه

جب فقر ختم ہو جائے تو وہی اللہ ہے۔

فقیر تصوّف کا عالم اور صاف باطن ہوتا ہے جو اہلِ تصوّف فقراء کا مقابلہ کرتا ہے۔ وہ دونوں جہان میں خراب ہوتا ہے کیونکہ فقیر اللہ تعالیٰ کی یادگار کا برگزیدہ ہوتا ہے اور حقیقی راستے پر ہوتا ہے۔ ہر حقیقت کا عالم ہوتا ہے۔ جو شخص فقیر کا مقابلہ کرتا ہے وہ بیماری اور رجعت میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ فقیر کا وہی شخص مقابلہ کرتا ہے جو بے پیر اور سنگدل ہو۔ جس کا کوئی پیر نہ ہو اور بے حیا ہو۔ فقیروں سے بغض رکھنے والا اللہ تعالیٰ سے بے بہرہ اور حضور نبی کریم رحمۃ للعالمین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی شفاعت سے محروم ہوتا ہے۔ فقیر نہ خدا ہوتا ہے اور نہ ہی خدا سے جُدا ہوتا ہے۔ جو مطلب ہو فقیر سے طلب کرو۔ فقیر سے بغض رکھنے والا کتّے سے بدتر ہے ؎

باکس نمی شود دامِ طبع رمیدہ ما
منّت کش طلب نیست دست کشیدہ ما

ترجمہ :- میری آزاد مفرور طبیعت کسی کے جال میں قید نہیں ہوتی۔ میرا کھنچا ہوا ہاتھ کسی سے طلب کا احسان مند نہیں ہوتا۔

ہر چند کہ خاکساریم اندازِ ما بلند است
بر شاخِ گل نشیند مرغ پریدہ ما

ترجمہ :- اگرچہ میں عاجز و حقیر ہوں مگر میرے طور طریق بہت اونچے ہیں۔ میری رُوح کا اُڑنے والا پرندہ پھولوں کی شاخ پر ہی آشیانہ رکھتا ہے۔

مقاماتِ عرش و فرش

جاننا چاہیئے کہ عرش کے اُوپر سے لے کر تحت الثریٰ تک ایک کے بعد دوسرے تہتر کروڑ تراسی لاکھ اکیس مقامات ہیں۔ جن میں سے انتہائی مقام کا نام سر الامی ہے۔ ان سب سے آگے لامکان ہے۔ جس کی تشبیہہ چھ طرفین اور کون و مکان ہے۔ یہ سب مقامات مع الامکان فقیر کی نظر میں مچھر کے پَر کے مساوی نظر آتے ہیں۔ سبحان اللہ فقیر کے ساتھ حضور سید العالمین صلی اللہ علیہ وسلم لطف و کرم سے ہر ایک مراتب بخشتے ہیں۔ یہ توفیق کامل اور مکمل مرشد ہی کو ہوتی ہے۔ جو شخص پہلے روز طالب مولیٰ کو توحید و لامکان فقر کا سبق نہیں دیتا اور توحید کے لامکان میں نہیں پہنچاتا۔ اُسے فقیری اور مرشدی کی راہ کا علم نہیں۔ جاننا چاہیئے کہ ان کا دل زندہ، رُوح زندہ اور نفس فانی ہوتا ہے۔ جسم یہاں ہے تو جان لامکان میں۔ لامکان میں اللہ تعالیٰ کے راز منکشف ہوتے ہیں۔ مشاہدۂ قدرتِ الٰہی حضور اور نور میں مستغرق ہوتا ہے۔ اسم اللہ ذات کے تصور اور اسم اعظم کی برکت سے پہلے ہی روز یہ صحیح طریقہ معلوم ہو جاتا ہے۔ اور کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی کلید سے یہ قفل کھُل جاتا ہے۔ اور یہی طریقہ درست اور راسخ و صادق ہے۔ جو اس پر شک کرے وہ اسلام سے خارج ہے۔ ؎

من مرغ لامکانم جُز لامکاں نمانم
فقرش ازاں نشانم فی اللہ من ازانم

میں لامکانی پرندہ ہوں۔ لامکان کے بغیر اور کہیں نہیں رہتا۔ اس لیے فقر میری نشانی ہے۔ اور میں فنافی اللہ ہوں۔

اسم اللہ ذات سے مقصود کا حصول

جاننا چاہیئے کہ جس شخص کے وجود میں پہلے سرکش نفس آمادگی کی حالت میں ہو۔ اسم اللہ ذات کے تصور سے وہ ملہمہ ہو جاتا ہے۔ پھر لوامہ بنتا ہے اور پھر اس کے بعد مطمئنہ ہو جاتا ہے۔ جب نفس مطمئنہ ہو جاتا ہے تو سر سے پاؤں تک تمام وجود اللہ تبارک و تعالیٰ کے ذکر اور توحید الٰہی میں منوّر ہو جاتا ہے۔ یہ بات بھی اسمِ اللہ ذات کے تصوّر اور کلمہ طیّبہ لا الٰہ الاّ اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کی کلید سے حاصل ہوتی ہے۔ اسم اللہ ذات کے حاضرات سے تمام مخلوقات جو ظاہر اور مخفی ہے۔ ایک دم میں ایک قدم پر دکھائی دیتی ہے۔ اور ہر ایک لحظہ میں طیر سیر وغیرہ بھی کچھ پوری طرح طے کیا جا سکتا ہے۔ اسم اللہ ذات کے حاضرات سے مقصد جلد از جلد پورا ہوتا ہے۔ لانا۔ لے جانا۔ سلک سلوک۔ حاضرات یا ترتیبِ حضوری۔ ذاتی تجلّیات کے نور کا مشاہدہ اور ان کا استغراق صرف وہی شخص جانتا ہے جو اسم اللہ ذات کے حاضرات کا عالم ہو۔ جو شخص باطن میں خواب میں یا مراقبہ میں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے حاضرات کا سبق پڑھتا ہے۔ اُس پر ہر ایک مکان اور ہر ایک علم کا ظہور ہو جاتا ہے۔ الحاصل یہ کہ وجود میں اسم ذات اللہ کی مشق کرنے سے نفسانی بیماریاں دُور ہو جاتی ہیں۔ نفس کسی حال میں بھی سکون حاصل نہیں کرتا۔ اور ہست سے نیست نہیں ہوتا۔ یہ فرمانبردار نفس مطیع ہوتا۔ اور شب و روز غلاموں کی مانند حکم کے تابع نہیں ہوتا۔ مگر اسم اللہ ذات کے تصوّر اور کلمہ طیّبہ

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی تاثیر سے یہ دونوں چیزیں نفس کو اس طرح جلا دیتی ہیں جس طرح آگ لکڑی کو جلا دیتی ہے۔ ہاں یقین ہے کہ مرشد صاحب قرب اور صاحبِ حضوری ہو۔ اور مشاہدہ میں غرق رہتا ہو۔ لیکن طالب جاہل اور لاشعور ہے تو کچھ فائدہ نہیں ہوگا۔ اگر طالب عالم فاضل اور صاحب عقل و شعور ہو۔ اور مرشد ناقص و بے حضور ہو تو بھی کچھ فائدہ نہیں۔ ہاں اگر دونوں ہی صاحبِ علم اور باشعور ہوں تو ایسا مرشد ایسے طالب کو اسم اللہ حاضرات بتا سکتا ہے۔ اور ذات و صفات کے مقامات کی کوئی شے اُس سے چھپی نہیں رہتی۔ ؎

چناں غرق گشتم بدریائے وحدت
کہ ازل و ابد را ہم خبر ہم ندارم

میں توحید باری تعالیٰ کے دریا میں ایسا غرق ہوں کہ میں ازل و اَبد کی خبر نہیں رکھتا۔

استغراقِ معرفت میں فراموشی

یاد رہے کہ عارف معرفت کے استغراق میں سب کچھ فراموش کر جاتا ہے۔ جو شخص استغراق کی وجہ سے لامکاں میں ہے اُسے ماسوا اللہ باقی سب کچھ بھول جاتا ہے۔ یہ مراتب اس فنا فی اللہ کے ہیں جو توحید میں اس طرح غرق و محو ہے جیسے مچھلی پانی میں، نمک کھانے میں، انگاری آگ میں یا پانی دُودھ میں حل ہوتا ہے اسی طرح فقیر فی اللہ خدا تو نہیں ہوتا لیکن خدا سے جُدا بھی نہیں ہوتا۔ بس اللہ ہی معبودِ حقیقی ہے باقی ہوس۔

جس کو یہ مراتب حاصل ہوں اُسے بے حجاب مشاہدہ نصیب ہوتا ہے۔ ان مراتب سے بے دین لعین واقف نہیں ہوتا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

وَفِیْٓ اَنْفُسِکُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ

وہ تمھاری جانوں میں ہے کیا تم نہیں دیکھتے۔

دل کی آنکھ روشن کرو۔ دل سے کینہ و نفاق دُور کر دو۔

پھر ارشادِ باری تعالیٰ ہے:۔

نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْہِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْد

ہم اُس کی شہ رگ سے بھی زیادہ نزدیک ہیں۔

گر تو عارف واصلی صاحب نظر
تو ز شہ رگ نزد تر حق را نگر

اگر تو عارف صاحبِ واصل ہے تو تُو رب تعالیٰ کو شہ رگ سے بھی زیادہ قریب دیکھے گا۔

دم ز دم الہام قدرت ذاتِ نور
نحن اقرب قرب وحدت باحضور

قدرت کا الہام نورِ ذاتی کی بنا پر دم بدم ہوتا ہے۔ اُسے نحن اقرب کی وجہ سے قربِ خداوندی اور حضوری حاصل ہوتی ہے۔

رو یتش را خوش ببیں با چشمِ دل
ہر چہ بینی غیر حق آں بت صنم

اس کا چہرہ چشمِ قلبی سے اچھی طرح دیکھ۔ ماسوا اللہ جو کچھ تو دیکھے گا وہ بت ہوگا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے :۔

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْنَ

جب تک تم خرچ نہ کرو گے نیکی حاصل نہیں کرو گے۔

کُن تصرف جان و مال و ہر چہ ہست
تا ترا حاصل شود کنہش الست

مال و جان اور جو کچھ ہے سب کچھ اللہ کی راہ میں خرچ کر دے تا کہ تو الست کی کُنہ حاصل کر لے۔

ہر کہ گردد غرق فی اللہ باخُدا
ہر کہ از خود گم شود یابد خدا

جو شخص غرق فی اللہ ہو جائے وہ اللہ تعالیٰ سے واصل ہو جاتا ہے جو شخص خود میں گم ہو جائے وہ اللہ تعالیٰ کو پا لیتا ہے۔

ہر کہ از حق منکر است مردود شُد
ہر کہ با حق مشتغل محمود شُد

وہ شخص مردود ہے جو منکرِ الٰہی ہے جو اللہ تعالیٰ میں مشغول ہے وہ تعریف کے قابل ہے۔

باہو ! ایں مراتب از شریعت یافتہ
پیشوائے خود شریعت ساختہ

یہ مرتبے باہو کو شرع مطہرہ سے ملے ہیں۔ اُس نے شریعت کو اپنا پیشوا بنا رکھا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے :۔

وَمَنْ كَانَ فِىْ هٰذِهٖ اَعْمٰى فَهُوَ فِى الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى

جو یہاں اندھا ہے وہ عقبیٰ میں بھی اندھا ہو گا۔

ذکر گوید

ارشادِ باری تعالیٰ ہے :۔

فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ

جس طرف رُخ کرو اُسی طرف وجہ اللہ ہے۔

ذکر گوید ہر گیا ہے وحدہٗ
ذکر گوید قلب و قالب ہر بمو

گھاس کا ہر پتّا اللہ تعالیٰ کی وحدانیّت کہتا ہے۔ قلب اور قالب ہر ایک بال ذکر کہتا ہے۔

باہو ہر طرف کردم نگاہے ذکرِ ذات
ذات از ذات یابد شُد نجات

باہو! میں نے جس طرف نظر کی تو ذکرِ ذات دکھائی۔ جو کوئی ذات کو ذات سے پاتا ہے خلاصی پا جاتا ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے :۔

اَفَرَأَیْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوَاهُ

تم نے اس شخص کو دیکھا جو اپنی خواہش کو اپنا معبود بنا بیٹھا ہے۔

در وجودے دو خدا ہر یک شناس
و ز دوئی بگذر بیابی حق سپاس

وجود میں سے دوئی کر کے اللہ کو ایک پہچان۔ دوئی سے گزر اور اللہ تعالیٰ کو پالے۔

نفس و شہوت را بکش کلّی ہوا
تا ترا حاصل شود واحد خدا

نفس و شہوت اور خواہشات کو مار دے تاکہ تو خدائے یکتا کو حاصل کرلے۔

باطن کی صفائی کے یہ مرتبے حضور نبی کریم رحمۃ للعالمین علیہ الصلوٰۃ و التسلیم کی مجلس کی حضوری سے حاصل ہوتے ہیں۔ والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ۔

فقراء کے درجات

فقیر فنا فی اللہ اور فقیر بقا باللہ تین درجات میں منقسم ہے :۔

۱۔ فنا فی الشیخ ۔

۲۔ فنا فی اسم ذات اللہ ۔

۳۔ فنا فی الرسول علیہ الصلوٰۃ و السلام

جاننا چاہیئے کہ تمام مخلوق کو حضور سید العالمین رحمۃ للعالمین شفیع المذنبین انیس الغریبین احمدِ مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کے نُور مبارک سے پیدا کیا گیا ہے۔ اور نور محمدی صلّی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کو اللہ کے نُور سے پیدا کیا گیا ہے جو شخص پہلے روز نور طالب کی صورت کو اللہ رب العزۃ تبارک و تعالیٰ کے دریائے وحدت میں غرق نہ کرے وہ مرشد نہیں ہے۔ پہلے ہی روز اسم اللہ کے تصوّر سے نفس کی پاکیزگی کا نور، قلب کی صفائی کا نور، رُوح کی تجلّی کا نُور۔ اور تجلّیاتِ سر (راز) کا نُور۔ یہ چاروں نُور باہم ایک ہو جاتے ہیں۔ پھر اپنی اصل کی طرف رجوع کرتے ہیں۔

ارشاد نبوی صلّی اللہ علیہ وسلم ہے :۔

کل شئی یرجع اِلیٰ اَصلِہٖ

ہر شے اپنی اصل کی طرف لوٹتی ہے۔

ارشادِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

حُبُّ الْوَطَنِ مِنَ الْاِیْمَانِ

حُبِّ وطن ایمان کی نشانی ہے۔

ایمان اللہ تعالیٰ کا نور ہے، رُوح نور کی صورت ہے۔ روحانیت نور والوں کی مجلس ہے جو مقامِ ناسوت سے فارغ ہے۔ نفسانیت اربع عناصر ناری ہیں روح والوں کی مجلس نور ہے اور نفس والوں کی نار ہے۔ ان دونوں کا اجتماع زیب نہیں آتا۔ جو شخص حضور اور وحدانیت کے نور کا طالب ہے وہ پاک اور نورانی ہو جاتا ہے۔ حضور سیّد العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس انتہا ہے اور فنا فی اللہ آغاز ہے۔

ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:۔

اَلنِّهَایَتُ الرُّجُوْعُ اِلَی الْبِدَایَتِ۔

بدایت کی طرف رجوع کرنا ہی نہایت ہے۔

گر بشوق حق دلت شد مُبتلا
مرگ ہرگز کے شود بروے روا

اگر تیرا قلب اللہ تعالیٰ کے شوق میں گرفتار ہو جائے تو پھر اس پر موت کا اطلاق ہرگز نہیں ہو سکتا۔

ارشادِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا

مرنے سے قبل مر جاؤ۔

اہلِ معرفت کے لیے زندہ رہنا بمنزلہ حجاب ہے۔ وہ دنیا میں قیدی کی مانند ہیں۔ کیونکہ اس حدیث کے مطابق مومن قید میں گرفتار ہے۔

پھر ارشادِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

اَلدُّنْیَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِیْنَ وَجَنَّةُ الْکٰفِرِیْنَ

دنیا مومنین کے لیے قید خانہ اور کفار کے لیے جنت ہے۔

با تو دل مسجد است بی تو کنشت
بے تو دل دوزخ است با تو بہشت

اگر تو دل میں ہے تو مسجد ہے اگر نہیں ہے تو صنم کدہ ہے۔ تیرے سوا دل جہنم ہے۔ تو ہے تو جنت ہے۔

بے خبر علماء کی حقیقت کا انکشاف

میں اُن لوگوں کی حالت پر متعجب ہوں جو عالم بے عمل اور اللہ تعالیٰ کی معرفت سے بے خبر اور اہلِ نفس ہیں۔ نفس شیطان کا بادشاہ ہے۔ اور شیطان نفس کا وزیر ہے۔ اہلِ نفس کو شیطان معرفت الٰہی سے باز رکھتا ہے۔ اور حرص و ہوا۔ ظاہر پرستی اور ردو دریا میں مبتلا کرتا ہے۔ اکثر علماء کا یہ کہنا ہے کہ اس زمانے میں شیخ ولی اللہ جو صاحبِ ارشاد ہو کوئی نہیں۔ اور کوئی مرشد صاحبِ توفیق نہیں۔ مرشد یا وسیلہ صرف علم فقہ کی کتب کو سمجھنا چاہیئے۔ لیکن وہ غلطی پر ہیں۔ علم ایک روشن راستہ ہے وسیلہ مرشد۔ ذکر۔ فکر کا لشکر لے کر نفس شیطان اور دنیاوی حوادث سے طلب کی حفاظت کرتا ہے۔ کیا تجھے معلوم نہیں کہ شیطان علم میں تھا۔ اور حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ظاہری حاصل نہ تھا۔ شیطان علمِ ظاہر کا عالم تھا۔ اور حضرت آدم علیہ السلام علم باطن کا عالم یعنی معرفتِ الٰہی کا عالم تھا۔ اسی لیے بزرگی اور عزۃ میں ملائکہ سے بڑھ گئے تھے

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:۔

وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا

اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو تمام اسماء سکھا دیئے۔

پس ظاہری شیطان کو ردّ اور دفع کرنے کے لیے ہے۔

پھر ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

یٰبَنِیْٓ اٰدَمَ اَنْ لَّا تَعْبُدُوا الشَّیْطٰنَ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ

اے بنی آدم! تم شیطان کی پوجا نہ کرنا۔ وہ تمہارا کھلّم کھلا دشمن ہے۔

علمِ باطنی سے توحیدِ باری تعالیٰ، قرب اور معرفتِ خداوندی حاصل ہوتی ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ

انسان کو وہ کچھ سکھایا جس کا وہ عالم نہیں تھا۔

پس وسیلہ مرشد اور ہاتھ پر بیعت کرنا حضور سید عالم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے لے کر قیامت تک کامل فقیر اہلِ ولایت اور اہل ہدایت مرشد سے جو ان کے قائم مقام ہیں، جاری رہے گا۔ جو شخص اس بات پر شک کرے وہ بے دین خارج از اسلام ہے۔ یہ لوگ عوام کو جادۂ حق پر لے جاتے ہیں۔

ہر کرا مرشد نہ از سر ہوا
می برد مرشد حضوری مصطفیٰ

جس مرشد میں حرص و ہوا نہ ہو وہ طالب کو حضور نبی غیب دان صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حضوری میں پہنچا دیتا ہے۔

ہر کرا مرشد نہ شیطان مرید
ہر کہ با مرشد بود گو بایزید

جس کا کوئی مرشد نہیں اس کا مرشد شیطان ہے جو مرشد والا ہے وہ بایزید ہے

ہر کرا باشد نہ باخود نما
مردِ مرشد می برد وحدت خدا

جس کا کوئی مرشد نہیں وہ خود نما ہے جو مرشد مردِ حقانی ہے وہ اللہ تعالیٰ تک پہنچا دیتا ہے۔

مجتہد اور مرشد

ہر مجتہد پیر و مرشد کے بغیر نہیں تھا۔ انھیں علم روایت کا فیض مرشد کی ہی تلقین و تعلیم سے حاصل ہوا۔ پس معلوم ہوا کہ روایت ہدایت نفس کشی کے لیے۔ جو شخص حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حیاتی اور باطنی مجلسِ نبوی اور صاحبِ ہدایت مرشد کی بیعت کا منکر ہے وہ کافر ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:۔

یَآ اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَابْتَغُوْا اِلَیْہِ الْوَسِیْلَۃَ ؕ

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور اُس کی طرف وسیلہ تلاش کرو۔

اسم محمدؐ علیہ الصلوٰۃ والسلام میں فنا ہونے والے کے یہ مراتب ہیں کہ جب وہ حضور سیدالعالمین احمدِ مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کے اسم محمدؐ کا تصور کرتا ہے تو آپ کی روحِ مطہر فوراً تشریف فرما ہو کر تعلیم و تلقین کرتی ہے۔ پس معلوم ہوا کہ مرشد اُسے کہتے ہیں جو قرآن کا علم سکھائے۔ قرآن خوانی ہر عبادت سے افضل اور عالم کی رفاقت بھی سب رفاقتوں سے افضل ہے۔ عالم سے مراد حضور سیدالعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ کریمہ ہے۔ اسم اللہ ذات کے حاضرات سے مرشد کے وسیلہ

سے باطنی راہ ہاتھ آتی ہے۔ مرشد کی معصیت کی طرف توجہ نہ کر بلکہ حضرت خضر اور حضرت موسیٰ علیہم السّلام کے قصّے کی طرف نگاہ کر۔ جس کا ذکر سورۂ کہف میں کیا گیا ہے۔ جو شخص خدا کی راہ سے غافل ہو کر دنیاوی حرص وحسد اور محبت میں مبتلا ہے۔ وہ جاہل ہے جو محبتِ الٰہی میں غرق ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ اور اِلَّا اللہ کی معرفت میں ہوشیار ہے۔ باطن میں صاحبِ شعور ہے۔ اور حضور نبی پاک صاحبِ لولاک علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات کی مجلسِ پاک میں وہ حاضر ہے جو فقیر عالم عامل ہے۔ کراماً کاتبین کی کیا مجال کہ اس کے ذمے کوئی گناہ تحریر کریں۔ جو فنافی اللہ ہو جاتا ہے اُس کے سب اگلے اور پچھلے گناہ مٹ جاتے ہیں۔

ارشادِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے،

مَنْ رَجَبُ الْعِلْمُ وَالْعُلَمَآءُ لَمْ تُكْتُبُ عَلَيْهِ خَطِيْئَةً

جو شخص علم اور علماء سے محبت کرتا ہے اس کے گناہ نہیں لکھے جاتے۔

یہ مراتب اُس شخص کے ہیں جو دلوں کو زندہ کرتا ہے۔ اور نفس کو مار ڈالتا ہے فنافی الشیخ، فنافی الرسول، فنافی اللہ۔ تین درجے ہیں۔ جن میں سے فنافی الرسول کے خلق کی بابت یوں ارشاد ہوتا ہے :۔

اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ

ترجمہ :۔ آپ کا اخلاق بہت بڑا ہے۔

فنافی الرسولؐ مرشد کی دو علامات ہیں :۔

۱۔ ایک خلقِ عظیم جو اسمِ اعظم کی تاثیر سے حاصل ہوتا ہے۔

۲۔ دوسری کریمی یہ قلب سلیم کی تاثیر سے حاصل ہوتی ہے۔

طالب حق کی دو علامات ہیں :۔

۱۔ ایک طلب مولیٰ جو مجلس اولیاء کے قرب کی تاثیر سے حاصل ہوتی ہے۔

۲۔ دوسری نشانی دل کی جمعیت اور اللہ تعالیٰ کی محبت ہے۔

طالبی حق را شناسد با نظر
گرچہ طالب حق بود مثلِ خضر

طالب حق کو نظر سے ہی پہچان لیتا ہے۔ اگرچہ طالب حق خضر کی مثل گم ہی کیوں نہ ہو۔

کامل مرشد کون؟

جاننا چاہیئے کہ مرشد کامل اُسے کہتے ہیں جو طالب کے ہر حال، فعل اور قول کا عالم ہو۔ اور طالب کے قرب و وصال، خطرات۔ وکیل اور وہم کی خبر رکھنے والا ہو۔ اور ایسا ہوشیار ہو کہ گویا طالب کی گردن پر سوار ہے۔ چنانچہ قول بہ قول، دم بہ دم اُس کا خیال رکھے۔ ایسے باطن آباد مرشد کو طالب ظاہر و باطن میں حاضر سمجھتا ہے۔ اسم اللہ ذات کے حاضرات کی وجہ سے وہ با اعتقاد ہو جاتا ہے۔

جاننا چاہیئے کہ شعراء کا علم دانش اور شعور سے ہے۔ فقراء اور علماء کا علم لُدنی ہوتا ہے جو انھیں قربِ خداوندی اور حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حضوری سے حاصل ہوتا ہے۔ پس جو شخص اولیائے کرام کی تصانیف کا دائما مطالعہ کرتا رہے گا اُس کا کوئی بھی قول حکمت سے خالی نہ ہو گا۔ اور اُن کی تصانیف کی برکت سے ذکر۔ ارادت اور دل کی زندگی نصیب ہو گی۔

دائمی ذکر دو اقسام میں منقسم ہے:۔

۱۔ ایک الا اللہ کی معرفت میں غرق ہونا۔

۲۔ دوم حضور سید العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہونا۔
مکمل فکر بھی دو علامات میں منقسم ہے:۔
۱۔ ایک نفس کا فانی ہونا۔
۲۔ دوسرا۔ بقائے رُوح اور فرحتِ رُوح۔

وہ کیسے بیوقوف لوگ ہیں جو دل۔ نفس اور رُوح کی باطن کا علم نہیں رکھتے۔ اور جو ایک گوشت کے لوتھڑے کو دل کے مقام سے بند کر کے تفکر کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ ذکرِ قلبی ہے۔ اور اس گوشت کے ٹکڑے کو دم کے ساتھ سینے میں لاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ ذکر کی قربانی ہے۔ اور اس گوشت کے ٹکڑے کو آنکھ کے سامنے رکھ کر کہتے ہیں کہ یہ ذکر جو نور حضور ہے۔ اور اسی گوشت کے ٹکڑے کو تفکر سے مغز سر میں لے جاتے ہیں۔ اور اس کا نام ذکرِ سلطانی روحانی رکھتے ہیں۔ وہ تمام خطا پر ہیں۔ یہ تمام وساوس اور خطراتِ شیطانی وجود میں ہوتے ہیں۔ کثرتِ ذکر میں تقلید کی حاجت نہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ذکر کلید ہے۔ جب یہ کلید دل کے تالے کو لگائی جاتی ہے تو ہر قسم کا ذکر اور توجہ کا مقام اور بغیر تفکر کے خود بخود کھل جاتا ہے۔ اور اسم اللہ ذات آیاتِ قرآنی۔ اسمائے حسنیٰ یعنی ۹۹ اسمائے گرامی۔ اسم محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے حاضرات کے تمام احوال منکشف ہو جاتے ہیں۔

نگاہِ مرشد کی تاثیرات

جاننا چاہیئے کہ اسم ذاتِ الٰہی اَللّٰه کے تصور اور مرشدِ کامل کی نگاہ کے باعث وجود کے نو دروازوں سے خون جاری ہو جاتا ہے۔ ناک کے دونوں نتھنوں سے خون

نکلتا ہے۔ دونوں کانوں سے خون نکلتا ہے۔ پیشاب اور ٹٹی کے دونوں راستوں سے خون نکلنے لگتا ہے۔ جب ذاکر طالب کا تمام وجود خون میں غرق ہو جاتا ہے تو وجود کے ساتوں اعضاء ایک ہو جاتے ہیں۔ یہی تمام اذکار یعنی ذکرِ قربانی، ذکرِ سلطانی، ذکرِ روحانی، ذکرِ خفی، ذکرِ یخفی، ذکرِ نور اور ذکرِ حضور کی تاثیرات کا مجموعہ ہے۔ اس قسم کا ذاکر دائمی طور پر بارگاہِ خداوندی میں منظورِ نظر ہوتا ہے۔

ذکرِ خفی کی نشانی یہ ہے کہ وہ ہمیشہ خلوتِ دل میں حق الیقین کا مشاہدہ کرتا ہے ؎

ذکرِ خفیہ دمبدم شد حق رفیق
غوطہ خوردن راز رحمت حق غریق

ذکرِ خفی والا ہر دم اللہ تعالیٰ کی رفاقت میں ہوتا ہے۔ وہ رحمت کے بھید میں غوطہ زن ہو کر حق تعالیٰ میں غرق ہوتا ہے۔

اہلِ ذکرش را بود نفسِ فنا
لذتش وحدت بیابد دل صفا

ذاکرین کو فنائے نفس حاصل ہوتی ہے۔ اُسے وحدت سے لذت حاصل ہوتی ہے اور اس کا قلب صاف ہو جاتا ہے۔

اسمِ الٰہی کی تاثیرات

جاننا چاہیئے کہ اسم اللہ ذات کی مشق سے دنیا و آخرت کی زندگی اور نجات حضور سیدالعالمین شفیع المذنبین انیس الغریبین رحمۃٌ للعالمین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی مجلس پاک ہمیشہ ہمیشہ کے لیے نصیب ہوتی ہے۔ اس کا وجود ظاہر و باطن میں قرآن و حدیث کے

کے موافق ہو جاتا ہے۔ ذاکر کی زبان سیف الرحمٰن ہو جاتی ہے۔ ذاکر پر :

اَلْمُفْلِسُ فِیْ اَمَانِ اللّٰہِ

مفلس پناہِ الٰہی میں ہوتا ہے۔

صادق آتا ہے۔ ذکر خزینہ خداوندی ہوتا ہے۔ ذاکر کا راز، رازِ الٰہی ہوتا ہے۔ کیونکہ ذاکر شرک، کفر، بدعت اور خواہشات سے فارغ ہوتا ہے۔ ذاکر کی آنکھ حق کو دیکھتی ہے۔ ذاکر باطل دنیادار اور بے دین سے بیزار ہوتا ہے۔ ذاکر کا سینہ معرفت خداوندی کے علم اور توحیدِ الٰہی سے پُر ہوتا ہے۔ ذاکر بے ریا اور بے تقلید ہوتا ہے۔ ذاکر سخاوت کا پیکر ہوتا ہے۔ ذاکر کا قدم جادۂ حق پر ہوتا ہے۔ ذاکر امر بالمعروف پر کمربستہ ہوتا ہے۔ نفس سے جہاد کرتا ہے۔ ذاکر کے وجود میں ماسوا اللہ کچھ نہیں رہتا۔ ذاکر کے وجود میں اسم اللہ ذات کا تصوّر ہوتا ہے۔ ذاکر جو کچھ دیکھتا ہے اور اُسے حضوری اور مشاہدہ حاصل ہوتا ہے۔ ذاکر کے ساتوں اعضاء ذکر میں لپٹے ہوئے ہوتے ہیں۔ اسم اللہ ذات میں نُور ہی نُور ہے۔ ذاکر دائمی طور پر بارگاہِ الٰہی میں منظور نظر ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ہر نظر سے بے شمار اور ذاکر کے دل کو منوّر کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ذاکر دنیا میں بے چین و بے قرار ہوتا ہے۔ ذاکر کا وجود بخشا ہوا ہوتا ہے۔ ذاکر دائمی طور پر انبیائے کرام اور اولیائے عظام کی مجالس میں حاضر رہتا ہے ؎

ذکر مرشد کامل از کامل طلب

ذکر قلبش لازوال و لا سلب

کامل مرشد سے ذکر کی طلب کر۔ دل سے ذکر کرنے والا لازوال ہوتا ہے اور اُسے کوئی سلب نہیں کر سکتا۔

بعد مُردن قلب آید در خروش

مردہ قالب زندہ قلبش ذکر جوش

موت کے بعد قلب شور کرتا ہے، بدن مرجاتا ہے لیکن قلب ذکر سے جوش میں آتا ہے۔

مردہ دل بے ذکر جنّ و یا جہل
اہل ابلیس است با خطرہ خلل

بغیر ذکر کے دل مُردہ ہے وہ جنّ ہے یا جاہل ہے اور با خطرِ خلل شیطان کا ساتھی ہے۔

ہر کہ گوید نام اَللّٰہ یافتہ
خود رفیق نام اَللّٰہ ساختہ

جو شخص نامِ الٰہی کا ذکر کرتا ہے وہ اُسے پالیتا ہے۔ اور خود کو اللہ تعالیٰ کے نام کا رفیق بناتا ہے۔

مردہ دل چوں گفت اللہ شد نجات
از رضائے حق آں یابد برات

جب مُردہ قلب نامِ الٰہی لیتا ہے تو وہ خلاصی پاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی رضا سے اُسے حصہ ملتا ہے۔

باہو اسم اَللّٰہ ختم شد بر دل تمام
خاتمہ بالخیر شد دار السلام

باہو! جب قلب کماحقہٗ، اللہ تعالیٰ کے نام کا ذاکر ہو جاتا ہے تو وہ سلامتی سے خاتمہ بالخیر ہوتا ہے۔

اصل بر وصل است وصلش بر اصل
غرق ذاکر ذوق وحدت بے خلل

اصل وصل پر اور وصل اصل پر ہوتا ہے۔ ذاکر ڈوبے ہوئے کو خلل کے بغیر وحدت کا ذوق حاصل ہوتا ہے۔

ذاکر کی حقیقت

جاننا چاہیئے کہ ذاکر ہمیشہ نفس پر غالب اور قلندر صفات کا حامل ہوتا ہے۔ جو ملک سلیمانی اور سکندر کی بادشاہی سے بہتر ہے۔ اگر کوئی شخص چاہے کہ نفس اُس کی اطاعت کرے۔ خواہ وہ چرب اور مرغن کھانے کھائے۔ اور زریں اور اطلس کا لباس پہنے اور دنیا سے محفوظ رہے۔ شیطان سے بچا رہے۔ اور خناس خرطوم۔ وساوس اوہام، خطرات بالکل نیست و نابود ہو جائیں۔ تو اسے اسم اللہ ذات کے تصور کی مشق دل میں کرنی چاہیئے۔ ایسا کرنے سے دل غنی ہو جاتا ہے اور حضور نبی کریم رؤف و رحیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی مجلس پاک ہمیشہ کے لیے حاصل ہو جائے گی۔ جو شخص اسم اللہ ذات کی مشق کرتا ہے۔ وہ خون جگر پیتا ہے۔ ہر روز کمزور تر ہو جاتا ہے۔ اس کی آنکھوں سے روتے روتے خون نکلتا ہے۔ اس کی جان کباب ہو جاتی ہے۔ بعض کو اسم اللہ ذات کی مشق سے تپ ہو جاتا ہے۔ اور وہ اسم اللہ ذات کی گرمی سے جل کر مر جاتے ہیں۔ اگر نہ مریں تو نفس پر حاکم اور روشن ضمیر ہو جاتے ہیں۔ علم معرفت میں کامل اور صاحب تفسیر ہو جاتے ہیں۔ یہ تمام کمال اس کامل مکمل اکمل سروری قادری مرشد سے حاصل ہوتی ہے۔ جو شیر نر پر سوار ہوتا ہے۔ باقی سب لومڑیاں ہیں۔ لومڑی کی کیا بساط کہ شیر کا مقابلہ کر سکے۔ تمام طریقوں کی انتہا قادری طریقہ کو نہیں پہنچ سکتی۔ خواہ تمام عمر ریاضت میں پتھر پر سر ٹپکتا رہے۔ سروری قادری مرشد ظاہر و باطن کا جامع ہے۔ یہ کتاب طالبین کے لیے قطب الاقطاب کی طرح ہے۔ اس کے مطالعہ سے فنا فی اللہ کا درجہ کسی پردے کے بغیر حاصل ہوتا ہے۔

کتاب کی اہمیّت

کتاب ہٰذا طالبین کے لیے بمنزلہ قطب الاقطاب ہے۔ اس کے مطالعہ سے فنافی اللہ کا درجہ بغیر پردے کے حاصل ہوتا ہے۔ ؎

طالباں را ہر مطالب خوش نما
با اعتقادِ صدق خواں از دل صفا

طالبین کو ہر ایک مدعا بخوبی دکھا۔ دل کو صاف کر کے اور سچے اعتقاد کے ساتھ ذکر کر۔

درمیان یک ہفتہ دولت بے شمار
ہر مطالب می شود از کردگار

سات روز تک بارگاہِ خداوندی سے بے شمار دولت اور ہر ایک مطلب حاصل ہو جاتا ہے۔

دولتِ دنیا و عقبیٰ شد تمام
زیر زبرش گشت واضح ہر دوام

دنیا و آخرت کی دولت مکمل ہو جاتی ہے۔ دائمی طور پر سب زیر و زبر واضح ہو جاتی ہے۔

ہر کہ خواہد معرفت فیضش فضل
درمیاں یک ہفتہ آید در عمل

جو شخص فیض و فضل کی پہچان چاہتا ہے۔ سات روز کے اندر اندر عمل میں آسکتا ہے۔

علم اکسیر و بہ تکثیر و کہ ہست
ہر موکل می نماید پیش دست

علمِ اکسیر اور علمِ تکثیر ہر ایک موکل سامنے لا کر دکھاتا ہے۔

ہر بدرجہ می رساند اسمِ ذات
علم را تحقیق کُن از حاضرات

اسم ذات ہر ایک مقام پر پہنچا دیتا ہے تو حاضرات سے علم کو تحقیق کر۔

اسم اللہ بس ترا بہ از غنا
اسم اللہ حاضر آید مصطفےٰ

تجھے بے پروائی کے لیے اسم ذات اللہ کافی ہے۔ اسم اللہ سے حضور نبی کریم رؤف و رحیم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کی حضوری حاصل ہوتی ہے۔

ہر مطالب طلب کن تو از نبی
تا شوی صاحب ولایت ہم غنی

تو ہر ایک مطلب بارگاہِ نبوی صلّی اللہ علیہ وسلم سے حاصل کر تا کہ تو ولی اللہ اور دولت مند ہو جائے۔

ہر کرا باور نباشد مُصطفیٰ
لعنتے بر دے بگوشد رو سیاہ

جو شخص حضور سید العالمین احمد مجتبیٰ حضرت محمّد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء پر یقین نہیں رکھتا اُس پر لعنت کر کہ وہ سیاہ چہرے والا ہے۔

رحمۃٌ للعالمین شُد یا رسول
از نظیرش مصطفیٰ وحدت وصول

حضور سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمام جہانوں کے لیے رحمت ہیں

حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی نظرِ پاک سے توحید باری تعالیٰ حاصل ہوتی ہے۔

بہر دنیا غم مخور خر خوار تر
بہ بود از سیم و زر نبوی نظر

تو دنیا کے لیے غم نہ کر کیونکہ ایسا کرنے والا ذلیل و خوار گدھا ہے۔ حضور نبیؐ پاک صاحبِ لولاک علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیمات کی نگاہِ پاک سیم وزر سے بہتر ہے۔

نظر باہو بر نظر نظرش نبی
ہر کرا باور نہ اہل از شقی

باہو کی نظر حضور نبیؐ پاک صاحبِ لولاک علیہ افضل الصّلوٰۃ والتسلیمات پر ہے۔ جو اس بات پر یقین نہیں رکھتا وہ شقی ہے۔

بر محمد جاں فدا کن ہرچہ ہست
محرم اسرار گردد با الست

جو شخص اپنی جاں حضرت خواجۂ کونین احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناءؐ پر قربان کرتا ہے وہ راز سے واقف اور مست الست ہو جاتا ہے۔

زاں کنہ کن آواز وحدت راز شد
قدس بر عنقا بجاں شہباز شد

اس کن کی کُنہ کی آواز توحید باری تعالیٰ کا بھید ہے۔ اس کی جان پر قدس شہباز ہو گیا ہے۔

مگس را قدرت نباشد بال و پر
باز را در عرش بالا تر نظر

مکھی بال و پر ہلانے میں چنداں قدرت نہیں رکھتی۔ چشمِ شہباز عرش سے

بھی بالاتر ہوتی ہے۔

جثہ ایں جا ہست جانم در حضور
با ذکر مذکور وحدت غرق نور

یہاں جثہ ہے اور جان حضور میں ہے اور ذکر مذکور کی وجہ سے وحدت کے نور میں غرق ہے۔

حی بداند آنکہ جاں با جاں رسد
عام را قدرت نباشد دم زند

وہی شخص زندہ کو سمجھ سکتا ہے جس کی جان سے جان مل جائے عام کو دم مارنے کی طاقت نہیں ہوتی۔

ہر کرا ایں جا در آں جا یک نظر
از خضر بہتر بود باطن خضر

جس کی نظر اس جگہ اس جگہ ایک رہتی ہے وہ خضر سے بھی کہیں بہتر ہوتا ہے۔

باہو خضر اُمّت مصطفیٰ فی اللہ فنا
دست بیعت کرد نبوی مصطفیٰ

اے باہو! حضور نبی کریم رحمۃ للعالمین علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم ہی فنافی اللہ خضر ہیں۔ حضور خواجہء کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے دستِ بیعت کیا۔

اُبدی زندگی کا حصول

جاننا چاہیئے کہ نفس کی مخالفت کرنے سے ہمیشہ کی زندگی حاصل ہوتی ہے۔ نفس کے خلاف کیا ہے تذکرۂ موت، موت کا تذکرہ کیا ہے۔ مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا۔ مرنے سے پہلے مر جاؤ۔ کا درجہ حاصل کر کے ہمیشہ کی زندگی حاصل کرنا۔

ارشاد ربُ العالمین جل مجدہُ الکریم ہے:۔

لَا يَمْلِكُوْنَ مِنْهُ خِطَابًا يَوْمَ يَقُوْمُ الرُّوْحُ وَالْمَلٰٓئِكَةُ صَفًّا لَّا يَتَكَلَّمُوْنَ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَقَالَ صَوَابًا ذٰلِكَ الْيَوْمُ الْحَقُّ۔

ترجمہ:۔ اس سے بات کرنے کی طاقت نہ ہوگی ارواح اور فرشتہ صفیں باندھے کھڑے ہوں گے۔ اللہ جس کو بات کرنے کی اجازت دے گا وہ سچ کے سوا دوسری بات نہیں کرے گا۔ یہ سوال وجواب کا دن یوم الحساب ہے۔

اے غافل! باخبر ہو جا۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:۔

وَيَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰٓى اَفْوَاهِهِمْ وَتُكَلِّمُنَآ اَيْدِيْهِمْ وَتَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ۔

ترجمہ:۔ ہم اُن کے منہ پر مہر لگا دیں گے ان کے ہاتھ کلام کریں گے اور ان کے پاؤں گواہی دیں گے جو کچھ انھوں نے اس دنیا کما یا عمل کیا تھا۔

رخت بردار ازیں سرائے کہ ہست
کلیدِ کاندرد نخواہی ماند

بام سوراخ ابر طوفاں بار
سال عمرت چہ دہ چہ صد چہ ہزار

ترجمہ:۔ چھت کا سوراخ برسات کا پانی طوفانی انداز میں گراتا ہے تیری عمر کے چاہے دس یا سو ہزار ہی کیوں ہو۔

حضرت سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب فرمایا ہے:۔

گہ نمیرد آنکہ وحدت یافتہ
خویش را در غرق وحدت ساختہ

ترجمہ:۔ جس نے وحدت الوجود کی حقیقت کو پالیا وہ کبھی نہیں مرتا اور خود کو دریائے وحدت میں غرق کر دیا تو حیاتِ ابدی پالی۔

باھو ھُو دریائے فی اللہ غرق نُور
نیست مرگ آں را کہ باشد حق نُور

ترجمہ:۔ باھو جو ھو کے دریا میں فنا فی اللہ ہوا وہ نور میں غرق ہو گیا۔ اس کو موت نہیں آتی کیونکہ وہ نورِ حق میں فنا ہو گیا۔

اُولیاء کی اَبدی حیاتی

ارشادِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا یَمُوْتُوْنَ بَلْ یَنْقَلِبُوْنَ مِنَ الدَّارِ اِلَی الدَّارِ

تحقیق اللہ کے دوست مرتے نہیں بلکہ وہ ایک مکان سے دوسرے مکان میں

منتقل ہو جاتے ہیں۔

جب اللہ کے دوستوں کی قبر سے جواب نہیں آتا اور وہ ہم کلام نہیں ہوتے تو پھر وہ زندہ کیسے ہوئے۔ جاننا چاہیئے کہ وہ دلہن کی طرح سوئے ہوئے ہیں۔ انہیں وہی شخص بیدار کر سکتا ہے جو قبر کا شہ سوار ہو۔ اور ضرب کر سکے۔ ایسا کرنے سے وہ کلام کرنے لگ جاتے ہیں۔

اولیاء غالب شود بر اولیاء
با توفیقش قوتے از مصطفیٰ

اللہ تبارک و تعالیٰ کی توفیق اور حضور خواجۂ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قوت کے باعث اولیاء اولیاء پر غالب آتے ہیں۔

با سخن گردد روحانی راز روح
ذکر طوفاں در وجودش ہمچو نوح

ترجمہ:۔ روح کے راز کو روحانی حضرات اپنی گفتگو میں بیان کر دیتے ہیں۔ نوح علیہ السلام کے طوفان کی سیر کرنے والے جو کچھ جانتے ہیں بیان کر دیتے ہیں۔

ناقصاں زیں بے خبر عبرت برند
لامکانی آنچہ دانند می زنند

ترجمہ:۔ ناقص لوگ اس حقیقت سے بے خبر ہیں تو عبرت و رنج پاتے ہیں۔ لامکان کی سیر کرنے والے جو کچھ جانتے ہیں بیان کر دیتے ہیں۔

ایں شرح قصہ شود حاضر رسول
کے خورد رجعت کہ باشد حق وصول

ترجمہ:۔ یہ اس بات کی تشریح ہے کہ وہ بارگاہِ رسالت میں حاضر ہو۔ اس کی واپسی کب ہوتی ہے جو حق کے ساتھ واصل ہو گیا۔

قبر گنج و ہم برنج و ہم کرم
شہ سوار قبر را ہرگز نہ غم

قبر خزانہ بھی ہے اور تکلیف کا سبب بھی ہے اور بخشش کا سبب بھی ہے۔ قبر کے شہ سوار ہرگز غم زدہ نہ ہو گا۔

ہر مطالب طلب کن تو از قبر
قبر خلوت خانۂ اہلِ الخبر

تو ہر ایک مقصد قبر سے طلب کر۔ خبر رکھنے والوں کے لیے قبر خلوت کا گھر ہے۔

در قبر شیر است ترسند ناقصاں
شہ سواراں شیر آں عارف جہاں

قبر میں جو شیر ہے اس سے ناقص لوگ خائف ہیں لیکن جو اس کے شہسوار ہیں وہ جہان کے عارف ہیں۔

ہر بہ مشکل می کشاید از قبر
از قبر روشن شود زیر و زبر

ہر ایک مشکل قبر سے حل ہو سکتی ہے۔ سب زیر و زبر قبر سے روشن ہو جاتی ہے۔

باہو ! ایں عمل دعوت بود اہل القبور
روز اوّل شد مشرف حق حضور

اے باہو ! اہلِ قبور کے عمل دعوت سے پہلے ہی دن انسان حضوری سے بہ مشرف ہوتا ہے۔

فیضِ مرشد کا کمال

تمام اَرفع و اعلیٰ مقامات مرشد کے فیض سے حاصل ہوتے ہیں۔ جاننا چاہیئے کہ تمام ترک و توکّل، تمام ذکرِ وصال، تمام دعوت اور رجعتِ لازوال اور آغاز و انجام اسم اللہ ذات اور کلمہ طیبہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کے حاضرات سے ایک لمحہ کے اندر حاصل ہوتی ہے۔ اور یہ باتیں کامل سروری قادری مرشد سے پہلے ہی دن پہلے ہی سبق میں حاصل ہو جاتی ہیں۔ یہ کمال اُسے قادریت کی وجہ سے حاصل ہے۔ جو قادری کسی دوسری طرف رُخ کرے گا وہ گمراہ، معصیت خواہ اور بے برکت ہے۔

عزیزے کہ از درگہش سر بتافت
بہر در کہ شد ہیچ عزت نیافت

ترجمہ: جس غالب طاقت ور نے اس کی درگاہ سے سر پھیر ا بغاوت کی تو وہ جس دروازے پر جائے گا عزت نہیں پائے گا۔

قادری طریقہ کے مقابلہ میں باقی طریقے خام اور ہیچ ہیں۔ قادری انتہائی طریقہ ہے۔ منتہی کو خام کی کیا حاجت

در خیال ہر چہ باشی عین آں زیاں
زر چو در آتش فتد یک دمی اخگر شود

ترجمہ: تو اِدھر اُدھر کے خیالات میں بھٹکتا ہے یہ سراسر نقصان ہے تو سونے کے مثل ہے کہ جب اس کو آگ میں رکھیں وہ فوراً آگ کی طرح چنگاری بن جاتا ہے۔

حضرت سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب فرمایا:۔

چوں شدم در غرق کی اللہ جز خدا دیگر نماند
از دہانش حق بر آید جز خدا دیگر نخو ماند

جب میں ذات خداوندی میں غرق ہوا تو اللہ کے سوا اور کوئی نہ رہا۔ ہر منہ سے حق کی آواز نکلتی ہے۔ ماسوا اللہ اور کسی کا نام نہیں لیتا۔

حضور سید العالمین نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔

كُلُّ اَنَاءٍ يَتَرَشَّحُ بِمَا فِيْهِ

ہر ایک برتن سے وہی ٹپکتا ہے جو اس میں ہوتا ہے۔

اے سُرخ ز بیروں سیاہ کار بدل
اقرار بلب داری و انکار بدل

اے باہر سے سُرخ اور اندر سے سیاہ تو زبان سے اقرار کرتا ہے لیکن قلب سے منکر ہے۔

زیں از تو دو رویہ شد مانند از قلم
مصحف بزباں داری و زنار بدل

تو قلم کی مانند روسیاہ اس واسطے ہے کہ زبان پر قرآن رکھتا ہے اور قلب پر زنار ہے۔

رو سیاہی بہتر است از دل سیاہ
دل سیاہی حُبّ دنیا سر گناہ

دل کے سیاہ ہونے سے چہرے کا سیاہ ہونا بہتر ہے۔ حب دنیا سر بہ دل کی سیاہی اور گناہ کی جڑ ہے۔

بہ زُباں تفسیر از دل بے خبر
ایں مراتب از نفاق سر بسر

زبان سے تفسیر بیان کرتا ہے لیکن دل سے خبر نہیں رکھتا ہے۔ یہ حالت صرف نفاق کی بناء پر ہے۔

صادقاں را شد بہ تصدیق قلب
تصدیق با اخلاص از مرشد طلب

دل کی تصدیق سے صادق کہلاتا ہے اس لیے تو صاحبِ اِخلاص مرشد سے تصدیق طلب کر۔

ہر کرا مرشد نہ سر ہوا
کے شود بے پیرو مرشد دل صفا

جو کوئی مرشد نہیں رکھتا وہ طمع خور اور لالچی ہے۔ پیرو مرشد کے سوا دل صاف نہیں ہو سکتا۔

ہر کہ جاہل قلب عالم بہ زباں
ایں مراتب را کند نبوی بیاں

جو شخص قلب کا جاہل اور زبان کا عالم ہو۔ ایسا شخص حسب ذیل حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے متصف ہے۔

دل اور زباں کی حقیقت

حضور سیدالرسل امام السبل احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ نے ارشاد فرمایا:۔

اتقوا عالم الجاھل۔ قیل من عالم الجاھل یا رسول اللہ قال عالم اللسان و جاھل القلب۔

جاہل عالم سے پرہیز کرو۔ دریافت کیا یا رسول اللہ جاہل عالم کون ہے فرمایا جس کی زبان عالمانہ ہو اور دل جاہل ہو۔

بر زباں قرآن تفسیر و حدیث
اشتغال دل بود بارب جلیس

جو عالم اپنی زبان پر قرآن، تفسیر اور حدیث رکھتا ہو۔ اور دل رب تعالیٰ کے ساتھ ہو۔

ایں چنیں عالم بود عارف خدا
با جواب باصواب مصطفےٰ

جو عالم حضور نبی کریم احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء سے جواب باصواب حاصل کرتا ہے وہ عارف الٰہی ہوتا ہے۔

ہر کہ عالم منکر از باطن نبی
آں منافق کافر است و از شقی

جو عالم حضور سید عالم نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عالمِ باطن کا منکر ہے وہ کافر، منافق اور دل کا شقی ہے۔

عالماں را فرض تلقین طلب
راہ نمایند خلق را از بہر رب

علماء کے لیے طلب کی تلقین کرنا فرض ہے۔ انہیں صرف فی سبیل اللہ مخلوقِ خدا کی رہنمائی کرنی چاہیئے۔

ہر کہ را قرب است آں عالم خدا
ہر کہ را قرب است حاضر مصطفےٰ

جسے، قُرب حاصل ہے وہ عالم باللہ ہے۔ جسے قربِ خداوندی حاصل ہے اُسے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہمیشہ کی حضوری حاصل ہے۔

بے حضوری علم حجت سر حجاب
عالم بے معرفت شیطاں خراب

حضور نبیٔ پاک صاحب لولاک علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات کی حضوری
کے بغیر علم سراسر حجاب و حجت ہے۔ جس عالم کو معرفت حاصل نہیں
وہ عالم ذلیل شیطان ہے۔

یاد رہے کہ شیطان کو حضرت آدم علیہ السّلام کے سجدہ کا علم تھا کہ ماسوا اللہ کسی کو سجدہ جائز نہیں۔ حضرت آدم علیہ السّلام کے سجدہ سے اُسے صرف اس بات نے روک رکھا کہ میں آدم سے بہتر ہوں کیونکہ وہ مٹی سے بنایا گیا ہے اور میں نار سے بنایا گیا ہوں۔ پس یہ اور میں آدمی کو دونوں عالم میں خراب کرتی ہے۔

علمأ اور فقراء کے مراتب میں امتیاز

جاننا چاہیئے کہ ارض و سماوات کی مخلوق کو محشر تک پہنچنے کے لیے پچاس ہزار سال کی راہ چاہیئے۔ اس پچاس ہزار سال کو دنیاوی آخرت کی ایک شب خیال کرتے ہیں۔ محشر میں حساب کی جگہ پچاس ہزار سال کی ہے۔ جسے ایک یوم خیال کرتے ہیں۔ پس ظاہر باطن میں کل ایک لاکھ سال ہوئے۔ دنیا کی رات لباس ہے اور یوم محشر معیشت ہے۔ لباس کا تعلق عبودیت سے ہے اور معیشت کسب کو کہتے ہیں۔ جس کا تعلق ذکر، فکر، معرفت اور شغل باری تعالیٰ سے ہے۔ اہلِ عالم صاحبِ عبودیت ہیں اور فقراء صاحبِ ربوبیت ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ جلّ مجدہ الکریم ہے :۔

وَجعلنا اللّیل لباسًا و جعلنا النّہار معاشا

ہم نے شب آرام کے لیے اور دن روزی کمانے کے لیے بنایا ہے۔

پس اہلِ شب کی نظر دین پر ہے کیونکہ ظاہر کے اعمال صرف دنیا میں ہو سکتے ہیں لیکن دن والوں کی نظر یوم محشر پر ہے جو اللہ تبارک و تعالیٰ کے بغیر کسی کو نہیں خریدتے اور نہیں لے جاتے۔ علماء اور فقراء میں یہی امتیاز ہے کہ علماء غصہ کے عالم میں علم کی جلالیت کے باعث غرور میں آجاتے ہیں اور فقراء غصہ کے عالم میں معرفتِ خداوندی کی جلالیت کے باعث غرور سے نکل جاتے ہیں۔ جو علماء عامل کی ابتداء ہے وہ فقرائے کامل کی انتہا ہے۔ مطلب یہ کہ اللہ ربُّ العزۃ تبارک و تعالیٰ نے انسان کو اپنی عبادت اور معرفت کے لیے پیدا کیا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

وَمَا خلقت الجن والانس اِلاَّ لیعبدون ای لیعرفون۔

میں نے جنوں اور انسانوں کو اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا ہے یعنی میری معرفت حاصل کریں۔

بروزِ محشر تمام مخلوقِ خدا حساب و کتاب کے لیے جمع ہوگی۔ جن علماء کرام نے صرف رضائے الٰہی کے لیے علم حاصل کیا، سکھایا اور عبادت کی۔ ایسے عالم اور وہ فقیر جو اللہ تعالیٰ کے شغل میں مشغول رہے۔ جس مقام پر بیٹھتے ہیں وہ زمین اُس روز سورج کی طرح روشن ہوگی۔ وہی مکان ان علماء و فقراء کو اُٹھا کر سیدھا بہشت میں پہنچا دے گا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

فَیَقُوْلُ الْکَافِرُ یَا لَیْتَنِیْ کُنْتُ تُرَابًا

کافر کہے گا کاش کہ میں مٹی ہوتا۔

یعنی کافر کہیں گے کاش ہم علماء و فقراء کے پاؤں کی خاک ہوتے کہ اس خاک ہونے کی وجہ سے داخلِ جنّت ہوتے اور عذابِ جہنم سے خلاصی حاصل کرتے۔ عامل علماء اور فقراء کی قدر اُس روز تم کو معلوم ہوگی۔ عامل علماء اور کامل فقراء دونوں گروہ بزرگ ہیں

جو شخص ان کے دامن سے وابستہ ہو جاتا ہے وہ دونوں جہان میں پریشان نہیں ہوتا۔ علم کی طلب مولیٰ کی طلب کے لیے ہے۔ اور طالبِ مولیٰ کو ارفع و اعلیٰ اور ادنیٰ قرب حاصل ہوتا ہے۔ یہ بات بھی کامل مرشد ہی سے نصیب ہوتی ہے۔ ؎

جائیکہ برقِ عصیاں بر آدم صفی زد
مارا کجا ایں زیبد دعوائے بے گناہی

جب نافرمانی کی بجلی حضرت آدم صفی پر گری ہو تو پھر ہمیں بے گناہی کا دعویٰ کیونکر زیب دیتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

قَالَا رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا

ان دونوں نے کہا اے ہمارے رب ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا۔

حروفِ نفس کا انکشاف

جاننا چاہیئے کہ نفس تین حروف میں منقسم ہے:۔

ن ف س

ن سے بدنیّت۔ نالائق۔ نان طلب۔ ایمان کش۔ ناقص اور ناپسند مراد ہے۔

ف سے فریب دینے والا۔ فتنہ ڈالنے والا۔ فضیحت کرنے والا۔ فساد برپا کرنے والا اور فاجر مراد ہے۔

س سے لوہے سے سخت پتھر۔ پتھر سے سخت شیطان کے موافق اور رحمٰن کے مخالف مراد ہے۔

یہ حقیقت نفس امارہ کی ہے جو کافروں، منافقوں، ظالموں اور کذاب اہل دنیا کا نفس ہے۔ لیکن جو نفس مطمئنہ ہے اس کے تین حروف ن۔ ف اور س سے حسب ذیل مراد ہے:

ن سے دن رات کا خشیتِ الٰہی سے رونا۔ نہی کو ترک کر کے امر بالمعروف پر عمل کرنا۔ حلال روزی کھانا باتوفیق ہونا شغلِ الٰہی میں مشغول ہونا۔ ذکر۔ فکر۔ معرفت۔ مراقبہ۔ مشاہدہ اور نور میں غرق رہنا۔ جب نفس نورِ الٰہی کی وجہ سے مطمئن ہو جاتا ہے تو ایسے نفس والا نجات یافتہ ہو جاتا ہے۔ اور اللہ مغفرت کرنے والا ہے۔

ف سے مراد کفر اور اسلام میں امتیاز کرنے والا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَكَذَالِكَ مَوْلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاِنَّ الْكَافِرِيْنَ لَا مَوْلٰى لَهُمْ۔

ترجمہ: میں ایمان والوں کا آقا اور مولیٰ ہوں اور کافروں کا آقا اور مولی کوئی نہیں ہے۔

اور دین کا فخر مراد ہے۔ ف سے حق الیقین کا مرتبہ مراد ہے۔ حق الیقین والے کی شناخت یہ ہے کہ وہ حق کی قید میں ہوتا ہے۔ باطل پر نگاہ نہیں کرتا۔ اَلْاِسْلَامُ حَقٌّ وَالْكُفْرُ بَاطِلٌ۔ معرفتِ خداوندی اسلام کی بنیاد ہے اور دین کفر کی بنیاد ہے۔ دنیا کی محبت بدعت کی جڑ ہے۔ حبِ خداوندی ہدایت کی جڑ ہے۔

س سے مراد راستی ہے کہ اللہ تعالیٰ میں مشغول رہتا ہے۔ ظاہر میں اس کا سر سجدہ میں ہوتا ہے۔ اور باطن میں فنا فی اللہ اور معبود میں غرق ہوتا ہے۔ نفس مطمئنہ کی یہ خصلتیں انبیاء و اولیاء اور فقراء کے نفس مطمئنہ میں ہوتی ہیں۔

نفس را بہ شناس از خصلت ہوا
خاصہ خاصیت است حق رہنما

نفس کی پہچان حرص و ہوا سے ہوسکتی ہے۔ جو خاص ہیں وہ حق کی رہنمائی کرتے ہیں۔

نفس بشناسد از لذت ذائقہ
نفس خاصاں می کند بس فائقہ

عوام کا نفس ذائقہ کی لذت چکھتا ہے اور خاصوں کا نفس فاقہ سے لذت حاصل کرتا ہے۔

گر نبودے نفس کے بودے ہوا
گر نبودے نفس کے برسد خدا

اگر نفس نہ ہوتا تو حرص و ہوا کیونکر ہوتے۔ اگر نفس نہ ہوتا تو خدا تک پہنچنے والا کب ہوتا۔

نفس مرکب مطمئنہ راز بر
می رساند حق بہ توحیدش نگر

نفس مطمئنہ اللہ تعالیٰ کے راز تک پہنچاتا ہے۔ وہ خدا تک پہنچانے والا اور توحیدِ الٰہی کا دیکھنے والا بنا دیتا ہے۔

ہر کہ را قرب است از نفس و ہوا
باز دارد ہر دورا آں از خدا

جس شخص کو نفسانی خواہشات کا قرب حاصل ہوتا ہے اُسے اللہ تعالیٰ کے قرب سے دُور رکھتا ہے۔

درمیاں و ز دوئی دو راہ شد
ہر کہ گزرد از دوئی آں شاہ شد

دوئی کے باعث دوراہ ہیں۔ جو دوئی سے گزر جاتا ہے وہ شاہ ہو جاتا ہے۔

شرک کفر و بد بلا دیگر ہَوا
نفس را سر راس کن اے باہُوا

اے باہو! شرک، کفر اور حرص و ہَوا مصیبت ہے تو نفس کو درست اور صحیح رکھ۔

توجّہ مرشد

جاننا چاہیئے کہ کامل مرشد پہلے طالب کے وجود پر نظر کرتا ہے تاکہ اس کا وجود پختہ ہو کر اللہ تعالیٰ کی نعمت، معرفت اور وحدت کے لائق اور ذاتی نور حضوری مشاہدات کے قابل ہو جائے۔ حق کا بوجھ اُٹھا سکے اور نفس باطل کو چھوڑ دے۔ اور یہ کہ اسم اللہ ذات کے تصور سے اُس کی حوصلہ افزائی کرے کہ آیا اس کا حوصلہ پست ہے یا بلند۔ یا یہ کہ وہ دریانوش ہے یا ایک قطرہ کے پینے ہی سے بدمست اور بے خود ہو جاتا ہے ؎

طالبِ دنیا بود از سر ہَوا
طالبِ عقبیٰ بود با عیش و جاہ

دنیا کو چاہنے والا خواہشات میں پھنسا ہوتا ہے اور آخرت کو چاہنے والا عیش و عشرت اور جاہ و جلال میں ہوتا ہے۔

طالبِ مولیٰ بود در غرق نُور
بگذرد از دنیا و حور و قصور

اللہ تعالیٰ کو چاہنے والا اللہ کے نور میں غرق ہوتا ہے۔ تو دنیا اور حور و قصور کا خیال چھوڑ۔

ایں چنیں طالب خدا باطن صفا
در طلب دائم مقامِ کبریا

ایسے طالب باطنِ الٰہی صفا ہوتا ہے۔ ایسا شخص دائمی طور پر کبریا کی جستجو میں رہتا ہے۔

ہر کہ طالب خود مطالب لافزن
طالباں جاسوس باشند راہزن

جو طالب مطلب پرست ہے وہ گپ مارنے والا ہے۔ ایسے طالب جاسوس اور ڈاکو ہوتے ہیں۔

ہر کہ دعویٰ کرد طالب حق طلب
بگذرد از ہر مطالب بد کلب

جو شخص طالبِ حق کا دعویٰ کرے۔ وہ ہر دنیاوی مطلب کو ترک کر دیتا ہے۔

طالب ازلش بباید جاں فدا
ایں چنیں طالب بود بہرِ خدا

جو طالب جان فدا کرنے والا ہو۔ وہ خاص طور پر رضائے الٰہی طلب کرتا ہے۔

گر بیاید طالبِ حق را ز راہ
مرشدِ کامل رساند یک نگاہ

اگر اللہ تعالیٰ کو چاہنے والا راہِ راہ کے لیے آئے تو مرشدِ کامل اُسے ایک ہی نظر سے خدا تک پہنچا دیتا ہے۔

مرشدے حاضر دلے طالب کجا است

مرشد تو ہیں لیکن طالب بہت تھوڑے ہیں۔ مرشد تو میدان میں راہِ خدا دکھانے کے لیے موجود ہیں۔ کوئی طالب ہی نہیں ملتا۔

سگ خصامت نیست طالب سگ طریق
طالب ایشاں بباید حق رفیق

کتے کی خصلت والے طالب کہلانے کے مستحق نہیں ہیں۔ طالب وہی ہے جو اللہ تعالیٰ رفاقت اختیار کرے۔

سنگ در دہنش ببیند انہ اے حکیم
لائق انساں دُرش یافتیم

جو کتے کی خصلت والا ہے اُس کے منہ پر پتھر پھینک۔ اور جو لائق ہیں اُن کی رہنمائی کر۔

ارشادِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔
لَا تترك الدُّرَّةَ فِیْ اَفْوَاهِ الْکِلَابِ
کُتوں کے منہ میں موتی نہ ڈالو۔

طبل زد بر ہفت شور جذب زور بر ہفت شاہ
اولیاء والی ولایت فقر وحدت از اِلٰہ

جس اللہ کے دوست کو فقر کی ولایت اور توحید باری تعالیٰ حاصل ہو وہ ساتوں ولایتوں میں ڈنکا بجاتا ہے۔ اور ہفت شاہنشاہوں کو زیر کرتا ہے۔

مرشد کامل کون؟

جاننا چاہیئے کہ مرشد کامل وہ ہے جو اسم اللہ ذات کے حاضرات سے طالب کو اوّل

روز ہی دونوں عالموں کا قبضہ دے دے۔ تاکہ طالب جماعت کے ساتھ حال پر رہے۔ سروری، قادری مرشد ہی جامع ہوتا ہے۔ جامع مرشد کے طالب چار اقسام میں منقسم ہوتے ہیں۔ بعض کامل بعض مکمّل، بعض اکمل اور بعض موصل و واصل ہوتے ہیں۔

۱۔ جامع مرشد کی پہلی نشانی یہ ہے کہ وہ نگاہِ اوّل میں ہی جہلاء کو عالم، علماء کو معرفتِ خداوندی، اور عارفین کو فقہ کا درجۂ منتہی عطا کرے۔

ارشادِ نبوی صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم ہے:۔

اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَهُوَ اللّٰه

جب فقر ختم ہوتا ہے تو وہی اللہ ہے۔

مرشد کی چار نگاہوں سے طالب ان چار مراتب پر پہنچ جاتے ہیں۔

۲۔ جامع مرشد کی دوسری نشانی یہ ہے کہ اس کی نگاہ سے لوحِ ضمیر کا انکشاف ہوتا ہے۔ لوحِ ضمیر پر ہی تمام علوم تحریر ہیں۔ وہ لوحِ محفوظ کا مطالعہ کر سکتا ہے۔

۳۔ جامع مرشد کی تیسری نشانی یہ ہے کہ جامع مرشد بمنزلہ کل ہے اور دونوں جہان بمنزلہ جزو کی کیا حقیقت ہے کہ کل کے روبرو دم زدن ہو۔

حقوق کا انکشاف

جاننا چاہیئے کہ طالب مولیٰ کے ذمہ پانچ مندرجہ ذیل حقوق ہوتے ہیں:۔

پہلا حق :۔ والدین کا ہے۔

دوسرا حق :۔ اُستاد کا ہے۔

تیسرا حق :۔ مرشد طریقت کا ہے۔
چوتھا حق :۔ پیر کا ہے۔
پانچواں حق :۔ بیوی کا ہے۔

ان پانچوں حقوق سے مرشد کا حق غالب ہے کیونکہ اُسے مرشد سے معرفت کے مراتب حاصل ہوتے ہیں۔ جب وہ توحید باری تعالیٰ پر نگاہ کرتا ہے تو وہ بارگاہِ خداوندی میں منظورِ نظر ہو جاتا ہے۔ روشن ضمیر ہو جاتا ہے۔ علم تفسیر کا عالم اور دونوں جہان کا سردار بن جاتا ہے۔ ہر ایک کا حق دنیوی روپے پیسے سے ادا کرتا ہے۔ تو وہ حق والا راضی ہو کر اس کے حق میں دُعا گو ہوتے ہیں۔ ان لوگوں کو مرشد کہنا خطا ہے جو اپنی نگاہ دنیوی مال و متاع پر رکھتے ہیں۔ ایسے لوگ تو گدھے سے بھی بدتر ہیں۔

پیر و مرشد کے لیے ضروری ہے کہ پہلے طالب سے دریافت کرے کہ تم ان باتوں میں سے کونسی بات کی خواہش رکھتے ہو۔ دنیا کے طالب ہو، عاقبت کے طالب ہو یا معرفتِ خداوندی اور حضور نبی کریم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کی مجلسِ پاک کے طالب ہو۔ طالب کے لیے بھی ضروری ہے کہ واضح طور پر کہہ دے اور اپنی مرضی کے مطابق خواہش کرے خواہ وہ گمراہ دنیا ہی کیوں نہ طلب کرے۔ خواہ عاقبت جس میں حور و قصور ہیں۔ اور خواہ معرفت اور قربِ الٰہی اور حضور نبی پاک صاحبِ لولاک کی مجلس پاک۔ دنیا کو چاہنے والا مخنث، آخرت کو چاہنے والا مؤنث اور اللہ کو چاہنے والا مذکّر ہوتا ہے۔

پیر و مرشد کے تصرّف میں یہ تینوں مراتب ہوتے ہیں۔ وہی لائق ارشاد بھی ہوتا ہے ورنہ بے تصرّف مرشد تو خام، ادھورا، مایۂ فتنہ و فساد ہوتا ہے جو طالب اور مرید کی عمر ضائع کرتا ہے بوقت نزع افسوس کرتا ہے۔ جب وقت ہاتھ سے نکل جائے تو پھر افسوس کرنے کا کیا فائدہ۔ کمان سے نکلا ہوا تیر واپس

نہیں آتا۔ دنیا میں عامل عالم بہت ہیں، زاہد عالم متقی بہت ہیں، دکان دار اور عزت وناموس کے طالب بہت ہیں مگر عارف باللہ اور فنا فی اللہ اہلِ قربِ ربانی بہت کم ہیں۔

ارشادِ گرامی ہے:۔

اَلْوَقْتُ سَیْفٌ قَاطِعٌ

وقت ایک کاٹنے والی تلوار ہے۔

طالب مرید کے لیے دکاندار پیر ومرشد وبالِ جان ہوتے ہیں۔ کامل مرشد مذکورہ بالا تینوں مراتب یعنی دنیا و آخرت اور معرفتِ ربانی اور مجلسِ محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شب وروز میں طالب کو دکھا سکتا ہے۔ اور یہ بات اسمِ اللہ ذات کے حاضرات یا آیۂ کریمہ یا کلمۂ طیبہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کے ذریعہ سے حاصل ہوتی ہے۔

فقراء کا انکشاف

فقر دریائے است از توحید نُور
کل و جز مخلوق شد از وے ظہور

فقر وحدتِ الٰہی اور نُورِ ربّانی کا ایک دریا ہے جس سے تمام جز وکل مخلوق کا ظہور ہوتا ہے۔

دل ز دریائے توحیدش یافتم
غرق توحیدش بخود را ساختم

میں نے قلب کو اُس کے توحید کے دریا میں پایا اور خود کو اُس کی توحید میں غرق کیا۔

فقر خاص الخاص حق توحیدِ ذات
ہر کہ آید در فقر گردد نجات

فقر خاص الخاص ذاتِ توحید ہے۔ جو فقر پر عمل کرے وہ صاحبِ نجات ہو جاتا ہے۔

فقر قدم دم بود بے غم بود
در جہانش فقر فی اللہ کم بود

فقر میں قدم رکھنے والا غمگین نہیں ہوتا۔ دنیا میں فقر فی اللہ بہت تھوڑے ہوتے ہیں۔

ایں نہ فقرش بر درے گردد خراب
با محاسب نفس باشد اکتساب

وہ فقر نہیں جو در بدر مارا مارا پھرے۔ فقر نفس کا محاسبہ کرتا ہے۔

فقر لا یحتاج صاحب گنج و زر
از گنج و زر بہتر بود فقرش نظر

فقر کسی کا محتاج نہیں ہوتا اور صاحب خزانہ و صاحب مال ہوتا ہے۔ اُس کی نظر میں فقر خزینے سے بہتر ہے۔

فقر را عاجز مبیں عاجز بداں
بادشاہی فقر دارد جاوداں

فقر کو نہ عاجز خیال کر نہ ہی عاجز سمجھ۔ فقر کو ہمیشہ کی شاہنشہی حاصل ہوتی ہے۔

باہوا بہر از خدا فقرش نما
فقر وحدت قرب حق شد مصطفیٰؐ

باہوا خدا کے واسطے فقر دکھا۔ فقر سے یکتائی، قربِ خداوندی اور حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی حضوری حاصل ہوتی ہے۔

ان میں سے ہر ایک مرتبہ اسم اللہ ذات کے تصور اور اسم اعظم کی برکت سے بارگاہِ خداوندی کا منظورِ نظر ہو کر اور مجلس محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہو کر حاصل ہو جاتا ہے۔ ذات و صفات کے ہر مقام کی کلید کلمہ طیبہ لا الٰہ الّا اللہ محمد رسول اللہ۔ جب اس کلید سے دل کا قفل کُھل جاتا ہے تو یہ سب باتیں منکشف ہو جاتی ہیں۔ جو اس میں شک کرے وہ بے دین خارج اسلام ہے۔ یہ طریقہ سروری قادری کو حاصل ہے۔

مدح غوث الوریٰ رحمۃ اللہ علیہ

پیر باید ہمچو باشد پیرِ من
وقت مشکل حاضر است با انجمن

پیر میرے پیر جیسا ہونا چاہیئے جو مشکل وقت پر فوراً انجمن میں حاضر ہو۔

پیر با قوت مریداں با نظر
زود تر حاضر شود مثلِ خضر

صاحب طاقت پیر کے مرید صاحب نظر ہوتے ہیں۔ طاقت والا پیر فوری طور پر حضرت خضر علیہ السلام کی مثل آجاتا ہے۔

چوں نباشد پیر پیراں زندہ دیں
آں وزیر مصطفیٰ رُوح الامین

پیروں کے پیر کیسے زندہ نہ ہوں وہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور روح الامین کے وزیر ہوتے ہیں۔

شاہ عبدالقادر است رہبر خدا
دم بدم آنجا بجان است مصطفیٰ

شاہِ عبدالقادر رہبرِ خدا ہیں۔ وہ ہر وقت حضور خواجہ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہِ پاک میں موجود ہوتے ہیں۔

باہو از غلامانِ مریدش خاکپا
گوئے برداز غوث و قطب و اولیاء

اے باہو! جو محبوب خدا احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کے مریدوں کے پاؤں کی خاک ہے اس کا درجہ غوث، قطب اور اولیاءً سے بڑھ جاتا ہے۔

میں اُن لوگوں کی حالت پر حیران ہوں جو خلوت میں فقراء سے نعمت الٰہی اور تعلیم و تلقین کی برکت حاصل کرتے ہیں۔ اور پھر فقر سے حیا کرتے ہیں اور دنیاداروں کی طرف جاتے ہیں۔ ایسے لوگ مرشد اور فقیر کو بدنام کرتے ہیں۔ اپنے آپ کو نہ پہچانتے ہیں۔ اسم اللہ ذات کی روشنی سورج سے فزوں تر ہے۔ جس سے خودی اور ہستی کا بادل غائب ہوجاتا ہے۔ نفس مرجاتا ہے اور دل زندہ رہتا ہے۔

مراتب غوث الوریٰ رحمۃ اللہ علیہ

جاننا چاہیئے کہ حضرت محبوب سبحانی قطب یزدانی سیدنا سید عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ النورانی اور آپ کے طالب و مرید دائمی طور پر وحدانیت اور مشاہدہ معرفت اور قربِ خداوندی میں مستغرق رہتے ہیں اور صاحب وصال اور صاحبِ حضور

ہیں غوث اور قطب آپ کے مریدین کے مقابلہ میں عاجز و مفلس اور اس بارگاہ کے سائل ہیں۔ جسے کوئی مرتبہ و مقام ملا اُنہیں سے ملا۔ ان سے اِنکار کرنے والا دنیا میں مردود، بیوقوف اور پریشان ہے۔ رجعت کھاتا ہے۔ حضور غوث الثقلین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مراتب دریائے عمیق کی طرح ہیں۔ جسے اس دریا میں سے ایک قطرہ نصیب ہو جاتا ہے وہ سیراب ہو جاتا ہے۔ جو محبوب خدا غوث الوریٰ غوثِ اعظم پیرِ پیراں دستگیراں رحمۃ اللہ علیہ کے مرید کو جذبہ دکھلائے وہ خود سلب ہو جاتا ہے اور بیمار ہو کر چند دنوں میں اجل کے منہ میں چلا جاتا ہے۔ حضرت پیر پیراں دستگیراں رحمۃ اللہ علیہ کا دشمن یا تو رافضی ابلیس ہوتا ہے یا خارجی خبیث یا منافق جو فقر اور معرفتِ الٰہی سے محروم ہو۔ آپ کا دشمن حضور سید العالمین رحمۃ للعالمین شفیع المذنبین انیس الغریبین احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کا دشمن ہے۔ آپ کا دشمن صحابہ کرام کا دشمن ہے۔ آپ خلفائے راشدین کے محب اہلِ سنّت و جماعت اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نائب تھے۔ آپ کا ظاہر و باطن اللہ تعالیٰ بندگی اور اطاعت سے ایک لحظہ بھی فارغ نہ تھا۔ اللہ بس ماسوی اللہ ہوس۔

مراتب مریدِ غوثِ اعظم

جاننا چاہیئے کہ حضرتِ محبوب سبحانی قطب ربانی حضرت شیخ عبد القادر جیلانی قدس سرہٗ النورانی کے چھوٹے سے چھوٹے اور ناقص مرید کا مقام و مرتبہ غوث و قطب سے ارفع و اعلیٰ ہوتا ہے کیونکہ وہ لوگ صدقِ قلبی سے آپ کے مُرید ہیں

آپ اسم اللہ ذات کے حاضرات اور کلمہ طیبہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کی ضرب سے ظاہری و باطنی تصوّر، تصرّف اور قوت کے ذریعہ وحدانیت کے لازوال میدان میں لاکر بارگاہِ خداوندی میں منظورِ نظر بنا کر حضور سید العالمین علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کی مجلسِ پاک میں پہنچا دیتے ہیں جس سے وہ کاملین، عارفین، واصلین اور اللہ کے دوستوں کے عالم ہو جاتے ہیں۔ جنہیں بعض اہلِ باطن بھی نہیں جانتے۔ آپ کے مریدین و طالبین کو بوقت نزع مرتبہ حضوری حاصل ہو جاتا ہے۔ اور بلند آواز سے لا الٰہ الاّ اللہ محمد رسول اللہ کہنے لگتے ہیں۔ یا بوقتِ نزع ان کے وجود میں اسم اللہ ذات کا ذکر جاری ہو جاتا ہے۔ اور غلبہ کرتا ہے۔ یا قادری کے وجود میں حُبِ خداوندی جوش مارتی ہے ؎

اے برادر گر ہمی خواہی بہ عقبیٰ سروری
باش در دنیا تو طالب آستانہ قادری

اے بھائی! اگر تم عقبیٰ کی سروری چاہتے ہو تو دنیا میں کسی قادری کے آستانہ کا طالب بن جا۔

ارشادِ نبوی صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

من مات فی حب اللّٰہ فقد مات شہیدا

جو شخص اللہ تعالیٰ کی محبت میں مر جاتا ہے وہ شہید کی موت مرتا ہے۔

جو اس صفت کا حامل نہیں وہ قادری کہلانے کا مستحق نہیں۔

حضرت محبوبِ سبحانی قطب ربانی قدّس سرہُ النورانی نے فرمایا:۔

لا یموت مریدی الا علی الایمان

میرا مرید ایمان کے ساتھ دنیا سے فوت ہوتا ہے۔

اگر گوید کسے نام بنام شاہِ جیلانی
چہ خوف از آتش دوزخ چہ باک از دیو شیطانی

اگر کوئی شخص حضور غوث الاعظم شاہ جیلانی کا نام لے، تو اُسے آتش دوزخ اور شیطان کا کیا خوف۔

مطلب یہ کہ قادری سروری مرشد کے طالبین کا سب سے پہلا مرتبہ یہ ہے کہ نرشیر پر سوار ہوتے ہیں۔

سات اشیاء کا حصول

جاننا چاہیئے کہ طالب اور مرید میں یہ سات چیزیں ہوتی ہیں:۔

پہلی چیز :۔ اعتقاد ہے۔

دوسری چیز :۔ یقین ہے۔

تیسری چیز :۔ اخلاص ہے۔

چوتھی چیز :۔ صدق ہے۔

پانچویں چیز :۔ اعتبار ہے۔

چھٹی چیز :۔ طلب ہے۔

ساتویں چیز :۔ محبّت ہے۔

یہ ساتوں چیزیں طالب کی کوشش سے اسے حاصل نہیں ہوتیں۔ بلکہ مرشد کی توجّہ اور کشش سے اس میں پیدا ہوتی ہیں۔ جب پیر و مرشد کی عطا سے یہ سات چیزیں طالب کے وجود میں یقین کے باعث ایک نورانی صورت آجاتی ہے جس کے وسیلے سے پیر اور مرید اور طالب و مرشد کے مابین عرض معروض

اور حکم و احکام کا سلسلہ جاری ہو جاتا ہے۔ اگر طالب فنافی الشیخ اور فنافی الپیر نہ ہوتا۔ تو ظاہر و باطن میں کوئی شخص مطلب و مقصد حاصل نہ کر سکتا۔ وہ لوگ بڑے احمق ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ طالب نفس امارہ کے مطیع اور مرید مطلبی ہیں انہیں نہ پیر کے مرتبہ کی حقیقت معلوم ہوتی ہے اور نہ انھیں پیر و مرشد پر اعتقاد ہوتا ہے۔ وہ نفس اور شیطان یزیدکی جو طالب اپنے پیر پر مال و جان قربان کرتا ہے وہی صاحب قوت و تصرف۔ صاحبِ فراست اور روشن ضمیر ہوتا ہے ؎

اصل یقین است یقین خاص نور
برو یقین حاضر مجلس حضور

اصل یقین ہے اور یقین ہی نورِ خاص ہے۔ یقین ہمیں حضور سید عالم نورِ مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہٖ وسلم کی مجلس پاک میں لے جاتا ہے۔
بس اللہ ہی کافی ہے باقی خواہشات ہے۔

لفظ مرشد اور طالب کی حقیقت

جاننا چاہیئے کہ لفظ مرشد چار حروف میں منقسم ہے:۔

م ر ش د

م سے یہ مراد ہے کہ وہ مردہ دل کو زندہ کرے۔ اور پھر اس زندہ دل سے ایک ہی مراقبہ میں اِلّا اللہ کی وحدانیت اور حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مجلس پاک میں پہنچا دے۔
ر سے یہ مراد ہے کہ وہ ریاضتوں سے رہائی دلا کر راز بخشے۔

ش سے مراد یہ ہے کہ وہ طالب کے وجود سے شیطانی نفس، خلق، دنیا اور دل کی سیاہی کے شر بلکہ ہر ایک قسم کا شر نکال دے۔ اور اس کے ساتوں اعضاء ہڈیاں مغز، گوشت، پوست، رگ وریشہ اور ہر ایک بال سے اسم اللہ جاری کرائے۔ اور طالب کے قلب و قالب سے ذکر الٰہی اور دریا کی طرح جاری کر دے۔ چنانچہ اس کے تمام اعضاء ذکر الٰہی یعنی اللہ اللہ کرنے لگیں۔ اور طالب لب کو بند کر کے اللہ تعالیٰ میں محو ہو۔

د سے یہ مراد ہے کہ طالب کو ایک ہی نظر سے غرق فنا فی اللہ میں ثابت قدم بنا دے جس سے اسے دونوں جہان کی زندگی حاصل ہو جائے۔

جس مرشد میں یہ صفات پائی جائیں وہ جامع جمیعت بخش اور رہبر ہوتا ہے اور جس مرشد میں یہ صفات موجود نہ ہوں وہ طالبین کے حق میں شیطان اور ڈاکو ہے۔ جو مرشد مرد مذکر اور ظاہر و باطن میں صاحب توفیق ہوتا ہے۔ وہ طالبین کا راہبر اور رفیق ہوتا ہے۔ جو لوگ طالب دنیا اور بدعتی ہیں۔ وہ مرشد کہلانے کے مستحق نہیں۔

لفظ طالب چار حروف میں منقسم ہے:۔

ط ا ل ب

ط سے یہ مراد ہے کہ طالب یکبارگی تین طلاق ہوائے نفسانی کو اور تین طلاق اس ضعیفہ عورت یعنی دنیا کو۔ اور تین طلاق انسان کے دشمن شیطان کو دے جب ان تینوں کو طلاق دے دے تو پھر توبہ کرنے سے پاک ہو جاتا ہے۔ نیز حرف ط سے یہ بھی مراد ہے کہ اسے طلب مولیٰ ہو۔ اور وہ ثابت قدم ہو۔ جس سے وہ معرفتِ خداوندی کے لائق ہو۔

ا سے یہ مراد ہے کہ ارادۂ صادقہ سے طالب مولیٰ ہو۔ اور حقیقی طور پر ظاہری اور باطنی عبادت میں زمین پہ کروٹ نہ لے۔ ہمیشہ مراقبہ میں غرق رہے۔ صراط مستقیم

سے ایک قدم بھی اِدھر اُدھر نہ ہو۔ راہِ اللہ جال تک لڑا دے۔
ل سے یہ مراد ہے کہ لائق اور حیادار ہو۔ نفسانی خواہشات کو ترک کرے۔ اس کا نفس فنا ہو جائے اور اُس کی رُوح باقی بن جائے۔ ایسے طالب کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے خوش آمدید اور مرحبا کہا جاتا ہے۔
ب سے یہ مراد ہے کہ طالب حق کے بوجھ کو اُٹھالے اور باطل کو چھوڑ دے مطلق باادب ہو۔ مرشد کے حکم کے وقت اپنا اختیار ترک کر دے۔ اور اس کا حکم تسلیم کرنے کے لیے ہوشیار رہے چنانچہ اس پر المرید لایرید۔ مرید کی اپنی کوئی خواہش نہیں ہوتی۔ صادق آئے گی۔

حقیقتِ مرشد

ہر کہ رو گرداں شود گرد از خدا
مرشدے باحق رساند حق نما

جو منکر خداوندی ہے اور اس سے منہ پھیرتا ہے۔ جو حقیقت بیں مرشد ہے وہ ایسے شخص کو بھی خُدا دکھا دیتا ہے۔

طالب مشکل طلب مشکل طلب
طالب کلب ہرگز نہ شد اہل از قلب

مشکل طلب طالب مشکل سے ملتا ہے۔ دنیا کا طالب کبھی صاحبِ دل نہیں ہو سکتا۔

باہُو طالبے جاسوس دشمن صد ہزار
طالب حق یک دو کس دو کس طالب شمار

باھو طالب ایک جاسوس اور دشمن لاکھوں ہیں۔ حق کا چاہنے والا کوئی ایک آدھا ہوتا ہے۔ اسے ہی طالب سمجھئے۔

باھو طالب کمیاب کے باشد طلب
مرشدے بسیار ببرند راز رب

اے باھو طالب کمیاب ہے۔ بہت سے مرشد طالبین کو رب تعالیٰ سے دور پھینک دیتے ہیں۔

مرشدِ ناقص ابسے طالب طلب
از حیا بمردند طالب با اَدب

ناقص مرشد بہت سے طالبین کی کوشش کرتے ہیں۔ با اَدب طالب حیاداری میں مرجاتے ہیں۔

در حقیقت طالباں مطلب طلب
طالب دنیا بسے کس بہر رب

طالب لوگ مطلب پرست ہیں۔ دنیا کے طالب بہت ہیں۔ طالب الہٰی کوئی کوئی ہے۔

جاں ز جانم می بر آید غرقِ نُور
آں بداند ہر کہ برسد شد حضور

میری جان، جان سے نکل کر اللہ تعالیٰ کے نُور میں غرق ہوتی ہے۔ اُسے وہی شخص سمجھ سکتا ہے جو خود صاحب حضوری ہو۔

کے تواند بست مثلِ لا زوال
عارفانِ غرق وحدت با وصال

لازوال کی مثل کیسے قائم کر سکتے ہیں۔ جو عارف توحید الہٰی میں غرق ہیں وہ اللہ تعالیٰ سے واصل ہیں۔

اسمِ ذاتش ذات ببرد بے مثال
نیست ایں حرفے بود از قیل وقال

اسمِ ذات ذاکر کو بے مثال ذات سے ملا دیتا ہے ۔ یہ قال کی بات نہیں حال کی بات ہے ۔

حق دروں من من در آں حق دلپذیر
حق ز حق واضح شود روشنضمیر

میں حق کے ساتھ ہوں اور حق میرے ساتھ ہے ۔ حق سے حق واضح ہوتا ہے اور انسان روشنضمیر ہو جاتا ہے ۔

بیعت کی حقیقت

میں اُن بیوقوف لوگوں پر حیران ہوں جو مرشد و طالب کے قواعد کے عالم نہیں ہیں ۔ طالب کے درجہ تک کماحقہ پہنچنے سے پہلے مرشدی کا دعویٰ کرنے لگتے ہیں ۔ ان میں خوفِ خداوندی نہیں ہے ۔ بیوقوف نہیں جانتے کہ دستِ بیعت کی حقیقت کیا ہے اور یہ کس مرتبہ پر حاال ہے ۔ انھیں جاننا چاہیئے کہ جو شخص بیعت کے بعد طالب کو کسی کے ہاتھ میں ہاتھ دیتا ہے ۔ اُس کے ہاتھ پر گویا خدا کا ہاتھ ہوتا ہے ۔ جو شخص بیعت کے بعد طالب کو خدا تک نہ پہنچائے وہ مرشد خدا کا دشمن ہے ۔ دنیا اور آخرت میں خراب ہوتا ہے ۔ اٹھارہ ہزار عالم میں شرمندہ اور روسیاہ ہوتا ہے ۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے :۔

يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ

اللہ کا ہاتھ اُن کے ہاتھ پر ہوتا ہے۔

فیضِ مرشد کے اثرات

پیر، بیت اللہ شریف کا سفر، حضور نبی کریم وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کے روضۂ انور کی زیارت، اندرونی اور بیرونی طواف، جبل عرفات سے خطبہ سننا، حج کی دُعا سُننا، بوقتِ طواف حجرِ اسود کو بوسہ دینا، طواف کے اختتام پر واجبی کا ادا کرنا، معصیت سے نجات حاصل کرنے کے لیے اندر جا کر زنجیر نصوحہ گلے میں ڈالنا۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:۔

وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا

جو اس میں داخل ہوا وہ امن میں رہا۔

بیت اللہ شریف کے اندر کے چاروں ستونوں پر بوسہ دینا۔ ان سب کی وضاحت یہ ہے کہ خواب میں یا مراقبہ میں یا الہام کے ذریعہ احکام خداوندی اور اُس کی قدرت سے مندرجہ بالا مراتب طے کرے۔ یعنی خواب مراقبہ یا الہام کے ذریعہ حضور نبی پاک صاحب لولاک احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کے حکم سے بیت اللہ شریف کی زیارت اور اُس کا طواف نصیب ہوتا ہے۔ یا جب مرشد طالب کو اجازت دیتا ہے کہ تم جا کر بیت اللہ شریف اور روضۂ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت کرو۔ تو جس منزل پر پہنچتا ہے ذکر، فکر، جماعت کے ساتھ نماز میں مشغول

ہوتا ہے۔ جو قدم اُٹھاتا ہے دل کے شوق اور اللہ تعالیٰ کی محبت سے اُٹھاتا ہے۔ ایسے شخص کے لیے حج طواف بیت اللہ شریف اور حضور نبی کریم رؤف الرحیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے روضۂ انور کی زیارت مبارک ہو۔

جاننا چاہیئے کہ بیت اللہ شریف اور روضہ انور صلی اللہ علیہ وسلم دونوں بزرگ اور پاک مکان ہیں۔ ان دونوں کی زیارت کا شرف حاصل ہونے سے پہلے شب و روز چھوٹے اور بڑے گناہوں سے توبہ و استغفار کر کے وجود کو پاک کر لینا چاہیئے، پھر کعبہ کے سامنے سربسجود ہو جائے تو کافر نفس مسلمان ہو جاتا ہے۔ خصائل بد ترک کر دیتا ہے اور اپنے آخری مقصد کو پہنچتا ہے۔ جو شخص اس طریقہ سے بیت اللہ شریف کا طواف کرتا ہے وہ روشنضمیر ہو جاتا ہے۔ اس کے لیے حجاب ختم ہو جاتا ہے۔ بیت اللہ شریف تمام کا تمام حرم مطلق ذات نظر آتا ہے۔ تجلیاتِ نماز نظر آتی ہیں۔ اور فرشتے آواز دیتے ہیں کہ تیرا طواف قبول ہے۔ اور حرم کعبہ میں نماز کے وقت سجدہ میں یہ الہام ہوتا ہے:۔

لَبَّیْکَ یَا اَسْعَدَ عَبْدِیْ

اے میرے نیک بندے میں حاضر ہوں۔

جو مانگتا ہے مانگ تاکہ میں تجھے عطا کروں۔ یہ اس آیہ شریفہ کا اصلی مطلب ہے۔ جو اس آیۂ شریفہ میں ہے۔ ارشاد ربانی ہے:۔ وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا۔ جو اس میں داخل ہوتا ہے وہ امن میں ہوتا ہے۔ یہ بات بھی مرشد کامل اور اسمِ ذات کے تصوّر سے حاصل ہوتی ہے۔ جب حاجیوں کی صف میں شامل ہو کر جبلِ عرفات کے خطبہ کے وقت لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَکَ وَالْمُلْکُ لَا شَرِیْکَ لَکَ " اے میرے اللہ میں حاضر ہوں۔ تیرا کوئی شریک نہیں۔ میں حاضر ہوں۔ نعمت اور شکر تیرے ہی لیے ہے۔ ملک بھی تیرا ہی ہے۔ تیرا کوئی شریک نہیں۔" کہتا ہے

تو ملائکہ صاف طور پر آوازیں دیتے ہیں کہ اے فلاں شخص تیرا حج قبول ہے اور تو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں برگزیدہ ہے۔ جب مدینہ منورہ پہنچ کر روضۂ انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی چار دیواری میں داخل ہوتا ہے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مصافحہ کرتا ہے تو اُس وقت حضور نبی کریم رحمۃ للعالمین علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم اُسے دستِ بیعت اور تعلیم و تلقین سے سرفراز فرماتے ہیں اور ولایت دعنایت کے مراتب پر پہنچاتے ہیں۔ پھر اُسے حقیقی اور سچے طریقے پر رخصت اور اجازت عنایت ہوتی ہے۔ جب چاہتا ہے مراقبہ میں حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی مجلسِ پاک سے اپنی عرض کے مطابق جواب باصواب حاصل کر لیتا ہے۔ اُس وقت ایسا شخص جو کچھ کہتا ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حضوری سے کہتا ہے نہ کہ اپنی خواہش سے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے :۔

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى

اپنی خواہش سے بات چیت نہیں کرتا۔

پھر جب اپنے حقیقی وطن میں آتا ہے تو بڑی سنت ادا کرتا ہے یعنی اُس کے گھر میں جو مال وغیرہ ہوتا ہے وہ سب فی سبیل اللہ خرچ کر دیتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے :۔

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ

جب تک اپنی عزیز چیز کو اللہ کی راہ میں صرف نہ کرو گے نیکی حاصل نہ کرو گے۔

ایسا حاجی جسے قبولیت حرم نصیب ہو، صاحبِ بخشش اور غازی ہو۔ اُس کے وجود میں خواہشاتِ نفسانی اور لالچ نہیں رہتا۔ وہ دنیا اور مال و متاع نہیں رکھتا۔ وہ حساب کے میدان یعنی یوم محشر کا رُخ کرتا ہے۔ جس کا وجود اللہ تعالیٰ کے ذکر سے

پاک ہو جائے تو اُسے محشر کے دن قیامت کا کیا خوف۔

ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے :۔

اَلْمفلس فی امان اللّٰہ

مفلس اللہ تعالیٰ کی امان میں ہے۔

دنیادار لوگ شیطان کی قید میں گرفتار ہوتے ہیں۔ ؎

حج بہر شش از خدا حاضر رسول

ایں مراتب حاجیاں اہل الوصول

اس قسم کا حج اور حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مجلس پاک کی حاضری

کا شرف اہل دل ہی کو حاصل ہوتا ہے۔

اہل دل ہی حقیقت میں حج وزیارت روضۂ نبوی کے وقت حضور نبی پاک صاحب

لولاک علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات کی حضوری سے مشرف ہوتے ہیں۔ ؎

می خواستم کہ رفتہ کنم کعبہ را طواف

کعبہ جواب داد بما دل بسیار صاف

جب میں چاہا کہ بیت اللہ شریف کا جا کر طواف کروں تو بیت اللہ نے

جواب دیا کہ پہلے دل صاف کر کے آؤ۔

کعبہ دوام حاضر با زندہ دل طواف

آں است صاف دل کہ کند نفس را خلاص

زندہ دل انسان کے لیے دائمی طور پر کعبہ حاضر ہے اور صاف دل وہ ہے

جو نفس کو پاک اور با اخلاص بنائے۔

باہو من در مجلس حاضر نبی

دم جدائی نیست ما را از نبی

اے باہو! میں ہمہ وقت حضور علیہ الصلوٰۃ و السلام کی مجلس پاک میں حاضر ہوں۔ ایک لمحہ کے لیے بھی اُس سے الگ نہیں ہوں۔

نام کے حاجی بکثرت ہیں لیکن پیغام والا اور بے حجاب حاجی وہی ہے جو خواہشات نہ رکھتا ہو۔ اللہ بس ماسوی اللہ ہوس۔

خصائصِ مجلسِ نبوی

جاننا چاہیئے کہ مراتب عظیمہ والے مرشد کے لیے ضروری ہے کہ طالب کے ظاہری اور باطنی احوال سے غافل نہ ہو۔ مرشد وہ ہے کہ اگر طالب سے بھول کر کوئی چھوٹا یا بڑا گناہ ہو جائے تو مرشد کو کشف کے ذریعہ اس کا علم ہو جائے۔ اُس وقت اپنے وجود میں غوطہ زن ہو کر طالب کو حضور نبی کریم رؤف و رحیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی مجلس پاک میں لے جائے اور بارگاہِ نبوی میں عرض کر کے طالب کے گناہ بخشوائے۔ اسی طرح شب و روز کئی سال تک صاحبِ قوت اور جامع مرشد توجہ تصرف و تصوّر سے طالب کی صورت کو مجلس نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں لے جا کر آپ کی تعلیم و تلقین سے سرفراز کراتا ہے۔ جس سے طالب معصیت سے تائب ہو کر واصل حق بن جاتا ہے۔ صاحبِ قوت مرشد کے لیے ضروری ہے کہ طالبین کو پہلے ہی روز اسم اللہ ذات اور کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے حاضرات اور تصوّر سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مجلسِ پاک کی حضوری میں لے جائے۔ اور خاص طور پر حضور نبی پاک صاحبِ لولاک علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات سے بیعت اور تعلیم و تلقین کرائے۔ خواہ کسی کی نوازش کرے خواہ کسی کو گرا دے۔ مطلب یہ کہ مجلس نبوی

بمنزلہ کسوٹی ہے۔ بعض طالب حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے دیدار سے مشرف ہو کر صادق اور صفا دل ہو جاتے ہیں۔ ان کے تمام کبیرہ صغیرہ مطلب پورے ہو جاتے ہیں۔ تارک اور متوکل ہو کر توحید باری تعالیٰ میں مستغرق ہو جاتے ہیں۔ اور ہمیشہ باادب ہو کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مجلس پاک میں حاضر رہتے ہیں۔ اور بعض مشرف ہونے کے بعد منکر ہو جاتے ہیں۔ یعنی مجلس محمدی میں حاضر ہو کر قرآن وحدیث پر اُن کا یقین نہیں رہتا۔ ایسے لوگ مردود و مرتد ہو جاتے ہیں۔ نعوذ باللہ۔ ؎

مرشد رہبر چنیں باشد رفیق
طالباں را می کند وحدت غریق

مرشد رہبر ایسا ساتھی ہوتا ہے کہ طالبین کو توحید باری تعالیٰ میں مستغرق کر دیتا ہے۔

از وجود غلط بیروں بر کشد
با ذکر جاروب در دل می کند

غلط وجود سے باہر آ کر ذکر کے جھاڑو سے دل کو صاف کرتا ہے۔

علم بہر از معرفت ذکرِ خدا
عارفاں را از علم جاں دل صفا

علم اللہ تعالیٰ کو پہچاننے اور ذکر خدا کے لیے ہوتا ہے۔ اہل معرفت کا علم بس یہی ہے کہ دل اور جان کی صفائی کی جائے۔

بے علم ہرگز نیابی رہ از راہ
جاہلاں محروم از وحدت اِلٰہ

علم کے سوا راہ کا بھید حاصل نہیں ہو سکتا۔ بیوقوف لوگ اللہ تعالیٰ کی یکتائی سے محروم رہتے ہیں۔

مشکل کشائی کی کسوٹی

جاننا چاہیئے کہ ذوق وشوق اور حضور نبی کریم رحمۃ للعالمین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی رضا سے ہر مشکل حل ہو جاتی ہے۔ اَلْعِلْمُ نَتِیْجَۃٌ مِّنَ الْحِلْمِ۔ جب یہ صالح خصائل وجود میں تاثیر کرتی ہیں تو حضور نبی پاک صاحب لولاک علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات کی برکت سے وجود کا تانبہ اکسیر ہو جاتا ہے۔ چنانچہ جب ذوق وشوق اور معرفت اور وصالِ محمدی، جمعیتِ جمالِ محمدی اور خوئے محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمام وجود پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ اور تمام وجود رضائے نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں ہو جاتا ہے۔ تو اس سے ہر ناشائستہ کام نکل جاتا ہے۔ اس پر تمام مخفی مراتب کا انکشاف ہو جاتا ہے۔ جب عارف باللہ اس مقام پر پہنچتا ہے تو دُعا کے لیے لب نہیں ہلاتا۔ اسے دُعا کرتے ہوئے شرم آتی ہے کیونکہ حضوری والے کو التماس سے کوئی واسطہ نہیں ہوتا۔ نہ وہ کشف وکرامات کا اظہار کرتے ہیں بلکہ اس سے ہزار بار توبہ واستغفار کرتے ہیں۔ اُن کے لیے یہی ہوتا ہے کہ دائمی طور پر اسم اللہ پر نگاہ رکھیں۔ مطلب یہ کہ صاحبِ حضوری کو مقامِ وحدانیت کا ہی خیال رہتا ہے۔ جب وہ اس خیال میں ہوتے ہیں تو اس خیال ہی سے تمام مشکل کام حل ہو جاتے ہیں۔ اس پر تمام ظاہری اور باطنی باتیں منکشف ہو جاتی ہیں۔ صاحب حضوری کے لیے معرفتِ خداوندی اور قربِ الٰہی کا خیال کافی ہے۔ جو کام پیش آتا ہے وہ خیال سے ہی پورا ہو جاتا ہے۔ اُن کا دل اللہ تعالیٰ کے نور میں مستغرق ہوتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ہم نشین ہوتا ہے۔ اس لیے

جس کام کا خیال کرتے ہیں وہ کام فوراً حسب مراد ہو جاتا ہے۔ جو صاحب باطن عارف باللہ حضوری ہے وہ ہر گھڑی بلکہ ہر لمحہ اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول ہونے کے باعث اللہ تعالیٰ سے ہم کلام ہوتا ہے اور شوق میں خوش رہتا ہے۔ اس کا پہلا مرتبہ مومن ہوتا ہے۔

ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

اَلْمُؤْمِنُ مِرْاٰۃُ الْمُؤْمِن

مومن، مومن کا آئینہ ہوتا ہے۔

اس کا وسطی درجہ عاشق مومن ہے۔

عشق کی آگ کی حقیقت

ارشاد گرامی ہے:۔

اَلْعِشْقُ نَارٌ یُحْرِقُ مَاسِوَی اللہِ

عشق ایک آگ ہے جو ماسوی اللہ سب کو جلا دیتی ہے۔

اس کا آخری مرتبہ مومن عارف باللہ ہے۔ اور یہ مومن فقیر کے ابتدائی مرتبہ کے برابر نہیں ہوتا۔ کیونکہ فقیر ذکر و مذکور کے مراتب سے فارغ ہوتا ہے۔ توحید کے نور میں غرق ہوتا ہے۔ یہ مراتب فنا فی اللہ اور غرق حضور کے ہیں۔ سروری قادری کو اعلیٰ ادنیٰ علوی۔ سفلی۔ ظاہری باطنی تمام مراتب حاصل ہوتے ہیں۔ اسے اللہ تعالیٰ کا قرب نصیب ہوتا ہے۔

سروری قادری وہ ہے جو شاگرد الٰہی ہو۔ صاحبِ تقویٰ ہو اور ازل ہی سے صاحبِ

ہدایت ہو۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے :۔

هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ

ہدایت ہے اہلِ تقویٰ کے لیے۔

جو مہذّب اور متقی ہے۔ روزِ ازل ہی سے شائستہ اور متّقی ہے۔ وہ لوگوں کو فیض پہنچاتا ہے اور اُن پر رحم کرتا ہے۔

شقی اور سعید کی حقیقت

جاننا چاہیے کہ جن لوگوں کی اَرواح کو حضور سیّد العالمین رحمۃ للعالمین شفیع المذنبین انیس الغریبین علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم نے ازل ہی میں تعلیم دی ہے وہی محمّدی ہے۔ پھر جب اُن کی اَرواح شکمِ مادر میں داخل ہوتی ہیں اس وقت بھی آپ انھیں تلقین و تعلیم کرتے ہیں۔

ارشادِ نبوی صلّی اللہ علیہ وسلم ہے :۔

الشّقی ما فی بطن امّہ والسّعید ما فی بطن امّہ

شکمِ مادر میں ہی سعید یا شقی ہوتے ہیں۔

جب وہ شکمِ مادر سے سعید ہو کر نکلتے ہیں تو پھر حضور نبی غیب دان علیہ الصلوٰۃ والسلام پہلے اُن کے کان میں اذان کہتے ہیں۔ اس کے بعد انہیں تعلیم و تلقین فرماتے ہیں ایسے لوگ دائمًا طالب مولا اور تابع نبی اور ولی اللہ ہوتے ہیں۔ اُن سے ہمیشہ نیک کام ہوتے ہیں۔ اگر بھول کر کوئی ناپسندیدہ کام اُن سے ظاہر ہو جاتا ہے

تو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے اور توبہ و استغفار کرتے ہیں۔ جب بالغ ہو جاتے ہیں تو پھر خواب میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام اُنہیں تعلیم و تلقین فرماتے ہیں۔ اور نہایت شفقت و مہربانی سے فرماتے ہیں کہ میرا ہاتھ پکڑو۔ پھر فرماتے ہیں کہ تمھیں اجازت ہے۔ اللہ تعالیٰ کی مخلوق کو ہدایت کرو، اور ان کی استعانت کرو۔ اس کے بعد پھر انہیں حضرت محبوبِ سبحانی قطبِ ربانی شیخ عبد القادر جیلانی قدس سرہٗ النورانی کی خدمت میں بھیجا جاتا ہے کہ انہیں منصب عطا ہو۔ پھر آپ اُنہیں اور نعمت عطا فرماتے ہیں۔ زندگی اور موت میں انہیں اپنی نظر سے جدا نہیں کرتے۔ اسی لیے اسے سروری قادری کا خطاب حاصل ہوتا ہے میرا یہ کہنا میرے حال پر صادق آتا ہے۔

سروری قادری چار علامات میں منقسم ہے:۔

اوّل:۔ قبور کا شہہ سوار ہوتا ہے اور اُسے روحانیوں کی ملاقات نصیب ہوتی ہے۔

دوم:۔ دائمی طور پر بارگاہِ خداوندی میں منظورِ نظر ہوتا ہے۔

سوم:۔ حضور نبی پاک صاحبِ لولاک علیہ الصّلوٰۃ والتسلیمات کی مجلس پاک میں دائمی طور پر حاضر رہتا ہے۔

چہارم:۔ اُس کی زبان پر قرآن و حدیث اور تفسیر کا ذکر رہتا ہے۔

سروری قادری کا مرید بغیر محنت اور بغیر رنج و تکلیف معرفتِ خداوندی حاصل کرتا ہے اور بغیر رجعت و زوال وصال اُسے نصیب ہوتا ہے۔ اے ناقص و خام خیال سروری قادری کے لیے اُس کے حال کا علم ہی کافی ہے۔ میری یہ گفتگو میرے حال پر شاہد ہے۔ اللہ بس ماسوی اللہ ہوس۔

اقسامِ مرشد

جاننا چاہیے کہ مرشد دو اقسام میں منقسم ہے:۔

مرید کی پہلی قسم

مرید کی پہلی قسم وہ جو مرید کے سات بال قینچی سے کاٹتے ہیں۔ بال کاٹتے ہی مرید پر عرش سے تحت الثریٰ تک کے ستّر ہزار مراتب کا انکشاف ہو جاتا ہے۔ ظاہر کی آنکھ سے لوحِ محفوظ کا نظارہ کر سکتا ہے۔ اُس کی نظر مٹی سونا بن جاتی ہے۔ اُسے ماضی، حال اور مستقبل کے حالات کا علم ہونے لگتا ہے۔ اگر وہ دیوار، پہاڑ یا درخت پر سوار ہو تو اُسے گھوڑے کی طرح دوڑا سکتا ہے۔ اگر قبرستان میں جائے تو اہلِ قبور کی اَرواح حاضر ہوتی ہیں۔ اگر خشک درخت کی طرف نگاہ کرے تو سرسبز ہو جاتا ہے اور اُسی وقت اُس میں شگوفے کھلتے ہیں اور پھل پیدا ہو کر پک جاتے ہیں۔ اگر زمین سے پانی طلب کرے تو زمین سے چشمہ پھوٹ پڑتا ہے۔ اگر آسمان کی طرف نگاہ کرے تو اُسی وقت بادل نمودار ہو کر مینہ برسنے لگتا ہے۔ اگر پانی کی طرف نگاہ کرے تو گھی بن جاتا ہے۔ اگر ریت کی طرف نگاہ کرے تو شکّر بن جاتی ہے۔ لیکن یہ تمام باتیں فقرِ محمدّی اور معرفتِ خداوندی سے دُور ہیں۔ اور ان کا کرنے والا فقر و معرفت سے بے نصیب ہوتا ہے۔ ایسا پیر حجام کی مانند ہے۔

حقیقت میں پیر میرے پیر حضرت شاہِ جیلانی قطبِ ربانی شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ النورانی جیسا ہونا چاہیئے جو ہزاروں مریدین کو ایک ہی نظر سے اِلٰہ اللہ کی معرفت میں غرق کر دے۔ پیر وہ ہے جو بغیر محنت و مشقت خزانہ بخشے جس طرح کہ میرا پیر کرتا ہے۔ نگاہ ڈالتے ہی اللہ تعالیٰ کے ذکر سے دل چاک چاک کر ڈالے۔ نفس کو خاک کر دے اور رُوح کو پاک۔ رحمٰن کے موافق اور شیطان کے مخالف کر دے ؎

باہو شد مریدش از غلامان بارگاہ
فیض فضلش می دہند از اِلٰہ

باہو اُس کی بارگاہِ پاک کے غلاموں کا مرید ہوا۔ جس بارگاہِ الٰہی نے اسے فیض اور فضل دلوایا۔

باہو سگے درگاہ میراں فخر تر
غوث قطب زیر مرکب بار بر

باہو! حضرت شاہ جیلانی قطبِ ربانی پیرِ پیراں میرِ میراں کی بارگاہ کے کتے کو غوث قطب پر فوقیت حاصل ہے۔

کمالیّت غوث الوریٰ

میرے پیر حضرت شاہِ جیلانی محبوبِ سبحانی قطبِ ربّانی شہبازِ لامکانی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ النورانی فرماتے ہیں:۔

قَدَمِیْ ھٰذَا عَلٰی رَقَبَۃِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰہِ

میرا یہ قدم تمام اولیاء اللہ کی گردنوں پر ہے۔

پھر ارشاد فرماتے ہیں:۔

لَا یَمُوْتُ مُرِیْدِیْ اِلَّا عَلَی الْاِیْمَانِ

میرا مرید سلامتیٔ ایمان کے ساتھ دنیا سے مرتا ہے۔

طریقۂ قادری معرفتِ خداوندی اور مجلسِ محمدی علیہ الصلوٰۃ والسّلام سے مشرف ہونے کا سلسلہ قیامت تک سینہ بسینہ۔ نظر بنظر۔ توجہ بہ توجہ۔ ذکر بہ ذکر اور معرفت بہ معرفت اسی طرح جاری رہے گا۔ جس طرح کہ دریا بہتا ہے ؎

ہر کہ گوید نام مرگش خوش پیغام
از مرگ حاصل شود وصلش تمام

مرید کی پہلی قسم

مرید کی پہلی قسم وہ جو مرید کے سات بال قینچی سے کاٹتے ہیں۔ بال کاٹتے ہی مرید پر عرش سے تحت الثریٰ تک کے ستّر ہزار مراتب کا انکشاف ہوجاتا ہے۔ ظاہر کی آنکھ سے لوحِ محفوظ کا نظارہ کرسکتا ہے۔ اُس کی نظر مٹی سونا بن جاتی ہے۔ اُسے ماضی، حال اور مستقبل کے حالات کا علم ہونے لگتا ہے۔ اگر وہ دیوار، پہاڑ یا درخت پر سوار ہو تو اُسے گھوڑے کی طرح دوڑا سکتا ہے۔ اگر قبرستان میں جائے تو اہلِ قبور کی اَرواح حاضر ہوتی ہیں۔ اگر خشک درخت کی طرف نگاہ کرے تو سرسبز ہوجاتا ہے اور اُسی وقت اُس میں شگوفے کھلتے ہیں اور پھل پیدا ہوکر پک جاتے ہیں۔ اگر زمین سے پانی طلب کرے تو زمین سے چشمہ پھوٹ پڑتا ہے۔ اگر آسمان کی طرف نگاہ کرے تو اُسی وقت بادل نمودار ہوکر مینہ برسنے لگتا ہے۔ اگر پانی کی طرف نگاہ کرے تو گھی بن جاتا ہے۔ اگر ریت کی طرف نگاہ کرے تو شکّر بن جاتی ہے۔ لیکن یہ تمام باتیں فقرِ محمدیؐ اور معرفتِ خداوندی سے دُور ہیں۔ اور ان کا کرنے والا فقر و معرفت سے بے نصیب ہوتا ہے۔ ایسا پیر حجام کی مانند ہے۔

حقیقت میں پیر میرے پیر حضرت شاہِ جیلانی قطبِ ربانی شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ النورانی جیسا ہونا چاہیئے جو ہزاروں مریدین کو ایک ہی نظر سے اِلَّا اللہ کی معرفت میں غرق کردے۔ پیر وہ ہے جو بغیر محنت و مشقت خزانہ بخشے جس طرح کہ میرا پیر کرتا ہے۔ نگاہ ڈالتے ہی اللہ تعالیٰ کے ذکر سے دل چاک چاک کر ڈالے۔ نفس کو خاک کردے اور رُوح کو پاک۔ رحمٰن کے موافق اور شیطان کے مخالف کردے۔

باہو شد مریدش از غلامان بارگاہ
فیض فضلش می دہاند از الٰہ

باہو اُس کی بارگاہِ پاک کے غلاموں کا مرید ہوا۔ جس بارگاہِ الٰہی سے اسے فیض اور فضل دلوایا۔

باہو سگے درگاہ میراں فخر تر
غوث قطب زیر مرکب بار بر

باہو! حضرت شاہ جیلانی قطبِ ربانی پیرِ پیراں میرِ میراں کی بارگاہ کے کتے کو غوث قطب پر فوقیت حاصل ہے۔

کمالیّت غوث الوریٰ

میرے پیر حضرت شاہِ جیلانی محبوبِ سبحانی قطبِ ربّانی شہباز لامکانی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ النورانی فرماتے ہیں:۔

قَدَمِیْ هٰذَا عَلٰی رَقَبَةِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰهِ

میرا یہ قدم تمام اولیاء اللہ کی گردنوں پر ہے۔

پھر ارشاد فرماتے ہیں:۔

لَا یَمُوْتُ مُرِیْدِیْ اِلَّا عَلَی الْاِیْمَانِ

میرا مرید سلامتیٔ ایمان کے ساتھ دنیا سے مرتا ہے۔

طریقۂ قادری معرفتِ خداوندی اور مجلسِ محمدی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مشرف ہونے کا سلسلہ قیامت تک سینہ بسینہ۔ نظر بنظر۔ توجہ بہ توجہ۔ ذکر بہ ذکر اور معرفت بہ معرفت اسی طرح جاری رہے گا۔ جس طرح کہ دریا بہتا ہے ؎

ہر کہ گوید نام مرگش خوش پیغام
از مرگ حاصل شود وصلش تمام

جو شخص اللہ تبارک و تعالیٰ کے نام پاک کا ذکر کرتا ہے اُس کے لیے موت ایک اچھا پیغام ہے۔ کیونکہ موت سے اُسے کماحقہٗ وصل ہوتا ہے۔

مرگ طالب قادری را راہبر
می برد وحدت حضوری حق نظر

طالب قادری کی موت راہبر ہے۔ وہ اُسے حضوری اور توحیدِ باری میں لے جاتی ہے۔

زیر خاکش تن بود رُوح راز رب
می در آید در خموشی با ادب

اُس کا بدن مٹی کے نیچے ہوتا ہے لیکن رُوح اللہ تعالیٰ کے راز میں سکوت سے ادب کے ساتھ حاضر رہتی ہے۔

در لا مکانم رُوح قالب زیرِ خاک
احتیاجے نیست روضہ جان پاک

قالب خاک کے نیچے ہوتا ہے اور رُوح لامکان میں ہوتی ہے۔ جان پاک کے لیے روضہ کی کوئی ضرورت نہیں۔

گر قبر گمنام بے نام و نشان
جثہ را با خود برند در لامکاں

ایسے لوگوں کی قبر اور نام و نشان نہیں ہوتا۔ وہ جسم کو اپنے ساتھ لامکان میں لے جاتے ہیں۔

باہوا ھُو اسمِ اعظم متصل
اہلِ اعظم چوں نماند زیر گل

اے باہو ہو اسم اعظم ہے۔ صاحب عظمت خاک کے نیچے کب رہ سکتے ہیں۔

بے حجابم در صوابم غرق نُور
احتیاجے نیست مارا باظہور

میں بے حجاب اور نور میں مستغرق ہوں۔ ہمیں ظہور کی حاجت نہیں۔

ہر یکے داند مرا باطن تمام
با انبیاء و اولیا و ہم کلام

جو شخص اللہ تعالیٰ کو یکتا سمجھتا ہے وہ باطن میں مکمل ہے۔ وہ نبیوں اور ولیوں سے کلام کرتا ہے۔

گر ندانند مردمان اہلِ زشت
کے بہ بینند جاہلاں روئے بہشت

اس بات کو اگر بُرے لوگ نہ سمجھیں تو کیا مضائقہ ہے کیونکہ جاہل لوگ روئے بہشت کس طرح دیکھ سکتے ہیں۔

جاننا چاہیئے کہ کسی قادری کا کوئی مرید جاہل نہیں ہوتا۔ اُسے ظاہری اور باطنی علم جمعیّت کے ساتھ حاصل ہوتا ہے۔

جمعیّت جمالش مشرف محمد
مشرف محمد ز علم جمعیّت

ترجمہ:۔ اس کے حسن و جمال کی تمام خوبیاں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحبت سے شرف پاتی ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا صحبت یافتہ تمام علوم کا فیض یافتہ ہوتا ہے۔

عارفین کی پرواز

عارفین دائمی طور پر مشاہدۂ نور حضور میں مستغرق رہتے ہیں۔ جاننا چاہیئے کہ

علمائے کاملین اور اُن کے پیروکاروں کو ہر رات یا شبِ جمعہ یا مہینہ یا سال میں ایک بار حضور سید العالمین علیہ الصّلوٰۃ والتسلیم کی زیارت نصیب ہوتی ہے لیکن کچھ جانتے ہیں اور کچھ نہیں جانتے ۔ حافظوں کا ادب کیا کرو ۔ اہلِ معرفت صاحبِ قرب دائمی طور پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نور کے مشاہدہ میں غرق رہتا ہے۔ اور واصل فقیر ولی اللہ ہوتا ہے ۔ جو اسم اللہ ذات کا تصوّر کرتا ہے وہ دائمی طور پر مجلسِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر رہتا ہے ۔ ایسے شخص کے لیے گناہ کبیرہ حرام ہے بلکہ اگر اس سے سرزد ہو تو اُس کا سب کچھ سلب ہو جاتا ہے ۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی دوسرے کی طرف رجوع کرنا خواہشاتِ نفسانی کا نتیجہ ہے ۔ کشف و کرامات فرشتہ، موکل کے ساتھ کلام کرنا ۔ اور طبقات کی سیر و طیر یہ سب کچھ دہقانی کے غوث و قطب کے مراتب ہیں ان مراتب کو ترک کر کے اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہونا چاہیئے ۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے :۔

اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ ۔

میں نے اپنا منہ یکسو ہو کر ارض و سماوات کے پیدا کرنے والے کی طرف کیا ہے ۔ میں مشرکین میں سے نہیں ہوں ۔

ماسوا اللہ کسی اور چیز کی طلب کرنا یا اس میں مشغول ہونا غلط اور غضب کی راہ ہے ۔ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ سے یہی مراد ہے ۔

حی قیوم پیش تو قائم
تو گرفتارِ مردہاں دائم

زندہ اور قائم تو تیرے سامنے کھڑا ہے ۔ لیکن تو ہمیشہ مردوں میں مشغول ہے ۔

فقیر عارف باللہ ولی اللہ کے لیے کافی ہے ۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے حَسْبِیَ اللّٰهُ ۔ اے

بیوقوف! ماسوا حق و دوسروں سے آنکھ اُٹھا لے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی

نہ اُس نے آنکھ جھپکی اور نہ اس نے نافرمانی کی۔

شو فنا فی اللہ باقی با خدا

شرک و کفر و از نفاق باز آ

شرک کفر اور نفاق کو ترک کر کے فنا فی اللہ اور باقی باللہ ہو۔
ایک ہونا اور دائمی طور پر توحید باری تعالیٰ میں غرق ہونا جس پر دَعْ نَفْسَکَ وتعالیٰ اپنی جان کو چھوڑ کر اُوپر آجا۔ صادق آئے۔ سروری قادری کا مرتبہ ہے۔ جو ظاہر میں شریعت کا پابند اور باطن میں حضور سیّد العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کا ہم جلیس ہے۔ اس کے مجلس نبوی سے خوش آمدی، مرحبا، جزاک اللہ فی الدارین خیرا کی آواز آتی ہے۔ ۔

غلط را بگزار وحدت راہ گیر

تا شوی از اولیاء عارف فقیر

ترجمہ:۔ غلط راستہ کو چھوڑ وحدت کی راہ اختیار کر تا کہ تو اولیاء عارف باللہ فقیر کامل ہو جائے۔

طریقہ قادری کی اقسام

قادری طریقہ دو اقسام میں منقسم ہے:۔

۱۔ سروری قادری ۲۔ زاہدی قادری

سروری قادری صاحبِ تصوّر طالب اللہ کو جب اسم اللہ ذات کے حاضرات کی تعلیم و تلقین سے سرفراز کرتا ہے۔ پہلے ہی روز اُس کے مراتب اپنے اُوپر کر دیتا ہے جس سے طالب کو کوئی حاجت نہیں رہتی اور بے نیاز ہو کر حق پر نظر رکھتا ہے۔ اُس کی نگاہ میں سونا مٹی کے برابر ہوتے ہیں۔

دوسرا طریقہ زاہدی قادری بارہ سال اس طرح ریاضت کرے کہ اس کے بطن میں کھانا نہ جائے۔ بارہ سال بعد حضرت پیر صاحب علیہ الرحمۃ کی نگاہ میں جائے پھر وہ مجذوب سالک یا سالک مجذوب بنتا ہے۔ لیکن سروری قادری محبوب ہوتا ہے ؎

شد حضوری معرفت از اسمِ ذات
اسمِ اعظم یافتم واز ہر آیات

اسم ذات سے معرفتِ حضوری حاصل ہوتی ہے۔ مجھے تو ہر آیت سے اسم اعظم ملا ہے۔

ہر کہ آید در مطالعہ راز رب
با خموشی دائمی صاحبِ اَدب

جو شخص اللہ تعالیٰ کے رازوں کا مطالعہ کرتا ہے وہ دائمی طور پر خاموش اور با اَدب ہوتا ہے۔

ابتدا و انتہا صاحب حضور
ابتدا و انتہا در غرق نُور

وہ آغاز اور انجام میں صاحبِ حضوری اور نور میں غرق ہوتا ہے۔

بے حضوری نور ناری راہزن
با حضوری نور عارف در اَمن

جسے حضوری نور نہیں وہ ناری اور ڈاکو ہے۔ نور کی حضوری میں عارف امن میں ہوتا ہے۔

ایں طریقت مشکل است مشکلکشا
شد نصیب عارفاں باطن صفا

یہ مشکل اور مشکلکشا طریقہ صاف باطن عارفین کو نصیب ہوتا ہے۔

مردہ دل را نیست راہے قدم دم
پیشوا او دنیا شد صد بُت صنم

اس راہ میں مردہ دل قدم بھی نہیں رکھتا۔ اس کا پیشوا دنیا کے کئی سو بت ہیں۔

تن بود با دنیا دل شد با خدا
عارفاں را ایں چنیں حق رہنما

عارفین کی یہ حالت ہوتی ہے کہ بدن دنیا میں ہوتا ہے اور دل خدا میں مشغول ہوتا ہے۔

علوم کا انکشاف

جاننا چاہیئے کہ فقیر فنافی اللہ بقا باللہ روحانی رازوں کا مشاہدہ اور روحانیوں سے ملاقات کراتا ہے۔ اور اسے قرب وحضور حاصل ہوتا ہے۔ اسے معراجِ محبت ہوتی ہے۔ یہی باتیں معرفت کی بنیاد ہیں۔ نیز اسے توحیدِ سبحانی کے تمام ابتدائی اور انتہائی مراتب تصور، تفکر، تصرّف، توجہ اور توکل وغیرہ حاصل ہوتے ہیں اسم اللہ ذات کی مشق سے ہر قسم کا ذکرِ حضوری اور کلماتِ ربانی کا علم حاصل ہوجاتا ہے۔ جب تفکر کی انگلی سے دل پر اسم اللہ ذات کا نقش لکھتے ہیں تو حسب ذیل علوم

منکشف ہوتے ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا

اور آدم کو ان سب کے نام سکھائے۔

پھر ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ. خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ.
اِقْرَأْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ. عَلَّمَ الْاِنْسَانَ
مَا لَمْ يَعْلَمْ

ترجمہ:۔ اپنے رب کے نام سے پڑھ جس نے پیدا کیا انسان کو منجمد خون سے پیدا کیا۔ پڑھیے آپ کا رب بڑا کریم ہے۔ جس نے قلم سے علم سکھایا انسان کو تعلیم دی جو وہ نہیں جانتا تھا۔

اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ. خَلَقَ الْاِنْسَانَ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ.

ترجمہ:۔ رحمٰن نے قرآن سکھلایا۔ انسان کو پیدا کیا اس کو بات کرنے کا فن سکھلایا۔

وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِیْٓ اٰدَمَ

ہم نے اولاد آدم کو معزز کیا۔

اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِيْفَه

میں روئے زمین پر اپنا خلیفہ بنانے والا ہوں

وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَبْتِيْلًا

اپنے رب کا نام یاد کر اور باخدا ہو جا اور جیسا کہ باخدا ہونے کا حق ہے۔

وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰی

اور اپنے رب کا نام یاد کر اور نماز پڑھ۔

اقسامِ علم

علم دو اقسام میں منقسم ہے :۔

۱۔ علم معاملہ ۲۔ علم مکاشفہ

علمِ مکاشفہ سے اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل ہوتی ہے اور علم معاملہ علمِ مکاشفہ ہی میں آجاتا ہے۔ کیونکہ اسمِ اللہ ذات کے تصور سے بے حجاب قطب الاقطاب بن جاتا ہے۔ اور ظاہری و باطنی علوم میں سے ہر ایک میں کلمۃ الحق اختیار کرتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے :۔

قُلْ لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمٰتِ رَبِّيْ لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ كَلِمٰتُ رَبِّيْ وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهٖ مَدَدًا۔

ترجمہ :۔ فرما دیجئے اگر سمندر سیاہی بن جائیں میرے رب کا کلام لکھنے کے لیے تو میرے رب کا کلام ختم ہونے سے پہلے سمندر خشک ہوجائیں گے ہم اس کے مثل اور بھی لے آئیں۔

اسمِ ذات اللہ کے تصور کی مشق سے نفس پاکیزہ۔ دل صاف اور روح منور ہو جاتی ہے۔ اور تجلی سِر حاصل ہوتی ہے۔ جو شخص اس مرتبہ پر پہنچ جاتا ہے اس کا قالب قلب کا لباس، قلب رُوح کا لباس اور رُوح سِرّ کا لباس پہنتی ہے جب یہ سب ایک ہو جاتے ہیں تو وجود سے صفاتِ بد نکل جاتی ہیں ظاہری حواس خمسہ کھل جاتے ہیں۔ اس کے بعد وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ۔ اور اس میں ہم نے اپنی رُوح پھونک دی۔ کا علم حاصل ہوتا ہے۔ سب سے پہلے حضرت آدم علیہ السلام کے وجود میں رُوح داخل ہوئی۔ اور داخل ہوتے ہی اس نے

اللہ کا نام لیا تو بندہ اور اللہ کے مابین کوئی پردہ نہ رہا۔ اگر بروزِ محشر بھی کوئی حجاب ان کے مابین رہے تو بھی اسم اللہ کی کنہ کو نہ پہنچ سکے گا۔

ہر چہ خوانی از اسم اللہ بخواں
اسم اللہ با تو ماند جاوداں

جو کچھ تو پڑھنا چاہتا ہے اللہ کے نام سے پڑھ۔ اللہ کا نام دائمی طور پر تیرا رفیق رہے گا۔

جو فقیر علمِ ظاہر سے تعلق نہیں رکھتا اور باطن میں سے حضور نبی کریم رؤف ورحیم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کی مجلسِ پاک میں جگہ نہیں ملتی وہ خارج ہے۔

حُبِّ دنیا کا انکشاف

جاننا چاہیئے کہ جو عالم ظاہر و باطن میں کامل فقیر سے اللہ تعالیٰ کی شناخت اور اللہ تبارک و تعالیٰ کے ذکر سے طلب نہیں کرتا وہ بالآخر اللہ تعالیٰ کی پہچان سے محروم رہتا ہے۔ کیونکہ طلب خداوندی کے بغیر حبِّ دنیا دل سے دُور نہیں ہوتی۔ اور اسم اللہ بغیر دل سے سیاہی، کدورت، زنگار، خطرات اور کفر و شرک نہیں نکلتے۔

از دل بدر کن پیشۂ خطرات را
تا بیابی وحدتِ حق ذات را

تو خطروں کو دل سے نکال دے۔ تاکہ تجھے اللہ تعالیٰ کی ذات کی وحدانیت نصیب ہو۔

ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے :-

اِنَّ اللّٰہَ لَا یَنْظُرُ اِلٰی صُوَرِکُمْ وَلَا یَنْظُرُ اِلٰی اَعْمَالِکُمْ وَلٰکِنْ یُّنْظُرُ اِلٰی قُلُوْبِکُمْ وَنِیَّاتِکُمْ ۔ نِیَّتُ الْمُؤْمِن من خیر اعمله
تحقیق اللہ تعالیٰ تمھاری صورتوں اور تمھارے اعمال کو نہیں دیکھتا وہ تمھارے قلوب اور تمھاری نیّات کو دیکھتا ہے۔ نیت مومن اُس کے عمل سے بہتر ہوتی ہے۔

ع

دل یکے نظر گاہِ ربّانی
خانۂ دیوار را چہ دل خوانی

دل اللہ تعالیٰ کی نظر گاہ ہوتا ہے۔ تو ابلیس کے گھر کو دل کیسے کہہ سکتا ہے۔

محبوبیّت کا راز

جاننا چاہیئے کہ اسم اللہ ذات کے تصوّر کے بغیر دل سے خطرات خنّاس اور شیطان دفع نہیں ہوتا۔ خواہ تمام عمر ہی عربی کا معلّم اور فقہ کے مسائل پڑھتا رہے اور خواہ تمام عمر عبادت و وظائف میں صرف کرے۔ خواہ کثرتِ ریاضت سے اُس کی پیٹھ کبڑی ہو جائے اور وجود بال کی طرح باریک ہو جائے لیکن اُسی طرح تاریک رہتا ہے۔ کچھ بھی فائدہ نہیں ہوتا۔ خواہ سر پتھر پر مارتا رہے۔ اسم اللہ ذات کے تصوّر کی مشق کرنے والا بے مشقّت معشوق اور بے محنت محبوب ہوتا ہے۔ اُسے بہترین مراتب نصیب ہوتے ہیں۔ وہ روشن ضمیر ہو جاتا ہے۔ تمام قلوب کا محبوب ہو جاتا ہے۔ اسم اللہ ذات کے تصرّف اور تصوّر سے اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے لیے فیض بخش ہو جاتا ہے۔ مطلب یہ کہ اگر کسی زمین میں خزانہ گڑا ہوا ہو

تو اُس زمین کو اُس خزانے کا کیا فائدہ اُس وقت تک کہ اس خزانے کو خرچ نہ کیا جائے وہ فائدہ مند نہیں ہو سکتا۔

سیخ کجا داند ذوقِ کباب
شیشہ چہ آگاہ زبوئے گلاب

ترجمہ:۔ سیخ کباب کے ذائقہ کو کیا جانے شیشہ گلاس کو عرق گلاب کی خوشبو کی کیا خبر ہے۔

یہی حال ولی کا اپنے ملکِ ولایت میں ہوتی ہے۔ انسان وہ ہے جو یہ سمجھے کہ میں شکمِ مادر سے خالی ہاتھ آیا اور اب دنیا سے خالی ہاتھ جاؤں گا۔ صرف وہی طالب حق حق ہی لایا اور حق ہی لے جائے گا۔ جس نے اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور چیز کی خواہش نہیں کی۔ وہ شخص زندہ دل ولی اللہ ہوتا ہے۔ گو عوام الناس کی نگاہوں میں وہ مرجاتا ہے۔ لیکن حقیقت میں وہ زندہ ہوتا ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:۔

وَلَقَدْ جِئْتُمُوْنَا فُرَادٰى كَمَا خَلَقْنٰكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ

ترجمہ:۔ ہم نے تم کو جیسے پہلی مرتبہ پیدا کیا تھا دوبارہ بھی ویسے ہی پیدا کر دیں گے۔

قلب کی صفائی کا مسئلہ

جاننا چاہیئے کہ دل اعمالِ ظاہری سے پاک اور صاف نہیں ہوتا جب تک باطن کے اعمال نہ کیے جائیں۔ مطلب یہ کہ ظاہر کے اعمال یعنی ذکر، فکر، تلاوت، ورد و وظائف نفل، نماز، روزہ کے واسطہ سے عرش سے تحت الثریٰ تک کے

طبقات کی سیر و طیر حاصل تو ہو جاتی ہے لیکن اس میں قبض و بسط۔ سکر۔ سہو۔ نفسانی۔ شیطانی، دنیاوی حوادثات اور پریشانیاں ضرور ہوتی ہیں۔ ان تمام سلب ہو جانے والے درجات کا کیا اعتبار ہے۔ مرد اُسے کہا جاتا ہے جو فنا فی اللہ ہو۔ روبرو تماشا دیکھتا ہو۔ باقی باللہ اور اللہ تعالیٰ کی معرفت میں غرق ہو۔ شریعتِ ظاہرہ میں ہوشیار اور باطن میں جاں نثار اور نفس کا قاتل ہو۔

اے ناقص و نابکار! یہ مردانِ خدا کا طریقہ ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ جلّ مجدہ الکریم ہے :۔

وَسَلَامٌ عَلَیْهِ یَوْمَ وُلِدَ وَیَوْمَ یَمُوْتُ وَیَوْمَ یُبْعَثُ حَیًّا۔ جس دن پیدا ہو۔ جس دن مرے گا اور جس دن وہ زندہ اُٹھایا جائے گا۔ وہ سلامت ہی رہے گا۔

اسم اللہ ذات کے تصوّر کی مشق سے سر سے پاؤں تک تمام جسم اور دل ایسا پاک و صاف ہو جاتا ہے۔ جس طرح صابن اور پانی سے پلید اور ناپاک کپڑا پاک اور صاف ہو جاتا ہے۔ اسم اللہ ذات کے تصوّر کی مشق سے قالب اور قلب دونوں اس طرح زندہ ہو جاتے ہیں جس طرح بارانِ رحمت سے خشک گھاس سرسبز ہو جاتی ہے۔ اور سبزہ زمین سے اُگتا ہے۔ اسم اللہ ذات کے تصوّر کی کثرت سے جسم کا ہر ایک بال اللہ کے نام کا ذکر کرنے لگتا ہے۔ چنانچہ ہر بال سے اَللّٰہ اَللّٰہ کی آواز نکلتی ہے اور ذکر ساری زندگی شیطان سے محفوظ رہتا ہے۔ اسم اللہ ذات کی مشق کرنے والا آتشِ جہنم سے خلاصی پاتا ہے۔ اُس کی قبر اُس کے لیے تنہائی کا گھر اور خواب گاہ بن جاتی ہے۔ اس سے منکر نکیر ادب سے پیش آتے ہیں اور مرحبا خوش آمدید کہتے ہیں۔ اسم اللہ ذات کے تصوّر کی مشق راستہ کا بھید ہے۔ اس کی مشق کرنے والا ہر ایک نبی اور ہر ایک ولی کی رُوح سے ملاقات کرتا ہے۔ بعض

اس کے عالم ہیں اور بعض اس کے عالم نہیں ہیں۔ جو عالم ہیں وہ اللہ کے دوست ہیں۔ وہ ذکر جلالیت وجد اور حال میں جوش و خروش کرتے ہیں۔ اور جو عالم نہیں وہ خود کو اللہ تعالیٰ کی قبا کے نیچے چھپائے ہوئے ہیں۔

حدیث قدسی میں اللہ رب العزت تبارک و تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:۔

اِنَّ اَوْلِیَائِیْ تَحْتَ قَبَائِیْ لَا یَعْرِفُھُمْ غَیْرِیْ

میرے دوست میری قبا کے نیچے ہیں۔ انہیں میرے سوا اور کوئی نہیں جانتا۔

اسم اللہ ذات کی مشق اور تصوّر سے دوزخ کی آگ ستر سالہ راہ کے برابر بھاگ جاتی ہے۔ اور ستر سالہ راہ کے برابر جنت استقبال کرنے کے لیے آتی ہے۔

اقسامِ تصوّر

اسم اللہ ذات کے تصوّر اور صاحب مشق چھ اقسام میں منقسم ہیں:۔

پہلی قسم:۔ اسم اَللّٰہ ہے۔

دوسری قسم:۔ اسم لِلّٰہ ہے۔

تیسری قسم:۔ اسم لَہٗ ہے۔

چوتھی قسم: اسم ھُوْ ہے۔

پانچویں قسم:۔ اسم مُحمّد ہے۔

چھٹی قسم:۔ اسم کلمۂ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہے۔

جب ان چھ اقسام میں محو ہو جاتا ہے تو اس کا ہر ایک گناہ اسم اَللّٰہ کے نُور

نُور میں چُھپ جاتا ہے۔ یہ مراتب اس جامع سروری قادری مرشد سے پہلے ہی دن حاصل ہوجاتے ہیں۔ جو خود تمہ الفقر فھو اللہ کے درجے کو پہنچا ہُوا ہو۔ اور وہی مرشد اذا تمہ الفقر فھو اللہ اور موتوا قبل ان تموتوا کے درجے پر پہنچا تا ہے۔ موتوا قبل ان تموتوا اُسے کہتے ہیں جس نے موت کے تمام مراتب و مراحل زندگی ہی میں طے کرلیے ہوں۔

زندگی اور موت کے مراتب کیا ہیں؟ موت کے مراتب یہ ہیں:۔

۱۔ جان کنی۔

۲۔ حساب۔

۳۔ عذاب ثواب۔

۴۔ پل صراط سے گزرنا۔

۵۔ جنّت میں داخل ہونا۔

۶۔ حضور نبی کریم رحمۃٌ للعالمین علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کے ہاتھ مبارک سے حوض کوثر میں سے پیالہ پینا۔

۷۔ بارگاہِ خداوندی میں پانچ سو سال رکوع میں اور پانچ سو سال سجدہ میں پڑے رہنا۔ پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی اطاعت کی صف میں کھڑے ہوکر جس میں روحانی کلمہ طیبہ کا ذکر کرتے ہوں گے۔ دیدار باری تعالیٰ سے مشرف و معزز ہونا۔

اذا تمہ الفقر فھو اللہ کے یہ تمام مراتب جامع مرشد اسم اللہ ذات کے حاضرات اور کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ مُحمّد رسول اللہ کے دکھا دیتا ہے۔ جامع سروری قادری مرشد صاحب شریعت اور کلمہ طیّبہ کے سلوک سے واقف ہوتا ہے۔ جو شک کرے وہ منافق اور بے دین خارج از اسلام ہے۔ نیز موتوا قبل ان تموتوا اُسے کہتے

ہیں جس کا دل اللہ تعالیٰ کے ذکر کے نور سے زندہ ہو، نفس مردہ ہو۔ اور وہ باطنی توجہ سے کافر کو کفر سے نکال دینِ محمدیؐ میں لا کر ایسا زندہ کر دے کہ پھر وہ مردہ کفر میں قدم نہ رکھے۔ یہ بات ان اولیائے کرام کو نصیب ہوتی ہے جن کے بارے ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ۔

خبردار۔ تحقیق اللہ کے دوستوں کو خوف نہیں ہے اور نہ غمگین ہوں گے۔

مشاہدۂ حضوری کی کیفیات

جاننا چاہیئے کہ اسم اللہ ذات پاک ہے اور کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ بھی پاک ہے۔ جو شخص ان طیّب و طاہر کو طے کر لیتا ہے وہ اللہ تبارک و تعالیٰ کے نورِ ذات کی تجلّیات میں مستغرق ہو جاتا ہے۔ مشاہدۂ حضوری نصیب ہوتا ہے۔ اس کا نفس مردہ ہو جاتا ہے۔ قلب و رُوح زندہ ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ اسم اور جسم جب ایک ہو جاتے ہیں تو باطن منوّر ہو جاتا ہے اور وجود عطا و بخشا جاتا ہے۔ ؎

جُثّہ چُوں اسم اللہ گشت طے
غرق فی اللہ راز رحمت شد بحے

جب جثّہ اسم اللہ کو طے کر لیتا ہے تو مردہ اللہ تعالیٰ کی رحمت میں غرق ہو کر زندہ ہو جاتا ہے۔

رو بروئیش جُثّہ با جُثّہ نگار
با وجودش پختہ گردد پائیدار

جسم کو جسم سے اور دو بدو ہوتی ہے۔ اس سے جسم پختہ اور پائیدار ہو جاتا ہے۔

شد وجود موجود باز آں کُنہ کُن
لائق وحدت شود فقرش زکُن

جب جسم موجود ہو جاتا ہے اور اُسے کُنہ کی کُن کا علم ہو جاتا ہے تو وہ وحدت اور فقر کے لائق ہو جاتا ہے۔

ایں عطا از مرشد جامع کرم
ہر کہ راہِ طے براند نیست غم

یہ بات جامع مرشد سے عطا ہوتی ہے۔ جو طے کی راہ کا عالم ہے اُسے کوئی غم نہیں ہے۔

در تصوّر غرق وحدت بے شمار
نقش با نقّاش خوش بیں اعتبار

وحدت میں مستغرق ہونے کے تصور بے شمار نقش معہ نقّاش دکھائی دیتے ہیں۔

شُد وجود نُور باشیر نُور
انتہائے فقر اینست باحضور

نور کی تاثیر سے وجود نور ہو جاتا ہے۔ فقر کی انتہا حضور ہے۔

حقیقتِ فقر

حدیث قدسی میں اللہ ربُّ العزۃ تبارک وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ هُوَ اللهُ۔ جاننا چاہیئے کہ اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ هُوَ اللهُ کے فقر و معرفت میں مرشد جامع

اسرار عالم فاضل۔ عارف کامل۔ مکمل و اکمل۔ صاحب تحصیل علم توحید اور منتہی وہ شخص ہے جو اسم اللہ ذات کے حاضرات سے بغیر ذکر و فکر اور بے ریاضت و رنج ایک دم میں ایک ہی قدم پر طالب اللہ کے تمام مطالب پورے کرے۔ اور یہ وہی شخص کر سکتا ہے جس کے عمل میں حسب ذیل طے اور تصوّر ہوں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کے ننانوے اسمائے گرامی کی ننانویں طی ہیں اور ننانوے تصوّر اور الف سے ی تک کے تیس حروف کے تیس تصوّر ہیں۔ اسم اللّٰہ اسم لِلّٰہ اسم لَہٗ اور اسم ھُوْ کے چار تصوّر چار طے اور چار تصرّف ہیں۔ اسم محمّد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ایک تصوّر ایک طے اور ایک تصرّف ہے۔ اور کلمہ طیّبہ کے چوبیس حروف کے چوبیس تصوّر۔ چوبیس طے اور چوبیس تصرّف ہیں۔ یہ معمّا قرآن و حدیث کے موافق ہے۔ جو شک کرے وہ کافر و بے دین ہے۔ جو مرشد جامع ان کی طے کے طلسمات کو انسان کے وجود کو معمّا کا قفل توحید کلمہ کی کلید سے ایک لحظہ میں توڑ دے۔ اور ہر ایک طی تصوّر اور تصرّف دکھا دے۔ وہی مرشد عارف اور صاف وصال ہے۔ نہیں تو اُسے مرشد نہیں کہہ سکتے۔ وہ ناقص اور خام خیال ہے۔ جو شخص سرو دے رفاقت رکھتا ہے وہ دجال ہے۔ مجھے یہ اعلیٰ مراتب اور بڑی سعادت شریعت پر چلنے اور حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی مجلس پاک کی حضوری سے نصیب ہوئے ہیں۔ جو شک کرے وہ منافق اور گمراہ ہے۔

علمِ معرفت اور ذکرِ الٰہی کا انکشاف

لوح محفوظ است لوح از دل رقم
ایں مطالعہ عارفاں علم ختم

لوح محفوظ کا مضمون قلب پر تحریر ہے۔ یہ مطالعہ اہلِ معرفت کو نصیب ہوتا ہے۔

ہر کرا ذکرش کشاید روح و دل
از وجودش می بر آید ہر جہل
جس شخص کا روح اور دل ذکرِ الٰہی سے کشادہ ہو جائے۔ اُس کے جسم سے ہر قسم کی جہالت دُور ہو جاتی ہے۔

جاہلاں را سخت علمے از خدا
بد ہوائے نفس گویند ہر ہوا
جاہلین کو خدا کی کوئی پہچان نہیں ہوتی۔ وہ خواہشاتِ نفسانی میں مبتلا ہوتے ہیں۔

جہل جاہل خوار تر ہر گس بہر
فعل از خود بمیرند بے خبر
اہلِ جہالت گبریلے کی طرح گوبر پر چلتے ہیں۔ وہ اپنے آپ بے خبری مر جاتے ہیں۔

طالبِ مولیٰ بود طلب از علم
اہلِ عالم را نباشد ہیچ غم
اللہ تعالیٰ کو چاہنے والا علم کو چاہنے والا ہوتا ہے۔ علم والے کو کوئی غم نہیں ہوتا۔

با خبر شیطان و ز نفس بکشف
عارفاں را شد مقام در بہشت
خبر رکھنے والے شیطان اور نفس کو قتل کرتے ہیں۔ عارفین کو جنت میں جگہ ملتی ہے۔

علم دانی چیست جنّت انجمن
از علم جوہر بود از کان تن

کیا تو جانتا ہے علم کیا ہے۔ یہ جنت کی انجمن ہے۔ علم بمنزلہ جوہر ہے اور بدن بمنزلہ کان ہے۔

علم مونس یار باغم خوار بر
عالماں را علم بہ از سیم وزر

علم کو دوست رکھنے والا علم کا یار اور غم خوار ہوتا ہے۔ علماء کے لیے علم سیم وزر سے بہتر ہے۔

الحاصل کلام: حاصل کلام یہ کہ عالم فقیر کا انجام معرفت ہے۔ فقیر وہ ہے جس کے تصرف میں اٹھارہ ہزار خاص وعام عالم لے آئے۔ نہیں نہیں۔ میں نے غلط کہا ہے۔ یہ ناقص اور ادھورے مراتب ہیں۔ فقر کی انتہا خواہشات نفسانی سے گزر کر فنا فی اللہ اور بقا باللہ ہونا ہے۔ اس کا باطن نور معرفت سے معمور ہوتا ہے۔ اور وہ آمنے سامنے مشاہدہ کرتا ہے۔ یہ اس فقیر کے مراتب ہیں جسے قرب حضور اور حق الیقین کا مرتبہ حاصل ہو۔ ان مراتب کو اہل نفس اور دنیادار کیا جانیں۔

حقائق فقر

ہر کہ از خود گم شود بیند چہ چیز
نور با نورش رسد اے بے تمیز

جو شخص خود سے گم ہوتا ہے وہ کیا دیکھتا ہے۔ اور بے تمیز وہ نور سے مل کر نور ہو جاتا ہے۔

ہر کہ از خود گم شود از خود فنا
با خدا وحدت رسد گردد بقا

جو شخص اپنے آپ میں فنا ہوتا ہے۔ اسے توحید باری تعالیٰ حاصل ہوتی ہے اور بقا باللہ ہو جاتا ہے۔

ہر کہ از خود گم شود آنجا چہ ہست
در مقامے غرق وحدت باالست

جو شخص خود سے گم ہو جاتا ہے اور وہ وحدت میں غرق اور مست الست ہو جاتا ہے۔

فقر را راہے بود زاں کُنہ کُن
عاقلاں را بس بود ایں یک سخن

فقیر کو کُنہ کن کا راستہ معلوم ہوتا ہے۔ اہل دانش کے لیے صرف ایک ہی بات کافی ہے۔

دل فقر در نظر اللہ پاک ذات
دل کہ باشد نظر اللہ چاک چاک

فقیر کے دل میں ذاتِ الٰہی پر نگاہ ہوتی ہے۔ جس دل پر نگاہِ الٰہی ہو وہ چاک چاک ہو جاتا ہے۔

دل بگریاں جان بریاں جگر خون
بر زُباں ہرگز نیاید حرفِ چوں

اُن کے دل آہ و زاری کرتے ہیں۔ جان جلتی ہے۔ جگر خون ہوتا ہے لیکن وہ اُف تک نہیں کرتے۔

فقر را ہر روز شد یوم الحشر
با حسابش عرصہ گاہ در نظر

فقیر کے لیے ہر ایک یوم، یوم الحساب ہے۔ وہ ہمہ وقت حساب کے میدان کو دیکھتا رہتا ہے۔

فقر را باسہ نشاں باید شناس
غرق وحدت رفتہ از خود با لباس

فقیر کی تین باتوں سے پہچان کی جاتی ہے۔ از خود رفتہ ہو کر توحید باری میں غرق ہوتا ہے۔

فقر بارِ بس گراں و زجا وداں
فقر را برداشتن فقرش بجاں

ترجمہ:۔ فقر ہمیشہ سے بہت بھاری بوجھ ہے۔ فقیر اس کو جان جو فقر کے بارِ گراں کو اُٹھائے۔

ہر کہ فقرش بار بر دلدار بر
فقر را احمد چہ داند گاؤ خر

جو فقیر کا بوجھ اُٹھائے وہ انسان ہے۔ احمق لوگ بیل کی طرح اور گدھے کی طرح ہیں۔ وہ فقر کو کیا جانیں۔

از ملامت فقر مُلکے یافتہ
از ملامت فقر خلقے یافتہ

فقر کی ملامت سے ملک ملتا ہے۔ فقر کی ملامت سے اخلاق ملتا ہے۔

باھوا بردار تسلیم و رضا
دل سلیمے گشت حاضر مصطفیٰ

اے باھو! تو تسلیم و رضا کو اُٹھا۔ قلب سلیم حضور سید العالمین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی مجلس پاک میں حاضر ہوتا ہے۔

اسم اللہ ذات کی مشق سے اگر معرفت خداوندی کا انکشاف ہو تو ایک

گھڑی میں ہو جاتی ہے۔ اور اگر نہ ہو تو خواہ مخواہ تمام عمر توجّہ سے اس کی مشق کرتے رہیں۔ اسم اللہ ذات ایک طاعت ہے۔ جو یہ طاعت اختیار کرتا ہے وہ انتہائی مطلب حاصل کر لیتا ہے۔ مرتے دم تک ضرور واصل ہو جاتا ہے۔

ارشادِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

المَوتُ جِسرٌ یوصل الحبیب الی الحبیب

موت ایک پل ہے جو حبیب کو حبیب سے ملا دیتا ہے۔

پھر ارشادِ نبوی صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

من مات فی حبّ اللّٰہ فقد مات شہیدًا۔

جو شخص حُبِ الٰہی میں مرتا ہے تو وہ شہید کی موت مرتا ہے۔

درجہ فقر کا انکشاف

جاننا چاہیئے کہ عالم، ولی، ذاکر، صاحبِ مراقبہ، صاحبِ مشاہدہ، صاحب محاسبہ، صاحب محاربت عارف، صاحب قرب و مشاہدہ، صاحب نور و حضور، صاحبِ دعوت، ابدال و اوتاد، اخیار، غوث، قطب، درویش اور صاحبِ سیر و طیر میں سے ہر ایک کا مرتبہ خواہشات اور لالچ سے تعلّق رکھتا ہے۔ یہ تمام باتیں فقر کے ابتدائی مراتب کی بھی برابری نہیں کر سکتیں۔ کیونکہ فقیر ان تمام مراتب کو فراموش کر کے توحیدِ باری تعالیٰ میں مستغرق ہوتا ہے۔ یہ تمام مراتب فیض باللہ فقیر کی ایک نظر سے حاصل ہو جاتے ہیں۔ فقر کے درجات کا وہی شخص عالم ہے جس نے فقرِ محمدی صلّی اللہ علیہ وسلم حاصل کیا ہو۔ اور کما حقہٗ حضوری میں مستغرق ہو

مذکورہ بالا مراتب میں سے ہر ایک مرتبہ لفظ فقر کے ایک ہی حرف سے حاصل ہو سکتا ہے ۔

ازاں حرفے بشرفِ مصطفیٰ است
نوشتہ در دلم سرّ اللہ است

اس کا ہر ایک حرف بشرفِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہے۔ میرے دل میں اللہ تعالیٰ کا راز مرقوم ہے۔

نہ در دل کاغذ و قطرہ سیاہی
دل پُر نور از رحمت الٰہی

دل میں نہ کاغذ ہے اور نہ ہی سیاہی کا قطرہ ہے۔ دل اللہ تعالیٰ کی رحمت کے نور سے بھر پور ہے۔

دل میں فضل الٰہی اور اُس کی رحمت سکتی ہے۔ کیونکہ دل اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے وسیع ہے۔ جس دل میں اللہ تعالیٰ کی رحمت اور فضل الٰہی نہیں سما سکتے وہ دل نہیں بلکہ وہ ناپاک اور غلیظ خون اور گوشت کا ایک لوتھڑا ہے۔ قلب تو اُسے کہتے ہیں جو دونوں جہان کے احوال کی خبر رکھتا ہو۔ اور نہایت عقلمند ہو ۔

ہر کہ طالب شد محمدؐ یافت حق
خاک بوسی او کنند جملہ خلق

جو حضور نبی کریم رحمۃ للعالمین علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کا طالب ہوتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کو پا لیتا ہے۔ تمام مخلوق اس کے پاؤں چومتی ہے۔

از محمدؐ یافت باھو آنچہ یافت
روز ازلش جاں تصرف خویش یافت

باھو کو جو کچھ ملا ہے بارگاہِ نبوی سے ملا ہے۔ ازل کے دن اپنی جان پر تصرف کیا۔

پیر مرشد آنکہ نبرد در حضور
پیر مرشد نیست ایں اہل الغرور

جو پیر اور مرشد صاحبِ حضوری نہ ہو۔ وہ پیر اور مرشد نہیں۔ وہ مغرور ہے۔

وحدانیت کے حصول کا ذریعہ

جاننا چاہیئے کہ جو کچھ ماسوا اللہ ہے۔ اس کو قلب سے چھیل دو۔ ابتدا و انتہا حضوری کا راستہ ہے۔ دائمًا حق پر نظر ہے۔ حضوری کے سوا یہ راستہ سراسر خوف و خرابی ہے۔ اس لیے کہ جو شخص نفس و شیطان پر غالب آتا ہے اور مراتب حضور سے باخبر ہو۔ وہ جمعیت کا جوہر بخشتا ہے۔ مطلب یہ کہ زندگی میں کفر و شرک سے نجات حضرت محبوب سبحانی قطبِ ربانی غوثِ صمدانی شہبازِ لامکانی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہُ النورانی دلوا سکتے ہیں۔ چنانچہ آپ ہر روز اپنے تین سو مریدین کو وحدانیتِ خداوندی میں غرق کرتے ہیں۔ جو تمام کے تمام اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَهُوَ اللّٰهُ کے مراتب پر پہنچ جاتے ہیں۔ اور دو ہزار مریدین کو حضور سید الرسل امام السبل احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کی مجلسِ پاک کی حضوری کا شرف عطا فرماتے ہیں۔ اس قسم کا سلک سلوک حضوری باطنی توجہ سے اسم اللہ ذات کے حاضرات اور کلمۂ طیبہ کے ذکر ضرب سے طریقۂ قادریت میں سلسلہ وار قیامت تک جاری رہے گا اور دو عالم پر سورج کی مانند منور کرتا رہے گا اور فیض بخشتا رہے گا۔

شد مرید از جان باہو دل صفا
خاکپا سرمہ کشد در چشم جا

باہو! صاف دل ہو کر دل اور جان سے مرید ہوا۔ اور پاؤں کی مٹی کو آنکھوں کا سرمہ بنایا۔

مراتب قادریّت

جاننا چاہیئے کہ باقی کے طریقوں میں ظاہر اور باطن میں وردو وظائف میں مشغول رہتے ہیں۔ لیکن طریقۂ قادریت میں ظاہر و باطن اِلَّا اللّٰہ کے قرب و معرفت اور حضور نبی کریم رحمۃ للعالمین علیہ افضل الصّلوٰۃ والتّسلیم کی مجلس پاک میں مستغرق رہتے ہیں۔ انھیں وصال ، مندرجہ ذیل مراتب حاصل ہوتے ہیں۔

۱۔ زبان ، زبان سے۔

۲۔ قلب ، قلب سے۔

۳۔ دل ، دل سے۔

۴۔ ارواح ، رُوح سے۔

۵۔ راز ، راز سے۔

۶۔ مشاہدہ ، مشاہدہ سے۔

۷۔ معرفت ، معرفت سے۔

۸۔ نُور ، نُور سے۔

۹۔ قرب ، قرب سے۔

۱۰۔ جمعیت، جمعیت سے۔

۱۱۔ حضور، حضور سے جواب باصواب حاصل کرتا ہے۔

قادری مریدین کے لیے توحید بمنزلہ کلید ہے۔ جو ہمہ وقت اُن کے ہاتھ میں رہتی ہے۔ قادری تقلید سے ہزار بار استغفار کرتے ہیں۔ کیونکہ طریقہ میں مقلّد اور تقلید کی گنجائش نہیں۔ اس لیے چڑیا شہباز کے پاس کب بیٹھ سکتی ہے۔ طالب کو معرفتِ خداوندی اور وصال کا ابتدائی اور انتہائی علم حاصل کرا دینا آسان ہے لیکن معرفت کے دریا میں غوطہ زن ہو کر خود فانی اور بقا باللہ ہونا نہایت دشوار ہے۔

غرق دریا را چہ آرائی خطاب
چوں جناب از خود تہی شد گشت آب

جو محبت کے دریا میں ڈوب جاتا ہے اسے خطاب کی کیا ضرورت۔ جب
بلبلہ خود کو چھوڑ دیتا ہے تو پانی بن جاتا ہے۔

جامع الہدیٰ کون؟

فقیر مرشد کامل مکمل جامع الہدیٰ عارف خدا وہ شخص ہے جو طالب اللہ کو اسم اللہ، آیاتِ قرآنی، اسمائے حسنیٰ، اسم اعظم محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے حاضرات سے بغیر ریاضت اور رنج ایک لحظہ کے اندر تمام ابتدائی اور انتہائی مقاصد و مقامات دکھا دے اور حاصل کرا دے۔ اور پانچ عقل، پانچ علم جن میں سے ہر ایک علم میں پچاس ہزار علم ہیں۔ پانچ حکمتیں جن میں سے ہر ایک میں پچاس لاکھ حکمتیں ہیں۔ پانچ ذکر

جن میں سے ہر ایک ذکر میں پچاس کروڑ ذکر ہیں۔ پانچ خزانے جن میں سے ہر ایک خزانہ میں چالیس ہزار خزانے ہیں۔ اور پانچ مقامات دکھلائے اور دلائے۔ اور تمام مقامات اُن پر منکشف کرے۔ وہ مقامات مندرجہ ذیل ہیں:۔

پہلا مقام :۔ مقام ازل۔

دوسرا مقام :۔ مقامِ ابد۔

تیسرا مقام :۔ مقامِ دنیا۔

چوتھا مقام :۔ مقامِ آخرت۔

پانچواں مقام :۔ مقامِ معرفتِ خداوندی۔

بعض طالب اللہ ان مقامات و مراتب کو دیکھ کر محجوب ہو جاتے ہیں۔ بعض دیوانہ اور بعض مجذوب اور بعض مسلوب و مردود۔ اور بعض کو مرتبۂ کشف حاصل ہو جاتا ہے۔ سروری قادری مرشد پہلے ان طالبین کو معرفتِ خداوندی تک پہنچاتا ہے اور معصیت سے باز رکھتا ہے۔ ایسا مرشد ہی کامل ہوتا ہے۔ ناقص مرشد سے تلقین کا حصول حرام ہے۔ اے خام! یہ عارفین کے مراتب ہیں۔

جاننا چاہیئے کہ اہلِ دل کو دل سے سات فتح حاصل ہوتی ہیں۔ جن میں سے ہر ایک فتح میں ستر ہزار فیض روشن ہوتے ہیں۔ ان کے بارے میں وہی شخص علم رکھتا ہے جو ان فیضان سے فیضیاب ہو۔ اس مقام پر پہنچ کر طالب کو رجعت اور سلب کا خوف نہیں ہوتا۔

تجلیات کا انکشاف

جاننا چاہیئے کہ تجلیات چار اقسام میں منقسم ہیں:۔

پہلی قسم :۔ تجلّی ذاتی ۔
دوسری قسم :۔ تجلّی اسماء ۔
تیسری قسم :۔ تجلّی حروف ۔
چوتھی قسم :۔ تجلّی ربانی ۔

ان چاروں تجلّیات کو فیض اور عطائے ذات کہتے ہیں۔ جو کچھ اسمِ ذات کے حاضرات سے دکھائی دیتا ہے اُسے توحید مطلق اور وحدانیّت خداوندی کہتے ہیں۔ اور یہ قرب اور معرفتِ الٰہی کا نور ہوتا ہے۔ جو تجلی ذات میں دکھائی دیتا ہے۔ وہ نہ تجلی ذات ہوتا ہے اور نہ تجلّی صفات ہوتا ہے۔ بلکہ ذات وصفات دونوں ملی ہوئی تجلیات کہتے ہیں آیات قرآنیہ اور قرآن وحدیث کی تجلیات کو جہاد النفس کہتے ہیں۔ حروف کی تجلیات کو قلب الکشوف کہتے ہیں۔ تصوّر وتفکّر سے مشق کرنے کے ذریعہ ہر ایک تجلی آمنے سامنے دکھائی دیتی ہے۔ آنکھ بند کرنے کی حالت میں اور تجلی ہوتی ہے اور آنکھ کھلی رہنے کی حالت میں اور۔ خود سے گزر کر فنا فی اللہ ہونا یعنی اللہ تعالیٰ کے نور کا جام پینا ہی سارا مقصد اور اصلی مطلب ہے۔ اللہ بس باقی ماسوی اللہ ہوس۔

جو مرشد پہلے روز طالب اللہ کو معرفتِ خداوندی تک نہیں پہنچاتا۔ اور اُس پر انکشاف نہیں کرتا وہ ناقص اور لافیں مارنے والا ہے۔ ؎

در تجلّی ذات سوزم سر بہ سر سرِّ اِلٰہ
ایں تجلّی ذات راہبر با خدا راہنما

میں سر بہ سر ذات کی تجلّی اور راز خداوندی میں جلتا ہوں۔ یہ تجلّی ذات اللہ تعالیٰ کی راہ دکھاتی ہے۔

از ازل تا ابد بودم غرق نُور
از ازل تا ابد باشم با حضور

میں شروع سے ہمیشہ تک نور میں ڈوبا ہوا تھا۔ ازل سے ابد تک میں صاحبِ حضوری ہوں۔

از ازل تا اَبد بودم مست حال
از ازل تا اَبد دائم با وصال

ازل سے ابد تک میں حال میں مست تھا اور ازل سے ابد تک دائمی طور پر وصال میں تھا۔

از ازل تا ابد از خود شد جُدا
از ازل تا ابد بودم با خدا

ازل سے اَبد تک خود سے الگ تھا۔ اور ازل سے آبد تک اللہ تعالیٰ کے ساتھ تھا۔

خلق وہم است جاں ز جاں قالب قلب
جاں از جاں می بر آید راز ربّ

مخلوق کو وہم ہے، جان جان سے، قلب قالب سے۔ جب نکل آئے تو اللہ تعالیٰ کا راز نصیب ہوتا ہے۔

ہر گناہے شُد عبادت راہِ من
ہر ز راہے شد آگاہی جانِ من

میری راہ میں ہر معصیت عبادت ہے۔ میری جان ہر راہ سے واقف ہوئی۔

بس مرا نیم از گناہے زاں طریق
عارفاں را راہ اینست از غریق

میں معصیت کی پرواہ نہیں کرتا۔ میرے لیے وہ راہ کافی ہے۔ عارفین کی راہ غرق فی اللہ ہوتی ہے۔

باہو ہر گناہے را بسوزد آہ من
ہر کہ از حق غافل است آں راہزن

اے باہو! میری آہ ہر ایک معصیت کو جلا دیتی ہے۔ جو شخص حق سے غافل ہے وہ ڈاکو ہے۔

انکشافِ عبادت

جاننا چاہیئے کہ عبادت دو اقسام میں منقسم ہے:۔

۱۔ ظاہری عبادت۔

۲۔ باطنی عبادت۔

راہ میں ہوشیار رہنا کماحقہٗ، سعادت ہے اور غافل رہنا کماحقہٗ، معصیت ہے۔ پس معلوم ہُوا کہ طالب اللہ اپنے راستہ کو قرآن مجید اور حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی شریعت کے پیش کرتا ہے۔ جس راستہ سے شریعتِ مطہرہ منع کرے وہ کفر کا راستہ ہے۔ جو قرآن اور شریعتِ مطہرہ کے موافق و مطابق ہو وہی راہِ حق ہے طمع۔ حرص۔ حسد۔ تکبّر اور غرور وغیرہ پردہ کی مانند ہیں۔ جو ان حجابات کو اُٹھا دیتا ہے وہ کلام الٰہی میں مستغرق ہو جاتا ہے اور موتی کی طرح لڑی میں پرو دیا جاتا ہے قرآنِ حکیم پر عمل، قبروں پر عمل، اسمِ ذات پر عمل اور عمل فنا فی اسم اللہ شریعتِ مطہرہ کے مطابق ہیں۔

شریعت بھی دو اقسام میں منقسم ہے:۔

۱۔ شریعتِ ظاہرہ۔

۲۔ شریعتِ باطنہ۔

شریعت ظاہرہ چھلکا ہے اور شریعتِ باطنہ مغز ہے۔ اب جان لیجئے کہ شریعت ظاہرہ اور باطنہ کیا ہے۔

ظاہری شریعت کے بارے میں ارشادِ نبوی صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

مَنْ عَرَفَ رَبَّہٗ فَقَدْ طَالَ لِسَانَہٗ

جس نے اپنے رب کو پہچان لیا اس کی زبان لمبی ہوگئی۔

یعنی وہ شخص امر معروف، فقہ اور قرآن وحدیث کے مسائل اور وعظ ونصیحت بیان کرتا ہے۔

شریعتِ باطنہ کے بارے میں ارشادِ نبوی صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

مَنْ عَرَفَ رَبَّہٗ فَقَدْ کَلَّ لِسَانَہٗ

جس نے اپنے رب تعالیٰ کو پہچان لیا اُس کی زبان گونگی ہوگئی۔

یعنی وہ شخص ذکرِ خفی میں مشغول ہوتا ہے۔ جیساکہ ارشادِ گرامی ہے:۔

اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً

اپنے رب تعالیٰ کو پوشیدہ اور گڑگڑا کر یاد کرو۔

ایسا شخص معرفتِ خداوندی۔ مشاہدۂ نور اور توحیدِ باری تعالیٰ میں مستغرق رہتا ہے۔

ارشاد رب العالمین جل مجدہُ الکریم ہے:۔

وَاذْكُرْ رَّبَّكَ اِذَا نَسِيْتَ

اپنے رب کو اس وقت یاد کر جب تو خود کو بھول جائے۔

اسم اللہ ذات کے حاضرات والا جس جانب دیکھتا ہے اُسے اسم اللہ ذات کی تجلیات ہی نظر آتی ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ

جس جانب تم رُخ کرو اُسی طرف اللہ کا چہرہ ہے۔

اور اس کے وجود کا اندرونی حصّہ سر سے لے کر پاؤں تک تمام جسم تجلّیات ہو جاتا ہے۔

ارشادِ ربّانی ہے :۔

وَفِیْ اَنْفُسِکُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ

وہ تمھاری جانوں میں ہے کیا تم نہیں دیکھتے۔

جو شخص شریعتِ ظاہرہ میں پہلا قدم درست رکھتا ہے اُس کے لیے شریعتِ باطنہ شریعتِ ظاہرہ ہی سے کھُل جاتی ہے۔ کیونکہ شریعتِ باطنہ شریعتِ ظاہرہ سے الگ نہیں۔ مومن اور عارف باللہ فقیر کے لیے شریعت ظاہرہ اور شریعتِ باطنہ دو پروں کی طرح ہے یا دو پاؤں کی طرح ہے۔

جوہرِ ایمانی

جاننا چاہیئے کہ عارفین کو دلیل سے آگاہی۔ الہام سے دلیل اور لحم سے الہام ہوتا ہے۔ لحم ایک گوشت کا لوتھڑا ہے۔

ارشادِ نبوی صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم ہے :۔

اِن فی جسد ادم مضغة فی فواد وفی فواد فی قلب وقلب فی روح وروح فی سر وسر فی خفی وخفی فی انا۔

تحقیق جسد آدم میں گوشت کا ایک لوتھڑا ہے، قلب میں ہے، قلب روح میں ہے، روح سرّ میں ہے، سرّ خفی میں اور خفی انا میں ہے۔

انتہا کے ان مراتب کو جمعیت ایمان کا جوہر کہتے ہیں۔ ایسے شخص کا ایمان کبھی بھی زوال پذیر نہیں ہوتا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے :۔

اَلَا اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ

خبردار! بالتحقیق اللہ کے دوستوں کو نہ خوف ہے اور نہ ہی غم ہے۔

انکشافِ فقر

جاننا چاہیئے کہ فقیر وہ شخص ہے جو ظاہری قوت کے پانچ خزانے رکھتا ہو۔ اور قوتِ باطنی کے بھی پانچ خزانوں پر قابض ہو۔

ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے :۔

اَلْفَقْرُ لَا يَحْتَاجُ اِلَّا اِلَى اللّٰهِ

فقیر ماسوی اللہ کسی کا محتاج نہیں ہوتا۔

محتاج فقیر تو دنیا کا شہنشاہ ہوتا ہے۔

قوتِ ظاہری کے پانچ خزانے مندرجہ ذیل ہیں :۔

قوتِ ظاہری کا پہلا خزانہ :۔ پہلا خزانہ یہ ہے کہ اہلِ قبور کی دعوت کا عامل ہو۔ اہلِ قبور کی دعوت والا حکمِ الٰہی اور اجازتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسا قوی ہوتا ہے کہ آپ کے قرب اور آپ کی حضوری کے سبب مشرق سے مغرب تک تمام جہان پر قابض ہوتا ہے۔

قوتِ ظاہری کا دوسرا خزانہ :۔ دوسرا خزانہ یہ ہے کہ آیاتِ قرآنیہ اور اسم اعظم

کا عامل ہو اور کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ترتیب کے ساتھ پڑھتا ہو۔ بہر حال قرآن کا عمل قیامت تک جاری رہتا ہے۔

قوتِ ظاہری کا تیسرا خزانہ: تیسرا خزانہ یہ ہے کہ اسم اللہ ذات کے حاضرات تمام کبیرہ صغیرہ موکلات میں سے جسے بھی چاہے فوراً علم کیمیا وغیرہ غیب الغیب سے لاکر موجود ہو۔

قوتِ ظاہری کا چوتھا خزانہ: چوتھا خزانہ یہ ہے کہ ۹۹ اسمائے الٰہیہ کے حضرات سے باطن میں ہر ایک رُوح سے مصافحہ کرے، انبیائے کرام اولیائے عظام کی اَرواح سے جو کچھ طلب کرے وہ اسے کماحقہ مل جائے۔

قوتِ ظاہری کا پانچواں خزانہ: پانچواں خزانہ یہ ہے کہ اسم اللہ ذات کی مشق کے غلبہ سے عرش سے تحت الثریٰ تک کے ہر طبقہ کی ذات وصفات کی سیر کر سکے۔

ان ظاہری مراتب کو اطراف الطی کہتے ہیں۔ یہ سب کچھ اسم اللہ ذات اسم محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے حاضرات سے حاصل ہوتا ہے۔

حاضرات کی کلید

یہ تینوں اشیاء توحید کی کلید ہیں۔ جب یہ حاضرات کی کلید دل کے قفل میں داخل ہوتی ہے تو تمام مراتب حاصل ہوتے ہیں اور تمام مشکلات حل ہو جاتی ہیں

جو شخص کلمہ طیبہ کی اس کلید کا عالم ہے اور اسے ترتیب سے پڑھتا ہے۔ اس سے کوئی ظاہری یا باطنی مرتبہ پوشیدہ نہیں رہتا۔ پانچوں خزانے، پانچوں وقت، پانچ تصورات اور پانچ تصرفات اور پانچ حاضرات سے حاصل ہوتے ہیں۔ حاضرات مراقبہ اور حاضرات اسم اللہ ذات کا عمل اگر پوری نیت سے کیا جائے تو ہر مرتبہ ہر مکان اور ہر مجلس میں نفس و شیطان سے فارغ رہتے ہیں۔ طالب اللہ جہاں کہیں چاہے اسم اللہ ذات کے تفکر میں غوطہ لگا کر بجلی کے شعلہ کی طرح پہنچ سکتا ہے۔ یہی راستہ صاحبِ حضوری کا ہے اس کے بغیر ریاضت کے راز حاصل ہوتا ہے۔ اور بغیر مجاہدہ اور تکلیف مشاہدہ نصیب ہوتا ہے۔ اسی سے بغیر محنت محبت اور بغیر طلب کے طاعت نصیب ہوتی ہے۔ سلک سلوک اور طاعت باتوفیق یہی ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ

پس تم مجھے یاد کرو میں تمھیں یاد کروں گا۔

اسے ادیام باادیام، الہام باالہام، آگاہ با آگاہ اور حجت باحجت کہتے ہیں۔

اے ناقص بخیل، کاملین کے لیے یہی راہِ الٰہی ہے۔ یہ طریقہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور اسمِ اللہ ذات کے تصور سے محقق ہوتا ہے۔ جو شخص اس میں شک کرے وہ منافق اور بے دین ہے۔ اسی کو پانچوں وقت سے پانچ خزانوں کی ظاہری اور باطنی توفیق کہتے ہیں۔ حاسد اور منافق آدمی تصوف اور معرفت کے ظاہر و باطن سے بے خبر اور نابینا ہے۔ تو دل کی آنکھیں لا کیونکہ ظاہری تو گائے اور گدھے کی بھی ہوتی ہیں۔ کہیں گائے اور گدھے عارف بھی ہوتے ہیں:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

أُولَٰئِكَ كَالْأَنْعَامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ

یہ لوگ حیوانوں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی زیادہ گمراہ۔

مومن مسلمان عالم فاضل کے لیے ابتدائی مرتبۂ عبودیت ہے۔ اور مرشد کامل اس عبودیت سے مرید کو ربوبیتِ خداوندی کی شناسائی کرا دیتا ہے۔ جو شخص آغاز میں عالم عامل ہے وہ انجام میں کامل فقیر ہو جاتا ہے۔ ہر ایک اعلیٰ اور اَدنیٰ مرتبہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مجلسِ پاک اور قربِ خداوندی کی شناسائی آیتِ قرآنیہ کی برکت، حدیث اور شریعتِ مطہرہ سب کچھ اسم اللہ ذات کے حاضرات اور کلمہ طیّبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی کلید سے حاصل ہو جاتے ہیں۔ ذاکر تو بہت ہیں لیکن مخلص ذاکر اور مجلسِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حضوری والے ذاکر بہت کم ہیں۔ کامل مرشد اگر چاہے تو ایک ہی مرتبہ اسم اللہ ذات کے حاضرات اور کلمہ طیّبہ لَآ اِلٰہَ اِلاَّ اللہ محمد رسول اللہ کے حاضرات کی مشق سے سچے طالب کو پہلے ہی روز وہ کچھ عطا کر سکتا ہے جو کئی سالوں میں بھی حاصل نہیں ہو سکتا۔ جس سے اس کا وجود پختہ ہو جاتا ہے۔ اگر عطا کرے تو تمام مخفی معرفتِ خداوندی بخش دے۔

ارشادِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے :-

مَنْ عَرَفَ رَبَّهٗ فَقَدْ كَلَّ لِسَانُهٗ

"جس نے اپنے رب کو پہچانا پس اُس کی زبان گونگی ہو گئی"۔

یہ اللہ کو یکتا ماننے والوں کے مراتب ہیں۔ تقلید والوں سے بہت دُور ہیں۔ اللہ بس ماسوی اللہ ہوس۔

کامل فقیر کون؟

جاننا چاہیئے کہ کامل فقیر وہ ہے جو ظاہر و باطن میں صاحب خزانہ، صاحب تصور

اور صاحبِ تصرف ہو۔ اور جس میں پوری قوت ہو۔ مخلوق کو نہ ستائے۔ مخلوق اور ملازمت کا بوجھ نہ اُٹھائے ؎

باہو نفس را رسوا کنم بہر از گدا
بہ ہر درے قدمے برم بہر از خدا

باہو! میں گداگری کر کے نفس کو رسوا کرتا ہوں۔ ہر دروازے پر صرف اللہ کے لیے جاتا ہوں۔

کیونکہ جو کام رضائے الٰہی کے لیے کیا جاتا ہے وہ ضائع نہیں ہوتا۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:۔

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُضِیۡعُ اَجۡرَ الۡمُحۡسِنِیۡنَ

بیشک اللہ تعالیٰ نیکی کرنے والے کے اَجر کو ضائع نہیں کرتا۔

ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:۔

لَوۡلَا الۡفُقَرَاءُ لَھَلَکَ الۡاَغۡنِیَاءُ

اگر فقیر نہ ہوتے تو دولت مند ہلاک ہو جاتے۔

پھر ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:۔

لَوۡلَا الفقراء برص الاغنیاء

اگر فقیر نہ ہوتے اہلِ ثروت کوڑھے ہو جاتے۔

اگر فقیر نہ ہوتے تو بے شک دنیا دار نیست و نابود ہو جاتے۔

ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:۔

لِسَانُ الۡفُقَرَاءِ سَیۡفُ الرَّحۡمٰنِ

فقیروں کی زبان رحمٰن کی تلوار ہوتی ہے۔

اُن فقراء کی زبان سیف الرحمٰن ہوتی ہے جو حضور سید یوم النشور علیہ الصلوٰۃ و السلام

کی شریعت پر مستقل اور ذکر حامل میں مستغرق ہوتے ہیں۔ ذکر حامل اسم اللہ ذات کی مشق اور فقیر کامل کی نگاہ سے حاصل ہوتا ہے۔ ذکر حامل وہ ہے کہ اگر ذاکر ذکر چھوڑ دے تو بھی ذکر بغیر فکر کے اُس کے وجود کو پہلے کی نسبت زیادہ اُٹھا دے۔ اور اس کے وجود کو نہ چھوڑے۔ ایسے ذکر سے دل زندہ ہو جاتا ہے جو کبھی سلب نہیں ہوتا۔ خواہ تر لقمہ کھائے اور عمدہ لباس پہنے۔

واصل باللہ کا انکشاف

جاننا چاہیئے کہ جو شخص دائمی طور پر اللہ تبارک و تعالیٰ کی معرفت کے جام پیتا رہے اور ہمیشہ ذکر و فکر میں مشغول رہے۔ قاضی حق اس کے لیے دو گواہ طلب کرتا ہے۔

پہلا گواہ:۔ پہلا گواہ یہ کہ اُس کی یہ حالت ہو کہ اِلَّا اللہ کی معرفت میں ایسا غرق ہو کہ ظاہر میں عام لوگوں سے باتیں کرتا رہے اور باطن میں یادِ الٰہی میں غرق ہو۔

دوسرا گواہ:۔ دوسرا گواہ یہ کہ اُسے حضور نبی کریم وما ارسلناک اِلّا رحمۃً للعالمین علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کی حضوری حاصل ہو۔ جو ایسی دو صفات کا حامل نہ ہو اُس کے لیے دم کا روکنا، دل کی حرکت اور دم کا بند کرنا بیکار ہے۔ وہ معرفت خداوندی سے بے علم ہے۔ ذکر خفی کا واسطہ نہ حرکتِ دل سے ہے اور نہ ہی زبان کی باتوں سے۔ ذکر خفی تو صرف اللہ تعالیٰ کی معرفت میں مستغرق ہونا ہے۔ جو اسم اللہ کا ذاکر ہے۔ اسم اللہ کا ذکر ذاکر کو اللہ تعالیٰ کے سوا دوسرے کو باہر کھینچ لاتا ہے۔ کیونکہ ایسے ذاکر کو دائمی حضوری ہوتی ہے اور بارگاہ اقدس

میں منظورِ نظر ہو جاتا ہے۔ اسم اللہ کے جس ذاکر میں یہ صفات ہوں وہ ذاکر دائمی طور پر قربِ خداوندی میں ہوتا ہے۔ اور جو یہ صفات نہ رکھتا ہو وہ خواہشاتِ نفسانی۔ لالچ۔ طمع۔ حرص۔ خود پسندی۔ تکبر اور خواہش بالکل نہیں رہتی۔ اس کے عمل میں کل د جز ہوتا ہے۔ ذاکر ہر عمل کا عامل ہوتا ہے۔ ذاکر فقیر وہی ہے جو ذکرِ سلطانی کا حامل ہو۔ اللہ بس ماسوی اللہ ہوس۔

حق دانم حق بینم حق گویم حق حق
حق در من من در حق حق حق

میں حق کو ہی جانتا ہوں حق کو ہی دیکھتا ہوں اور حق ہی حق کہتا ہوں۔ حق مجھ سے ہے اور میں حق سے ہوں یہ بات بالکل حقیقت ہے۔

ارشادِ رب العالمین جل مجدہ الکریم ہے:۔

قُلْ هَلْ مِنْ شُرَكَائِكُمْ مَنْ يَهْدِي إِلَى الْحَقِّ ۚ قُلِ اللَّهُ يَهْدِي لِلْحَقِّ ۗ أَفَمَنْ يَهْدِي إِلَى الْحَقِّ أَحَقُّ أَنْ يُتَّبَعَ أَمَّنْ لَا يَهِدِّي إِلَّا أَنْ يُهْدَىٰ ۖ فَمَا لَكُمْ كَيْفَ تَحْكُمُونَ ۔ (یونس ۳۵)

ترجمہ:۔ فرمائیے تمہارے شریکوں میں کوئی ایسا ہے جو صحیح راستہ دکھائے کہہ دیجئے اللہ صحیح راستہ کی ہدایت کرتا ہے۔ جو صحیح راستہ کی ہدایت کرتا ہے وہی پیروی کا زیادہ حقدار ہے یا وہ جو سیدھا راستہ خود نہیں جانتا مگر یہ کہ اس کی راہبری کی جائے تم کو کیا ہو گیا ہے تم کیسا انصاف کرتے ہو۔

جس شخص کو یہ مراتب حاصل ہوں وہ یقیناً بدعت باطلہ سے نکل آتا ہے۔

فنا فی اللہ کی حقیقت

جو شخص دائمی طور پر اسم اللہ ذات میں غرق رہتا ہے اُسے فنا فی اللہ ذات کی حلاوت

منکشف ہوتی ہے۔ اور اس پر ذات کے مراتب ظاہر ہوتے ہیں۔ کیونکہ ایسا شخص طیر وسیر سے مستثنیٰ ہوتا ہے اس لیے کہ کوہ قاف کا اُٹھانا، عرش سے تحت الثریٰ تک کے ہر طبقہ کو اُٹھانا آسان کام ہے لیکن اسم اللہ ذات کا بوجھ اُٹھانا بہت مشکل ہے۔ اس لیے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے ولیوں کو ایسی طاقت عطا فرمائی ہے کہ وہ چودہ طبق ایک ہی نظر میں طے کر جاتے ہیں۔ اور وہ چودہ طبق کالے دانہ کی طرح ہتھیلی پر رکھ کر مشاہدہ کر سکتے ہیں۔ اور یہ بات اُس وقت کچھ مشکل بھی نہیں ہوتی۔ جب اسمِ اللہ ذات کے تصور میں فنا ہو جائے تو اسم اللہ ذات کے بوجھ سے ظاہری آنکھ دائمی طور پر خون کے آنسو روتی ہے۔ میری اماں جان کو یہ مرتبہ حاصل تھا۔ وہ اللہ تعالیٰ کے شوق میں ہمہ وقت خون کے آنسو رویا کرتی تھیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

إِنَّا عَرَضْنَا الْأَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَالجبال ان
یحملنها واشفقن منها وحملها الانسان انه كان ظلوماً جهولا

ترجمہ:۔ ہم نے امانت (خلافت) کو آسمان وزمین اور پہاڑوں پر پیش کیا کہ وہ اس کو اُٹھالیں اُنہوں نے انکار کیا اور اس امانت کے بوجھ کو انسان نے اُٹھا لیا۔ بیشک یہ انسان ظالم اور جاہل ہے۔

کرامت واستقامت کا انکشاف

پہلے اور آخری چودہ علوم کا مطالعہ کر کے اپنے تصرف میں لانا آسان کام ہے، عالم فاصل اور فارغ التحصیل ہونا آسان ہے۔ لیکن عالم، متقی، صاحبِ تقویٰ ہونا، خشیت الٰہی ہونا اور معصیت سے اجتناب کرنا نہایت دشوار ہے۔ ذکر سے دل کا زندہ کرنا اور

خفیہ ذاکر ہونا آسان کام ہے لیکن یکبارگی نفس کو اسم اللہ کے تصوّر کی تلوار سے قتل کرنا نہایت مشکل اور کٹھن ہے۔ مذکور کے الہام سے حضور میں پہنچنا اور اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل کرنا آسان کام ہے لیکن اس حاصل کی ہوئی معرفت کو اپنے وجود میں محفوظ رکھنا بہت مشکل ہے۔ حضور سیّد العالمین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی مجلس پاک میں داخل ہونا اور آپ کے دیدار سے مشرف ہونا آسان کام ہے لیکن ہدایتِ محمدی، ولایت، خلق صنعت کا اشتیاق اور محمدی ترک و توکل، کریمی و رحیمی اور خوبیوں کا حصول قلب تسلیم بحق تسلیم بنانا اور فقرِ محمدی صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی استقامت ہاتھ میں لانا سخت دشوار ہے۔ ایک دم اور ایک ہی قدم میں اہل قبور کی دعوت اور کلمۂ طیّبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کو ترتیب کے ساتھ پڑھنے سے مشرق سے مغرب تک کے تمام دنیاوی ممالک کا بادشاہ ہو جانا اور ملکِ سلیمان کا حکمران بن جانا اور اسم اللہ ذات کے تصوّر سے صاحبِ حضوری ہونا آسان کام ہے لیکن اللہ تبارک و تعالیٰ کی مخلوق سے عدل و احسان سے پیش آنا نہایت دشوار ہے مرشد بن کر تعلیم و تلقین کرنا آسان کام ہے لیکن طالبین اور مریدین کو بغیر ریاضت اللہ کی شناسائی اور حضور پُر نُور شافع یوم النشور علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی مجلسِ پاک سے مشرف کرنا نہایت مشکل ہے۔

طالب و مرشد کی حقیقت

جاننا چاہیئے کہ طالب مرشد کے ہاتھ میں اس طرح ہوتا ہے جس طرح کہ مردہ غاسل کے ہاتھ میں ہوتا ہے۔ مطلب یہ کہ بعض صالحین نے بارہ بارہ برس کا ایک ہی روزہ رکھ کر اور چالیس چالیس برس ریاضت کر کے لوحِ محفوظ کا مطالعہ کیا ہے۔ پھر عرشِ عظیم پر پہنچ

کر اس سے بالاتر ہزاروں مقامات طے کر کے غوث اور قطب کا درجہ حاصل کیا ہے اور پھر دنیوی مال و متاع اور ننگ و ناموس کے طالب ہوئے ہیں اور کشف و کرامات دکھائی ہیں۔ جن اور موکل کو اپنے قابو میں کیا ہے۔ انہیں باتوں کا نام معرفتِ خداوندی سمجھا ہے۔ بعض صالحین نے دَل کے کی کثرت سے لوحِ ضمیر کے مطالعہ کا نام توحید خداوندی رکھا ہے۔ بعض نے روحانی ذکر کے وقت دماغ میں جو حرکت ہوتی ہے اور اس سے روشنی پیدا ہوتی ہے اسے ہی معرفتِ خداوندی جان لیا ہے۔ یہ مخلوق کے درجات ہیں۔ اور اہلِ تقلید کے درجات ہیں۔ یہ فقرِ محمدیؐ، معرفتِ خداوندی اور توحید باری تعالیٰ سے بہت دُور ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ آفرینشِ باری تعالیٰ کسی نے نہیں دیکھی اور اُس کی انتہا تک کبھی کوئی نہیں پہنچا۔ جب یہ صورت ہے تو پھر معرفت کیسی اور توحید کیسی اور مشاہدہ اور قربِ حضوری کس بلا کا نام ہے۔ سنیئے معرفتِ خداوندی، توحید باری تعالیٰ اور مشاہدۂ حضوری کا سلک سلوک یہ ہے کہ طالب اللہ اسم اللہ ذات یا کلمۂ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے تصوّر سے تصرف میں اس طرح لائے کہ اسم اللہ ذات یا کلمۂ طیبہ کے ہر حرف سے نور کی تجلیات ہوں۔ اور وہ تجلیات تصور کرنے والے کو خود میں لپیٹ کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مجلسِ پاک میں لامکان کے اندر آپ کا منظورِ نظر بنا دیں۔ جہاں پر اللہ تعالیٰ کے دریا کی گوناگوں موجوں سے وحدہٗ وحدہٗ کے نعرے بلند ہوتے ہیں۔ جو شخص توحید کے دریا کے اس کنارے پر پہنچ کر نورِ خداوندی کا مشاہدہ کرتا ہے وہ عارف باللہ ہو جاتا ہے۔ جن لوگوں کو حضور نبی کریم وما ارسلناک الا رحمۃً للعالمین بذاتِ خود اپنے ہاتھ مبارک سے اس دریائے توحید میں پھینکتے ہیں وہ لوگ اس میں غوطہ زن ہو کر توحید میں غوطہ لگانے لگتے ہیں۔ اور فقر فنا فی اللہ کے درجات کو پہنچ جاتے ہیں۔ ان میں سے بعض غوطہ زن ہو کر سالک مجذوب اور بعض مجذوب سالک

صاحب اہلِ توحید ہو جاتے ہیں۔ اہلِ درجات ذات کے مراتب سے محجوب رہتے ہیں۔ توحید کے نور کے دریا کی مثال نہیں دے سکتے۔ لامکان کی آواز مخلوق نہیں ہے اس کی کوئی مثل نہیں۔ اس مکان کا نام اس لیے لامکان ہے کہ وہاں دنیا کی گندگی کی بو تک نہیں اور نہ وہاں خواہشات کا گزر ہے وہاں تو دائمی طور پر بندگی میں غرق رہتے ہیں۔ ابلیس لامکان تک نہیں پہنچ سکتا۔ ظاہر کی آنکھوں سے لامکاں کو نہیں دیکھ سکتے۔ اس کے دیدار خاص آنکھوں کا ہونا ضروری ہے۔ نفسانی توہمات، شیطانی خطرات اور وساوس دنیوی سے پریشانی ہوتی ہے۔ عارف باللہ فقیر خالص طور پر اللہ تعالیٰ کا رفیق ہوتا ہے۔ وہ جدھر نگاہ کرتا ہے نور خداوندی کا مشاہدہ کرتا ہے۔ اور وہ مراتب کو چھوڑ دیتا ہے۔ فقر محمود کا کام ذاتِ الٰہی کے نور میں غرق رہنا ہے۔ اور مردود کا کام دنیا کی عزت اور مرتبہ اختیار کرتا ہے ؎

مرتبہ بگذار تا مردے شوی
غرق فی التوحید شد حاضر بنی

مرتبہ کو ترک کر دے تاکہ تو مرد بن جائے۔ جو شخص توحید باری میں غرق ہے اسے حضور سید العالمین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی مجلس پاک کی حاضری حاصل ہوتی ہے۔

توحیدِ باری کا انکشاف

فقیر باہو پر اسم اللہ ذات کے تصور سے توحید باری تعالیٰ کا انکشاف ہوتا ہے
اسم اللہ ذات کا تصور دو اقسام میں منقسم ہے:۔

پہلی قسم: پہلی قسم تصور نور جس میں حقیقتِ معشوق کا مراقبہ کیا جاتا ہے۔
دوسری قسم: دوسری قسم مشاہدہ کا تصور۔ جس میں قرب۔ معرفت اور دیدار سے نور کا مشاہدہ ہوتا ہے۔ تصور ہی عاشقی معشوقی۔ محبوبی و مطلوبی کا راستہ ہے۔ اس بات کا قادری کو علم ہے اور قادری ہی کرتے ہیں۔ معرفت کا آغاز لامکان کو آمنے سامنے دیکھنا اور اسم ذات کا تصور کرنا ہے۔ معرفت سے مقام کوئی مکان نہیں ہے۔ نور ذات لامکان ہے۔ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ معرفت توحید باری تعالیٰ کا مکان ہے۔ وہ لوگ باطن سے بے علم، محروم اور حیوان کی طرح پریشان ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ

ترجمہ:۔ تم جس طرف کو رُخ کرو گے تو اللہ کو پاؤ گے۔

لامکان میں جس طرف نگاہ کرو گے نور ذاتِ باری تعالیٰ نظر آئے گا۔ یہ مراتب حضور نبی کریم وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین شفیع المذنبین انیس الغریبین علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کی رفاقت اور شریعتِ مطہرہ اور کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی برکت سے حاصل ہوتے ہیں۔ اور مکان کا یہ راستہ تحقیق ہے۔ جو شخص شک کرے وہ دین سے خارج ہے۔ معرفت خداوندی کا طالب پہلے ہی دن عارف ہو جاتا ہے اور طالبِ فقر پہلے ہی روز مرتبہ حاصل کر لیتا ہے اور وحدانیت کے دریا میں غوطہ زن ہوتا ہے۔ دنیا کا تارک اور نفس و شیطان سے فارغ ہو جاتا ہے۔ یہ مراتب اللہ تعالیٰ کے دوست مومن مسلمان کے ہیں۔

ارشاد ربُّ العالمین جل مجدہ الکریم ہے:

وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ

اللہ تعالیٰ اہلِ ایمان کا دوست ہے انہیں ظلمات سے نکال کر نور کی طرف لاتا ہے۔

پھر ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔
اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ
خبردار! تحقیق اللہ کے دوستوں کو نہ کوئی خوف ہے اور نہ کبھی غمگین ہوں گے۔
جو شخص لاتخف ولاتحزن کے مراتب طے کر لیتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کا محتاج نہیں اور لازوال وصال کا مالک ہو جاتا ہے۔ اللہ بس ماسوی اللہ ہوس۔

فقیر کے مراتب

ہر کہ ایں جا می رسد شد اولیاؒ
دائما باشد حضوری مصطفیٰؐ

جو شخص اس مرتبہ پر پہنچ جاتا ہے وہ اللہ کا دوست بن جاتا ہے اور اُسے بارگاہِ نبوی کی دائمی حضوری حاصل ہو جاتی ہے۔
حاصل کلام یہ کہ ہزاروں میں سے کوئی ایک اللہ تعالیٰ کو شناخت کرنے والا ہو جاتا ہے۔ اگر تمام اہلِ معرفت کو اکٹھا کیا جائے تو پھر بھی فقیر کے مرتبہ تک نہیں پہنچ سکتے۔ غوث۔ قطب اور عارف کی کیا طاقت کہ فقیر کے آگے دم مار سکے۔
اہلِ ذات اہلِ درجات پر غالب ہیں۔ غوث قطب اور عارف اہلِ درجات ہیں۔
غوث، قطب اور عارف تین اقسام میں منقسم ہیں:۔
پہلی قسم:۔ دہقانی۔
دوسری قسم:۔ روحانی۔

تیسری قسم :۔ اللہ تعالیٰ کے بھید کا عالم۔

چار بودم سہ شدم اکنوں دوئم

وز دوئی بگذشتم ویکتا شدم

میں پہلے چار تھا۔ پھر تین ہوا۔ اب دو ہوں۔ جب دوئی سے گزرا تو ایک ہو گیا۔

پھر جواب دیتے ہوئے حضرت سلطان العارفین نے کیا خوب فرمایا ؎

از چہار و پنج گذشتم انتہا

وز دوئی بگذشت حاضر مصطفےٰ

میں چار اور پانچ کو عبور کر کے اور دوئی کو ترک کر کے حضور نبی پاک صاحب لولاک علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات کی مجلس پاک میں حاضر ہو گیا۔

پانچ سے مراد حواس خمسہ ہیں یا چار عناصر آگ، ہوا، پانی اور مٹی ہیں یعنی مرغ شہوت، طمع اور لالچ کا کبوتر، زینت کا مور اور حرص و ہوا کا کوا۔ جو شخص ان چہار پرندوں کو ذبح کرتا ہے وہ معرفت خداوندی کے قابل ہو جاتا ہے پردوں سے نکل آتا ہے اور اس کے لیے اللہ تعالیٰ کی معرفت کے راستے کھل جاتے ہیں۔

حجاب تین اقسام میں منقسم ہے :۔

پہلا حجاب :۔ نفس۔

دوسرا حجاب :۔ دنیا۔

تیسرا حجاب :۔ عزازیل۔

حجاب خاص بھی تین اقسام میں منقسم ہے :۔

پہلا حجاب خاص :۔ طاعت کی دید۔

دوسرا خاص حجاب :۔ درجات کی دید۔

تیسرا خاص حجاب :۔ ثواب کی دید۔

مصنف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عام اور خاص حجابات سے وہی شخص نکلتا ہے جس پر وحدتِ ذاتِ خداوندی کا انکشاف ہوتا ہے۔ یوں سمجھیے کہ مراد وہی تمام حجاب ہے۔

ہر کہ دارد از مراداتت فراغ
نامرادی نہ دید بر دوئی داغ

جو شخص مرادات سے فراغت پاجاتا ہے۔ اسے دوئی ناقص نہیں بناسکتی۔

انسانی وجود کا انکشاف

مصنّف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ انسان کا جسم غار کی مانند ہے جس میں نفس سانپ کی مثل بسیرا کئے ہوئے ہے۔ اگر کوئی شخص شب و روز غار کے باہر کے حصہ پر زدوکوب کرتا ہے تو سانپ پر کوئی تکلیف وارد نہ ہوگی۔ یعنی نفس امارہ کو اس کی کوئی خبر نہ ہوگی۔ پس ظاہری اعمال نفس کو کوئی تکلیف نہیں پہنچاسکتے تاوقتیکہ غار کے اندر جاکر اسم اللہ ذات کے تصوّر کی آگ سے نفس امّارہ کو جلا کر خاکستر نہ کر دیا جائے تب تک وہ نیست و نابود اور ناچیز نہیں ہوتا۔ ریاضت باطنی اسی کو کہتے ہیں۔ جس کے متعلق یہ حدیث رَجعلنا من جھاد الاصغر الی جھاد الاکبر۔

زندہ دل عارف کی پہچان

زندہ دل عارف کی نشانی یہ ہے کہ دنیا کے تمام کاموں کو چھوڑ دیتا ہے۔ اور اگر

کرتا بھی ہے تو مخلوق کے لیے نہ کہ ریا اور خواہشاتِ نفسانی کے لیے۔

عارف دو اقسام میں منقسم ہے:۔

پہلی قسم:۔ اس کی زبان فضول کلام سے بند رہتی ہے۔

دوسری قسم:۔ دائمی طور پر اسرارِ خداوندی میں غرق رہتا ہے۔

از مراداتِ جہاں بگذر یابی معرفت حق را
فنا فی ذات عارف نہ یارائے چنیں کس را

اس دنیا کی مرادات کو چھوڑ تا کہ تجھے اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل ہو۔ کیونکہ اس دنیا کی مراد والا فنا فی الذات عارف نہیں ہو سکتا۔

میں اس بیوقوف قوم پر حیران ہوں کہ خود ہی بُت بنا کر اُنہیں پوجتے ہیں۔ اور پھر بدعتی اور گانے بجانے والوں کو مرشد سمجھتے ہیں اور ان کی اطاعت کرتے ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

ایشرکون ما لا یخلق شیئا وھم یخلقون۔

کیا ایسی چیز سے شرک کرتے ہیں جو کسی کو پیدا نہیں کر سکتی بلکہ وہ خود پیدا کی جاتی ہے۔

ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

لا طاعۃ للمخلوق فی معصیۃ الخالق

خالق کی نافرمانی مخلوق کی اطاعت نہیں ہے۔

پھر ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

خُذْ مَا صَفَا وَدَعْ مَا کَدَرَ

اچھا اچھا لو اور بُرا چھوڑ دو۔

ذکر اہل ذکر سے طلب کرنا چاہیئے۔ اہل طلب کا بھی خاص مرتبہ ہوتا ہے۔ اگر کسی

کامل مرشد کی بیعت اختیار کرے تو وہ تلقین سے حق الیقین معرفت تک پہنچا دیتا ہے۔

ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

طلب الخیر طلب اللہ۔

سب سے بہتر طلب اللہ کی طلب ہے۔

پھر ارشاد نبوی صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

ذکر الخیر ذکر اللہ

سب سے بہتر ذکر اللہ کا ذکر ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

فَاسْئَلُوْٓا اَھلَ الذِّکْرِ اِنْ کُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ

ترجمہ:۔ اگر تم نہیں جانتے تو اہل علم علماء سے معلوم کر لو۔

ذکر ذاکر را برد وحدت حضور

در وجود ذاکراں شد خاص نُور

ذکر کرنے والا ذکر کے باعث وحدتِ حضور میں پہنچ جاتا ہے۔ ذاکر کے جسم میں خاص نور پیدا ہو جاتا ہے۔

انسانی جسم کی خصوصیات

جاننا چاہیئے کہ تمام رحمت، نعمت، لذّت، لطف و کرم، رحمت و شفقت اور خزائنِ الٰہیہ انسان کے جسم میں موجود ہیں۔ تمام علم، تمام دانائی، تمام ذکر و فکر اور تمام ذوق و شوق اور تمام فیض و فضل الٰہیّہ کے مشاہدات ذات و صفات کی تجلیات

ہر ایک طبقہ اور ہر ایک مقام ۔ نورِ ایمان ۔ تصدیق ۔ راستی لازوال وصال ۔ قرب حضور اور وحدانیّت سب کچھ انسان کے وجود میں موجود ہے ۔ کیا تو نہیں جانتا کہ انسانی وجود ایک طلسم کی مانند ہے ۔ اور جن چیزوں کے نام لیے ہیں وہ تمام کے تمام دل کے خزانے میں موجود ہیں ۔ لیکن جب تک یہ طلسم نہ ٹوٹے اور دل کا خزانہ نہ کھلے ان چیزوں کا حصول ناممکن ہے ۔ یہ طلسم دو طریقوں سے ٹوٹ سکتا ہے :۔

پہلا طریقہ :۔ پہلا طریقہ یہ کہ کامل مرشد جو کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی کلید سے دل کا خزانہ کھول کر طالب کے وجود سے اسے مندرجہ ذیل چیزیں دکھا سکتا ہے ۔

دوسرا طریقہ :۔ دوسرا طریقہ یہ کہ اسم اللہ ذات کے تصوّر کی آگ سے نفس امارہ کے سانپ اور شیر کو جلایا جائے ۔

خزائنِ الٰہیّہ کا حصول

جاننا چاہیئے کہ طالب مولیٰ کے جسم سے اللہ تعالیٰ کے خزائن کا حصول ہوتا ہے اور ہر چیز اُس کی محکوم ہوتی ہے ۔

عارفاں نفس چوں طلسمے داں
کونہا بروئے گنج بود

اے عارف ! نفس کو ایک طلسم جان ۔ اور اس خزانے پہ سانپ رکھا ہوا تصوّر کر ۔

خونِ دل آب کن ز آتشِ جُہد
زانکہ دریافت او برنج بود

سعی و کوشش کی آگ سے دل کا خون پانی بنا دے اس لیے کہ وہ
رنج کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتا۔

تو اللہ کے طالب کے جسم سے خزائنِ الٰہیہ نکلتے ہیں یا قرآنی آیات اور اسمِ اعظم کی قراۃ سے وجود سے خزائنِ الٰہیہ کا حصول ہوتا ہے۔ ان خزائنِ الٰہیہ کا حصول یا اس کے راستے پر چلنا غیبی اللہ تعالیٰ کی عطا، فیض اور اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔ یہ وعظ و نصیحت سے حاصل نہیں ہوتے جب تک کہ دل کی آنکھیں روشن نہ ہوں اور اِلَّا اللّٰہ کی معرفت کے مشاہدۂ نور و حضور میں غرق نہ ہو۔ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مجلس پاک کی حضوری حاصل نہ ہو۔ جس شخص کو اسم اللّٰہ ذات کی وحدانیت حاصل ہو جاتی ہے ارض و سماوات کی تمام چیزیں اس کی محکوم ہو جاتی ہیں۔ چاند سے لے کر مچھلی تک اور عرش سے لے کر تحت الثریٰ تک تمام جزو کل اور طبقات کی سیر حکم الٰہی سے اس کے محکوم ہو جاتے ہیں۔ بادشاہ اُمرا اور ان کا حکم ماننے والے۔ دنیا اور دنیا والے اس کے حلقہ بگوش غلام ہو جاتے ہیں۔ اس لیے کہ مرشد اپنے طالب کو اس باتوفیق طریقہ سے اس مرتبہ پر پہنچا سکتا ہے کہ وہ مشرق سے مغرب تک سات ولایات پر غالب آ جاتا ہے۔ حاصل کلام یہ کہ جس فقیر کو اسم اللہ ذات کا تصور و تصرف اور حضور سید العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی حضوری حاصل ہے۔ اسے بحکم الٰہی اور حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی اجازت سے یہ خدمات سپرد ہوتی ہیں۔ ایسا شخص اَدب والا، حیادار ہمیشہ کے لیے صاحب حضوری ہوتا ہے۔ دنیوی مال کو ترجیح نہیں دیتا۔ مجلس نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوی حضوری۔ صاحبِ اختیار، شریعتِ مطہرہ میں ہوشیار اور بدعت سے بیزار ہوتا ہے۔ یہ مراتب اس فقیر کے ہیں جو فنا فی اللہ کے مراتب پر پہنچا ہو۔ اور جسے ترک توکل تجرید و تفرید حاصل ہو۔ اور جو اللہ تعالیٰ کے بھیدوں کا عالم ہو۔ توحید اسے کہتے ہیں ایسے ہی فقیر کو اختیاری فقیر کہتے ہیں ورنہ اضطراری فقیری صرف خواری ہے۔

ہم عارفم ہم کاملم روشنضمیر
بہترم از بادشاہ اہل سریر

میں پہچاننے والا ہوں اور کامل بھی ہوں اور روشنضمیر بھی ہوں میں سرپرتاج رکھنے والے بادشاہ سے بھی بہتر ہوں۔

چنانچہ حضرت خاقانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:۔ ؎

پس از سی سال ایں معنی محقق شد بخاقانی
کہ یک دم باخدا بودن بہ از ملک سلیمانی

خاقانی پرتیس برس کے بعد یہ بات محقق ہوئی کہ یاد الٰہی میں ایک دم مشغول ہونا ملک سلیمانی سے کہیں بہتر ہے۔

فقیر باہو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

بہ بحرے غرق فی اللہ شو کہ باخود خود نمی مانی
دمے نامحرم است آنجا بوحدت رازِ ربانی

اللہ تعالیٰ میں تو اس طرح غرق ہو کہ تو نہ رہے کیونکہ جو دم غفلت میں گذرا وہی کفر میں گزرا۔

وجود کی حقیقت

جو دائمی طور پر وجودِ نورِ ربانی میں غرق ہے وہ سورج کی طرح ہر جگہ موجود ہے۔ کون ومکان میں ظاہر بھی ہے اور مخفی بھی ہے۔ وہ ہمہ وقت تمام جسموں سے کلام کرتا ہے اور اس طرح کہ مخلوق سمجھتی ہے کہ وہ ہم سے ہمکلام ہے لیکن باطن میں وہ شخص اپنے

اپنے پروردگار سے ہمکلام اور مشاہدۂ نور حضور میں مستغرق اور مذکور کے ذکر میں مشغول ہوتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

فَاذْكُرُوْنِيْٓ اَذْكُرْكُمْ

پس تم مجھے یاد کرو میں تجھے یاد کروں گا۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی مجلس پاک میں رہ کر جواب باصواب حاصل کرتا ہے۔ تمام انبیائے کرام علیہم السّلام اور اولیائے عظام رحمۃ اللہ علیہم کی اَرواح اور مومن مسلمان اہلِ اسلام بھی خیال کرتے ہیں کہ وہ ہم سے کلام کرتا ہے اور کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمدؐ رسول اللہ کے موکل جانتے ہیں کہ ہم سے ہم کلام ہے۔ ؎

نظر بر نیستی ہرگز نمی اُفتد ز مغروراں
اگرچہ دامن مقراض لا دارد گریبانہا

اہلِ غرور کی نظر نیستی پر ہرگز نہیں پڑتی خواہ لا کی قینچی اُن کا گریبان کاٹ ڈالے۔

اور تمام مقربین و حاملینِ عرش ملائکہ یہ سمجھتے ہیں کہ وہ ہم سے ہمکلام ہے۔

یہ مراتب اس شخص کے ہوتے ہیں جس کا نفس مردہ اور دل زندہ ہے۔ نفس والوں کو زندہ دل والوں پر اعتبار نہیں۔ اور انہیں زندہ دل کی آواز نہیں جاتی اور نفس والوں کی آواز زندہ دل کو نہیں بھاتی۔ زندہ قلب رُوحِ پاک کا وزیر ہے۔ اور رُوحِ پاک وجود میں بادشاہ کی طرح ہے۔ جس وجود میں رُوحِ پاک بادشاہ ہے اس کے تمام اعضاء سلامتی کے گھر کی رعیت کی طرح مطمئن ہیں۔ اور جس وجود میں نفس بادشاہ اور ابلیس وزیر ہے اس وجود میں خرابی ہے۔

ذکرِ قلبی کی خصوصیات

جاننا چاہیئے کہ کثرت سے اہل علم کا قول ہے کہ اس دَور میں کوئی شخص ارشاد و تلقین کے قابل نہیں اور نہ کوئی خود پہنچا ہوا ہے اور دوسرے کو پہنچانے والا ہے۔ تم صرف فقہی مسائل کو مرشد اور وسیلہ بناؤ۔ لیکن یاد رکھنا چاہیئے کہ فقہی مسائل کے یاد کر لینے سے دل کا نفاق، دل کی کدورت اور دل کی سیاہی دُور نہیں ہوتی جب تک کہ دل سے ذکر نہ کیا جائے۔ کیونکہ پہلی صورت میں صرف زبانی تصدیق ہوتی ہے اور دوسری صورت میں تصدیق اور دل کی صفائی ہوتی ہے۔ اور جب تک دل صاف نہ ہو انسان مسلمان نہیں ہو سکتا خواہ تمام عمر فقہ کا علم پڑھتا رہے۔ جو لوگ خود نفس کی اطاعت اور لالچ وحسد میں مشغول ہیں وہ مرشد کے وسیلہ کے منکر ہیں جبکہ تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کے مرشد حضور نبی کریم وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین شفیع المذنبین انیس الغریبین احمد مجتبیٰ حضرت محمدؐ مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء ہیں تو پھر کسی کی کیا جرأت کہ وہ مرشد سے منع کرے۔ حاصل کلام یہ کہ جو شخص مرشد سے منع کرتا ہے اس کے وجود میں طلب الٰہی، محبت خداوندی اور معرفتِ الٰہیہ نہیں ہے۔ ایسے مردہ قلب کو نفس امّارہ باطن میں معرفتِ خداوندی اور حضور سید العالمین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مجلس پاک سے باز رکھتا ہے۔ جاننا چاہیئے کہ یہ دستِ بیعت کا سلسلہ اور ہدایت ولایت حضور پرنُور شافع یوم النشور احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کے بعد دیگرے چار پیر اور چودہ خانوادے محشر تک بدستور جاری و ساری رہیں گے۔ ؎

اگر گیتی سراسر باد گیرد
چراغِ مقبلاں ہرگز نمیرد

خواہ ساری دنیا میں طوفان اور آندھی ہو۔ مقبول لوگوں کا چراغ کبھی بھی
نہیں بجھے گا۔

چراغے را کہ ایزد بر فروزد
ہر آنکس تف زند ریشش بسوزد

جو چراغ اللہ تعالیٰ روشن کرتا ہے۔ جو اُسے بجھانے کی سعی کرے تو اس کی
ریش جل جاتی ہے۔

جو شخص مرشد سے منع کرتا ہے وہ اچھا نہیں کرتا کیونکہ صاحبِ شریعت مرشد دائمی طور پر ذکر کی تلقین کرتا ہے اور انسان ذکر کے بغیر مسلمان نہیں ہوتا خواہ تمام عمر قرآن و حدیث تفسیر، نماز یا علم فقہ پڑھتا رہے۔ کیونکہ اہل اسلام کی پہلی اور آخری جڑ ذکر الٰہی ہے۔ بلند آواز سے ذکر کرنا زبانی اقرار ہے اور مخفی ذکر دل کی تصدیق ہے۔

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:۔

اَفْضَلُ الذِّکْرِ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

ارشاد رب العالمین جل مجدہ الکریم ہے:۔

اُدْعُوْا رَبَّکُمْ تَضَرُّعًا وَّ خُفْیَہ

اپنے رب تعالیٰ کو مخفی اور گڑگڑا کر یاد کرو۔

جب دل با تصدیق زبان کھول کر جنبش میں آتا ہے اور یَا اَللّٰہ یَا اَللّٰہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کہتا ہے تو اقرار و تصدیق دونوں قول حاصل ہو جاتے ہیں۔ اور جو شخص دل سے ذکر کرتا ہے اس کے دل پر اللہ تعالیٰ کا ذکر اس طرح غالب آتا ہے کہ نفس امارہ تابع ہو جاتا ہے اور اس کی زبان پاک ہو جاتی ہے اور غیر کے کلام کو بالکل ترک کر دیتی ہے یعنی بُری بات زبان پر نہیں آتی۔

ذاکر کی اہمیّت

جاننا چاہیئے کہ جب تک ایک شخص بھی روئے زمین پر ذکر الٰہی کرنے والا رہے گا کبھی قیامت نہیں آئے گی۔ ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے :۔

لا تقوم الساعۃ حتیٰ یقال فی الارض اللّٰہ اللّٰہ۔

ترجمہ :۔

اسم اللہ ذات کے تصوّر اور کلمہ طیّبہ کو با تصدیق پڑھنے سے ذاکر کے تمام صغیرہ کبیرہ گناہ کراماً کاتبین کے دفاتر پر نہیں لکھے جاتے۔ الحاصل کلام یہ کہ علم روایت صفائی ذکر کے لیے ہے۔ علم تو یہ کہتا ہے کہ موذی نفس امارہ کو مار ڈال۔ دنیا کی محبت دل سے دور کر۔ شیطان کی دوستی سے بھاگ۔ خبردار! طالب مولا اور معرفتِ خداوندی حاصل کرنے کے لیے مرشد سے علم حاصل کر۔ کیونکہ کامل اور عارف مرشد وسیلۂ نجات ہوتا ہے۔ وہ مردہ دل کو اللہ تعالیٰ کے ذکر سے زندہ کر دیتا ہے۔ اور اسم اللہ ذات سے فنا فی اللہ بنا دیتا ہے۔ مطلب یہ کہ انسانی مراتب انسان سے ہیں اور انسان کا نصیب انسان سے ہے۔ انسان کی ہدایت بھی انسان سے ہے۔ انسان کی حکمت بھی انسان سے ہے۔ اور انسانوں کا مرتبہ ولایت و غنایت بھی انسان سے ہے۔ اور انسان جماعت بھی انسان سے ہے۔

جمعیّت کی اقسام

جمعیّت دو اقسام میں منقسم ہے :۔

پہلی قسم :۔ ظاہری۔
دوسری قسم :۔ باطنی۔

ظاہری جمعیت دو علوم پر موقوف ہے :۔

۱۔ ایک علم تکثیر اہل قبور کی دعوت۔ جس کے موجب اللہ تعالیٰ کے حکم سے اٹھارہ ہزار قسم کی مخلوق محکوم ہو جاتی ہے۔

۲۔ علم اکسیر کیمیا۔ علم تکثیر اہل قبور کی روحانیوں کی دعوت سے حاصل ہوتا ہے جس کے بموجب دنیا میں دل غنی لایحتاج اور جماعت کے ساتھ ہوتا ہے خواہ لوگوں کی نگاہوں میں وہ مفلس و نادار ہی دکھائی دے۔

دوسری جمعیت باطنی بھی مندرجہ ذیل دو علوم سے حاصل ہوتی ہے :۔

۱۔ اسم ذات اللہ کے تصوّر سے فنافی اللہ کا علم، اسم اللہ ذات کے تصوّر سے صاحب تصور کے وجود میں سر سے پاؤں تک اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا نور آجاتا ہے۔ اس کی نظروں میں توحید جلوہ گر ہوتی ہے۔ جو کچھ اس کی زبان سے نکلتا ہے وہ بھی معرفت خداوندی اور توحید باری تعالیٰ کے بارے میں ہوتا ہے۔ اگر وہ سنتا ہے تو بھی معرفت اور توحید الٰہی کی باتیں سنتا ہے۔ وہ دنیا شیطان اور نفس امّارہ سے فارغ ہو جاتا ہے۔ ریا اور تقلید سے بیزار ہوتا ہے۔

۲۔ حضور نبی کریم و ما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کے اسم محمّد کے تصوّر سے سر سے پاؤں تک تمام نورِ محمّدی صلی اللہ علیہ وسلم جلوہ گر ہوتا ہے۔ دل کی آنکھیں منوّر ہو جاتی ہیں۔ دائمی طور پر بارگاہِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں موجود رہتا ہے۔ ان دونوں علوم کا پہلا سبق فنا فی الشیخ ہے۔ فنافی الشیخ کا مطلب یہ ہے کہ جب شیخ کی صورت کا تصور کیا جاتا ہے تو اس پر شریعت کا راستہ کھل جاتا ہے اور اس کے جسم سے

بدعت اور جہالت دُور ہو جاتی ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

یَآاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَابْتَغُوْآ اِلَیْہِ الْوَسِیْلَۃَ

اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور اس کی طرف وسیلہ تلاش کرو۔

مرشد کی حقیقت

جاننا چاہیئے کہ حضور نبی کریم وما ارسلناک الا رحمۃً للعالمین علیہ افضل الصّلوٰۃ والتسلیم کی اُمت کے لیے عالم باعمل اور ہدایت کے لیے کامل فقیر موجود ہیں۔ ؎

ہر کہ را مرشد نہ کبر از ہوا

مرد مرشد برد وحدت باخدا

جو شخص کوئی مرشد نہیں رکھتا وہ طامع اور مغرور ہے۔ مرشد اپنے چاہنے والے کو توحیدِ خداوندی میں پہنچا دیتا ہے۔

جہاں علمائے کرام محبتِ الٰہی اور معرفتِ خداوندی کی طلب میں باعمل ہیں۔ وہاں ہدایت محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تلقین کے لیے کامل فقیر اور روشنضمیر موجود ہیں۔ جو صاحب تاثیر۔ بانظر اور قرآن وحدیث اور تفسیر کے موافق ہیں۔

جاننا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ کی محبت، شوق اور طلب نے اصحاب کہف کے کتے کو کتوں سے نکال کر مرتبہ انسانیت پر پہنچا دیا۔ بے ادبی اور نافرمانی سے شیطان کو علم حضوری سے دُور پھینک کر دَ اِنَّ عَلَیْکَ لَعْنَتِیْ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ اور محشر کے دن تک میری لعنت ہے۔ کا ملعون بنا دیا۔ اور ملعونیت کا خطاب دے دیا۔

سنیے ہدایتِ الٰہی اور معرفتِ خداوندی اور اس کا ذکر اور کلمۂ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا ذکر قرآن مجید کی ہدایت کی طرح ہے۔ جس طرح قرآن مجید کا علم بغیر معلم کے حاصل نہیں ہوتا اسی طرح مرشد اور ہادی کے بغیر طالب کو معرفتِ خداوندی کی باطنی راہ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مجلس کی حضوری حاصل نہیں ہوتی۔ صاحب باطن مرشد کے سوا خواہ ظاہر بیں قرآن مجید کی تلاوت کرے یا درود و وظیفہ پڑھے یا علم فقہ کے مسائل پڑھے یا نماز نوافل ادا کرے یا تمام زندگی ریاضت و مجاہدہ کرتا ہے یا راتوں کو بیدار ہو کر نماز تہجد پڑھتا رہے کچھ فائدہ نہیں۔ ان ظاہری اعمال سے ظاہری عزت و مرتبہ حاصل بھی ہو جائے۔ ظاہری اعمال سے ظاہری آنکھوں سے لوحِ محفوظ کا مطالعہ بھی کرے اور عرش سے تحت الثریٰ تک کی راہ بھی نظر آئے پھر بھی وہ صاحب درجہ ہی ہے۔ اہل درجات اور اہل طبقات باطنی معرفتِ خداوندی سے بے خبر رہتے ہیں۔ معرفتِ خداوندی اور مجلس محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حضوری مرشد کے وسیلہ کے بغیر حاصل نہیں ہوتی۔ یہ مرشد ہی سے طلب کرنی چاہیئے۔ کیونکہ باطن کسی صاحب باطن ہی سے کُھل سکتا ہے اور وہ کھول کر دکھا سکتا ہے۔ اور یہ کام باطن کی توفیق یا اسم اللہ ذات کے تصور سے یا کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ سے کر سکتا ہے۔ اس لیے کامل مرشد کے بغیر معرفتِ خداوندی اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مجلس پاک کا وصال مشکل ہے۔ مرشد کامل ایک لحظہ میں سب کچھ کر سکتا ہے۔ علم یہ کہتا ہے کہ نفس امارہ شیطان اور دنیا سے کنارہ کرو۔ کیونکہ جب تینوں متفق ہو جائیں تو سجدہ بجود اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مجلس اور معرفت و وصال خداوندی سے باز رکھتی ہے۔

کتاب کی اہمیت

جاننا چاہیئے کہ کتاب کلید التوحید علماء، فقہاء، فقراء، اہل توحید اور اہل تقلید

کی کسوٹی ہے۔ میں اُن لوگوں پر متعجب ہوں جو فنا فی الشیخ کے مدعی ہیں اور دنیا کا مال اور دنیا کی دولت کے لیے بُت پرستی کرتے ہیں۔ یہ فنا فی الشیخ نہیں بلکہ فنا فی الشیطان ہیں۔ پھر میں اُن لوگوں پر متعجب ہوں کہ دعویٰ تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مجلس کی حضوری اور فنا فی النور محمدی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کرتے ہیں لیکن نفس امارہ میں مبتلا ہیں اور دنیا مردود کی طلب میں۔ نیز میں اُن لوگوں پر متعجب ہوں کہ دعویٰ تو کرتے ہیں فنا فی اللہ اور باخدا ہونے کا۔ اور خواہشات وکفر وشرک میں گرفتار زبانی اقرار تو لَا اِلٰہ کا کرتے ہیں اور دل میں پڑھتے ہیں ؎ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوَاهُ جس نے اپنی نفسانی خواہشات کی عبادت کی ؎

مسلطان ہوس چو آشنائے تو شود
دل مردہ فرمان ہوائے تو شود

جب لالچ کا بادشاہ تجھ سے آشنا ہو جائے تو تیرا دل مردہ اور تیری خواہش کا فرمانبردار ہو جاتا ہے۔

چوں نفس خود پرست ہوائے بود
دشمنِ نفس تو ہوائے شود

چونکہ نفس مطلب کا پجاری ہوتا ہے اس لیے تیری خواہش ہی تیری دشمن ہو جائے گی۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے :۔

یشہد اللہ علیٰ ما فی قلبه وهو علی الخصام

ترجمہ :۔ جو اس کے دل میں ہے وہ اللہ پر ظاہر ہے اور وہ دشمنوں پر حاوی ہے۔

اس شرک وکفر سے باز آ۔ ؎

باھو یک زباں بایک دل ویک رنگ باش
ہر چہ باشد غیر حق از دل تراش

اے باہو! ایک ساعت کے لیے یک دل اور یک رنگ ہو جا۔ اور غیر حق کو دل سے دور کر۔

طریقت کا مرشد

جاننا چاہیئے کہ کتاب ہٰذا کلید التوحید مرشدِ طریقت ہے۔ جو شخص شب و روز اس کتاب کا مطالعہ کرے گا اور با اخلاص پڑھے گا وہ حضور نبی کریم رحمۃ للعالمین انیس الغریبین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی مجلس پاک کی حضوری سے مشرف ہو گا۔ اس سرِّ الٰہی کا انکشاف ہو گا ارض و سماوات کی کوئی چیز اس سے مخفی نہیں رہے گی۔ اس کتاب کا قاری عارفِ خاص اور مخلوقِ خدا کا پیشوا ہو جاتا ہے۔ عارف ربانی نے یہ تمام چیزیں اپنی آنکھوں سے دیکھی ہیں۔ اور عارف سے کوئی بھید چھپا ہوا نہیں۔ جو محتاج آدمی اس کتاب کا مطالعہ کرے گا وہ لایحتاج ولی اللہ ہو جائے گا۔ اگر مفلس پڑھے گا تو صاحبِ ثروت ہو جائے گا۔ اگر پریشان پڑھے گا تو صاحبِ جمعیت ہو جائے گا۔ اگر حیرتمند پڑھے گا تو حرمتمند ہو جائے گا۔ اگر مردہ دل پڑھے گا تو اس کا دل اللہ تعالیٰ کے ذکر سے زندہ ہو جائے گا۔ اگر جاہل پڑھے گا تو صاحب علم اور علوم کے احوال کا منکشف ہو ہو جائے گا۔ اور ماضی، حال و مستقبل کی حقیقت سے آشنا ہو جائے گا۔ اسی لیے کہ جب لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کی ضرب دل پر لگائے گا۔ دل کی صفائی کے سبب عارف بینا ہو جائے گا۔ اگر عالم فاضل پڑھے گا تو فیض بخش ہو جائے گا۔ اگر صاحبِ عبودیت پڑھے گا تو درجہ ربوبیت پر پہنچ جائے گا اگر صاحبِ مجاہدہ پڑھے گا تو مشاہدہ کے مرتبہ پر پہنچ جائے گا۔ اگر صاحبِ ریاضت

پڑھے گا تو صاحبِ راز ہو جائے گا۔ اگر صاحبِ فقر پڑھے گا تو اُسے فنائے نفس کا مرتبہ حاصل ہو گا یعنی اِذَا تَمَّ الفقر فہو اللہ کے مرتبہ پہ پہنچ جائے گا۔ اگر صاحبِ حدیث پڑھے گا تو غرق فنافی اللہ اور اللہ رب العزت تبارک و تعالیٰ کا جلیس ہو جائے گا اور خطراتِ ابلیسیہ سے نجات حاصل کرے گا۔ اگر ناقص پڑھے گا تو کامل ہو جائے گا اگر کامل پڑھے گا تو اکمل ہو جائے گا۔ اگر اکمل پڑھے گا تو سلطان الفقر کے مرتبہ پر پہنچ جائے گا۔ اگر شہنشاہ پڑھے گا تو اُسے وزیر کی حاجت نہیں رہے گی۔ کیونکہ دینی اور دنیاوی، ظاہری اور باطنی کام موکلات خود اُسے بتا دیا کریں گے۔ اگر کیمیا کا طالب پڑھے گا تو علم کیمیا کا جاننے والا اور عامل ہو جائے گا۔ جو شخص کتاب ہٰذا (کلید التوحید) کو ابتداء سے انتہا تک پڑھے گا تو وہ ظاہری مرشد کی بیعت سے فارغ ہو جائے گا۔ اگر رجعت والا پڑھے گا تو رجعت سے خلاصی پائے گا۔ اگر بیمار پڑھے گا تو شفا پائے گا۔ اگر غافل پڑھے گا تو ہوشیار ہو جائے گا۔ اگر محجوب پڑھے گا تو محبوب ہو جائے گا۔ کتاب ہٰذا دونوں عالم کے نعماء کا روشن شیشہ ہے۔

مراتب کا حصول

جاننا چاہیئے کہ تمام اعلیٰ مراتب اسم اللہ ذات اور حضور نبی کریم دمار رسلنا ک الّا رحمۃ للعالمین شفیع المذنبین انیس الغریبین احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفی علیہ التحیۃ والثناء کے تصوّر اور ذکر سے حاصل ہوتے ہیں۔ یہ بھی یاد رہے کہ یہ تمام مراتب اسم اللہ ذات کے حاضرات اسم محمد علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات کے تصور اور کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے تصوّر سے حاصل ہوتے ہیں۔ اسم اعظم اللہ تبارک و تعالیٰ

کے ۹۹ ناموں میں سے وہ نام ہے جو تصوّر کے وقت آگ کے شعلہ یا بجلی کی چمک یا سورج کی طرح روشن ہو۔ اور جس کے نُور سے دونوں جہان پشتِ ناخن پر دکھائی دیں۔ آیاتِ قرآنیہ کو ترتیب سے اور صحیح پڑھنے سے صاف پتہ چلتا ہے حقیقت کے تمام درجات اور ماضی، حال اور مستقبل کے حالات کا انکشاف ہوتا ہے۔ یہ طریقہ راہِ محمدی علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کا باطنی طریقہ ہے۔ اور یہ کما حقہٗ تحقیق کو پہنچ چکا ہے۔ جو شخص اس میں شک کرے وہ منافق، حاسد اور مردود ہے۔ کافر اور بے دین ہے۔

اقسامِ نعمت

جاننا چاہیئے کہ لفظ نعمت پانچ اقسام میں منقسم ہے۔

نعمت کی پہلی قسم:۔ نعمتِ ازل قالو بلیٰ کا اقرار ہے۔

نعمت کی دوسری قسم:۔ نعمتِ دنیا یہ ہے کہ دنیا اور دنیا داروں سے بیزار ہو۔

نعمت کی تیسری قسم:۔ نعمت ابد یہ ہے کہ عابد پر اعتبار کیا جائے

نعمت کی چوتھی قسم:۔ نعمت عقبیٰ یہ ہے کہ معصیت سے استغفار کیا جائے۔

نعمت کی پانچویں قسم:۔ نعمتِ معرفتِ مولیٰ یہ ہے کہ خود سے فانی اور باقی باللہ ہو جائے۔ ؎

نیم کباب کہ ہنگام سوختن گریم
چوں کاغذیم کہ در سوزش است خندہ ما

میں کباب نہیں ہوں کہ جلتے وقت روؤں۔ میں تو کاغذ کی مثل ہوں کہ جلوں اور ہنسوں۔

یہ پانچوں نعماء اس عارف اللہ لائق دیدار کے ہاتھ میں ہیں جو شریعت میں ہوشیار اور کفر سے بیزار ہو۔ اور جو دنیا کو اپنی نظر میں کمتر تصوّر کرتا ہو۔

بخلوت دل گزیں زندہ جانی
جسم ایں جاست جانؔ در لامکانی

زندہ جانی اس طرح تنہائی اختیار کرتا ہے کہ جسم یہاں ہوتا ہے اور جان لامکان میں پہنچ جاتی ہے۔

چرا دفتر سیاہ خویش کردی
ز بد گفتن چرا تو کفر ورزی

تو اپنا دفتر سیاہ کیونکر کرتا ہے اور بڑی گفتگو کر کے کفر میں کیوں پھنستا ہے۔

خموشی با ذکر خوش حق پسندی
چرا در دنیا دُوں تو دل بہ بندی

جب چُپ رہ کر اللہ کے ذکر میں مشغول ہونا بہتر ہے تو پھر اس کمینی دنیا سے تو کیوں دل لگاتا ہے۔

بہر سخن بگو با ذکر پاکی
بسوزند حاسداں ذکر چہ باکی

تو ذکر پاک کے بارے میں باتیں کر۔ اگر حاسد جلیں تو جلنے دو۔ کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

جب تو کلمہ لا الٰہ الاّ اللہ محمد رسول اللہ ترتیب کے ساتھ پڑھے گا تو اس وقت اگر پتھر یا مٹی پر بھی نظر کرے گا تو وہ اس کی برکت سے سیم و زر بن جائیں گے۔

سیمابش چہ حاجت نظر زر کند
ز اطلس و حریر مرا بہ نمد

جب نگاہ سونا بنا سکے تو پارہ کشتہ کرنے کی کیا حاجت۔ مجھے اطلس اور ریشم سے نمدہ ہی بہتر

ظاہری اور باطنی سلک سلوک کو فقیر شناخت کر لیتا ہے اور اُسے ہی اُس کا علم ہے۔

علوم کا انکشاف

جاننا چاہیئے کہ کتاب ہٰذا (کلید التوحید) مبتدی و منتہی دونوں کے لیے کافی ہے۔ اگر عالم فاضل اس کتاب کی قرآۃ کرے تو اس کے مطالعہ سے اس پر چار علوم کا انکشاف ہو گا:۔

پہلا علم :۔ علم کیمیا اکسیر۔

دوسرا علم :۔ علم دعوت تکسیر۔

تیسرا علم :۔ علم ذکر اللہ روشن ضمیر۔

چوتھا علم :۔ علم استغراق باتاثیر صاحب نظر بر نفس امیر۔

کتاب ہٰذا (کلید التوحید) مریدین صادق تصدیق کے طالبین۔ تحقیق کے عارفین اور فقراء فنا فی اللہ کے لیے جو وحدت کے گہرے دریا میں مستغرق ہیں کسوٹی ہے جس شخص نے اس اسم اعظم اور بے رنج خزانہ حاصل نہیں کیا اس کا سوال اس کی گردن پر وبال ہے۔ تصرّف دینی ہوتا ہے یا دنیوی ہوتا ہے۔ اس قسم کا تصرف عظیم و کامل کہیں اور نہیں پایا جاتا۔ اسی تصرف کے لیے لوگ جاں بلب ہوئے بلکہ مر گئے۔ پھر بھی تصرف ہاتھ نہیں آیا۔ یہ تصرف عوام کا ہے جن میں عقل و شعور اور علم ہے۔ اسے پتہ ہے کہ یہ کتاب علم الٰہی سے مرقوم ہوئی ہے اور یہ کہ بارگاہِ خداوندی میں منظور شدہ ہے اور حضور نبی کریم رحمۃ للعالمین علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کی اجازت سے لکھی گئی ہے

کتاب ہذا (کلید التوحید) کا ہر حرف حضوری اور مشاہدہ بخشنے والا ہے۔ اس کی ہر سطر نورِ ذات، نورِ الٰہی کی تجلیات کا مشاہدہ کراتی ہے۔ اسم اللہ کی برکت سے قرآن وحدیث، آیاتِ قرآنیہ اور شریعت محمدی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا انکشاف ہوتا ہے۔ اس کا قاری باطل کو ترک کر کے حق اختیار کرتا ہے اور آمنے سامنے وحدتِ الٰہی میں غرق ہو جاتا ہے۔

ناقص مرشد کی کیفیات

جاننا چاہیئے کہ ناقص مرشد ظاہری اعمال میں لگا دیتا ہے۔ مطلب یہ کہ ناقص مرشد ظاہری اعمال یعنی ریاضت، طاعت اور نوافل میں مشغول کرتا ہے۔ یاد رہے کہ ظاہری عبادت دن کی ریاضت کفار باطنیہ اور دشمنِ خداوندی یعنی نفس و شیطان سے جنگ کرنا ہے۔ لیکن جب انسان ظاہری عبادت و ریاضت میں مشغول ہوتا ہے تو نفس اور شیطان دونوں اس پر ہنستے ہیں کہ ہم اس کے باطن میں وساوس، خطرات، محبتِ دنیا اور حرص و ہوا سے اس پہ ڈاکہ ڈالیں۔

مذمتِ نفس

دُزدِ ایماں نفس اندر جانِ تو
دشمنِ غالب چہ علاج است رو

نفس ایمان کا چور ہے تیری جان میں۔ جب دشمن غلبہ پا جائے تو اس کا کیا علاج

با تیغ ذکر و تیر فکر و کارزار
نفس کافر قتل کن با ذوالفقار

کافر نفس کو ذکر کی تلوار، فکر کے تیر سے قتل کر۔

شیطاں ہم غائب بگردد راہزن
از دشمن وے کس نیاید در امن

شیطان غائبانہ طور پر ڈاکہ زنی کرتا ہے۔ اس کی دشمنی سے کوئی بھی بے کھٹکے نہیں۔

ہر یکے دشمن بود علاج ایں
غرق شو فی اللہ فنا حق الیقین

ان دشمنوں کا صرف یہی ایک علاج ہے کہ ذات باری تعالیٰ میں فنا ہو کر حق الیقین کا درجہ حاصل کر۔

ایں ہمہ یاری بود از کردگار
ایں مراتب عارفاں است شہ سوار

یہ صرف اللہ تعالیٰ کی توفیق سے حاصل ہوتا ہے۔ یہ شہ سوار عارفین کا مرتبہ ہے۔

حرب نفس

نفس سے اولیاء اللہ کا جنگ کرنا حضرت سلطان العارفین سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ نہیں نہیں میں نے غلط کہا۔ یہ لڑائی ہیجڑوں، نامردوں اور مردود وں

کامیدانِ جنگ ہے۔ یہ جنگ آسان ہے۔ مگر نفس وشیطان سے جنگ کرنا آسان نہیں۔ وہ اسم اللہ ذات کے تصور کی تلوار سے یکبارگی قتل کر دیتے ہیں۔ اور رُوح کی نوازش کر کے غرق فنا فی اللہ ہو جاتے ہیں۔ شیطان کو خود سے دُور پھینک دیتے ہیں اور بقا باللہ کے مرتبے پر پہنچ کر غرق فی التوحید ہو کر لامکان تک پہنچ جاتے ہیں۔ جہاں نفس منوّر ہو جاتا ہے اور شیطان کی رسائی نہیں ہوتی۔ جو شخص اس مرتبے پر پہنچتا ہے وہ پہلے اسم اللّٰہ کی تلوار سے دشمنوں کے سر الگ کرتا ہے اور لڑائی سے بے کھٹکے ہو جاتا ہے۔ استقامت کے ساتھ کرامت کا یہی مطلب ہے کہ جو شخص اسم اللّٰہ ذات کے تصور میں مستغرق ہوتا ہے اس کا وجود اس جہان میں ہوتا ہے اور ظاہری طور پر عام لوگوں سے باتیں کرتا ہے لیکن باطن میں اس جہان کے اندر معرفتِ نور میں مستغرق ہوتا ہے۔ یہ بات کامل مرشد سے جو فیض اور فضل الٰہی سے باتوفیق ہو حاصل ہوتی ہے۔ یہ توفیق جسے رب تعالیٰ چاہتا ہے عطا کرتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

وَمَا تَوْفِيْقِيْ اِلَّا بِاللّٰهِ

ترجمہ:۔ اور مجھے جو کچھ توفیق ہے وہ اللہ کی طرف سے ہے۔

اس قسم کے عارف کو معرفتِ خداوندی میں عالم صاحب تحصیل فاضل اور فیض بخش کہتے ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقَاكُمْ

ترجمہ:۔ اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ پرہیزگار زیادہ لائق تعظیم ہے۔

یہ فیض وفضل الٰہی توفیق عطائے الٰہی ہے۔ ان مراتب کو مجموعۃ الحسنات"

کہتے ہیں۔ تمام ابرار مقربِ حق فنا فی اللہ کے درجے تک نہیں پہنچ سکتے۔
ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:۔

حسنات الابرار سیئات المقربین

ابرار کی حسنات مقربین کی سیئات کے برابر ہیں۔

درجات میں تخصیص

جاننا چاہیئے کہ عالمِ ظاہر اور عالمِ باطن اور فقر کا درجہ منفرد ہے۔ اس لیے کہ علماء فضلاء فقہا قرآن وحدیث کا مرتبہ اور ہے۔ صاحبِ ورد و وظائف اور ذاکر کا درجہ اور ہے۔ لیکن فکر کا درجہ اور ہے۔ چنانچہ حسبِ ذیل فکروں سے حسبِ ذیل نتائج برآمد ہوتے ہیں:۔

۱۔ نعمتِ الٰہیہ کے بارے میں فکر کرنے سے دل میں اس کی محبت پیدا ہوتی ہے۔
۲۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کے احسان کی فکر کرنے سے دل میں حیا پیدا ہوتا ہے۔
۳۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کے وعدہ وعید کی فکر سے دل میں اللہ تعالیٰ کی توحید کا نور پیدا ہوتا ہے۔
۴۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کی معرفت کی فکر سے دل توحیدِ باری تعالیٰ کا نور پیدا ہوتا ہے۔
۵۔ قرآن مجید کی تلاوت کے علم کے بارے میں فکر کرنے سے نیک اعمال پیدا ہوتے ہیں۔
۶۔ دنیا کے بارے میں فکر کرنے سے دل میں سیاہی جمع ہوتی ہے اور شیطانی منصوبے پیدا ہوتے ہیں۔

حقیقتِ دنیا

دنیا میں دنیادار سے بڑھ کر کوئی بُرا نہیں، اس سے بڑھ کر کوئی احمق نہیں۔ جو اس بدتر کو اللہ تعالیٰ کے نام۔ دینِ محمدی اور فقرِ محمدی صلّی اللہ علیہ وسلم سے بہتر سمجھتا ہو۔ مومن مسلمان وہ شخص ہے جو اس فرضِ عظیم کو بجا لائے کہ اللہ تعالیٰ قدرتِ غالب سے حاضر و ناظر ہے۔ یہ فرضِ عظیم تمام فرائض سے فرضِ عین ہے اور ہر سنّتِ نبوی سے بڑھ کر ہے۔ اللہ تعالیٰ کی راہ پر تصرف کرنا چاہیئے۔ تاکہ بڑی سنّت ادا ہو۔ یہ فرض اور سنّت صرف اہل اللہ ہی عمل میں لاتے ہیں۔

ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:۔

اَنِیْنُ الْمُذْنِبِیْنَ اَحَبُّ اِلَی اللّٰہِ مِنْ تَسْبِیْحِ الْمُقَرَّبِیْنَ

گنہ گاروں کا رونا مقربین کی تسبیح سے اللہ تعالیٰ کو زیادہ محبوب ہے۔

جو شخص مردہ دل دنیا والوں سے علیٰحدہ ہوتا ہے تو اُس کا دل صاف ہو جاتا ہے اور اس کا نفس مردہ ہو جاتا ہے۔ یہی نفس کا مار ڈالنا اور قتل کرنا ہے کہ وہ شرک کفر، تکبر، حرص و ہوا اور خصائلِ بد کو چھوڑ دے۔ جب یہ باتیں حاصل ہو جائیں تو سمجھ لیجئے کہ نفس مردہ ہو گیا ہے اور نیک اعمال سے پاک پاک ہو گیا ہے۔ اور دنیاوی لذّات اور دنیاداروں کی مجالس سے اس نے توبہ کر لی ہے۔ اور قلب کی صفائی اور ارواحِ مقدسہ کی صفائی۔ عبادت معرفتِ خداوندی میں مشغول ہو گیا ہے۔ جب یہ تمام باتیں حاصل ہو جائیں تو سمجھ لیجئے کہ نفس مطمئنہ ہو گیا ہے۔

ارشادِ نبوی صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

اَلدُّنْیَا قَوْسٌ وَحَوَادِثُھَا سِہَامٌ فَفِرُّوْا اِلَی اللّٰہِ حَتّٰی نَجَاتٌ مِنَ النَّاسِ۔

دنیا کمان کی طرح ہے اور اس کے حوادث تیر کی طرح ہیں۔ پس تم اللہ تعالیٰ کی طرف بھاگو یہاں تک کہ انسان سے خلاصی پاؤ۔

پھر ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

اَلدُّنْیَا حَوْضٌ وَالْاِنْسَانُ فِیْہِ الْحُوْتِ وَالْمَرْضُ شَبَکَتِہٖ وَالْاَجَلُ صَیَّادٌ۔

دنیا حوض کی طرح ہے جس میں انسان مچھلی کی مانند ہے اور مرض جال کی طرح ہے اور اجل صیاد کی مانند ہے۔

رفاقت کا انکشاف

غفلت کی روئی کو کانوں سے نکال اور کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَۃُ الْمَوْت کا خیال رکھو۔ بالآخر تیرے اعمال ہی تیرے کام آئیں گے۔ صالح اعمال ہی تیری رفاقت کریں گے۔ دنیا جس قدر تجھے شیریں معلوم ہو گی اُسی قدر جان نکلنے کا عذاب تجھے کثیر ہو گا۔ صرف تلخی معلوم نہیں ہوتی۔ تو اللہ کے نام اور کلمہ طیبہ لاالٰہ اِلا اللہ محمد رسول اللہ سے سہارا لے۔

اللہ رب العالمین جل مجدہُ الکریم نے حدیث قدسی میں ارشاد فرمایا:۔

فِی الدُّنْیَا کَاَنَّکَ غَرِیْبٌ اَوْکَعَابِرُ سَبِیْلٍ وَعُدَّ نَفْسَکَ مِنْ اَصْحَابِ الْقُبُوْرِ۔

تو دنیا میں ایک مسافر یا راہ گزر کی طرح زندگی گزار اور خود کو اہل قبور سے خیال کر۔

ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہے:۔

جُمُوْدُ الْعَيْنِ مِنْ قَسْوَةِ الْقَلْبِ مِنْ أَكْلِ الْحَرَامِ دَأَكْلُ الْحَرَامِ مِنْ كَثْرَةِ الذُّنُوْبِ مِنْ طُوْلِ الْأَمَلِ وَطُوْلُ الْأَمَلِ مِنْ نِسْيَانِ الْمَوْتِ وَنِسْيَانُ الْمَوْتِ مِنْ حُبِّ الدُّنْيَا وَحُبُّ الدُّنْيَا رَأْسُ كُلِّ خَطِيْئَةٍ وَتَرْكُ الدُّنْيَا رَأْسُ كُلِّ عِبَادَةٍ۔

آنکھوں کی بینائی قلب کی سختی سے ہوتی ہے۔ قلب کی سختی حرام کھانے سے۔ حرام کھانا کثرتِ معصیت سے۔ کثرت معصیت لمبی چوڑی اُمیدوں سے۔ لمبی چوڑی اُمیدیں موت کو بھول جانے سے۔ موت کا بھول جانا دنیا کی محبت سے ہوتا ہے۔ دنیا کی محبت تمام بُرائیوں کی جڑ ہے اور اس کا چھوڑ دینا تمام عبادات کا سر ہے۔

پھر ارشادِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

اَلْمَوْتُ وَالْفِرَاقُ قَرِيْبٌ وَلَيْسَ لَهُ مُلَاقَاتٌ إِلَّا نَصِيْبٌ

موت اور فراق ملتے جلتے ہیں۔ اسے ملاقات نہیں۔ مگر نصیب سے۔

جاننا چاہیئے کہ جس شخص کی زبان اللہ تعالیٰ کے قول اور رسول اللہ کے قول سے مردہ اور اس کا دل دنیوی حُب میں فنا ہو۔ اُس کی رُوح نفس کے غلبہ سے مردہ ہو جاتی ہے۔ اس کا سر سر پردہ خناس سے مرجاتا ہے۔ خواہ وہ ظاہر میں زندہ ہی ہوتا ہے۔ حقیقت میں فوت شدہ ہوتا ہے۔ کیونکہ وہ دنیا مردار کے درجات میں منہمک ہوتا ہے۔ جس شخص کی زبان علم قرآن و حدیث اور نفس سے زندہ ہو۔

اور جس شخص کی زبان علم قرآن وحدیث اور نفس سے زندہ ہو۔ اور جس کا دل ذکرِ الٰہی سے زندہ ہو۔ اُس کی رُوح بھی زندہ ہوتی ہے۔ اور اس کا سر مشاھدہ اور استغراق پروردگار کی وجہ سے زندہ ہوتا ہے۔ جس شخص کو ایسی حیاتی نصیب ہو اُسے موت سے کیا تعلق۔ ؎

آں روز یاد کن کہ شود جاں ز تن جُدا
فریاد ہیچکس نرسد جُز خدا خدا

وہ یوم یاد کر جب جان جسم سے الگ ہو جائے۔ اور ہر محض خدا خدا کے بغیر اور کچھ نہ کہے گا۔

زندہ دل ہرگز نمیرد باھُوا
مرگ رہبر شد مرا وصلِ خُدا

ہرگز زندہ دل لالچ کی موت نہیں مرتا۔ میرے لیے وصل خدا کی کی رہبری بنی ہے۔

خطا داریم عشرت بے شمار
کہ برائے وصل طلبید است یار

ہم جو عشرت میں مشغول ہیں غلطی پر ہے۔ دوست نے ہمیں وصل کے لیے بلایا ہے۔

حضرت سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیتے ہوئے کیا خوب فرمایا:۔

از مرگ پیشتر حق یافتیم
شوق حق باخود رفیقے ساختیم

ہم نے مرنے سے قبل ہی اللہ تعالیٰ کو پا لیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے شوق کو ہم نے اپنا ساتھی بنا لیا ہے۔

ہر کہ از حق زندہ شد عارف خدا
مردہ مرد و نفس و سر ہوا

جو حق سے زندہ ہے وہ عارف باللہ ہے۔ خواہشاتِ نفسانی والا مردہ ہی سمجھو۔

نور نبوی برد با ما نورِ ذات
ذات با ذاتش رسد دائم حیات

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نُور نے ہمیں نورِ ذات تک پہنچایا۔ جب ذات سے ذات مل جاتی ہے تو ہمیشہ کی حیاتی مل جاتی ہے۔

خلوت خانہ مرا نامش قبر
غرق در توحید نورش سربسر

میری تنہائی کے گھر کا نام قبر ہے۔ اس میں پہنچ کر میں توحید باری تعالیٰ میں غرق ہوتا ہوں۔ اس کا نور سربسر منور ہے۔

کے بہ بیند سرّ اللہ کوربین
دیدہ داری خویش بیں اہل از یقین

نابینا اللہ تعالیٰ کے رازوں کو نہیں دیکھ سکتا۔ اگر تو آنکھیں رکھتا ہے تو خود کو اہل یقین سے جان۔

دنیا یک دم بود یک ساعتش
آں دمی بہتر کہ با حق طاعتش

دنیا ایک ساعت بلکہ ایک دم ہے۔ اس لیے وہی سانس بہتر ہے جو یادِ حق میں گزرے۔

ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

اَلدُّنیَا سَاعَۃٌ فَجْعَلْھَا طَاعَۃً۔

دنیا ایک ساعت ہے سو اُسے اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں گزار۔

آنچہ از حق باز دارد دنیا زِشت
آنچہ با حق می برد مزرعہ بہشت

جو چیز تجھے اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غافل کرتی ہے وہ دنیا ہے۔ جو اللہ تعالیٰ سے ملاتی ہے وہ عقبیٰ کی کھیتی ہے۔

جاننا چاہیئے کہ دُنیا آخرت کی کھیتی ہے۔ جو زندگی معبودِ برحق کی عبادت اور اللہ تعالیٰ کے ذکر میں بسر ہو وہی زندگی ہے۔ دنیاوی سیم وزر، مال و دولت فخر فرعونی، متاعِ شیطانی اور بُت پرستی ہے۔

کسی اہل ریاضت نے کیا خوب فرمایا:۔

"دنیا شیطانی شراب ہے جو اس کا گھونٹ پی لیتا ہے وہ ہمیشہ ہمیش تک ہوش میں نہیں آتا۔ قانع آدمی غنی ہے خواہ اس کے پاس ایک دمڑی بھی نہ ہو۔ اور حریص محتاج ہے خواہ وہ ساری دنیا کا مالک ہو۔"

کامل فقیر کون؟

حضرت سلطان العارفین علیہ الرحمۃ نے جواباً فرمایا:۔

کامل فقیر وہ ہے جو پہلے تمام دنیاوی متاع کو ہاتھ میں لاکر اس کا عامل بن کر دل اس طرح غنی کرے کہ گویا تمام دنیا اس کے ہاتھ میں ہے۔ اس کے دل میں دنیاوی حسرت باقی نہ رہے۔ گویا اُس نے دنیا ہاتھ میں لاکر خود چھوڑی ہے۔

اگر کوئی فقیر دنیا کا گلہ کرتا ہے تو اُس کی دو صورتیں ہیں یا تو وہ فقیر دنیا کو چاہتا ہے اور دنیا اُس کے گھر نہیں آتی۔ اس لیے دنیا سے بیزار ہو کر اس کا گلہ کرتا ہے یا وہ فقیر طالب الٰہی اور بارگاہِ خداوندی میں مقرب ہے۔ اور وہ شب و روز اطاعت خداوندی میں مصروف رہتا ہے۔ اور اُسے دنیا سے گھن آتی ہے اور وہ اسے مردار بدبودار کی طرح جانتا ہے۔ اس لیے اس کا گلہ کرتا ہے ؎

دنیا بہر از خدمت مردانِ خدا
اہلِ دنیا طالبِ شیطان ہوا

دنیا اللہ والوں کی خدمت کے لیے ہے۔ دنیادار شیطان کا چاہنے والا اور حرص و ہوا کا متمنی ہے۔

ارشاد نبوی صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

لَوْلَا الْفُقَرَآءُ مُهْلِكُ الْاَغْنِيَآءُ

اگر فقیر نہ ہوتے تو دولت مند ہلاک ہو جاتے۔

دنیادار کے لیے ضروری ہے کہ وہ فقراء سے التجا کریں۔ لیکن فقیر کے لیے کسی دنیادار کا ملتجی ہونا گناہ ہے۔ ہاں اگر عند اللہ ایسا کرتا ہے تو کوئی حرج نہیں۔ جو فقیر شب و روز دنیاداروں سے ہم پیالہ رہتا ہے وہ دنیاداروں سے بھی بدتر ہے۔ ارشاد نبوی صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

لَا تَغْتَرُّوْا بِفَيَّاضِ الْمُلُوْكِ فَاِنَّهٗ مَعْجُوْنَةٌ بِدَمِ الْمَسَاكِيْنِ

بادشاہوں کی فیاضی پر نہ اتراؤ کیونکہ وہ مساکین کے خون کی معجون ہوتی ہے۔

سب سے اوّل اکل حلال حاصل کر پھر اس کے بعد فقر میں قدم رکھ۔ جب تک نفس کو فقر و فاقہ لذّاتِ دنیوی سے زیادہ لذت دار نہ ہو معرفتِ خداوندی

پہلی قسم :۔ ظاہری۔
دوسری قسم :۔ باطنی۔

ظاہری جمعیت دو علوم پر موقوف ہے :۔

۱۔ ایک علم تکثیر اہل قبور کی دعوت۔ جس کے موجب اللہ تعالیٰ کے حکم سے اٹھارہ ہزار قسم کی مخلوق محکوم ہو جاتی ہے۔

۲۔ علم اکسیر کیمیا۔ علم تکثیر اہل قبور کی روحانیوں کی دعوت سے حاصل ہوتا ہے جس کے بموجب دنیا میں دل غنی لایحتاج اور جماعت کے ساتھ ہوتا ہے خواہ لوگوں کی نگاہوں میں وہ مفلس و نادار ہی دکھائی دے۔

دوسری جمعیت باطنی بھی مندرجہ ذیل دو علوم سے حاصل ہوتی ہے :۔

۱۔ اسم ذات اللہ کے تصور سے فنافی اللہ کا علم، اسم اللہ ذات کے تصور سے صاحب تصور کے وجود میں سر سے پاؤں تک اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا نور آجاتا ہے۔ اُس کی نظروں میں توحید جلوہ گر ہوتی ہے۔ جو کچھ اس کی زبان سے نکلتا ہے وہ بھی معرفت خداوندی اور توحید باری تعالیٰ کے بارے میں ہوتا ہے۔ اگر وہ سنتا ہے تو بھی معرفت اور توحید الٰہی کی باتیں سنتا ہے۔ وہ دنیا شیطان اور نفس امّارہ سے فارغ ہو جاتا ہے۔ ریا اور تقلید سے بیزار ہوتا ہے۔

۲۔ حضور نبی کریم وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کے اسم محمدؐ کے تصور سے سر سے پاؤں تک تمام نورِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم جلوہ گر ہوتا ہے۔ دل کی آنکھیں منور ہو جاتی ہیں۔ دائمی طور پر بارگاہِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں موجود رہتا ہے۔ ان دونوں علوم کا پہلا سبق فنا فی الشیخ ہے۔ فنافی الشیخ کا مطلب یہ ہے کہ جب شیخ کی صورت کا تصور کیا جاتا ہے تو اس پر شریعت کا راستہ کھل جاتا ہے اور اس کے جسم سے

بدعت اور جہالت دُور ہو جاتی ہے.

ارشاد باری تعالیٰ ہے:.

یَآ اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَابْتَغُوْٓا اِلَیْہِ الْوَسِیْلَۃَ

اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور اس کی طرف وسیلہ تلاش کرو.

مرشد کی حقیقت

جاننا چاہیئے کہ حضور نبی کریم وما ارسلناک الا رحمۃً للعالمین علیہ افضل الصّلوٰۃ والتسلیم کی اُمت کے لیے عالم باعمل اور ہدایت کے لیے کامل فقیر موجود ہیں. ؎

ہر کہ را مرشد نہ کبر از ہوا
مرد مرشد برد وحدت با خدا

جو شخص کوئی مرشد نہیں رکھتا وہ طامع او مغرور ہے. مرشد اپنے چاہنے والے کو توحید خداوندی میں پہنچا دیتا ہے.

جہاں علمائے کرام محبت الٰہی اور معرفت خداوندی کی طلب میں باعمل ہیں. وہاں ہدایت محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تلقین کے لیے کامل فقیر اور روشن ضمیر موجود ہیں. جو صاحب تاثیر. بانظر اور قرآن وحدیث اور تفسیر کے موافق ہیں.

جاننا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ کی محبت، شوق اور طلب نے اصحاب کہف کے کتے کو کتوں سے نکال کر مرتبہ انسانیت پر پہنچا دیا. بے ادبی اور نافرمانی سے شیطان کو علم حضوری سے دُور پھینک کر دِاِنَّ عَلَیْکَ لَعْنَتِیْٓ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ اور محشر کے دن تک میری لعنت ہے. کا ملعون بنا دیا. اور ملعونیت کا خطاب دے دیا.

سنیے ہدایتِ الٰہی اور معرفتِ خداوندی اور اس کا ذکر اور کلمۂ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا ذکر قرآن مجید کی ہدایت کی طرح ہے۔ جس طرح قرآن مجید کا علم بغیر معلم کے حاصل نہیں ہوتا اسی طرح مرشد اور ہادی کے بغیر طالب کو معرفتِ خداوندی کی باطنی راہ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مجلس کی حضوری حاصل نہیں ہوتی۔ صاحبِ باطن مرشد کے سوا خواہ ظاہر بیں قرآن مجید کی تلاوت کرے یا درود و وظیفہ پڑھے یا علم فقہ کے مسائل پڑھے یا نماز نوافل ادا کرے یا تمام زندگی ریاضت و مجاہدہ کرتا ہے یا راتوں کو بیدار ہو کر نماز تہجّد پڑھتا رہے کچھ فائدہ نہیں۔ ان ظاہری اعمال سے ظاہری عزت و مرتبہ حاصل بھی ہو جائے۔ ظاہری اعمال سے ظاہری آنکھوں سے لوحِ محفوظ کا مطالعہ بھی کرے اور عرش سے تحت الثریٰ تک کی راہ بھی نظر آئے پھر بھی وہ صاحب درجہ ہی ہے۔ اہل درجات اور اہل طبقات باطنی معرفتِ خداوندی سے بے خبر رہتے ہیں۔ معرفتِ خداوندی اور مجلس محمّدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حضوری مرشد کے وسیلہ کے بغیر حاصل نہیں ہوتی۔ یہ مرشد ہی سے طلب کرنی چاہیئے۔ کیونکہ باطن کسی صاحب باطن ہی سے کُھل سکتا ہے اور وہ کھول کر دکھا سکتا ہے۔ اور یہ کام باطن کی توفیق یا اسم اللہ ذات کے تصور سے یا کلمہ طیبہ لا الٰہ الاّ اللہ محمد رسول اللہ سے کر سکتا ہے۔ اس لیے کامل مرشد کے بغیر معرفتِ خداوندی اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی مجلس پاک کا وصال مشکل ہے۔ مرشد کامل ایک لحظہ میں سب کچھ کر سکتا ہے۔ علم یہ کہتا ہے کہ نفس امّارہ شیطان اور دنیا سے کنارہ کرو۔ کیونکہ جب تینوں متفق ہو جائیں تو بندہ بجود اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مجلس اور معرفت و وصال خداوندی سے باز رکھتی ہے۔

کتاب کی اہمیّت

جاننا چاہیئے کہ کتاب کلید التوحید علماء، فقہاء، فقراء، اہل توحید اور اہل تقلید

کی کسوٹی ہے۔ میں اُن لوگوں پر متعجب ہوں جو فنا فی الشیخ کے مدّعی ہیں اور دنیا کا مال اور دنیا کی دولت کے لیے بُت پرستی کرتے ہیں۔ یہ فنا فی الشیخ نہیں بلکہ فنا فی الشیطان ہیں۔ پھر میں اُن لوگوں پر متعجب ہوں کہ دعویٰ تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مجلس کی حضوری اور فنا فی النور محمدی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کرتے ہیں لیکن نفس امارہ میں مبتلا ہیں اور دنیا مردود کی طلب میں۔ نیز میں اُن لوگوں پر متعجب ہوں کہ دعویٰ تو کرتے ہیں فنا فی اللہ اور باخدا ہونے کا۔ اور خواہشات و کفر و شرک میں گرفتار زبانی اقرار تو لَآ اِلٰہ کا کرتے ہیں اور دل میں پڑھتے ہیں ؎ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰہَ ھَوَاہُ جس نے اپنی نفسانی خواہشات کی عبادت کی ؎

مسلطان ہوس چو آشنائے تو شود
دل مردہ فرمان ہوائے تو شود

جب لالچ کا بادشاہ تجھ سے آشنا ہو جائے تو تیرا دل مردہ اور تیری خواہش کا فرمانبردار ہو جاتا ہے۔

چوں نفس خود پرست ہوائے بود
دشمنِ نفس تو ہوائے شود

چونکہ نفس مطلب کا پجاری ہوتا ہے اس لیے تیری خواہش ہی تیری دشمن ہو جائے گی۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

یشہد اللہ علیٰ ما فی قلبہ وھو علی الخصام

ترجمہ:۔ جو اس کے دل میں ہے وہ اللہ پر ظاہر ہے اور وہ دشمنوں پر حاوی ہے۔

اس شرک و کفر سے باز آ۔ ؎

باھو یک زباں بایک دل و یک رنگ باش
ہر چہ باشد غیر حق از دل تراش

اے باہو! ایک ساعت کے لیے یک دل اور یک رنگ ہو جا۔ اور غیرِ حق کو دل سے دور کر۔

طریقت کا مرشد

جاننا چاہیئے کہ کتاب ہٰذا کلید التوحید مرشدِ طریقت ہے۔ جو شخص شب و روز اس کتاب کا مطالعہ کرے گا اور با اخلاص پڑھے گا وہ حضور نبی کریم رحمۃ للعالمین انیس الغریبین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی مجلس پاک کی حضوری سے مشرف ہو گا۔ اس سرّ الٰہی کا انکشاف ہو گا ارض و سماوات کی کوئی چیز اس سے مخفی نہیں رہے گی۔ اس کتاب کا قاری عارفِ خاص اور مخلوق خدا کا پیشوا ہو جاتا ہے۔ عارف ربانی نے یہ تمام چیزیں اپنی آنکھوں سے دیکھی ہیں۔ اور عارف سے کوئی بھید چھپا ہوا نہیں۔ جو محتاج آدمی اس کتاب کا مطالعہ کرے گا وہ لایحتاج ولی اللہ ہو جائے گا۔ اگر مفلس پڑھے گا تو صاحبِ ثروت ہو جائے گا۔ اگر پریشان پڑھے گا تو صاحبِ جمعیت ہو جائے گا۔ اگر حیرتمند پڑھے گا تو حرمتمند ہو جائے گا۔ اگر مردہ دل پڑھے گا تو اس کا دل اللہ تعالیٰ کے ذکر سے زندہ ہو جائے گا۔ اگر جاہل پڑھے گا تو صاحب علم اور علوم کے احوال کا منکشف ہو ہو جائے گا۔ اور ماضی، حال و مستقبل کی حقیقت سے آشنا ہو جائے گا۔ اسی لیے کہ جب لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کی ضرب دل پر لگائے گا۔ دل کی صفائی کے سبب عارف بینا ہو جائے گا۔ اگر عالم فاضل پڑھے گا تو فیض بخش ہو جائے گا۔ اگر صاحبِ عبودیت پڑھے گا تو درجہ ربوبیت پہ پہنچ جائے گا اگر صاحب مجاہدہ پڑھے گا تو مشاہدہ کے مرتبہ پر پہنچ جائے گا۔ اگر صاحب ریاضت

پڑھے گا تو صاحبِ راز ہو جائے گا۔ اگر صاحبِ فقر پڑھے گا تو اُسے فنائے نفس کا مرتبہ حاصل ہو گا یعنی اِذَا تَمَّ الفَقرُ فَھُوَ اللّٰہ کے مرتبہ پہ پہنچ جائے گا۔ اگر صاحبِ حدیث پڑھے گا تو غرق فنافی اللہ اور اللہ ربّ العزت تبارک و تعالیٰ کا جلیس ہو جائے گا اور خطراتِ ابلیسیہ سے نجات حاصل کرے گا۔ اگر ناقص پڑھے گا تو کامل ہو جائے گا اگر کامل پڑھے گا تو اکمل ہو جائے گا۔ اگر اکمل پڑھے گا تو سلطان الفقر کے مرتبہ پر پہنچ جائے گا۔ اگر شہنشاہ پڑھے گا تو اُسے وزیر کی حاجت نہیں رہے گی۔ کیونکہ دینی اور دنیاوی، ظاہری اور باطنی کام موکلات خود اُسے بتادیا کریں گے۔ اگر کیمیا کا طالب پڑھے گا تو علم کیمیا کا جاننے والا اور عامل ہو جائے گا۔ جو شخص کتاب ہٰذا (کلید التوحید) کو ابتداد سے انتہا تک پڑھے گا تو وہ ظاہری مرشد کی بیعت سے فارغ ہو جائے گا۔ اگر رجعت والا پڑھے گا تو رجعت سے خلاصی پائے گا۔ اگر بیمار پڑھے گا تو شفا پائے گا۔ اگر غافل پڑھے گا تو ہوشیار ہو جائے گا۔ اگر محجوب پڑھے گا تو محبوب ہو جائے گا۔ کتاب ہٰذا دونوں عالم کے نعماد کا روشن شیشہ ہے۔

مراتب کا حصول

جاننا چاہیئے کہ تمام اعلیٰ مراتب اسم اللّٰہ ذات اور حضور نبی کریم دما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین شفیع المذنبین انیس الغریبین احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناد کے تصور اور ذکر سے حاصل ہوتے ہیں۔ یہ بھی یاد رہے کہ یہ تمام مراتب اسم اللہ ذات کے حاضرات اسم محمد علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات کے تصور اور کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے تصور سے حاصل ہوتے ہیں۔ اسم اعظم اللہ تبارکؑ تعالیٰ

کے ۹۹ ناموں میں سے وہ نام ہے جو تصوّر کے وقت آگ کے شعلہ یا بجلی کی چمک یا سورج کی طرح روشن ہو۔ اور جس کے نُور سے دونوں جہان پشتِ ناخن پر دکھائی دیں۔ آیاتِ قرآنیہ کو ترتیب سے اور صحیح پڑھنے سے صاف پتہ چلتا ہے حقیقت کے تمام درجات اور ماضی، حال اور مستقبل کے حالات کا انکشاف ہوتا ہے۔ یہ طریقہ راہِ محمدی علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کا باطنی طریقہ ہے۔ اور یہ کما حقہٗ تحقیق کو پہنچ چکا ہے۔ جو شخص اس میں شک کرے وہ منافق، حاسد اور مردود ہے۔ کافر اور بے دین ہے۔

اقسامِ نعمت

جاننا چاہیئے کہ لفظ نعمت پانچ اقسام میں منقسم ہے۔

نعمت کی پہلی قسم:۔ نعمتِ ازل قالو بلیٰ کا اقرار ہے۔

نعمت کی دوسری قسم:۔ نعمتِ دنیا یہ ہے کہ دنیا اور دنیا داروں سے بیزار ہو۔

نعمت کی تیسری قسم:۔ نعمت ابد یہ ہے کہ عابد پر اعتبار کیا جائے

نعمت کی چوتھی قسم:۔ نعمت عقبیٰ یہ ہے کہ معصیت سے استغفار کیا جائے۔

نعمت کی پانچویں قسم:۔ نعمتِ معرفتِ مولیٰ یہ ہے کہ خود سے فانی اور باقی باللہ ہو جائے۔

نیم کباب کہ ہنگام سوختن گریم
چوں کاغذیم کہ در سوزش است خندہ ما

میں کباب نہیں ہوں کہ جلتے وقت رؤوں۔ میں تو کاغذ کی مثل ہوں کہ جلوں اور ہنسوں۔

یہ پانچوں نعمات اس عارف اللہ لائق دیدار کے ہاتھ میں ہیں جو شریعت میں ہوشیار اور کفر سے بیزار ہو۔ اور جو دنیا کو اپنی نظر میں کمتر تصوّر کرتا ہو۔

بخلوت دل گزیں زندہ جانی
جسم ایں جاست جانش در لامکانی

زندہ جانی اس طرح تنہائی اختیار کرتا ہے کہ جسم یہاں ہوتا ہے اور جان لامکان میں پہنچ جاتی ہے۔

چرا دفتر سیاہ خویش کردی
ز بد گفتن چرا تو کفر ورزی

تو اپنا دفتر سیاہ کیونکر کرتا ہے اور بُری گفتگو کر کے کفر میں کیوں پھنستا ہے۔

خموشی با ذکر خوش حق پسندی
چرا در دنیا دُوں تو دل بہ بندی

جب چُپ رہ کر اللہ کے ذکر میں مشغول ہونا بہتر ہے تو پھر اس کمینی دنیا سے تو کیوں دل لگاتا ہے۔

بہر سخن بگو با ذکر پاکی
بسوزند حاسداں ذکر چہ باکی

تو ذکر پاک کے بارے میں باتیں کر۔ اگر حاسد جلیں تو جلنے دو۔ کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

جب تو کلمہ لا الٰہ الّا اللہ محمد رسول اللہ ترتیب کے ساتھ پڑھے گا تو اس وقت اگر پتھر یا مٹی پر بھی نظر کرے گا تو وہ اس کی برکت سے سیم وزر بن جائیں گے۔

سیمابش چہ حاجت نظر زر کند
ز اطلس و حریر مرا بہ نمد

جب نگاہ سونا بنا سکے تو پارہ کشتہ کرنے کی کیا حاجت۔ مجھے اطلس اور ریشم سے نمدہ ہی

ظاہری اور باطنی سلک سلوک کو فقیر شناخت کر لیتا ہے اور اُسے ہی اُس کا علم ہے۔

علوم کا انکشاف

جاننا چاہیئے کہ کتاب ہذا (کلید التوحید) مبتدی و منتہی دونوں کے لیے کافی ہے۔ اگر عالم فاضل اس کتاب کی قرآۃ کرے تو اس کے مطالعہ سے اس پر چار علوم کا انکشاف ہوگا:۔

پہلا علم :۔ علم کیمیا اکسیر۔

دوسرا علم :۔ علم دعوت تکسیر۔

تیسرا علم :۔ علم ذکر اللہ روشن ضمیر۔

چوتھا علم :۔ علم استغراق با تاثیر صاحب نظر بر نفس امیر۔

کتاب ہذا (کلید التوحید) مریدین صادق تصدیق کے طالبین۔ تحقیق کے عارفین اور فقراء فنا فی اللہ کے لیے جو وحدت کے گہرے دریا میں مستغرق ہیں کسوٹی ہے۔ جس شخص نے اس اسم اعظم اور بے رنج خزانہ حاصل نہیں کیا اس کا سوال اس کی گردن پر وبال ہے۔ تصرف دینی ہوتا ہے یا دنیوی ہوتا ہے۔ اس قسم کا تصرف عظیم و کامل کہیں اور نہیں پایا جاتا۔ اسی تصرف کے لیے لوگ جاں بلب ہوئے بلکہ مر گئے۔ پھر بھی تصرف ہاتھ نہیں آیا۔ یہ تصرف عوام کا ہے جن میں عقل و شعور اور علم ہے۔ اسے پتہ ہے کہ یہ کتاب علم الٰہی سے مرقوم ہوئی ہے اور یہ کہ بارگاہِ خداوندی میں منظور شدہ ہے اور حضور نبی کریم رحمۃ للعالمین علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کی اجازت سے لکھی گئی ہے

کتاب ہذا (کلید التوحید) کا ہر حرف حضوری اور مشاہدہ بخشنے والا ہے۔ اس کی ہر سطر نورِ ذات، نورِ الٰہی کی تجلیات کا مشاہدہ کراتی ہے۔ اسم اللّٰہ کی برکت سے قرآن وحدیث، آیاتِ قرآنیہ اور شریعت محمدی علیہ الصلوٰۃ والسّلام کا انکشاف ہوتا ہے۔ اس کا قاری باطل کو ترک کر کے حق اختیار کرتا ہے اور آمنے سامنے وحدتِ الٰہی میں غرق ہو جاتا ہے۔

ناقص مرشد کی کیفیات

جاننا چاہیئے کہ ناقص مرشد ظاہری اعمال میں لگا دیتا ہے۔ مطلب یہ کہ ناقص مرشد ظاہری اعمال یعنی ریاضت، طاعت اور نوافل میں مشغول کرتا ہے۔ یاد رہے کہ ظاہری عبادت دن کی ریاضت کفّار باطنیہ اور دشمنِ خداوندی یعنی نفس و شیطان سے جنگ کرنا ہے۔ لیکن جب انسان ظاہری عبادت و ریاضت میں مشغول ہوتا ہے تو نفس اور شیطان دونوں اس پر ہنستے ہیں کہ ہم اس کے باطن میں وساوس، خطرات، محبتِ دنیا اور حرص و ہوا سے اس پر ڈاکہ ڈالیں۔

مذمتِ نفس

دُزدِ ایماں نفس اندر جانِ تو
دشمنِ غالب چہ علاج است رو

نفس ایمان کا چور ہے تیری جان میں۔ جب دشمن غلبہ پا جائے تو اس کا کیا علاج

با تیغ ذکر و تیر فکر و کارزار
نفس کافر قتل کن با ذوالفقار

کافر نفس کو ذکر کی تلوار، فکر کے تیر سے قتل کر۔

شیطاں ہم غائب بگردد راہزن
از دشمن دوکس نیاید در امن

شیطان غائبانہ طور پر ڈاکہ زنی کرتا ہے۔ اس کی دشمنی سے کوئی بھی بے کھٹکے نہیں۔

ہر یکے دشمن بود علاج ایں
غرق شو فی اللہ فنا حق الیقین

ان دشمنوں کا صرف یہی ایک علاج ہے کہ ذات باری تعالیٰ میں فنا ہو کر حق الیقین کا درجہ حاصل کر۔

ایں ہمہ یاری بود از کردگار
ایں مراتب عارفاں است شہ سوار

یہ صرف اللہ تعالیٰ کی توفیق سے حاصل ہوتا ہے۔ یہ شہ سوار عارفین کا مرتبہ ہے۔

حرب نفس

نفس سے اولیاء اللہ کا جنگ کرنا حضرت سلطان العارفین سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ نہیں نہیں میں نے غلط کہا۔ یہ لڑائی ہجڑوں، نامردوں اور مردودوں

کا میدان جنگ ہے۔ یہ جنگ آسان ہے۔ مگر نفس و شیطان سے جنگ کرنا آسان نہیں۔ وہ اسم اللہ ذات کے تصور کی تلوار سے یکبارگی قتل کر دیتے ہیں۔ اور روح کی نوازش کر کے غرق فنا فی اللہ ہو جاتے ہیں۔ شیطان کو خود سے دور پھینک دیتے ہیں اور بقا باللہ کے مرتبے پر پہنچ کر غرق فی التوحید ہو کر لامکان تک پہنچ جاتے ہیں۔ جہاں نفس منور ہو جاتا ہے اور شیطان کی رسائی نہیں ہوتی۔ جو شخص اس مرتبے پر پہنچتا ہے وہ پہلے اسم اللّٰہ کی تلوار سے دشمنوں کے سر الگ کرتا ہے اور لڑائی سے بے کھٹکے ہو جاتا ہے۔ استقامت کے ساتھ کرامت کا یہی مطلب ہے کہ جو شخص اسم اللّٰہ ذات کے تصور میں مستغرق ہوتا ہے اس کا وجود اس جہان میں ہوتا ہے اور ظاہری طور پر عام لوگوں سے باتیں کرتا ہے لیکن باطن میں اس جہان کے اندر معرفت نور میں مستغرق ہوتا ہے۔ یہ بات کامل مرشد سے جو فیض اور فضل الٰہی سے باتوفیق ہو حاصل ہوتی ہے۔ یہ توفیق جسے رب تعالیٰ چاہتا ہے عطا کرتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

وَمَا تَوْفِيْقِيْ اِلَّا بِاللّٰهِ

ترجمہ:۔ اور مجھے جو کچھ توفیق ہے وہ اللہ کی طرف سے ہے۔

اس قسم کے عارف کو معرفت خداوندی میں عالم صاحب تحصیل فاضل اور فیض بخش کہتے ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ

ترجمہ:۔ اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ پرہیزگار زیادہ لائق تعظیم ہے۔

یہ فیض و فضل الٰہی توفیق عطائے الٰہی ہے۔ ان مراتب کو مجموعۃ الحسنات"

کہتے ہیں۔ تمام ابرار مقربِ حق فنا فی اللہ کے درجے تک نہیں پہنچ سکتے۔

ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:۔

حسنات الابرار سیئات المقربین

ابرار کی حسنات مقربین کی سیئات کے برابر ہیں۔

درجات میں تخصیص

جاننا چاہیئے کہ عالم ظاہر اور عالمِ باطن اور فقر کا درجہ منفرد ہے۔ اس لیے کہ علماء فضلاء فقہا قرآن وحدیث کا مرتبہ اور ہے۔ صاحب ورد و وظائف اور ذاکر کا درجہ اور ہے۔ لیکن فکر کا درجہ اور ہے۔ چنانچہ حسب ذیل فکروں سے حسب ذیل نتائج برآمد ہوتے ہیں:۔

۱۔ نعمتِ الٰہیہ کے بارے میں فکر کرنے سے دل میں اس کی محبت پیدا ہوتی ہے۔

۲۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کے احسان کی فکر کرنے سے دل میں حیا پیدا ہوتا ہے۔

۳۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کے وعدہ وعید کی فکر سے دل میں اللہ تعالیٰ کی توحید کا نور پیدا ہوتا ہے۔

۴۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کی معرفت کی فکر سے دل توحیدِ باری تعالیٰ کا نور پیدا ہوتا ہے۔

۵۔ قرآن مجید کی تلاوت کے علم کے بارے میں فکر کرنے سے نیک اعمال پیدا ہوتے ہیں۔

۶۔ دنیا کے بارے میں فکر کرنے سے دل میں سیاہی جمع ہوتی ہے اور شیطانی منصوبے پیدا ہوتے ہیں۔

حقیقتِ دنیا

دنیا میں دنیادار سے بڑھ کر کوئی بُرا نہیں، اس سے بڑھ کر کوئی احمق نہیں۔ جو اس بدتر کو اللہ تعالیٰ کے نام۔ دینِ محمدی اور فقرِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے بہتر سمجھتا ہو۔ مومن مسلمان وہ شخص ہے جو اس فرض عظیم کو بجالائے کہ اللہ تعالیٰ قدرتِ غالب سے حاضر و ناظر ہے۔ یہ فرض عظیم تمام فرائض سے فرض عین ہے اور ہر سنّتِ نبوی سے بڑھ کر ہے۔ اللہ تعالیٰ کی راہ پر تصرّف کرنا چاہیئے۔ تاکہ بڑی سنّت ادا ہو۔ یہ فرض اور سنّت صرف اہل اللہ ہی عمل میں لاتے ہیں۔

ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:۔

اَنِیْنُ الْمُذْنِبِیْنَ اَحَبُّ اِلَی اللّٰہِ مِنْ تَسْبِیْحِ الْمُقَرَّبِیْنَ

گنہ گاروں کا رونا مقربین کی تسبیح سے اللہ تعالیٰ کو زیادہ محبوب ہے۔

جو شخص مردہ دل دنیا والوں سے علیٰحدہ ہوتا ہے تو اُس کا دل صاف ہو جاتا ہے اور اس کا نفس مردہ ہو جاتا ہے۔ یہی نفس کا مار ڈالنا اور قتل کرنا ہے کہ وہ شرک کفر، تکبر، حرص و ہوا اور خصائلِ بد کو چھوڑ دے۔ جب یہ باتیں حاصل ہو جائیں تو سمجھ لیجئے کہ نفس مردہ ہو گیا ہے اور نیک اعمال سے پاک ہو گیا ہے۔ اور دنیاوی لذّات اور دنیا داروں کی مجالس سے اس نے توبہ کر لی ہے۔ اور قلب کی صفائی اور ارواحِ مقدسہ کی صفائی۔ عبادت معرفتِ خداوندی میں مشغول ہو گیا ہے۔ جب یہ تمام باتیں حاصل ہو جائیں تو سمجھ لیجئے کہ نفس مطمئنہ ہو گیا ہے۔

ارشادِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

اَلدُّنْیَا قَوْسٌ وَحَوَادِثُھَا سِھَامٌ فَفِرُّوْا اِلَی اللّٰہِ حَتّٰی
نَجَاتٌ مِنَ النَّاسِ۔

دنیا کمان کی طرح ہے اور اس کے حوادث تیر کی طرح ہیں۔ پس تم اللہ تعالیٰ کی طرف بھاگو یہاں تک کہ انسان سے خلاصی پاؤ۔

پھر ارشادِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

اَلدُّنْیَا حَوْضٌ وَالْاِنْسَانُ فِیْہِ الْحُوْتِ وَالْمَرَضُ شَبَکَتُہٗ
وَالْاَجَلُ صَیَّادٌ۔

دنیا حوض کی طرح ہے جس میں انسان مچھلی کی مانند ہے اور مرض جال کی طرح ہے اور اجل صیّاد کی مانند ہے۔

رفاقت کا انکشاف

غفلت کی روئی کو کانوں سے نکال اور کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَۃُ الْمَوْتِ کا خیال رکھ۔ بالآخر تیرے اعمال ہی تیرے کام آئیں گے۔ صالح اعمال ہی تیری رفاقت کریں گے۔ دنیا جس قدر تجھے شیریں معلوم ہو گی اُسی قدر جان نکلنے کا عذاب تجھے کثیر ہو گا۔ صرف تلخی معلوم نہیں ہوتی۔ تو اللہ کے نام اور کلمہ طیبہ لاالٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ سے سہارا لے۔

اللہ رب العالمین جل مجدہٗ الکریم نے حدیث قدسی میں ارشاد فرمایا:۔

فِی الدُّنْیَا کَاَنَّکَ غَرِیْبٌ اَوْکَعَابِرِ سَبِیْلٍ وَعُدَّ نَفْسَکَ
مِنْ اَصْحَابِ الْقُبُوْرِ۔

تو دنیا میں ایک مسافر یا راہ گزر کی طرح زندگی گزار اور خود کو اہلِ قبور سے خیال کر۔

ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہے:۔

جُمُوْدُ الْعَیْنِ مِنْ قَسْوَۃِ الْقَلْبِ مِنْ اَکْلِ الْحَرَامِ وَاَکْلُ الْحَرَامِ مِنْ کَثْرَۃِ الذُّنُوْبِ مِنْ طُوْلِ الْاَمَلِ وَطُوْلُ الْاَمَلِ مِنْ نِّسْیَانِ الْمَوْتِ وَنِسْیَانُ الْمَوْتِ مِنْ حُبِّ الدُّنْیَا وَحُبُّ الدُّنْیَا رَأْسُ کُلِّ خَطِیْئَۃٍ وَتَرْکُ الدُّنْیَا رَأْسُ کُلِّ عِبَادَۃٍ۔

آنکھوں کی بینائی قلب کی سختی سے ہوتی ہے۔ قلب کی سختی حرام کھانے سے۔ حرام کھانا کثرتِ معصیت سے۔ کثرت معصیت لمبی چوڑی اُمیدوں سے۔ لمبی چوڑی اُمیدیں موت کو بھول جانے سے۔ موت کا بھول جانا دنیا کی محبت سے ہوتا ہے۔ دنیا کی محبت تمام برائیوں کی جڑ ہے اور اس کا چھوڑ دینا تمام عبادات کا سر ہے۔

پھر ارشادِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

اَلْمَوْتُ وَالْفِرَاقُ قَرِیْبٌ وَلَیْسَ لَہٗ مُلَاقَاتٌ اِلَّا نَصِیْبٌ

موت اور فراق ملتے جلتے ہیں۔ اسے ملاقات نہیں۔ مگر نصیب سے۔

جاننا چاہیئے کہ جس شخص کی زبان اللہ تعالیٰ کے قول اور رسول اللہ کے قول سے مردہ اور اس کا دل دنیوی حُب میں فنا ہو۔ اُس کی رُوح نفس کے غلبہ سے مردہ ہو جاتی ہے۔ اس کا سر سر پردہ خناس سے مرجاتا ہے۔ خواہ وہ ظاہر میں زندہ ہی ہوتا ہے۔ حقیقت میں فوت شدہ ہوتا ہے۔ کیونکہ وہ دنیا مردار کے درجات میں منہمک ہوتا ہے۔ جس شخص کی زبان علم قرآن و حدیث اور نفس سے زندہ ہو۔

اور جس شخص کی زبان علم قرآن وحدیث اور نفس سے زندہ ہو۔ اور جس کا دل ذکرِ الٰہی سے زندہ ہو۔ اُس کی رُوح بھی زندہ ہوتی ہے۔ اور اس کا سر مشاھدہ اور استغراق پروردگار کی وجہ سے زندہ ہوتا ہے۔ جس شخص کو ایسی حیاتی نصیب ہو اُسے موت سے کیا تعلق ہے۔

آں روز یاد کن کہ شود جاں زتن جُدا
فریاد ہیچکس نرسد جُز خدا خدا

وہ یوم یاد کر جب جان جسم سے الگ ہو جائے۔ اور ہر محض خدا خدا کے بغیر اور کچھ نہ کہے گا۔

زندہ دل ہرگز نمیرد باہُوا
مرگ رہبر شد مرا وصلِ خُدا

ہرگز زندہ دل لالچ کی موت نہیں مرتا۔ میرے لیے وصل خدا کی کی رہبری بنی ہے۔

خطا داریم عشرت بے شمار
کز برائے وصل طلبید است یار

ہم جو عشرت میں مشغول ہیں غلطی پر ہے۔ دوست نے ہمیں وصل کے لیے بلایا ہے۔

حضرت سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیتے ہوئے کیا خوب فرمایا:۔

از مرگ پیشتر حق یافتیم
شوق حق باخود رفیقے ساختیم

ہم نے مرنے سے قبل ہی اللہ تعالیٰ کو پالیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے شوق کو ہم نے اپنا ساتھی بنالیا ہے۔

ہر کہ از حق زندہ شد عارف خدا
مردہ مرد و نفس و سر ہوا

جو حق سے زندہ ہے وہ عارف باللہ ہے۔ خواہشاتِ نفسانی والا مردہ ہی سمجھو۔

نور نبوی برد با ما نورِ ذات
ذات با ذاتش رسد دائم حیات

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نُور نے ہمیں نورِ ذات تک پہنچایا۔ جب ذات سے ذات مل جاتی ہے تو ہمیشہ کی حیاتی مل جاتی ہے۔

خلوت خانہ مرا نامش قبر
غرق در توحید نورش سر بسر

میری تنہائی کے گھر کا نام قبر ہے۔ اس میں پہنچ کر میں توحید باری تعالیٰ میں غرق ہوتا ہوں۔ اس کا نور سر بسر منور ہے۔

کے بہ بیند سرّ اللہ کور بین
دیدہ داری خویش بین اہل از یقین

نابینا اللہ تعالیٰ کے رازوں کو نہیں دیکھ سکتا۔ اگر تو آنکھیں رکھتا ہے تو خود کو اہل یقین سے جان۔

دنیا یک دم بود یک ساعتش
آں دمی بہتر کہ با حق طاعتش

دنیا ایک ساعت بلکہ ایک دم ہے۔ اس لیے وہی سانس بہتر ہے جو یادِ حق میں گزرے۔

ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

اَلدُّنیَا سَاعَۃٌ فَجعَلھَا طَاعَۃٌ۔

دنیا ایک ساعت ہے سو اُسے اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں گزار۔

آنچہ از حق باز دارد دنیا زِشت
آنچہ با حق می برد مزرعہ بہشت

جو چیز تجھے اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غافل کرتی ہے وہ دنیا ہے۔ جو اللہ تعالیٰ سے ملاتی ہے وہ عقبیٰ کی کھیتی ہے۔

جاننا چاہیئے کہ دُنیا آخرت کی کھیتی ہے۔ جو زندگی معبودِ برحق کی عبادت اور اللہ تعالیٰ کے ذکر میں بسر ہو وہی زندگی ہے۔ دنیاوی سیم وزر، مال ودولت فخر فرعونی، متاعِ شیطانی اور بُت پرستی ہے۔

کسی اہل ریاضت نے کیا خوب فرمایا:۔

"دنیا شیطانی شراب ہے جو اس کا گھونٹ پی لیتا ہے وہ ہمیشہ ہمیش تک ہوش میں نہیں آتا۔ قانع آدمی غنی ہے خواہ اس کے پاس ایک دمڑی بھی نہ ہو۔ اور حریص محتاج ہے خواہ وہ ساری دنیا کا مالک ہو۔"

کامل فقیر کون؟

حضرت سلطان العارفین علیہ الرحمۃ نے جواباً فرمایا:۔

کامل فقیر وہ ہے جو پہلے تمام دنیاوی متاع کو ہاتھ میں لاکر اس کا عامل بن کر دل اس طرح غنی کرے کہ گویا تمام دنیا اس کے ہاتھ میں ہے۔ اس کے دل میں دنیاوی حسرت باقی نہ رہے۔ گویا اُس نے دنیا ہاتھ میں لاکر خود چھوڑی ہے۔

اگر کوئی فقیر دنیا کا گلہ کرتا ہے تو اُس کی دو صورتیں ہیں یا تو وہ فقیر دنیا کو چاہتا ہے اور دنیا اُس کے گھر نہیں آتی۔ اس لیے دنیا سے بیزار ہو کر اس کا گلہ کرتا ہے یا وہ فقیر طالب الٰہی اور بارگاہِ خداوندی میں مقرب ہے۔ اور وہ شب و روز اطاعت خداوندی میں مصروف رہتا ہے۔ اور اُسے دنیا سے گھن آتی ہے اور وہ اسے مردار بدبودار کی طرح جانتا ہے۔ اس لیے اس کا گلہ کرتا ہے ؎

دنیا بہر از خدمت مردانِ خدا
اہلِ دنیا طالبِ شیطان ہوا

دنیا اللہ والوں کی خدمت کے لیے ہے۔ دنیا دار شیطان کا چاہنے والا اور حرص و ہوا کا متمنی ہے۔

ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

لَوْلَا الْفُقَرَآءُ مُهْلِكُ الْاَغْنِيَاءِ

اگر فقیر نہ ہوتے تو دولت مند ہلاک ہو جاتے۔

دنیادار کے لیے ضروری ہے کہ وہ فقراء سے التجا کریں۔ لیکن فقیر کے لیے کسی دنیادار کا ملتجی ہونا گناہ ہے۔ ہاں اگر عنداللہ ایسا کرتا ہے تو کوئی حرج نہیں۔ جو فقیر شب و روز دنیاداروں سے ہم پیالہ رہتا ہے وہ دنیاداروں سے بھی بدتر ہے۔ ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

لَا تَغْتَرُّوْا بِفَيَّاضِ الْمُلُوْكِ فَاِنَّهٗ مَعْجُوْنَةٌ بِدَمِّ الْمَسَاكِيْنِ

بادشاہوں کی فیاضی پر نہ اتراؤ کیونکہ وہ مساکین کے خون کی معجون ہوتی ہے۔

سب سے اوّل اکل حلال حاصل کر پھر اس کے بعد فقر میں قدم رکھ۔ جب تک نفس کو فقر و فاقہ لذاتِ دنیوی سے زیادہ لذت دار نہ ہو معرفتِ خداوندی

کی راہ اس پر منکشف نہیں ہوتی۔ جب تمام ظاہری اور باطنی غیبی خزائنِ الٰہیہ اس کے قبضہ میں ہوں گے وہ دنیاوی ایک پیسہ تک اپنے لیے روا نہ رکھے گا۔
اے ناقص خام یہ مراتب عارفین ابن الوقت کے ہیں۔ ؎

تا نیائی ز نفسِ فانی تو
کے رسی بلا مکانی تو

جب تک تو نفس کو فنا کر کے نہیں آئے گا تو لامکان میں کس طرح پہنچ سکے گا۔

ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:

مِعْرَاجُ الْفَقِيْرِ لَيْلَةُ الْفَاقَةِ

فقیر کے لیے فاقہ کی رات معراج کی رات ہوتی ہے۔ ؎

چو معدہ بود خالیست از طعام
در آں وقت معراج باشد مدام

جب تیرا معدہ کھانے سے خالی ہو۔ اس وقت معراج ہی معراج ہے۔

فقیر کامل اور طالب کامل کی کیفیات

حضرت سلطان العارفین سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:
فقیر کامل اور طالب کامل کی خوراک مجاہدہ اور اس کی سونا ایک دم میں تجلیات ذات خداوندی اور ہزاروں مقامات کا مشاہدہ ہے۔ مرشد کامل

طالب کو اسم اللہ ذات کے تصور سے شروع میں عارف باللہ بنا دیتا ہے۔ درمیان میں احوال کا تماشا دکھاتا ہے۔ اور آخر پر لازوال بنا دیتا ہے۔ ارشاد رب العالمین جل مجدہ الکریم ہے:۔

وَلَا تَرْكَنُوْٓا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ

تم ظالم لوگوں کی طرف مائل نہ ہو۔ ورنہ تمھیں نار جہنم چھوئے گی۔

یہ مراتب بھی اولیاء اللہ کے ہیں۔

ارشاد گرامی ہے:۔

مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا

مرنے سے قبل مر جاؤ۔

ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

اَلْمَوْتُ غَنِيْمَةٌ وَالْمَعْصِيَةُ مُصِيْبَةٌ وَالْفَقْرُ رَاحَةٌ وَالْغَنَاءُ عُقُوْبَةٌ۔

موت غنیمت ہے۔ معصیت مصیبت ہے۔ فقر آرام ہے اور امیری عذاب ہے۔

حضرت سلطان العارفین نے کیا خوب فرمایا ہے

مار از مرگ پیغام خوش تر است
شادی ازاں پیغام وصلش شد تمام

سانپ سے موت کا پیغام بہتر ہے۔ جس پیغام سے وصل نصیب ہو اُسے سن کر خوشی حاصل کرنی چاہیئے۔

خزائن العرفان

جاننا چاہیئے کہ قلب ایک گھر ہے جو دائمی طور پر نگاہِ خداوندی کا منظور ہے وہ گھر نُور ہے۔ اس قلب میں ہفت خزائن خداوندی ہیں :۔

پہلا خزانہ :۔ خزانۂ ایمان۔

دوسرا خزانہ :۔ خزانۂ علم۔

تیسرا خزانہ :۔ خزانۂ تصدیق۔

چوتھا خزانہ :۔ خزانۂ توفیق۔

پانچواں خزانہ :۔ خزانۂ محبّت۔

چھٹا خزانہ :۔ خزانۂ فقر۔

ساتواں خزانہ :۔ خزانۂ معرفتِ توحیدِ خداوندی۔

ان سات خزائن کی حفاظت کے لیے ان کے گرد سات قلعے ہیں۔ ہر قلعہ میں نورِ خداوندی کے ستر ہزار لشکر ہیں۔ وہ سات قلعے یہ ہیں جو سات دنوں میں دل کے گرد بجائے جاتے ہیں۔ جن کے باعث زندگی موت میں خطراتِ شیطانی، ہوائے نفسانی، حادثاتِ دنیوی۔ اور وہم وسوسہ سے دنیا و عقبیٰ میں پناہِ الٰہی میں رہتا ہے۔ یہ مراتب اُن اشخاص کو حاصل ہیں جو اہلِ مشاہدہ و صاحبِ حضوری ہیں اور فنافی اللہ عارف باللہ ہے۔

پھر فرماتے ہیں کہ وہ سات قلعے مندرجہ ذیل ہیں :۔

پہلا قلعہ :۔ اسم اللہ کے تصوّر کا قلعہ۔

دوسرا قلعہ:۔ اسم اللہ کے تصوّر کا قلعہ۔
تیسرا قلعہ:۔ اسم لہٗ کے تصوّر کا قلعہ۔
چوتھا قلعہ:۔ اسم ہُو کے تصوّر کا قلعہ۔
پانچواں قلعہ:۔ اسم مُحمّد کے تصوّر کا قلعہ۔
چھٹا قلعہ:۔ اسمِ فقر کے تصوّر کا قلعہ۔
ساتواں قلعہ:۔ کلمۂ طیّبہ لا الٰہ الا اللہ محمّد رسول اللہ کے تصوّر کا قلعہ۔

قُطب کون؟

جاننا چاہیئے کہ دل کا ذاکر وہ ہے جو ان سات قلعوں سے گزر کر ولایت قلب میں داخل قلب میں داخل ہو کر سات خزائن الٰہیہ جو ولایت دل میں ہیں بغیر تکلیف اور بغیر ریاضت اپنے قبضے میں لائے۔ ایسے شخص کو صاحب ولایت قطب کہتے ہیں۔

ارشاد نبوی صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔
اَلْاِیْمَانُ بَیْنَ الْخُوْفِ وَالرِّجَاءِ
اُمّید و خوف کے درمیان ایمان ہے۔

پس مندرجہ ذیل تین مقام ہیں:۔
پہلا مقام:۔ پہلا مقام خوف ہے۔ جو شخص خوفِ نفس کے مقام میں ہو وہ معصیّت سے استغفار کرتا ہے قَالَا رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا۔ ان دونوں نے کہا اے الٰہ العالمین ہم دونوں نے اپنی جان پر ظلم کیا۔

دوسرا مقام :۔ دوسرا مقام رجا ہے۔ جو شخص اس مقام میں آتا ہے وہ طاعت اور بندگی کی طرف رجوع کرتا ہے۔ اس کی رُوح کو لذت حاصل ہوتی ہے کیونکہ رجا رُوح کا مقام ہے۔

تیسرا مقام :۔ تیسرا مقام نفس اور رُوح کے درمیان قلب کا مقام ہے۔ جب مقام قلب میں غرق ہوتا ہے تو قالب قلب بن جاتا ہے۔ اور ساتوں اعضاء نور کا لباس پہن لیتے ہیں۔ اور رجا اور خوف دونوں مدنظر رہتے ہیں۔ ولی اللہ کے مرتبے پر پہنچ جاتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ

خبردار! تحقیق! اللہ کے دوستوں کو کوئی خوف نہیں اور نہ کبھی غمزدہ ہوں گے۔

اللہ کا دوست وہ ہوتا ہے جو سر سے لے کر پاؤں تک رحمت خداوندی میں لپٹا ہوا ہو۔ ایمان، صدق، یقین، ذکر الٰہی اور ذکر کلمۂ طیبہ ایمان کی بنیاد ہیں۔ جس ایمادار کو نصیب ہوتی ہیں، اُس کا آخر وقت بہتر ہو جاتا ہے ؎

ہر کہ باایماں رود صد گنج برد
ہر کہ بے ایماں رود مفلس بمیرد

جو شخص دنیا سے ایمان کی سلامتی سے گیا وہ سینکڑوں خزانے لے گیا اور جو بے ایمان گیا وہ مفلس مرا۔

سرِّ حقیقت کا انکشاف

سنیئے سلک سلوک کیا چیز ہے؟ مجاہدہ اور مشاہدہ کیا چیز ہے؟ سرِّ ریاضت

کس بات کا نام ہے ۔ اور قرب وصال ۔ محبّت ۔ طالب جمعیّت اور معرفت فنافی اللہ بقا باللہ کیا چیز ہے ؟ اور فقر فیض ۔ نعمت و عظمت اور حضور نبی کریم رحمۃً للعالمین علیہ افضل الصّلوٰۃ والتسلیم کے دیدار سے مشرف ہو ۔ اور اُٹھارہ ہزار عالم کا جزوی وکلّی علم ہونا کیا چیز ہے ؟ اور وہ کیا ہے جس سے طالب کو ہر مطلب یکبارگی ہاتھ آجاتا ہے ۔ جب چاہے دیدار پُرانوار کا شرف حاصل ہو جائے ۔ اور جب چاہے حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی مجلس پاک پر جاں نثار ہو جائے ۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کے دوستوں کی قبروں اور انبیائے کرام علیہم السّلام کی قبروں یا شہدائے کرام کی قبروں سے ہر ایک رُوح سے ملاقات کرنا ۔ ظاہری و باطنی جمعیت کا نصیب ہونا ۔ یہ تمام باتیں جو ذکر میں آئیں ۔ اور معرفت کے مراتب ۔ استغراق وحدانیت حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی مجلس پاک کی حضوری ، ہر ایک روحانی سے ملاقات اور مصافحہ وغیرہ وغیرہ ۔ اسم اللہ ذات اور اسم حضور پُرنور شافع یوم النشور احمد مجتبیٰ حضرت محمّد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء اور لا الٰہ الا اللہ محمّد رسول اللہ اور ۹۹ اسمائے گرامی ذاتِ باری تعالیٰ جل مجدہ الکریم اور آیاتِ قرآنیہ کے تصوّر کے حاصل ہوتی ہیں جو مرشد ایک دم میں ایک قدم پر یہ تمام باتیں نہیں دکھلا سکتا وہ مرشد ہی نہیں ۔ انبیائے کرام علیہم السّلام کا مرتبہ سب سے اَرفع و اعلیٰ ہُوا ہے ، پھر بھی انھیں فقر کی تمنّا تھی ۔ وہ بارگاہِ خداوندی میں فقر کے ملتجی ہُوا کرتے تھے ۔ بلکہ ہمارے نبی و رسول حضور نبی کریم وما ارسلناک الا رحمۃً للعالمین شفیع المذنبین انیس الغریبین احمد مجتبیٰ حضرت محمّد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء بھی فقر پر فخر کیا کرتے تھے ۔ جو ناقص مرشد فقر کے مرتبہ پر نہیں پہنچا خواہ کس قدر ریاضت کرے فقر کے بھید سے بے خبر رہتا ہے ۔ خواہ مجاہدہ میں مشغول ہو کر فقر کے انکشاف سے بے بہرہ رہتا ہے ۔ خواہ وہ کرامات دکھائے فقر کی بخشش و مہربانی سے محروم رہتا ہے ۔

حضرت سلطان العارفین علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ :۔

”فقر کا مرتبہ حاصل کرنا نہایت مشکل بلکہ سخت محال ہے۔ فقر کا مرتبہ یہ ہے کہ اسے قربِ خداوندی کا وصل حاصل ہو۔ فنا فی اللہ ہو۔ نورِ خداوندی میں مستغرق ہو۔ بارگاہِ خداوندی میں منظورِ نظر ہو۔ اور دائمی طور پر حضور نبی کریم علیہ افضل الصّلوٰۃ والتسلیم کی مجلس پاک میں حاضر رہے۔ وہی شخص فقر کا مرتبہ حاصل کر سکتا ہے جو شخص صاحب ارشاد اور صاحب ہدایتِ محمدی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت کرے اور اس کی تعلیم و تلقین حاصل کرے۔ جو خود فیض بخش ہو۔ فقر کے مرتبہ پر رسائی ہونا آسان کام نہیں۔ فقر میں اللہ تعالیٰ کے رازوں کا مشاہدہ اور عظیم معرفتِ خداوندی درکار ہے۔ میں اُن لوگوں پر حیران ہوں جو خود تو مقام فضیحت میں ہیں اور اور فقر فیض اور نصیحت کے مدّعی ہیں۔

حروف فقر کا انکشاف

جاننا چاہیئے کہ حرف فقر مندرجہ ذیل تین حروف میں منقسم ہے :۔

فقر کا پہلا حرف :۔ ف ہے۔

فقر کا دوسرا حرف :۔ ق ہے۔

فقر کا تیسرا حرف :۔ ر ہے۔

حرف ف سے فنائے نفس ہے۔

حرف ق سے قوت رُوح ہے۔

حرف س سے رحم دل مراد ہے۔

نسیوز ؛

حرف ف سے فخر مراد ہے۔

حرف ق سے قرب مراد ہے۔

حرف ر سے رحمت مراد ہے۔

جو شخص فقر کی عزیمت میں آکر رجعت خوردہ ہو۔ اور دنیا کی طرف پلٹ آئے اُسے ف سے فضیحت، ق سے قہرِ خداوندی اور ر سے رد نصیب ہوتی ہے۔

جاننا چاہیئے کہ جو شخص فقر میں ثابت قدم رکھتا ہے اُس کی نظر میں دنیاوی خزانے شاہی خزانوں سے کثرت سے ہوتے ہیں۔ اُسے باطن میں معرفتِ خداوندی نصیب ہوتی ہے خواہ ظاہر میں درم و دینار کے لیے دنیا والوں سے سوال کرے۔ فقیر کا مرتبہ یہ ہے کہ بظاہر مفلس ہوتا ہے لیکن باطن میں صاحبِ ثروت ہوتا ہے اور بارگاہِ نبوی علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی اُسے ہمیشہ کی حضوری حاصل ہوتی ہے۔

ایں گدایاں کے بہ آں رتبہ رسد

ہم نشین اہلِ دنیا سر ہوا

جو فقیر دنیا والوں کے ہم نشیں ہیں وہ اس رتبے پر کس طرح رسائی حاصل کر سکتے ہیں۔

حقیقی اور یقینی اَمر ہے کہ فقیر صراطِ مستقیم پر ہوتا ہے خواہ عوام کی نظروں میں اس کا راستہ حقیقت نہ رکھتا ہو جس طرح کہ حضرت موسیٰ علیہ السّلام اور حضرت خضر علیہ السّلام کا واقعہ سورۂ کہف میں درج ہے۔ کشتی کا توڑنا۔ بچے کو جان سے ہلاک کر دینا۔ شکستہ دیوار کی مرمت کرنا۔ اکثر لوگ ایسے بھی ہیں جو عوام کی نگاہ میں اللہ والے ہیں اور باطن میں حرص و ہوا کے پجاری ہیں۔

ہ

از سیاہ کاراں اُمید توبہ محرومی دگر است
جامۂ خود راہماں بہتر نشوید گلخنی

تجھے سیاہ کاروں پر اُمید رکھنے سے ایک اور ہی محرومی حاصل ہوگی جس طرح کہ بھٹی میں کپڑا دھونے سے زیادہ سیاہ ہو جاتا ہے۔

ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:۔

اَلاَحْمَقُ مَنِ اتَّبَعَ الْهَوٰى وَتَمَنّٰى عَلَى اللّٰهِ الْمَغْفِرَةِ

وہ شخص نفسانی خواہشات کی پیروی کے باوجود اللہ تعالیٰ کی بخشش کی تمنا رکھے وہ بیوقوف ہے۔

حقیقتِ علم

یہ حقیقت ہے کہ علم کثرت سے پڑھنا آدمی کے لیے عین فرض نہیں ہے صرف فرض، واجب، سنّت اور مستحب کا علم ہے۔ خشیّتِ الٰہی، معصیّت کا ترک کرنا، لالچ، حسد، تکبّر اور طمع کا ترک کرنا عین فرض ہے۔ میں اُن لوگوں پر حیران ہوں جن کا دل علم سے آراستہ ہے اور ظاہر میں لوگوں کو پند و نصیحت کرتے ہیں اور باطن میں اپنے نفس میں مشغول ہیں۔ یہ مثال اُن پر صادق آتی ہے کہ دوسروں کو نصیحت خود میاں فضیحت۔ ایسے لوگ معرفتِ خداوندی سے خالی ہیں۔ یہ نفسانی مصائب دنیا طلبی کے لیے ہیں۔

ارشادِ باری تعالیٰ جلّ مجدہ الکریم ہے:۔

اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَکُمْ
کیا تم لوگوں کو نیکی کا حکم کرتے ہو اور خود کو فراموش کر جاتے ہو۔

پھر ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔
دَخَلَ الْجَنَّۃَ فَھُوَ ظَالِمٌ لِّنَفْسِہٖ
بہشت میں داخل ہوا اور وہ اپنے نفس کے لیے ظالم تھا۔

پھر ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔
وَنَھَی النَّفْسَ عَنِ الْھَوٰی فَاِنَّ الْجَنَّۃَ ھِیَ الْمَاْوٰی
جس نے اپنی نفسانی خواہشات کو رد کا اُس کا ٹھکانا بہشت ہے۔

نفسِ امارہ دنیا کا رہنا ہے۔ جس طرح دم جان کا اور شیطان ان دونوں کے مابین اس طرح ہے جس جسم میں قلب ہے۔

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:۔
اَلدُّنْیَا نَیَامٌ وَعَیْشُھَا فِیْھَا اِحْتِلَامٌ
دنیا خواب کی طرح ہے اور اس میں عیش و عشرت احتلام کی طرح ہے۔

پھر ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔
اَلدُّنْیَا یَاکُلُ الْاِیْمَانَ کَمَا تَاکُلُ النَّارُ الْحَطَبَ
دنیا ایمان کو اس طرح کھا جاتی ہے جس طرح آگ خشک لکڑی کو بھسم کر دیتی ہے۔

پھر ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:۔
اَلدُّنْیَا ظِلٌّ زَائِلٌ
دنیا ختم ہونے والا سایہ ہے۔
دنیا ڈھلتی چھاؤں ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ جل مجدہ الکریم ہے :۔
یٰبَنِیْٓ اٰدَمَ اَنْ لَّا تَعْبُدُوا الشَّیْطٰنَ اِنَّہٗ لَکُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ
اے آدم کی اولاد! تم شیطان کی عبادت نہ کرو۔ یہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔

تصوّرِ اسمِ ذات کا کمال

جاننا چاہیئے کہ اسم اللہ عزّ وجل کے تصوّر سے دل سے سیاہی۔ گناہ اور دنیا کی محبت دُور ہو جاتی ہے :۔

بر زباں لاحول و در دل لَا اِلٰہ
دل شود پُر نور از ذکر اِلٰہ

جس ذکر کے وقت زبان پر لاحول اور دل میں لَا اِلٰہ ہو وہ معبود برحق کی طرف سے منوّر ہو جاتا ہے۔

اسم اللہ کے تصوّر سے حضوری کا راستہ حاصل ہوتا ہے۔ اور حضور بالآخر فنا فی اللہ کر دیتا ہے۔ نور توحید مستغرق کر دیتا ہے۔ جس سے باطن معمور اور خاتمہ بالخیر ہوتا ہے اور تمام ناشائستہ باتوں سے محفوظ ہو جاتا ہے۔

ذات حاصل می شود از ذکرِ ذات
از صفاتی می براید شد نجات

ذات کے ذکر سے ذات کا وصل حاصل ہوتا ہے۔ جب انسان صفات سے نکل آئے تو اُسے نجات مل جاتی ہے۔

وصف اوّل را بخوانیم از گناہ
تا ترا حاصل شود وحدت اِلٰہ

ہم پہلے وصف کو معصیت خیال کرتے ہیں۔ اسے ترک کرتا کہ تو وحدت کو حاصل کرلے۔

یا ہر مقصد انبیائے کرام علیہم السّلام اور اولیائے کرام کی اَرواح سے طلب کر۔ روحانیوں سے ملاقات کر۔ کون ومکان سے اپنا نصیبہ لے اور لامکاں ہو جا۔

مرشد کامل اور مرشدِ خام کون؟

جاننا چاہیئے کہ جس مرشد کی نظر سے طالب دیوانہ، مجنوں اور مجذوب ہو جائے پھر اس کی نگاہ سے طالب کو حسن کی پوجا اور راگ رنگ اچھا نہ لگتا ہو یا ظاہر کا علم فراموش کر جائے یا پھر ظاہری عبادت سے دل سرد ہو جائے یا باطن کی رسائی حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی مجلس پاک تک نہ ہو۔ یا ورد و وظائف اور دعوت کو ترک کر دے یا قرآن مجید کی تلاوت سے لذّت محسوس نہ ہو یا علم فقہ کی طرف رجوع نہ کرے تو ایسا مرشد قہر جلالیت کا بتدی، متردّد اور بے جمعیت ہے۔ جو یہ طریقہ رکھتا ہو وہ خام ہے۔ ایسے مرشد سے کلام نہیں کرنا چاہیئے اور نہ ہی اس کے ساتھ مل کر بیٹھنا چاہیئے۔

کامل مرشد کے طالب بھی کامل ہوتے ہیں۔ وہ دائمی طور پر شوق میں مسرور رہتے ہیں۔ وہ لوگ بزرگ نہیں ہیں جو ظاہر و باطن میں کمزور ہیں۔ شریعت مطہرہ سے دُور ہیں۔ اپنے باپ دادا کی کرامت پر مغرور ہیں۔ حقیقتاً جو مرشد نہ حضوری ہے نہ قبوری ہے وہ نفس کا پجاری اور قہر والا ہے۔

جو کامل مرشد کسی اپنے طالب پر مہربان ہوتا ہے اسے فوراً بغیر ریاضت و رنج کے اپنے مقام و مرتبہ کے مساوی کر دیتا ہے۔ کامل کی ایک نظر ہی کافی ہوتی ہے۔

کامل مرشد کی توجہ حضرت خضر علیہ السلام سے بہتر ہوتی ہے۔ اُن کی نظر سے مٹی بھی سونا بن جاتی ہے۔ جو فقیر حق الیقین کے مراتب پر اور منصب اور حق کو پہچانتا ہے وہ دونوں جہان کا امین ہے۔ کیونکہ امین اللہ۔ ولی اللہ۔ اہل اللہ اور عارف باللہ فقیر کو ایسی طاقت حاصل ہوتی ہے کہ زمین کو کمان کی طرح کھینچ کر مشرق و مغرب کو نہ ملا دے اور زمین کی کمان کے کونے ملا کر اللہ تعالیٰ کی قدرت سے قضا کا تیر اس طرح تمام جہان پر مارے کہ سارا جہان قحط یا ناگہانی موت کے تیر سے مر جائے۔

بارہ کلید کا انکشاف

جاننا چاہیئے کہ فقیر اسی لیے سب پر غالب ہے کہ اس کے پاس مندرجہ ذیل بارہ چابیاں ہوتی ہیں:۔

پہلی چابی:۔ صحت کی چابی ہے۔

دوسری چابی:۔ زحمت کی چابی ہے۔

تیسری چابی:۔ کشائش رزق کی چابی ہے۔

چوتھی چابی:۔ تنگیٔ رزق کی چابی ہے۔

پانچویں چابی:۔ ربع مسکوں کی خشکی و تری سات ولایتوں اور ملک سلیمانی اور تمام روئے زمین کی چیزوں کو اپنے قبضے میں لانے کی چابی ہے۔

چھٹی چابی:۔ انبیائے کرام علیہم السلام، اولیائے کرام، غوث، قطب اور تمام اہل درجات کی روحانیات کو اپنی قید میں لانے کی چابی ہے۔

ساتویں چابی:۔ موکل ملائکہ کی چابی ہے۔

آٹھویں چابی :۔ تمام مخلوقات جن، دیو، پری، وحوش، طیور کو اپنے قبضے میں لانے کی چابی ہے۔

نویں چابی :۔ مقام ازل کی چابی ہے۔

دسویں چابی :۔ مقامِ ابد کی چابی ہے۔

گیارہویں چابی :۔ مقامِ آخرت کی چابی ہے۔

بارھویں چابی :۔ مقام معرفت مولیٰ تعالیٰ فنافی اللہ لامکان کی چابی ہے۔

اِن بارہ کلید سے ہر ایک مع بارہ علم، بارہ حکمت۔

بارہ علم جن کے بارے میں ارشادِ گرامی ہے :۔

العلم نتیجة من الحلم

علم حلم کا نتیجہ ہے

آیا ہے۔ بارہ ذکر فکر، بارہ قبض بسط، بارہ سکر سہو، بارہ دعوت جن سے ہر ایک لحظہ میں تمام مطالب کا حصول ہوتا ہے۔ بارہ مذکور مشاہدہ حضور۔ بارہ سلک سلوک جن سے ایک لحظہ میں انبیائے کرام علیہم السلام اور اولیائے کرام کی مجلس تک رسائی ہو سکتی ہے۔ بارہ مکاشفات، بارہ محاسبات، بارہ دلائل، بارہ وہم و خیال، بارہ معرفتِ وصال، بارہ الہام، بارہ تجلیات، بارہ غرق اور بارہ فنافی اللہ اسم اللہ ذات اور کلمۂ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے تصور سے بحکم الٰہی اور اجازت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ علیہ التحیۃ والثناء حاصل ہو سکتی ہے۔ اعمال دعوت، ختم قرآن مجید اور اسم اعظم کی قرأت سے ہر ایک مقام کا قفل مذکور بالا کلید سے کھل سکتا ہے۔ جس فقیر کے پاس یہ کلید ہوں وہ خزائن الٰہیہ کا مالک عارف باللہ اور صاحب قرب و توحید ہوتا ہے ورنہ بے قوت و بے کلید فقیر صرف مقلد ہے۔ فقیری آسان کام نہیں۔ فقیری میں اللہ رب العزت

تبارک وتعالیٰ کے بہت بڑے راز دکھائی دیتے ہیں ؎

اندروں تو می بر آید ہر آواز
با آوازش می رساند اہل راز

تیرے اندر سے ہر آواز آتی ہے۔ یہی آواز تجھے رازدار دل تک پہنچاتی ہے۔

مرشد ناقص چہ داند آواز راز
ہر کہ آوازش رسد شد بے نیاز

اس رازدار آواز کی مرشدِ ناقص کو کیا خبر۔ جسے یہ آواز پہنچتی ہے وہ بے نیاز ہے۔

باھُو آواز یک سر است در سر او مقام
ہر کہ ایں جا می رسد ختم از تمام

اے باھُو! یہ آواز ایک راز ہے جو شخص اس مقام پر پہنچ جاتا ہے مکمل ہو جاتا ہے۔

آواز کا مقام جو سر میں ایک ہڈی ہے اور عرش سے تحت الثریٰ تک سے بھی وسیع ہے۔ جس میں ارواح بند کر سکتا ہے اس کو ملک اسرار الانبیاء کہتے ہیں۔ جو مرشد اپنے طالب اللہ کو ارواح کے اس ملکِ عظیم میں پہنچا سکتا ہے وہ ارشاد کے لائق ہے۔ اور اس کا طالب موت سے آزاد ہے۔ خواہ وہ لوگوں کی نگاہوں میں فوت ہو جاتا ہے لیکن حقیقت میں اس کی جان پرانے کپڑے اتار کر نئے کپڑے پہنتی ہے۔ یہ یقینی بات ہے کہ نفس پرست اور صاحب حرص و ہوا کثرت سے ہیں اور معبودِ برحق کے پجاری فقیر بہت کم ہیں۔ اہل اللہ فقیر صاحب قوت ہونے کے باوجود مشرک، کافر اور منافق ہر قسم کے لوگوں کی ملامت۔ غیبت۔ غصہ۔ غضب۔ قہر

اور دکھ تکلیف کو برداشت کرتے ہیں لیکن مخلوقِ خدا کو ستاتے نہیں ہیں۔ کیونکہ ایسا کرنا انبیائے کرام علیہم السلام کا طریقہ ہے۔ مخلوق خدا کو ستانا نفسانی خواہشات کی وجہ سے ہوتا ہے۔ کامل فقیر کا حوصلہ بہت وسیع ہوتا ہے۔ کیونکہ اسے حضور نبیٔ پاک صاحبِ لولاک علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات کی مجلس پاک کی حضوری حاصل ہوتی ہے۔ اگر کامل فقیر چاہے تو طالب کو کئی سالوں کی ریاضت میں مشغول کر دے۔ اگر چاہے تو ایک لحظہ میں معرفتِ خداوندی اور وصال بخش دے۔ فقیر کو یہ دونوں باتیں حاصل ہوتی ہیں۔ جس کے احوال میں فکر و خیال میں خامی ہو وہ غرق فنا فی اللہ ہے اُسے مشاہدۂ جمال حاصل ہے ؎

اسم اعظم انتہا باہُو بود
ورد باہو روز و شب یاہُو بود

باہو اسم انتہا کی چیز ہے۔ اسی باہو کا ورد شب و روز یاہُو ہے۔

اسم اعظم اللہ تعالیٰ کے دوستوں مومن و مسلم کو نصیب ہوتا ہے۔ جس میں تاثیر کرتا ہے اُسے نفع بخشتا ہے۔ جب یہ جاری ہو جائے تو کسی کا محتاج نہیں رہنے دیتا اور ذاکر کا دل صاف کر دیتا ہے۔ اگر یہ جاری نہ ہو تو دل مردہ ہو جاتا ہے۔ اور خود خواہشات میں پھنس جاتا ہے۔ اسم اعظم کے عامل کو علم ہے کہ دنیا ایک ساعت ہے۔ صاحبِ عقل عارف وہ ہے جو اس ایک ساعت کو طاعت میں گزارے۔

ارشادِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہے:۔

اَلدُّنْیَا سَاعَۃٌ فَجْعَلْھَا طَاعَۃً

دنیا ایک ساعت ہے اس کو طاعت میں گزار۔

مقامِ اہلِ حضور

لوگوں کی اطاعت کو دنیا کے ساتھ اور حضوری کے ساتھ ملائکہ بارگاہِ خداوندی

میں لے کر جاتے ہیں لیکن فنافی اللہ خاص اہلِ حضور جو مذکور کے ذکر کے سبب فنافی التوحید ہوتے ہیں۔ اُن کی اطاعت میں ملائکہ کو دخل نہیں۔ وہاں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حرمت سے نہ ملائکہ مقربین کو دخل نہ ہی پیغام کی ضرورت ؎

فرشتہ گرچہ دارد قرب درگاہ
نگنجد در مقام لِی مَعَ اللہ

اگر ملائکہ کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ کا قرب حاصل ہوتا ہے لیکن مقام لِی مع اللہ پر بھی اس کی گنجائش نہیں رہتی۔

ارشاد باری تعالیٰ جل مجدہٗ الکریم ہے ؎

وَاذْكُرْ رَّبَّكَ إِذَا نَسِيتَ

اپنے رب کو اس وقت یاد کر جب تو بھول جائے۔

ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:

لِی مَعَ اللّٰہِ وَقْتٌ لَا یَسَعُنِیْ فِیْہِ مَلَکٌ مُّقَرَّبٌ وَّلَا نَبِیٌّ مُّرْسَلٌ

اللہ تعالیٰ کے ساتھ میرا ایک وقت ہے کہ وہاں ملائکہ مقربین کا دخل ہے اور نہ کسی نبی رسول کا۔

خلق را طاعت بود از کسب تن
عارفاں را ترک تن طاعت بود

عام مخلوق بدن سے طاعت کرتی ہے۔ لیکن عارف کا اطاعت کرنا بدن کا ترک کرنا ہے۔

حقیقت میں اطاعت پوشیدہ، بے ریا اور فنافی التوحید کا استغراق۔ وہ طاعت اور ہے جو لوگوں کو دکھانے کے لیے اور کسی طمع سے کی جاتی ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: اَنَا خَیْرٌ مِّنْہُ۔ میں اُس سے بہتر ہوں۔

ہر کہ آمد در انا در نار شد
خاکی آدم لائق دیدار شد

جو شخص متکبر ہے وہ جہنمی ہے۔ خاکی آدمی دیدار کے قابل ہوتا ہے۔
جاننا چاہیئے کہ سب سے بڑا گناہ تکبر اور خود پسندی ہے۔
ارشادِ نبوی صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم ہے:
مَنْ کَانَ ذَرَّۃً فِیْ قَلْبِہٖ عَنِ الْکِبَرِ لَا یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ
جس کے دل میں ذرہ بھر کبر ہو گا وہ جنت میں نہیں جائے گا۔

خویش را بگذار و غرق نور شو
احتیاجے نیست وصلش باحضور

اے طالب! خود کو چھوڑ کر نور میں مستغرق ہو جا۔ حضوری میں وصل کی حاجت نہیں ہوتی۔

در حضوری وصل شرک د باہوا
زیں ہوائے شرک طالب باز آ

صاحب حضوری کے لیے وصل شرک ہے۔ اے طالب! اس شرک سے دور ہو جا۔

غرق فی اللہ با مطالب راز حق
زیر پاش عرش و کرسی ہر طبق

جو آدمی توحیدِ الٰہی میں مستغرق ہو وہ رازِ خداوندی سے واقف ہوتا ہے۔ اس کے پاؤں کے نیچے عرش، کرسی اور ہر طبقہ ہوتا ہے۔

مرشد کامل بود رہبر خدا
طالباں را باز دارد از ہوا

مرشد کامل اللہ تعالیٰ کی جانب راہبری کرتا ہے۔ وہ طالبین کو لالچ اور اور خواہشات سے دُور رکھتا ہے۔

ہر کہ طالب با مطالب خویشتن
ایں چنیں طالب بود بس لافزن

جو طالب مطلب کی پوجا کرنے والا ہو وہ صرف لافیں مارتا ہے۔

ہر کہ طالب حق بود من حاضرم
در مجالس مصطفیٰ حاضر برم

جو طالب خداوندی ہے اس کے لیے میں بھی حاضر ہوں۔ میں اُسے حضور نبی کریم احمد مجتبیٰ حضرت محمدؐ مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثنار میں پہنچا سکتا ہوں۔

باہو مرشدی خود طالبی خود جاں فشاں
طالب حق را نیابم در جہاں

باہو آپ ہی مرشد آپ ہی طالب اور آپ ہی جانفشاں ہے۔ مجھے تو دنیا میں کوئی چاہنے والا نظر نہیں آتا۔

جس طرح لوگ شب و روز مرشدِ کامل کی تلاش میں رہتے ہیں اسی طرح مرشد بھی کامل طالب کی تلاش میں رہتا ہے۔

محاسبۂ نفس

جاننا چاہیئے کہ ہر دو عالم پر غالب ہونا آسان ہے۔ طالب کو دنیوی مال و دولت عزت و مرتبہ ایک معمولی اور آسان کام ہے۔ جاہل کو اہل علم بنا کر لوحِ محفوظ کا مطالعہ

کرا دینا بھی آسان اور سہل ہے۔ لیکن نفس کو قید میں لا کر شب و روز اس کا محاسبہ کرنا نہایت مشکل ہے۔ جو شخص یہ چاہتا ہے کہ میں معرفتِ خداوندی حاصل کر دوں، معرفت و قرب حاصل کروں، شہ رگ سے زیادہ قریب ہو جاؤں۔ صاحب بصیرت بن جاؤں، اللہ تعالیٰ سے بے حجاب الہام و پیغام لے سکوں۔ سرالاسرار سے واقف ہو جاؤں۔ جواب باصواب حاصل کروں، علم وارادت فتوحات اور علم لدنی غیبی لاریبی حاصل کروں۔ اور اللہ تعالیٰ سے ہم کلام ہو جاؤں تو اُسے چاہیئے کہ اپنی حقیقت کو پہچانے۔ کیا تو جانتا نہیں کہ جب نفس امارہ اللہ تعالیٰ کی قدرت سے پیدا ہُوا تو اس کے سر پر سات رنگ کا تاج رکھا گیا۔ وہ سات رنگ مندرجہ ذیل تھے :-

پہلا رنگ :- طمع ہے۔
دوسرا رنگ :- حرص ہے۔
تیسرا رنگ :- شرک ہے۔
چوتھا رنگ :- کفر ہے۔
پانچواں رنگ :- نفاق ہے۔
چھٹا رنگ :- تکبر ہے۔
ساتواں رنگ :- حرص و ہوا ہے۔

پھر اس کے جسم پر حسد، ریا اور دنیا کی خوبصورتی کا لباس پہنایا۔ شیطان کو اس کی بغل میں دیا۔ بے حیائی و بے ادبی سرمہ مغروری کی آنکھ میں لگایا اُس نے شیطان کو اپنا وزیر بنایا۔ ایسا کرنے سے وہ معرفتِ خداوندی سے نابینا ہو گیا۔ جب نفس امارہ کو اس خوبصورتی کے ساتھ بارگاہِ خداوندی میں لایا گیا تو اللہ تعالیٰ نے اس پر نظر رحمت نہ کی۔ جو شخص معرفتِ خداوندی، رحمتِ خداوندی اور اس کے وصال

کا طالب ہے وہ پہلے نفس امارہ کو ترک کرتا ہے۔ یہ مراتب عارفین حال کے ہیں۔
دَعْ نَفْسَکَ وَتَعَالٰی۔ اپنے نفس کو چھوڑ اور اُوپر آجا۔

ارشاد نبوی صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

مَنْ عَرَفَ نَفْسَہٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّہٗ۔ مَنْ عَرَفَ نَفْسَہٗ بِالْفَنَاءِ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّہٗ بِالْبَقَاءِ۔

جس نے اپنے نفس کو پہچانا اُس نے اپنے رب کو پہچانا۔ جس نے اپنے نفس کو فانی سمجھا اُس نے اپنے رب کو باقی سمجھا۔

جو شخص اوّل اپنے نفس کو اپنا مطیع اور محکوم نہیں بناتا وہ معرفتِ خداوندی حاصل نہیں کر سکتا۔ نفس امارہ سے دُوری بغیر باخدا ہونا ایک مشکل کام ہے۔ جب تک اس خبیث نفس جو شیطان و سلیمانی دیو کی طرح ہے۔ فنا فی اللہ کے قید خانہ میں فنا نہ کرے گا۔ عارف باللہ کیسے ہوگا۔ کیا تو جانتا نہیں کہ نفس امارہ آدمی کا خون پیتا ہے اور شرمندہ نہیں ہوتا۔ جو شخص نفس امارہ سے یکبارگی واسطہ ختم نہیں کرتا وہ قلب سلیم اور رضا بحق تسلیم کا مقام نہیں حاصل کر سکتا اور حضور نبی کریم رؤوف ورحیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی مجلس پاک میں حاضر نہیں ہو سکتا۔ کامل مرشد پہلے ہی روز یہ سبق دیتا ہے کہ خواہشاتِ نفسانی کو چھوڑ کر انبیائے کرام اور اولیائے عظام کی مجلس میں ہر ایک سے ملاقات کرو۔ طالب الٰہی کے وجود میں چاروں مراتب ہیں صرف انہیں شناخت کرنا ہے۔ وہ مراتب نفس۔ قلب۔ روح اور سر کے ہیں۔ جب یہ چاروں مراتب وجود میں جمع ہو کر باہم محو ہو جائیں تو اس سے نور کی تجلّی پیدا ہوتی ہے۔ جسے توفیق الٰہی کی صورت کہتے ہیں۔ اس کے بعد اس صورت کے آثار کو معلوم کرنا چاہیئے۔

جاننا چاہیئے کہ صاحب نفس امّارہ کے مندرجہ ذیل آثار ہیں:۔
پہلا آثار :۔ ترو شروئی ہے۔
دوسرا آثار :۔ بدخوئی ہے۔
تیسرا آثار :۔ جسم کا ریا سے پُر ہونا ہے۔
چوتھا آثار :۔ متکبرانہ کلام کرنا ہے۔
پانچواں آثار :۔ خواہ وہ جاہل ہو یا عالم ہو یہ صفات اُن میں ضرور ہوں گی۔

صاحبِ قلب کی مندرجہ ذیل علامات ہیں کہ اس کی ہر بات سے اخلاص و محبت اور ذکر الٰہی ظاہر ہوگا۔ اہل رُوح کی یہ علامت ہے کہ اس کی ہر بات قرآن و حدیث کے مطابق ہوگی۔ رازدان کی یہ علامت ہے کہ اس کی ہر بات مشاہدہ و معرفتِ خداوندی اور تجلیات ذات دیدار کے متعلق ہوگی۔ توفیق الٰہی کی پہچان یہ ہے کہ اس کی حرکات و سکنات اور بول چال سے توفیق الٰہی۔ نورِ مشاہدہ اور تجلیاتِ نور ذات اور قرب و حضور ٹپکے گا۔

نفس و قلب و رُوح چو ہر یک نُور شد
لائق مذکور حق مغفور شُد

جب نفس، دل اور رُوح میں سے ہر ایک روشن ہو جاتا ہے۔ وہ شخص مذکور کے قابل اور صاحب مغفور ہو جاتا ہے۔

ایں مراتب ابتدا طالب خُدا
می بر آ اربع عناصر و از ہَوا

اللہ تعالیٰ کو چاہنے والے کے یہ ابتدائی مراتب ہیں کہ وہ اربع عناصر اور حرص و ہوا کو ترک کرتا ہے۔

دیدہ از دل می کشاید با حضور
اولیاء اللہ غالب بر قبور

اس کے قلب کی آنکھیں کھل جاتی ہیں اور حضوری والا ہو جاتا ہے۔
اللہ کے دوست قبروں پر غالب ہوتے ہیں۔

شہ سوار شیر نر گردد سوار
ہر کہ روبہ کرد دعویٰ زیر بار

وہ شہ سوار نر شیر پر سوار ہوتا ہے۔ جو لومڑی ہو کر دعویٰ کرے اُسے زیر بار ہونا پڑتا ہے۔

سروری قادریم قدر داں
در نظرش پیر باشم ہر زماں

میں سروری قادری قدر دان ہوں۔ میں ہمہ وقت پیر کے سامنے رہتا ہوں۔

لاتخف ولاتحزن چو ما را شد مقام
با نظر ہر یک شناسم خاص و عام

چونکہ ہمارا مرتبہ نہ ڈر نہ غم کھا ہوئے۔ اس لیے میں خاص و عام کو ایک نظر سے شناخت کر لیتا ہوں۔

باھو در شریعت باش دائم شوق گیر
ایں مراتب انتہا فی اللہ فقیر

باھو! دائمی طور پر شریعت میں شوق ظاہر کرنا۔ یہ فنا فی اللہ فقیر کے منتہی کے مراتب ہیں۔
فقیر فی اللہ وہ آدمی ہے جو قرآن حکیم کی برکت سے نفس پر حکمرانی کرے۔ جو شخص نفسانی خواہشات کو پاؤں کے نیچے نہ روندے اور نفس کے گھوڑے پر سواری نہ کرے وہ ان باطنی مراتب تک رسائی نہیں حاصل کر سکتا۔ خواہ ظاہر میں

تمام عمر ریاضت میں صرف کردے بالکل لاحاصل اور بے فائدہ ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ جل مجدہ الکریم ہے :۔

وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى فَإِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاوٰى

جس نے نفس کو خواہشات سے روکا پس بہشت اُس کا ٹھکانا ہے۔

نفس وسوسہ واہمہ خطراتِ بد
قوت قوت نفس را حرص و حسد

جو نفسانی وسوسہ وہم اور خطرہ میں پھنسا ہوا ہے۔ اور جو اپنے نفس کی خوراک قوت، لالچ و حسد رکھتا ہو۔

کے شناسد نفس را اہل از صنم
کے شناسد نفس را آں مردہ دم

وہ مردہ دم اور نفس کا پجاری نفس کو کیسے پہچان سکتا ہے۔

کے شناسد نفس را ایں مرد عام
ہر کہ یابد نفس را عارف تمام

یہ عام نفسِ مرد کو کس طرح شناخت کر سکتا ہے۔ اہل معرفت شخص ہی نفس کو قتل کر سکتا ہے۔

کے شناسد نفس را اہل از غرور
قتل سازد نفس را اہلِ از حضور

مغرور شخص نفس کو کب شناخت کر سکتا ہے۔ صاحبِ حضوری نفس کو ہلاک کرتا ہے۔

نفس را تحقیق کردم از خدا
ہر حقیقت یافتم از مصطفیٰ

میں خدا سے نفس کو تحقیق کیا اور ہر حقیقت کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پایا۔

نفس ناری عاقبت چوں نور شد
قلب قالب ہر اعضا مغفور شد

بالآخر جب یہ ناری نفس منوّر ہو جاتا ہے۔ تو قلب قالب بلکہ ہر ایک اعضا مغفور ہو جاتا ہے۔

ہر کہ فارغ ذکر فکرش شد حضور
می بر آ از نفس کافر غرق نور

جو کوئی شخص فارغ ہے تو اُس کا ذکر و فکر حضوری ہے۔ وہ کافر نفس کے جال سے نکل کر نور میں مستغرق ہے۔

انبیاء را نفس صورت انبیاء
اولیاء را نفس صورت اولیاء

انبیاء علیہم السلام کے نفس کی صورت انبیا کی مثل ہے کہ اولیائے کرام کے نفس کی صورت اولیائے کرام جیسی ہے۔

نفس کافر را بود صورت کفّار
ریسماں در گلوزاں لعنتِ زنّار

کافر کے نفس کی صورت کافر کی مثل ہے کہ اس کے گلے میں زنّار کی لعنت پڑی ہوئی ہے۔

نفس خرص و خوک باسگ دیوانہ
از خدا و از نبی بیگانہ

اگر تو نفس کو پہچانتا ہے تو گویا ریچھ، سؤر اور دیوانے سگ کو پہچانتا ہے اور تو اللہ تعالیٰ اور نبی علیہ الصّلوٰۃ والسّلام سے بیگانہ ہے۔

مردہ دل را نفس جن است یا خبیث
گرچہ خواند بر زباں نص و حدیث

مردہ دل کا نفس یا جنّ ہے یا خبیث ہے خواہ وہ زبان سے قرآن و حدیث ہی بیان کیوں نہ کرے۔

نفس را شیطان بد بلائے اہل زشت
نفس آدم را بر آورد از بہشت

نفس و شیطاں بہت بڑی مصیبت ہیں اور بہت بُرے ہیں۔ نفس نے ہی حضرت آدم علیہ السلام کو جنّت سے نکالا تھا۔

گر تو خواہی نفس را با خود رفیق
غرق شو دریائے وحدت زاں عمیق

اگر تو نفس کو اپنا ساتھی بنانا چاہتا ہے تو وحدت کے دریا میں مستغرق ہو جا۔

مومن کا مقام

صاحبِ نفس مطمئنہ جب چشم پوشی کے مراقبہ میں مشغول ہوتا ہے تو وہ خونِ جگر پیتا ہے۔ اس نوع کا مراقبہ اور مکاشفہ صرف توحید کے دریا سے ہوتا ہے۔ جو شخص اس مقام پر پہنچ جاتا ہے اُس کا نفس فرمانبردار اور مسلمان ہو جاتا ہے اور مقامِ مومن پر رسائی حاصل کر لیتا ہے۔ مومن کا کام معرفت خداوندی میں محو ہونا ہے۔ بود سے نابود کر دینا مردود نفس کو فانی کرنا ہے۔

ارشادِ نبوی صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے :۔
مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ بِالْفَنَاءِ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ بِالْبَقَاءِ

جس نے اپنے نفس کو فانی سمجھا اُس نے اپنے رب کو باقی سمجھا۔
صاحب نفسِ امّارہ لوگوں کو دیکھ کر آنکھیں بند کرتا ہے اور چہرے پر کپڑا اوڑھتا ہے تو وہ گویا اپنے آپ کو بیچتا ہے۔ یہ بے خبری اور بیہوشی کی نشانی ہے۔ وہ نہ اہلِ تقلید ہے اور نہ ہی اہلِ توحید ہے۔

کامل مرشد کون؟

کامل مرشد کی پہچان یہ ہے کہ اگر طالب کو منہ زبانی ذیل آٹھ چیزیں عطا کرے تو غلطی نہ کرے۔ اگر کرے تو مردود ہو جائے۔ وہ آٹھ اشیاء یہ ہیں:۔

پہلی چیز:۔ سچ بولنا ہے۔
دوسری چیز:۔ حلال کھانا ہے۔
تیسری چیز:۔ اطاعت کرنا ہے۔
چوتھی چیز:۔ ہمت و توفیق۔ ہمت اس بات کا نام ہے کہ حرص و ہوا کو چھوڑ دے اور توفیق کا یہ مطلب ہے کہ اُن چیزوں کو چھوڑ دے جن چیزوں کو اللہ تعالیٰ نے منع کیا ہے۔

چار اشیاء باطنی یہ ہیں:۔
پہلی چیز:۔ ذکرِ لازوال۔ ذکرِ لازوال یہ ہے کہ مشرق سے مغرب تک خاص اور عام۔ طالب مرید، تمام اہلِ دین۔ دنیا کے بادشاہ۔ اہل ثروت وغیرہ اس کی طرف رجوع کریں اور اس کے فرمانبردار اور غلام بن جائیں۔ لیکن یہ بات بھی نگاہِ فقر میں چھوٹی سی ہے۔ ایسا شخص اللہ تعالیٰ کی مخلوق کا دوست ہوتا ہے نہ کہ اللہ

تعالیٰ کا دوست ہے۔

دوسری چیز :۔ ذکرِ کمال۔ ذکر کمال کا مطلب یہ ہے کہ زمین و آسمان کے تمام ملائکہ۔ عرش اُٹھانے والے فرشتے۔ اور چاروں مقرب ملائکہ اور تمام موکلات اس کے فرمانبردار ہو جائیں۔ اور ہر کام میں اُس کی استعانت کریں۔ خبریں دیں۔ اور اُسے باطنی توجہ سے یہ دکھائی دے کہ اُس کے گرد ملائکہ کے لشکر کھڑے ہیں یہ مرتبہ بھی فقیر کے نزدیک بہت چھوٹا سا ہے کیونکہ ایسا ہونے سے وہ ملائکہ کا دوست ہوا نہ کہ اللہ تعالیٰ کا دوست۔

تیسری چیز :۔ ذکرِ حال۔ ذکر حال کا مطلب یہ ہے کہ ازل سے ابد تک کے تمام انبیائے کرام اور اولیائے عظام اہل مراتب مومن مسلمان میں سے ہر ایک سے مصافحہ کرے اور ان کی مجالس میں جائے۔ یہ مرتبہ بھی نگاہِ فقیر میں حقیر سا ہے۔ کیونکہ ایسا کرنے سے وہ ارواح کا ولی ہوا نہ کہ اللہ کا ولی ہوا۔

چوتھی چیز :۔ ذکرِ احوال :۔ ذکر احوال کا مطلب یہ ہے کہ توحید باری تعالیٰ میں مستغرق اور نورِ حضور کے لازوال مراتب پر پہنچ جائے۔ جو شخص ان مراتب تک رسائی حاصل کر لیتا ہے اُس کا وجود پاک ہو جاتا ہے۔ اور طالب انسان معرفت خداوندی اور حضور نبی کریم وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کی مجلس پاک کے قابل ہو جاتا ہے۔

کامل مرشد اوّل روز ہی طالب کو وہ تعلیم و تلقین کرتا ہے جس سے وہ اللہ تعالیٰ کے رازوں سے واقف اور مشاہدۂ لامکان میں مستغرق ہو جاتا ہے جو قلب میں مخفی ہے۔ یہ مراتب اُس شخص کے ہیں جو اللہ تعالیٰ کا دوست، اللہ تعالیٰ کو پہچاننے والا۔ ولی اللہ فقیر فنا فی اللہ واصل حق اور باقی باللہ ہو۔

سلسلہ قادریہ کی حقیقت

ہر ایک طریقہ کی انتہا قادری طریقہ کی ابتداء کا بھی مقابلہ نہیں کر سکتی کیونکہ کامل سروری قادری کی ابتداء یہ ہے کہ وہ نگاہ یا اسم اللہ کے تصوّر یا کلمہ طیّبہ کے ذکر یا باطنی توجّہ سے طالب کو معرفتِ خداوندی میں مستغرق اور حضور نبیٔ کریم رحمۃٌ للعالمین علیہ افضل الصّلوٰۃ والتسلیم سے مشرف کر دیتا ہے۔ یہ قادری کے روزِ اوّل کا سبق ہے جو شخص یہ سبق نہیں پڑھ سکتا اور مجلسِ نبوی صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر نہیں کر سکتا وہ کامل قادری نہیں ہے۔ اُس کے حال کی مثل خام خیالی ہے۔ کیونکہ قادری دائمی طور پر معرفتِ خداوندی کے نُور میں ڈوبا رہتا ہے۔ اور اُسے اللہ تبارک و تعالیٰ کا وصال ہوتا رہتا ہے۔

اقسامِ وصال

وصال دو اقسام میں منقسم ہے:۔

پہلا وصال:۔ وصالِ الہام ہے۔

دوسرا وصال:۔ وصالِ تجلّی ہے۔

جو شخص طالبین کو ان مراتب پر نہیں پہنچاتا اور غوث قطب پر غالب نہیں کرتا وہ قادری غالب نہیں۔ کامل قادری شیر پر سوار ہے۔ گیدڑ، لومڑی اور سگ کی کیا طاقت کہ شیر کا مقابلہ کرے۔ ازل سے ابد تک کی تمام مخلوقات کی تشریح درجہ بدرجہ دکھا سکتا ہے۔

جائیکہ من رسیدم امکاں نہ ہیچ کس را
شہباز لامکانم آنجا نہ گمس را

جہاں پر میری رسائی ہے وہاں کسی کی رسائی ممکن نہیں۔ میں لامکانی شہباز ہوں وہاں مکھی بھی نہیں جا سکتی۔

لوح و قلم و عرش کرسی و کونین راہ نیابد
فرشتگانِ نگنجد آنجا نہ جا ہوس را

وہاں پر لوح و قلم، عرش و کرسی اور دو جہان کی رسائی نہیں۔ وہاں ملائکہ کی بھی گنجائش نہیں اور وہاں ہوس کا بھی گزر نہیں۔

یہ معرفت توحیدِ خداوندی کا درجۂ منتہی ہے یہاں تک تمام اللہ تعالیٰ کے راز منکشف ہو جاتے ہیں۔ یہ ذکر وجدان کا جو شریعت پر مبنی ہے۔ جو قرآن و حدیث کے موافق اور مطابق ہے۔

کُن فیکون کا انکشاف

اللہ ربُّ العزۃ تبارک و تعالیٰ جل مجدہُ الکریم نے جب چاہا کہ کُن فَیَکُون کو بیان کروں تو اُس نے کہا کُنتُ کَنزاً مَخفِیاً فَاَحبَبتُ اَن اُعرَفَ فَخَلَقتُ الخَلقَ۔ میں ایک مخفی خزانہ تھا۔ جب میں نے چاہا کہ پہچانا جاؤں تو میں نے مخلوق کو پیدا کیا۔ جب اُس نے قہر و جلالیت کی نگاہ سے بائیں جانب دیکھا تو اس سے شیطان پیدا ہوا۔ اور جب لطف و کرم، جماعت، رحمت اور شفقت سے دائیں جانب توجہ فرمائی تو اُس سے نورِ محمدی علیہ الصلوٰۃ والسلام پیدا ہوا جو سورج سے بھی زیادہ منور تھا۔ پھر اللہ تبارک و تعالیٰ نے لفظِ کُن کہا تو تمام مخلوقات کی ارواح

گروہ در گروہ۔ صف بہ صف ادب سے کھڑی ہوگئیں اور حکم الٰہی کی منتظر تھیں کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہوا:۔

اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ

کیا میں تمہارا رب ہوں۔

تو تمام ارواح نے کہا:۔

بَلٰی

ہاں۔

کہنے سے منکر اور پریشان ہوئے۔ وہ کفار، مشرکین، منافقین اور کذاب کی ارواح تھیں۔ اور بعض "ہاں" کہنے سے نہایت خوش اور مسرور ہوئے۔ پھر ارشاد باری تعالیٰ ہوا۔ اے حورو! جو چاہو مجھ سے مانگو تاکہ میں تمہیں عطا کروں۔ تمام ارواح نے کہا ہم تجھ سے تجھی ہی کو چاہتے ہیں۔ پھر اللہ تبارک و تعالیٰ نے بائیں طرف دنیا، دنیا کی زینت، دنیا کی زیبائش، دنیا کے تماشے کو پیدا کیا۔ اس وقت شیطان اور نفس امارہ ان اشیاء میں داخل ہوئے۔ جب عزازیل دنیا میں داخل ہوا تو اُس نے مندرجہ ذیل چوبیس بلند آوازیں لگائیں۔ جن کے سننے سے نو حصے ارواح لشکر ابلیسی میں شامل ہوگئیں۔ وہ آوازیں یہ ہیں:۔

پہلی آواز:۔ سرود کی آواز۔

دوسری آواز:۔ حسن پرستی کی آواز۔

تیسری آواز:۔ ہوا مستی کی آواز۔

چوتھی آواز:۔ شراب کی آواز۔

پانچویں آواز:۔ بدعت کی آواز۔

چھٹی آواز:۔ ترک الصلوٰۃ کی آواز۔

ساتویں آواز :۔ ترکِ جماعت کی آواز

آٹھویں آواز :۔ اسبابِ سرود کی آواز۔ مثلاً طنبورہ، رباب، سرنائے

نویں آواز :۔ غفلت کی آواز۔

دسویں آواز :۔ خود پسندی کی آواز۔

گیارھویں آواز :۔ ریا کی آواز۔

بارھویں آواز :۔ حرص کی آواز۔

تیرھویں آواز :۔ حسد کی آواز۔

چودھویں آواز :۔ کبر کی آواز۔

پندرھویں آواز :۔ نفاق کی آواز۔

سولھویں آواز :۔ غیبت کی آواز۔

ستارھویں آواز :۔ شرک کی آواز۔

اٹھارھویں آواز :۔ کفر کی آواز۔

انیسویں آواز :۔ جہل کی آواز۔

بیسویں آواز :۔ کذب کی آواز۔

اکیسویں آواز :۔ افعالِ بد کی آواز۔

بائیسویں آواز :۔ بدظنی کی آواز۔

تئیسویں آواز :۔ بدنظری آواز۔

چوبیسویں آواز :۔ طمعِ شیطانی کی آواز۔

جن میں یہ صفتیں پائی جائیں انھیں سمجھ لیجئے کہ یہ شیطانی گروہ میں ہیں۔

ارشادِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے :۔

اَلْآنَ کَمَا کَانَ "جیسا تھا ویسا ہی اب بھی ہے"

ارشاد باری تعالیٰ ہے :۔

تَذِلُّ مَنْ تَشَآءُ

جسے چاہتا ہے ذلت دیتا ہے۔

پھر ارشاد باری تعالیٰ ہے :۔

اَلشَّیْطَانُ یَعِدُکُمُ الْفَقْرَ وَیَاْمُرُکُمْ الْفَحْشَآءُ

شیطان تمھیں فقر سے ڈراتا اور بُری باتوں کا حکم دیتا ہے۔

جس جس نے عزازیلی آوازوں کو سُن کر پسند کیا اُس نے دنیا کو پسند کیا اور اُسی میں غرق ہو گیا۔ جب کل اَرواح میں سے نو حصے دنیا کی طرف مائل ہو گئیں تو صرف ایک دسواں حصہ اللہ تعالیٰ کے سامنے عاجزی سے کھڑا رہا۔ پھر باری تعالیٰ نے اپنے لطف و کرم سے فرمایا اے اَرواح جو چاہتے ہو مانگو تاکہ میں عطا کروں۔ ان میں سے صرف ایک حصے نے یہ کہا کہ ہم تجھ سے صرف تجھی کو چاہتے ہیں۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے دائیں طرف جنت، حور و قصور، بہشت کی لذت اور بہشتی زیب و زینت اَرواح کو پیش کی۔ تو نو حصے جنت کی طرف مائل ہو گئیں۔ سب سے پہلے اَرواح جنت میں داخل ہوئیں وہ اہل صفا اور اہل اتقا یعنی صوفی اور متقی لوگوں کی اَرواح تھیں۔ جنہوں نے تقویٰ کی آواز کو پسند کیا۔ اور جو شریعت محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر غالب آئیں۔ چنانچہ اس میں تمام عالم، فاضل عامل متقی اور پرہیزگار شامل ہیں۔ باقی حصہ اَرواح جو بارگاہِ الٰہی کے سامنے کھڑی رہیں جنہوں نے نہ شیطان کی آواز سُنی نہ جنت کی۔ وہ مشتاق دیدار غرق فنا فی اللہ رہیں۔ وہی اَرواح باقی باللہ کی تھیں۔ جنہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مجلس پاک کی حضوری اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت حاصل ہے۔

یہ لوگ فقیر عارف باللہ تھے جن کے بارے ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے :۔

اَلْفَقْرُ فَخْرِی وَ الْفَقْرُ مِنِّیْ

فقر میرا فخر ہے اور فقر مجھ سے ہے۔

ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:

اَلدُّنْیَا حَرَامٌ عَلٰی اَھْلِ الْعُقْبٰی وَ الْعُقْبٰی حَرَامٌ عَلٰی طَالِبِ الْمَوْلٰی۔

آخرت والوں پر دنیا حرام ہے اور اہل اللہ پر عقبیٰ حرام ہے۔

پھر ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:

مَنْ لَہُ الْمَوْلٰی فَلَہُ الْکُلّ

جس کا میں مولا ہوں اُس کا سب کچھ ہے۔

مراتب کے اسباق

جو مرشد اسم اللہ ذات کے حاضرات کا تصور اور اسم محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء اور کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے تصور سے یہ تینوں مقامات اور تینوں مراتب کا سبق نہیں دیتا۔ اور ان سے بانصیب نہیں کرتا۔ وہ کامل مرشد نہیں ہے۔ اور ایسے مرشد کا طالب بے جمعیت اور پریشان ہوتا ہے۔

جمعیّت کیا ہے؟

جمعیّت کی تشریح سماعت کیجئے۔ ویسے تو اس کی تشریح کے لیے بہت سے دفتر درکار ہیں لیکن جمعیّت کی بنیاد کا مغز بتاتا ہوں۔ دودھ میں تھوڑا سا دہی ڈالنے

سے دودھ کو جمعیت حاصل ہوتی ہے۔ دودھ کی اس جمعیت کو دہی کہتے ہیں، پھر دہی سے مکھن اور مکھن کو آگ پر رکھنے سے گھی ہو جاتا ہے۔ اسی طرح عارفین کا وجود لا زوال ذات کا مجموعہ ہے۔ نہیں نہیں میں نے غلط کہا بلکہ جمعیت قدرتِ خداوندی سے اللہ تبارک و تعالیٰ کا نہایت لطیف و شریف جامہ ہے۔ جو شخص یہ جامہ زیب تن کرتا ہے وہ دائمی طور پر بارگاہِ خداوندی میں منظورِ نظر رہتا ہے اور حضور نبی کریم رحمۃ للعالمین احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثنا کی مجلس پاک سے مشرف ہو جاتا ہے۔ اور آپ کی مجلس پاک کی دائمی حضوری اسے حاصل ہو جاتی ہے۔ اس صاحب جامہ کو معرفتِ خداوندی اور حضوری نور حاصل ہوتا ہے۔ اور اس کا وجود مغفور ہو جاتا ہے۔ یہ جامہ جمعیت اس شخص کو پہنایا جاتا ہے جو دنیا مردار کی گندگی کو چھوڑ کر دائمی بندگی اختیار کرے دلی ذکر کرنے سے زندگی ہوتی ہے ورنہ اہل خطرات کی بندگی نہیں ہوتی۔ صرف شرمندگی ہوتی ہے۔ الحاصل کلام یہ کہ دنیا حرص وہوا کا مقام ہے اور عقبیٰ مقام ہوس ہے۔ صاحبِ جمعیت ان دونوں مقامات سے دُور ہے۔ اللہ بس ماسوی اللہ ہوس۔

صاحبِ جمعیّت کون؟

جاننا چاہیئے کہ جمعیّت کے باطنی معنیٰ یہ ہیں کہ جمعیّت کلید کی طرح ہے۔ اور اٹھارہ ہزار عالم قفل کی طرح ہیں۔ اس کلید سے تمام مخلوق کے قفل کھل سکتے ہیں۔ اور تمام مراتب منکشف ہو جاتے ہیں۔ پھر معلوم ہُوا کہ جمعیّت اسم اللہ ذات ہیں ہے جو شخص ذات کی کنہ تک رسائی حاصل کر لیتا ہے اُسے مقاماتِ صفات کے مشاہدات اور کشف و کرامات کی حاجت نہیں رہتی۔ جمعیّت ایک عجیب نُور ہے جس کی وجہ سے جمعیّت والا قادر ہو جاتا ہے۔

صاحبِ جمعیّت اُسے کہتے ہیں جو فنا فی اللہ کا مرتبہ حاصل کرلے۔ نفس پر حکمران ہو۔ روشن ضمیر ہو۔ ایسے شخص کی قید میں دونوں جہان ہوتے ہیں۔ اس کی زبان پر دائمی طور پر علم تفسیر با تاثیر ہوتا ہے۔ جمعیّت ایک نُور ہے۔ جس کی اصل معرفتِ خداوندی کی تصدیق اور توحید خداوندی کی تحقیق ہے۔ یہ نورِ جمعیت دل پر اس طرح منور ہوتا ہے جس طرح آفتاب جمعیت کے نُور سے دونوں جہان پشتِ ناخن پر دیکھے جا سکتے ہیں۔ اسے بھی جمعیت ہی کہتے ہیں۔

جاننا چاہیئے کہ جمعیّت پانچ حروف میں منقسم ہے۔ جن میں سے ہر ایک تصوّر تصرّف اور نعمت کا مقام دکھلاتا ہے۔ صاحبِ جمعیت ان پانچ مقامات پر قابض و متصرف ہوتا ہے۔ طالب کے دل میں کوئی ہوس نہیں رہتی۔ کیونکہ جو کچھ وہ جانتا ہے یا چاہتا ہے لے لیتا ہے۔ مقام جمعیت میں جو جامع العلوم ہے۔ حی و قیوم یعنی زندہ اور قائم کے علم تحقیقات سے پانچ خزانے اور پانچ مقام حاصل ہوتے ہیں جن میں کماحقہ نعمت و تصرّف ہے۔ مقامِ ازل، تصرف ازل۔ گنجِ ازل۔ نعمتِ ابد۔ نعمتِ دنیا۔ اسی طرح روئے زمین کی تمام اشیاء کا تصرف اور ان کا حصول۔ تصرف آخرت۔ نعمتِ آخرت۔ گنجِ آخرت۔ اسی جمعیّت سے نعمت کے مراتب تصرف گنج۔ وحدانیت کا اعلیٰ قرب اور فنا فی اللہ اور بقا باللہ حاصل ہوتے ہیں۔ جو مرشد پہلے ہی روز اسم اللہ ذات اور اسم محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام اور کلمۂ طیبہ کے حاضرات سے طالبِ الٰہی کے ہر ایک مقام پر رسائی حاصل کرائے وہی مرشدِ کامل ہے ورنہ وہ مرشد ناقص، بے دین اور لافین مارنے والا ہے۔ اللہ بس ماسوی اللہ ہوس۔

رحمانی اور شیطانی اُمور

کیا تو نہیں جانتا کہ رحمانی، شیطانی اور انسانی اُمور میں کیا امتیاز ہے۔ میں

ہیں اُن لوگوں کی حالت پر متعجب ہوں کہ عام و خاص کو اسم اللہ ذات سکھاتے ہیں یا قرآن مجید حفظ کرتے ہیں یا مسائل فقہ بیان کرتے ہیں لیکن پھر بھی اُن کی زبان پر کذب اور ان کے دل میں نفاق ہوتا ہے اور ان کے وجود سے حرص۔ حسد اور غرور و کبر کیوں دُور نہیں ہوتے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ اسم اللہ ذات اخلاص سے نہیں لیتے۔ اور کلام الٰہی کا علم اخلاص سے نہیں سکھاتے اس لیے اللہ اللہ بادِ صرصر کی طرح نکل جاتا ہے۔ جو شخص اسم اللہ اور کلام اللہ کی کنہ تک رسائی حاصل کرتا ہے اور آشنا ہو جاتا ہے۔ اُس کا نفس فانی اور اُس کا دل صاف ہو جاتا ہے۔ اُسے حضور نبی کریم وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین علیہ افضل الصلوٰۃ و التسلیم کی مجلس کی ہمیشہ کی حضوری حاصل ہوتی ہے۔ اس کی رُوح کو بقا حاصل ہوتی ہے۔ دونوں جہان پشتِ ناخن پر دیکھ سکتا ہے۔

جو شخص اللہ رب العزۃ تبارک و تعالیٰ کے نام مبارک سے شناسائی حاصل کر لیتا ہے اور اُسے نہایت اخلاص سے پڑھتا ہے وہ معرفت کی گیند صدق کے بلّے سے دونوں جہان کے میدان سے لے جاتا ہے۔ اسم اللہ ذات وہ باعظمت نام ہے کہ اس کی ابتداء و انتہا میں نور حضور اور معرفت کا کماحقّہٗ مشاہدہ ہے لیکن شرط یہ ہے کہ قاری نہایت اخلاص سے مطالعہ دل میں اس طرح مستغرق ہو جس طرح عالم کتاب کے ایک ایک ورق کے مطالعہ میں مستغرق رہتے ہیں۔ عارفین کے لیے یہ دونوں باتیں حاصل ہوتی ہیں جو وبال سے بھرپور ہیں ؎

بر در درویش رو ہر صبح و شام
تا ترا حاصل شود مطلب تمام

ہر دن رات درویش کے در پر جا۔ تاکہ تو اپنے مدّ کو حاصل کر لے۔

گر ترا بر سر نہ زند سر پیش نہ
آنچہ داری در ملک درویش نہ

اگر تیرے سر پر بھی مارے تو سر آگے رکھ۔ جو کچھ تیرے پاس ہے درویش کی ملک کر دے۔

دادہ درویش یابے جا و داں
از نظر درویش شد شاہِ جہاں

تو جو کچھ درویش کو دے گا وہ تجھے دائمی طور پر ملتا رہے گا۔ تو درویش کی نگاہ کی وجہ سے عالم کا شہنشاہ بن جائے گا۔

ہر کہ مقبول است درویش از نظر
شد مراتب او ز بالا عرش تر

جو شخص درویش کی نگاہ میں منظور ہوتا۔ اس کا مقام عرش سے بھی اُونچا ہو جاتا ہے۔

مراتب میں تفریق

درویش کا مقام و مرتبہ یہ ہے کہ وہ ظاہر کی آنکھ سے دائمی طور پر لوحِ محفوظ کا مطالعہ کرتا ہے۔ جو اس مقام پر فائز ہو اُسے اہل فقر منجم کہتے ہیں یعنی جس طرح نجومی گزرے ہوئے حالات اور ہونے والے حالات سے آگاہ کرتا ہے۔ اسی طرح فقیر لوحِ محفوظ کا مشاہدہ کر کے بتا سکتا ہے۔ لیکن فقیر کا مرتبہ فنا فی اللہ ہوتا ہے جو دائمی طور پر زندہ اور قائم کی توحید میں مستغرق رہتا ہے۔ درویش مریض کی طرح ہے اور فقیر طبیب کی طرح ہے۔ درویش جب قلب پر نظر کرتا ہے تو اس کے اثر سے گائے بھینس کا خیال پیدا ہوتا ہے۔ وہ ایک مفلس کو شہنشاہ کے مقام پر پہنچاتا ہے۔ لیکن اگر فقیر کسی پر نگاہ کرے تو اُسے روشن ضمیر بنا کر دو عالم کا

بادشاہ بنا دیتا ہے۔ اگر مشاہدہ معرفتِ خداوندی ہیں اس طرح غرق کر دیتا ہے کہ اگر سلیمانی بادشاہی اور ملک دے دیں تو بھی قبول نہیں کرتا۔ کیونکہ وہ باطن میں مرد ہوتا ہے۔ اس کا دل دنیا اور سیم و زر سے سرد ہوتا ہے۔

عالم و فقیر کی حقیقت کا انکشاف

جاننا چاہیئے کہ مطالعہ کی زیادتی کے باعث جلالیت، جذب، غضب اور غصہ پیدا ہوتے ہیں۔ اور فقیر کو اسم اللہ ذات کے تصوّر سے معرفتِ خداوندی کا نور حاصل ہوتا ہے۔ جس کی اس کی باطن کی بینائی تیز ہو جاتی ہے۔ اس لیے صاحب خشم اور صاحب چشم کا باہم بیٹھنا ٹھیک نہیں۔ جو شخص قہر اور غصہ کو ترک کر دیتا ہے اُسے معرفتِ خداوندی کے لیے آنکھ کی بینائی حاصل ہو جاتی ہے۔ جس طرح کہ جو شخص قال سے گزر جاتا ہے اُسے معرفتِ خداوندی کا وصال حاصل ہو جاتا ہے۔

ارشادِ نبوی صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم ہے:۔

مَنْ عَرَفَ رَبَّهٗ فَقَدْ كَلَّ لِسَانُهٗ

جس نے اپنے پروردگار کو پہچان لیا اُس کی زبان گونگی ہو گئی۔

الحاصل کلام یہ کہ جو شخص ایک مرتبہ اخلاص، یقین، اعتقاد کے ساتھ یَا اَللّٰهُ کہتا ہے۔ اس اللہ کہنے سے ازل۔ ابد۔ دنیا۔ آخرت اور معرفتِ خداوندی کے تمام مقامات و مراتب اس پر منکشف ہو جاتے ہیں۔ اور ہمیشہ کی نعمت کما حقہ اس کے ہاتھ آ جاتی ہے۔

میں اُن لوگوں پر حیران ہوں کہ شب و روز اللہ اللہ کا ذکر بلند آواز سے کرتے ہیں لیکن چونکہ اسم اَللّٰهُ ذات کی کنہ کو نہیں جانتے اس لیے رجعت میں

پڑ کر بدعتی اور پریشان ہو جاتے ہیں کیونکہ ان کا سرور صرف نفسانی خواہشات کے لیے ہوتا ہے۔ پس معلوم ہُوا کہ ان کا تنہا رہنا صرف مردوں کے لیے خرابی کا باعث ہے اور ان کا حجروں میں بیٹھنا صرف حجاب ہے۔ وہ ٹٹی کی آڑ میں بادشاہ امراء کو مرید کرتے ہیں اور انہیں تسخیر کرنا چاہتے ہیں۔ اس لیے پتہ چلا کہ اسم اللہ ذات پاک اسم اعظم ہے جو باعظمت وجود کے بغیر اور کہیں اثر نہیں کرتا۔ اور نہ ہی اس میں ٹھہرتا ہے اور نہ ہی نفع دیتا ہے جب تک کہ اخلاص سے کام نہ لیا جائے اور کوئی کامل مرشد عطا نہ کرے۔

مرتبہ فقیر کی تخصیص

جاننا چاہیئے کہ فقیر کا مرتبہ و مقام یہ ہے کہ اسے عین العیان کے مراتب حاصل ہوتے ہیں اور دونوں عالم اس کے چہرے کا مشاہدہ کرتے ہیں اور دل و جان سے اس میں گرفتار پریشان اور عاشق رہتے ہیں۔ میں اُن بیوقوف لوگوں پر حیران ہوں کہ آپس میں کوئی طالب اور کوئی مرشد بن بیٹھا ہے لیکن نہ طالب کو طالب کی حقیقت کا علم ہے نہ مرشد کو مرشد کی حقیقت کا علم ہے۔ دونوں ہی احمق و نادان ہیں۔ مرشدِ کامل حضور نبی کریم وما ارسلناک الا رحمۃً للعالمین علیہ افضل الصّلوٰۃ والتسلیم جیسا ہونا چاہیئے اور طالب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جیسا ہونا چاہیئے جو جانثار ہیں۔ جن کی خوراک شب و روز صرف حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار تھا۔ اور جو کفر۔ شرک اور بدعت سے استغفار کرتے تھے۔ جو شخص شریعتِ محمدیہ علی صاحبہا التحیۃ والثناء اور اصحاب النبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف چلے وہ مرشد ملعون نہیں ہو سکتا مرشدی کا سلک سلوک قرآن سے حاصل ہوتا ہے۔ اور پھر شریعت بھی قرآن سے۔ یہ صرف

اسم اللہ ذات کا مشاہدہ حضوری ہے۔ اسی مرتبہ کو فنا فی اللہ کہتے ہیں ؎

ہر کہ فی اللہ گشت فانی با خدا
از جاں گزشتہ آنچہ بیند شد روا

جو شخص اللہ کے لیے فنا ہو جائے۔ جو شخص جان سے گزر جائے وہ جو کچھ دیکھتا ہے رَوا ہے۔

عقل و فکر کے رسد فی اللہ جمال
معرفت دیدار را گویند وصال

عقل و فکر سے جمال فی اللہ تک نہیں پہنچ سکتے۔ معرفتِ دیدار ہی کو وصال کہتے ہیں۔

جز لقائش معرفت منظور نیست
عارفاں را جز خداوند کور نیست

اس کے دیدار کے بغیر معرفت منظور نہیں۔ عارف لوگ ماسوا ذاتِ باری کسی کا ذکر نہیں کرتے۔

گرچہ عارف بستہ لب باشد مدام
با خدا ہم سخن مذکورش تمام

اگر عارف دائمی طور پر اپنے لب بند رکھتا ہے۔ اس کا ذکر مذکور یہی ہے کہ وہ ذات باری تعالیٰ سے ہم سخن رہتا ہے۔

ہر کہ ایں جائے نہ بیند دل سیاہ
حبِّ دنیا دل سیاہے سر گناہ

جو شخص یہاں اللہ تعالیٰ کے دیدار کا مشاہدہ نہیں کرتا وہ سیاہ دل ہے۔ محبت دنیوی سراسر گناہ اور سیاہ دلی ہے۔

ارشادِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے :۔
مَنْ عَرَفَ رَبَّهٗ فَقَدْ كَلَّ لِسَانَهٗ
جس نے اپنے رب کو پہچانا اُس کی زبان گونگی ہو گئی۔
ارشادِ باری تعالیٰ ہے :۔
مَنْ كَانَ فِي هٰذِهٖ اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى
جو شخص یہاں اندھا ہے وہ عقبیٰ میں بھی اندھا ہی رہے گا۔ ؎

چشم دل دیگر بود بیند روا
نہ کہ ایں چشمے بود با سر ہوا

وہ چشمِ دل اور ہوتی ہے جس سے دیدارِ الٰہی روا ہے نہ کہ یہ چشم جس میں ہوا و ہوس ہے۔
جو شخص یہ مراقبہ و مکاشفہ کرتا ہے وہ عارف باللہ ہے گویا وہ جان سے نکل آتا ہے ؎

آں زبانِ دیگر است با حق بیان
نہ ایں زبانِ لاف زن دیگر بیان

وہ اور لسان ہے جو حق بیانی ہے۔ نہ یہ زبان جو لاف مارتی ہے اور کچھ اور ہی بیان کرتی ہے۔
ارشادِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے :۔
اَلسُّكُوْتُ تَاجُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَرَضَاءُ الرَّبِّ.
سکوت مومنین کا تاج ہے اور رب تعالیٰ کی رضاء کا سبب ہے۔
حضرت سلطان العارفین فرماتے ہیں :۔
اَلسُّكُوْتُ مِفْتَاحُ الْعِبَادَةِ، اَلسُّكُوْتُ مَكَانُ الْجَنَّةِ،

اَلسُّکُوْتُ مِنْ رَحْمَةِ اللّٰهِ، اَلسُّکُوْتُ حِصَارٌ مِّنَ الشَّیْطٰنِ، اَلسُّکُوْتُ خَیْرُ الْبَشَرِ، اَلسُّکُوْتُ سُنَّةُ الْاَنْبِیَآءِ اَلسُّکُوْتُ نِجَاةٌ مِّنَ النَّارِ، اَلسُّکُوْتُ قُرْبُ الرَّبِّ، اَلسُّکُوْتُ غَرْقٌ فِی التَّوْحِیْدِ النُّوْرِ۔

سکوت عبادت کی چابی ہے " سکوت جنّت کا مکان، سکوت اللہ تعالیٰ کی رحمت، سکوت شیطان سے بچنے کے لیے فصیل، سکوت انسانی کی بہتری، سکوت نبیوں کی سنّت، سکوت جہنم سے نجات، سکوت رب تعالیٰ کا قرب، سکوت اللہ تعالیٰ کا قرب اور غرق النور التوحید ہے۔

وہ خاموشی بہتر اور مناسب ہے جس سے دائمی مشاہدہ حضور رہو۔ ایسی خاموشی کو ساکن لاہوت کہتے ہیں۔ خاموشی کی اصل یہ ہے کہ جسم و جان کو چھوڑ کر لامکان میں غرق ہو جائے اور جس سکوت کا یہ نتیجہ نہ ہو وہ مکر و فرب کا جال ہے۔ جس سے مخلوق کو شکار کیا جاتا ہے اس قسم کا سکوت شیطانی مکر اور نفس امّارہ کا دھوکا ہے۔

سات باتوں کا حصول

جاننا چاہیئے کہ عارف باللہ فقیر ولی اللہ میں مندرجہ ذیل سات باتیں پائی جاتی ہیں:۔

پہلی بات:۔ خاموش رہ کر اللہ تعالیٰ کی یاد میں مشغول رہنا۔

دوسری بات:۔ نماز باجماعت کے علاوہ باقی تنہائی میں گزارنا۔

تیسری بات:۔ دنیا کثرت سے جمع نہ کرنا۔ بعض نے کہا ہے کہ ہمارے پاس کہ ہمارے پاس جو روپیہ پیسہ ہے وہ مستحقین درویشوں، فقراء، بیوہ مستورات

یتیموں، مساکین اور عاجزوں کے لیے ہے نہ کہ نفسانی خواہشات کے لیے۔ یاد رکھیے یہ سب کچھ ان کا شیطانی حیلہ اور مکر و فریب ہے۔ ان کا یہ حال ہوتا ہے کہ جب ان کے پاس مال بکثرت ہوتا ہے تو زکوٰۃ کے بھی منکر ہو جاتے ہیں۔

چوتھی بات:۔ کشف و کرامات پر غرور نہ کرنا۔

پانچویں بات:۔ علم و علما کے خلاف نہ کرنا۔

چھٹی بات:۔ طالب کو یہ نہ کہے کہ تیرا مقام و مرتبہ مرشد سے بالا ہے۔ اور اگر ایسا کرے تو سمجھیے کہ وسوسہ شیطانی ہے۔ کیونکہ شیطان اس غرور میں لاکر مرشد سے اسے مردود بنا دیتا ہے۔

ساتویں بات:۔ اس شیطانی وساوس میں نہ آئے کہ اب میں تو ہوں اور تو ہیں ہے۔ اب ظاہری عبودیت کی کیا ضرورت ہے۔ عارف یہی سمجھتا ہے کہ مجھے دیدار کافی ہے۔

طالب صادق کامل مرشد کا مرید ہو کر تحقیق سے معلوم کر لیتا ہے کہ مذکورہ باتوں کے خلاف کرنا لعین شیطان کا پیشہ ہے۔ لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ العلی العظیم سے شیطان کو قتل کر کے دور پھینک دیتا ہے۔ اس راہ میں کوئی صاحبِ توفیق کامل مرشد چاہیئے جو دائمی طور پر گردن پر سوار رہے۔ ظاہر و باطن قول و فعل اور عمل میں ہمہ وقت رفیق ہو۔ اور اپنے اعمال و افعال کو سپرد خدا کر دے اور درمیان سے اپنا دخل ختم کر دے ؎

کارِ جہاں چناں کہ تو خواہی اگر شود
ایماں نیاوری بخدائے جہاں کہ ہست

اگر اس عالم کے کام تیری خواہش کے مطابق چلے جائیں تو تو خدا کی ہستی کا بھی قائل نہیں رہے گا۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے :-
یَفْعَلُ اللّٰهُ مَا یَشَآءُ وَ یَحْکُمُ مَا یُرِیْدُ
اللہ جس طرح چاہتا ہے کرتا ہے اور جس طرح ارادہ کرتا ہے اسی طرح حکم کرتا ہے۔

نفسِ امّارہ کی حقیقت کا انکشاف

جاننا چاہیئے کہ انسان کے جسم میں نفسِ امّارہ یزید لعین کی طرح ہے اور رُوح رحمت کی طرح ہے۔ اگر صاحبِ رُوح اللہ تعالیٰ کی یاد میں مشغول ہے، تو اس کے ہاتھ میں اسم اللہ اور کلمۂ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی تلوار ہے جس سے شب و روز شداد، نمرود، قارون، فرعون اور ہامان جیسے کفّار کو قتل کرتا ہے۔ اگر اس کے جسم میں نفسِ یزید ہے تو اُس کا دل مُردہ ہے۔ یادِ خداوندی سے غافل ہے۔ غفلت کی تلوار ہاتھ میں لے کر اولادِ نبی علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کو قتل کرتا ہے۔ نفسِ یزید اور نفسِ بایزید والوں کی ہم نشینی صحیح نہیں۔ تو خود کو کون خیال کرتا ہے۔ نفسِ یزید یا نفسِ بایزید۔ اللہ تعالیٰ کے قرب کی پہچان کے سر کو پاؤں بنانا بلکہ سر اور پاؤں کی خبر نہ رہنا ہے۔ ارشادِ نبوی صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے :-

مَشْیٌ عَنِ الرَّاْسِ بِدُوْنِ الْاَقْدَامِ
پاؤں کے بغیر سر کے بل چلنا۔

صاحب سر بود بے سر مدام
سر سہ دیگر بود باحق کلام

جو اہلِ راز ہیں وہ دائمی طور پر بغیر سر کے ہوتے ہیں۔ وہ سر اور ہے جو اللہ تعالیٰ

سے کلام کرتا ہے۔

آں سر رازی غرق باہمدم خدا
عام را سر دیگر است با سر ہوا

وہ بھید رکھنے والا سر دائمی طور پر اللہ تعالیٰ کا ہمدم اور اس میں غرق ہوتا ہے۔ عام لوگوں کے سر میں ہوا اور ہوس بھری ہوتی ہے۔

گر بگویم سر رازی آنچہ ہست
دفترے باید رقم از وے است

اگر میں صاحب راز سر کی کماحقہٗ حقیقت بیان کروں تو اس کے لیے مجھے علیٰحدہ کتاب رقم کرنی پڑتی ہے۔

باہو بہر از خدا آں سر بگو
آنچہ باشد غیر حق از دل بشو

باہو خدا کے لیے وہ سر بتا جو کچھ کے سوا ہے اُسے دل سے دھو ڈال۔

بعد ازاں لائق شوی سر راز راہ
ہر دمے جان جگر سوزد آہ آہ

حق کے سوا غیر کو دُور کر دینے کے بعد تو اس راہ کے راز کے قابل ہو جائے گا۔ افسوس ہر ایک سانس جگر کو جلائے جاتا ہے۔

اس راستہ میں بے درد نامرد ہے کیونکہ اہلِ دل کا علاج دل کا درد ہے۔

معرفتِ الٰہی کی تشریح

جاننا چاہیئے کہ معرفتِ وصال۔ فنائے نفس: دل کی زندگی اور رُوح کی بقا کی

تشریح معلوم کرنے کے لیے یہ سمجھ لینا چاہیئے کہ ظلمت اور غلاظت اور باطن کی روشنی اور صفائی باہم گڈمڈ ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

تُولِجُ اللَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَتُولِجُ النَّهَارَ فِي اللَّيْلِ

شب میں دن اور دن میں شب

اگر شب کی تاریکی ہو تو اس کے بعد دن ہوتا ہے۔ اگر دن ہو تو پھر رات کی تاریکی چھا جاتی ہے۔ نفس کی تاریکی اور رُوح کا سورج چھپ نہیں سکتا۔ سالک کو منزل کے تمام راہ و رسم کا علم ہوتا ہے۔ پس پتہ چلا کہ جو شخص نفسانیت کی پیروی کرتا ہے وہ معصیت میں مبتلا ہے اور اللہ تعالیٰ اہل معصیت کو مغفور کرنے والا ہے۔ جو شخص استغفار کرتا ہے وہ گناہوں سے مغفور ہو جاتا ہے۔

جاننا چاہیئے کہ انسان پانی کے قطرہ کی طرح ہے اور یہ تخلیق بھی پانی کے قطرہ سے ہوا ہے۔ انسان کے جسم میں شہوت کے پانی کا قطرہ خرابی پیدا کرتا ہے۔ جو عقل مند سے بیوقوف اور انسان سے حیوان بنا دیتا ہے۔ پس ایسے مشکل وقت کوئی کامل مرشد دستگیری کرے تو انسان شہوت اور شامتِ نفس سے نجات حاصل کر سکتا ہے۔ عارفین کی خواہش نور حضور کا شوق ہے۔ اللہ تعالیٰ کے قرب کی برکت سے شہوت رُک سکتی ہے۔ جب تک تم خواہشات کو ترک نہ کرو گے عرش پر قدم نہ رکھو گے ؎

ترا گر ہوائے بہشت آرزو است
مرد در پئے آرزوئے ہوا

اگر تجھے جنّت کی تمنّا ہے تو حرص اور نفسانی خواہشات نہ کر۔

جو شخص نفسانی خواہشات کو روک لیتا ہے وہ بارگاہِ خداوندی میں منظورِ نظر ہو جاتا ہے۔

عارفین کی اقسام

عارف چار اقسام میں منقسم ہے، جن کے چار نام اور چار اجسام ہوتے ہیں۔

معرفت بھی چار اقسام میں منقسم ہے:۔

پہلی قسم :۔ معرفتِ ازل کے عارف۔

دوسری قسم :۔ معرفتِ ابد کے عارف۔

تیسری قسم :۔ معرفتِ دنیا کے عارف۔

چوتھی قسم :۔ معرفتِ آخرت کے عارف۔

یہ چاروں معرفات عارف حقیقی کے لیے حجابِ اکبر کی طرح ہیں۔ معرفتِ خاص کا عارف منتہی اور غرق فنا فی اللہ ذات ہوتا ہے۔ جو ان چہار معرفات سے نکل آتا ہے۔

مرد آں باشد کہ باشد غرقِ نور
کے رسد با نور ایں اہلِ الغرور

مرد وہ ہے جو معرفت کے نور میں غرق ہو۔ اس نور تک مغرور کب پہنچ سکتا ہے۔

فتنہ و فریاد دائم در طلب
ایں مراتب جیفۂ اہلِ کلب

فتنہ و فساد کے دائمی طور پر طالب رہنا۔ دنیا کے کتوں کے مراتب ہیں۔

دعویٰ کردند قلب جیفہ کلب دار
از میانِ عارفاں کلبش بر آر

جس طرح کتے مردار کا دعویٰ کرتے ہیں اس طرح یہ دنیا کا دعویٰ کرتے ہیں۔ تو عارفین میں سے اس کتے کو نکال دے۔

باہو از بہر خدا عارف نما
معرفت حاصل شود از مصطفیٰ

اے باہو! تو خدا کے واسطے عارف دکھا اور حضور نبی کریم رحمۃ للعالمین علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم سے معرفت حاصل ہوتی ہے۔

یہ مراتب اُن مردانِ کاملین کی تقویت سے حاصل ہوتے ہیں جو شریعِ مطہرہ کے پابند اور شہسوار ہیں۔ یہ دنیا کے طالب کتے دیدار کے قابل نہیں ہوتے۔

مسئلہ تجرید و تفرید

جاننا چاہیئے کہ تجرید و تفرید وہ شخص کر سکتا ہے جسے کامل مرشد ایک سو تیس کروڑ دس لاکھ تین ہزار بلکہ بے شمار مقامات ایک لیل و نہار یا زیادہ سے زیادہ ایک ہفتہ کے اندر یا ایک سانس میں ایک قدم پر تمام مقامات کی سیر کرائے۔ تاکہ طالب اپنے وجود کو دونوں جہان میں زندہ پائے۔ اور دس لاکھ یا کم و بیش جتنے بدن پر بال ہیں۔ اسمِ اللہ ذات کے تصور سے اللہ تعالیٰ کی قدرت کے نور و حضور کا مشاہدہ کرے۔ ہوشیار طالب اسی ایک صورت نور میں مستغرق رہتا ہے۔ کبھی اس میں داخل ہوتا ہے کبھی اس سے نکلتا ہے۔ معرفت میں محو ہونے کے سبب اس کا وجود پختہ ہو جاتا ہے۔ جس شخص کا یہ حال ہو جائے وہ مخلوق کے ارشاد اور رہنمائی کے لائق ہو جاتا ہے۔

یہ مراتب مقامات اور صورت نور ذات تجلیاتِ معرفتِ خداوندی کے علم فقر کے قاعدہ کی الف۔ ب ہے۔ جو شخص قاعدہ علم فقر کی ابتداء میں معرفت الٰہی کا علم نہیں رکھتا وہ معرفتِ خداوندی کی انتہا کا علم نہیں رکھتا۔ جو شخص اس قاعدے میں سچا ہو جاتا ہے

وہ ترک ۔ توکل ۔ تسلیم ۔ رضا ۔ توحید ۔ تجرید ۔ تفرید ۔ فنا ۔ بقا اور صفا کے مقامات اور مراقبہ ۔ خواب ۔ انبیا و اولیاء اللہ کی مجالس یا سلطان الفقر کی مجلس کو دیکھ کر اُن سے واقف ہو جاتا ہے ۔ سلطان الفقر مجلس محمدی علیہ الصلوٰۃ و السلام میں دائمی طور پر حاضر رہتا ہے ۔ آغاز و انجام میں بھی ۔

تجرید کیا ہے ؟

تجرید اُسے کہتے ہیں کہ ہر ایک مقام سے الگ ہو اور نفس و شیطان سے نجات حاصل کر کے دائمی طور پر بارگاہِ خداوندی میں منظورِ نظر رہے ۔ اور مقامِ حضوری میں رہے ۔ اس کا نفس مطمئنہ ہو ۔ باادب ہو ۔ شیطان کو یہ قوت حاصل نہیں کہ مقام حضور منظور پر پہنچے ۔

تفرید کیا ہے ؟

تفرید اُسے کہتے ہیں کہ گو بظاہر لیل و نہار لوگوں میں رہے لیکن باطن میں ربوبیت کی فردانیت میں ڈوبا رہے ۔ یہ راہ قال کی نہیں یہ حال کی راہ ہے ۔ یہ بات اللہ تعالیٰ کا فضل شامل ہو تو کسی کامل مرشد سے حاصل ہوتی ہے ۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے :

إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَن يَشَاءُ

ترجمہ : آپ جسے پسند رکھتے ہیں اسے راہِ راست پر نہیں لا سکتے لیکن اللہ جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے ۔

اَلسَّعْیُ مِنِّیْ وَالْاِتْمَامُ مِنَ اللّٰہِ

سعی میری جانب سے ہے اور تمام ہونا اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے ۔

جب عارف علم فقر اور توحید، تجرید اور تفرید کی شناسائی حاصل کر لیتا ہے تو

ظاہر و باطن میں اسے کسی قسم کی حاجت نہیں رہتی۔ ذات وصفات کے تمام مقامات اور احوال اس کے قبضے میں ہوتے ہیں۔ اسی بات کو جوھر جمعیّت کہتے ہیں۔

علاماتِ جوہرِ جمعیت

جوہر جمعیّت دو اقسام میں منقسم ہے :۔
پہلی قسم :۔ ظاہری طور پر شرع مطہرہ میں ہوشیار رہنا۔
دوسری قسم :۔ باطن میں مراقبہ میں غرق ہونا۔ جس طرح کہ مردہ مجاہدہ ربوبیّت سے مشرف ہے۔

جو شخص اس میں شک کرے وہ کافر اور جہنمی ہے۔ اگر توڑے تو دروازہ کھلا ہے۔ اس دروازے کی طرف وہی شخص آتا ہے جو عارف شہباز اور طالب دیدار ہو ورنہ طالب دنیا جو گدھ اور چیل کی طرح ہیں اس دروازے سے دُور دُور رہتے ہیں

دیدہ باید لائق دیدار اُو
ایں نہ دیدہ در طلب مردار اُو

جو اس کے دیدار کے قابل ہوں وہ آنکھیں ہوں وہ آنکھیں ہیں۔ وہ آنکھیں نہیں جو مردار کی طلب میں ہوں۔

کور چشمے کے بہ بیند آفتاب
کور را از آفتابش صد حجاب

نابینا آفتاب کو کب دیکھ سکتا ہے۔ نابینا اور آفتاب کے درمیان سینکڑوں پردے ہیں۔

اہلِ رُوح آنکھوں والا ہے اور نفس امارہ والا نابینا ہے۔ اہلِ ارواح کی مجلس پاک ہے اور نفس امارہ والوں کی مجلس ناپاک۔ پاک اور ناپاک ایک جگہ یکجا نہیں ہو سکتے۔

جہالت کیا ہے؟

جاننا چاہیئے کہ جہالت سے بڑی اور بُری چیز دنیا میں اور کوئی نہیں ہے مطلب یہ کہ علم عمل کے لیے ہے۔ علم کے بغیر عمل بانجھ عورت کی طرح ہے۔ یہ یقینی بات ہے کہ آغاز و انجام کے چودہ علوم اپنے قبضہ و تصرف میں لانا آسان ہے لیکن صاحبِ عمل عالم اور متّقی پرہیزگار ہونا بہت مشکل ہے۔ زندہ دل وہی ہے جو خفیہ ذاکر ہے۔ خفیہ ذاکر شب و روز نفس کو ذکر کی تلوار سے قتل کرتا ہے۔ خفیہ ذاکر ہونا آسان ہے لیکن صاحب مذکور مع اللہ ہو کر الہام حضور حاصل کرنا بہت مشکل ہے۔ حضوری اور صاحب الہام ہونا بہت آسان ہے لیکن معرفتِ خداوندی حاصل کرنا بہت مشکل ہے۔ معرفتِ خداوندی حاصل کرنا بہت آسان ہے لیکن اُسے وسیع حوصلہ سے وجود میں نگاہ رکھنا بہت مشکل ہے۔ حضور نبیؐ پاک صاحبِ لولاک علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیمات کی مجلس پاک میں داخل ہو کر حضوری اور دیدارِ رحمتِ انوار حاصل کرنا بہت آسان ہے لیکن ولایت و ہدایت محمدی۔ خو، خلق، ترک و توکل، تسلیم و رضا اور فقر حاصل کرنا بہت مشکل ہے۔ جس طرح بادشاہ ہونا اور مشرق سے مغرب تک ملک سلیمانی حاصل کرنا آسان ہے لیکن عدل و احسان اور اہلِ اسلام کی حق رسی بہت مشکل کام ہے۔ اسی طرح مرشد ہونا آسان ہے لیکن طالب مرید کو ہر ایک مرتبہ اور مطلب حاصل کرانا، معرفت کی انتہا تک پہنچانا۔ توحید میں

غرق کر کے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مجلس پاک کا حضوری بنانا سخت مشکل ہے۔ طالب آسان ہے لیکن باادب و باحیا ہونا اور اپنے اختیار سے خود کو مرشد کے سپرد کرنا بہت مشکل ہے۔ پیر ہونا اور حجاموں کی طرح مریدین کے بال کاٹنا آسان کام ہے۔ لیکن مشکل کے وقت مرید پاس حاضر ہو کر اُس کی مشکل کشائی کرنا بہت مشکل ہے۔ ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

اَلْمُرِیْدُ لَا یُرِیْدُ

مرید وہ ہے جس کی اپنی کوئی خواہش نہ ہو۔

مشائخ کرام کا قول ہے:۔

اَلطَّالِبُ عِنْدَ الْمُرْشِدِ کَالْمَیِّتِ بَیْنَ یَدَ الْغَاسِلْ

طالب کی مرشد کے ہاتھ میں وہی کیفیت ہے جس طرح غاسل کے ہاتھ میں۔ یا مختصر الفاظ میں مردہ بدست زندہ کا مصداق ہونا چاہیئے۔

نگاہ کے اثرات

جو شخص حضور نبی کریم و ما ارسلنٰک الا رحمۃ للعالمین شفیع المذنبیں انیس الغریبین احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کی مجلس پاک میں داخل ہوتا ہے اُس کے جسم میں چار نگاہوں سے چار اثرات پیدا ہوتے ہیں:۔

نگاہ کا پہلا اثر:۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نگاہ سے طالب اللہ کے وجود میں صدق پیدا ہوتا ہے۔ کذب و نفاق وجود سے نکل جاتا ہے۔

نگاہ کا دوسرا اثر:۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نگاہ سے طالب کے وجود میں عدل اور محاسبۂ نفس پیدا ہوتا ہے۔ اور نفسانی خطرات دُور

ہو جاتے ہیں۔

نگاہ کا تیسرا اثر:۔ حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نظر سے طالب اللہ کے جسم میں ادب و حیا داخل ہوتے ہیں۔ بے ادبی اور بے حیائی نکل جاتی ہے۔

نگاہ کا چوتھا اثر:۔ حضرت علی المرتضیٰ شیرِ خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نگاہ سے طالب اللہ کے وجود میں علم ہدایت اور فقر پیدا ہوتا ہے۔ جہالت اور محبت دنیوی نکل جاتے ہیں۔ پھر طالب اللہ تلقین کے قابل ہوتا ہے۔ اور حضورِ نبی کریم رؤف و رحیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم اُسے تلقین فرماتے ہیں۔ مرشد کا مرتبہ لاتخف ولاتحزن ہے۔

باطن کی حقیقت کا انکشاف

جاننا چاہیئے کہ جو مرشد پہلے روز طالب اللہ کو حضور پُر نُور شافع یوم النشور احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کی مجلسِ پاک میں داخل کر کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے نعمت نہیں دلواتا اور بغیر ریاضت ایک ساعت میں ولایت وہدایت سے سرفراز نہیں کرتا وہ اسم اللہ ذات کے تصوّر سے حضوری عطا نہیں کرواتا وہ مرشد نہیں۔ اگر باطن میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مجلسِ پاک سے مشرف حضور ہونا اور قربِ حق کے اعلیٰ مراتب میں فنافی اللہ ہونا نہ ہوتا تو سالک اور راستہ پر چلنے والے گمراہ ہو جاتے۔ صاحبِ باطن ہونے کا یہ مطلب ہے کہ جو کچھ باطن میں دیکھے وہ قرآن و حدیث اور شرع مطہرہ کے مطابق ہو۔ اگر ایسا نہیں تو اس کا باطن باطل ہے۔

آگاہی

جاننا چاہیئے کہ جو شخص تجھے باطن میں خواب یا مراقبہ کے ذریعہ کسی دینی یا دنیوی نیک یا بُرے کام کے لیے کہے کہ اس کام کی اچھائی یا بُرائی سے آگاہ کرو تو چاہیئے کہ اُس وقت پہلے کلمہ طیّبہ لا الٰہ الا اللہ محمّد رسول اللہ پڑھے۔ پھر درود پاک پڑھے پھر لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم پڑھے یا سورہ فاتحہ پڑھے۔ تو بے شک اللہ تبارک وتعالیٰ انبیائے کرام، صحابہ کرام، مجتہدین، اولیاء اللہ، فقراء یا درویش باطن صفا کی اَرواح یا ملائکہ کے وسیلے سے تجھے جواب باصواب سے آگاہ فرمائیں گے۔ جو شخص ایسا نہیں کرتا اور اس صفت سے موصوف نہیں ہوتا وہ شیاطین یا جنّات سے اطلاع پاتا ہے۔

مراقبہ و مشاہدہ

جاننا چاہیئے کہ مراقبہ سے اللہ تعالیٰ کے بھیدوں کا مشاہدہ ہوتا ہے۔ اور جاننا چاہیئے کہ مشاہدہ میں چار چیزیں ہیں جو محض چار میم ہیں۔

مراقبہ کا پہلا میم :۔ مراقبہ سے محبّت ہونا ہے یعنی مراقبہ محبّت سے اللہ تعالیٰ کے رازوں کا مشاہدہ ہوتا ہے۔ یہ اسم اللہ ذات کے تصور سے ہوتا ہے۔

مراقبہ کا دوسرا میم :۔ مراقبہ سے معرفت توحید نوری خداوندی حاصل ہوتی ہے۔ یہ بھی اسم اللہ ذات کے تصوّر سے ہوتا ہے۔

مراقبہ کا تیسرا میم :۔ مراقبہ سے معراج الصلوٰۃ دل سے کھلتا ہے۔ ذکر جاری

ہوتا ہے۔ ذوق اور فرحت نصیب ہوتے ہیں۔ اور تمام جسم کے ہر رونگٹے
سے یا اللہ کی آواز نکلتی ہے۔ یہ مراقبہ اسمِ لہٗ کے تصور سے ہوتا ہے
مراقبہ کا چوتھا میم :۔ مراقبہ سے مجموعۃ الوجود یعنی سر سے پاؤں تک تمام مشاہدہ
انوار میں مستغرق ہوتا ہے۔
اگر یہ باتیں نہیں تو سمجھ لیجئے کہ نفس و شیطان غالب اور قادر ہیں۔

مراقبہ ہفت اندام

جاننا چاہیئے کہ صاحبِ مراقبہ ہفت اندام جب تک اولیاء و انبیاء کی مجلسِ پاک سے ملاقات نہیں کر لیتا تب تک مراقبہ سے سر نہیں اُٹھاتا۔ خواہ اُسے مراقبہ کرتے ہوئے ستر برس ہی کیوں نہ بیت جائیں۔ لوگوں کی نگاہوں میں وہ آنکھیں بند کیے ہوتا ہے۔ لیکن باطن میں اُس کے وجود کے ہر ایک بال سے نور کی صورت ذکر اسم اللہ سے نمودار ہوتی ہے۔ جب صاحبِ مراقبہ باخبر ہوتا ہے تو ہر ایک صورت نور بن کر پھر جسم میں چلی جاتی ہے۔

ذکرِ منتہی

جاننا چاہیئے کہ مراقبہ اسم ھُو کے تصور سے ہوتا ہے۔ بعض صاحبِ مراقبہ کو اس کا علم ہے اور بعض کو اس کا علم نہیں کہ ھم مراقبہ اسم ھُو کے تصور سے ہوتا ہے۔ اسم ھُو سے چار منتہی ذکر کا انکشاف ہوتا ہے۔ جنہیں محض حضور غرق نور کہتے ہیں وہ یہ ہیں :۔

منتہی کا پہلا ذکر :۔ ذکر حامل یہ کسی مرشد کامل سے حاصل ہوتا ہے۔
منتہی کا دوسرا ذکر :۔ ذکرِ سلطانی ۔ اس کا ذاکر نفسانی خواہشات کو چھوڑ دیتا ہے اور لاہوت مکانی میں پہنچ جاتا ہے۔
منتہی کا تیسرا ذکر :۔ ذکرِ ربانی. اس کی وجہ سے لاہوت مکانی میں پہنچ جاتا ہے۔
منتہی کا چوتھا ذکر :۔ ذکرِ خفی ۔ جس سے دائمی طور پر حضور نبیؐ پاک صاحب لولاک علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات کی مجلس پاک کی حضوری حاصل ہوتی ہے۔
جس شخص کو اس قسم کا ذکر حاصل نہیں اُس کا مراقبہ مردود ہے۔

طالب دنیا کے دل میں خطرات ہوتے ہیں۔ سیاہ دل دنیادار کو کبھی قربِ الٰہی حاصل نہیں ہوتا. خواہ دنیا میں کتنا ہی صاحبِ عزت اور صاحبِ حشمت ہو اور کتنا ہی بڑا روضہ اور کتنی بڑی خانقاہ ہو۔ جو نگاہ کو ملک عقبیٰ پر رکھتا ہے وہ وہ نفس اور شیطان رجیم سے فارغ ہوتا ہے کیونکہ وہ صاحبِ وصف کریم ہوتا ہے۔ اللہ بس ماسوی اللہ ہوس۔

علومِ ہدایت

جاننا چاہیئے کہ تمام علم ہدایت کے لیے ہیں مثلاً تورات کا علم، زبور کا علم، انجیل کا علم، قرآن کا علم، حدیثِ قدسی کا علم، حدیث نبوی کا علم، ایمان مجمل کا علم، ایمان مفصل کا علم. علم سُبْحَانَ ذِی الْمُلْکِ وَالْمَلَکُوْتِ. سُبْحَانَ ذِی الْعِزَّۃِ وَالْعَظَمَۃِ وَالْھَیْبَۃِ وَالْقُدْرَۃِ وَالْکِبْرِیَآءِ وَالْجَبَرُوْتِ. سُبْحَانَ الْمَلِکِ الْحَیِّ الَّذِیْ لَا یَنَامُ وَلَا یَمُوْتُ اَبَدًا اَبَدًا ط سُبُّوْحٌ

قُدُّوسٌ رَبُّنَا وَرَبُّ الْمَلٰئِكَةِ وَالرُّوحِ ۔ علم۔ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ ۔ علم کلمہ طیبہ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ علم کلمہ شہادت أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ إِقْرَارٌ بِاللِّسَانِ وَ تَصْدِيْقٌ بِالْقَلْبِ کے متعلق ہے۔ علم جفر جس میں دائرے کھینچے جاتے ہیں علم ارادت، فتوحات غیبی جس کے موجب حضور نبی پاک صاحب لولاک علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات کی رفاقت سے اللہ تعالیٰ کی قدرت کا الہام ہوتا ہے۔

ان تمام علوم کی غرض وغایت ہدایت ہے۔ ان سے محمّدی کو مذکور حضور اور تجلیات انوار حاصل ہوتی ہے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرح ذاتِ باری تعالیٰ جل مجدہ الکریم سے جواب صواب کے ساتھ سنتا ہے۔

غلبۂ شیطانی

جاننا چاہیئے کہ شیطان طمع کے ذریعہ سے غالب ہوتا ہے۔ شیطان کو کونسا اعلیٰ وارفع علم حاصل ہے جس کی قدرت سے وہ علماء، فضلا، فقراء، درویشوں عارفین اور واصلین پر غالب آجاتا ہے۔ اس میں یہ حکمت ہے کہ شیطان ہر انسان کے وجود میں ستر دفعہ داخل ہوتا اور نکلتا ہے۔ اور اس کے ہر ایک رونگٹے کا اُسے علم ہے۔ جب شیطان کسی مردہ دل طالب دنیا کے وجود میں داخل ہوتا ہے تو اس کے نفسِ امّارہ کو دنیاوی طمع کا علم سکھاتا ہے اور اس کے اندر

خناس خرطوم اور وسوسہ خطرات کو زندہ کرتا ہے۔ طمع کے علم سے وہ انسانوں پر غالب آتا ہے۔ جس سے وہ شیطان کہنا ماننے لگتے ہیں۔ حرص اور طمع نہیں چھوڑتے۔
شیطان کے پاس اگر کوئی کلید ہے تو یہی علم طمع کی چابی ہے۔ لیکن جاننا چاہیئے کہ مندرجہ ذیل تین آدمیوں کے وجود میں داخل نہیں ہو سکتا:۔

پہلا آدمی:۔ جس میں ایمان کا نور ہے۔ اور جو قلب صادقہ سے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ محمد رسول اللہ پڑھتا ہے۔

دوسرا آدمی:۔ وہ شخص جس کے دل پر اسم اللہ ذات کا تصور ہے۔ کلمہ طیبہ کی آگ سے شیطان کا اندر جل جاتا ہے!

تیسرا آدمی:۔ وہ شخص جس کا بال بال لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْم پڑھے۔ ایک مرتبہ لاحول پڑھنے سے ستر شیطان قتل ہوتے ہیں۔ صرف دو قسم کے آدمی یعنی علماء اور فقہاء کامل شیطانی علم و مکر و حیلہ سے بچ سکتے ہیں۔

ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

لِکُلِّ شَیْءٍ اٰفَۃٌ وَّ اٰفَۃُ الْعِلْمِ طَمَعٌ

ہر چیز کے لیئے کوئی نہ کوئی آفت ہوا کرتی ہے۔ سو علم کی آفت طمع ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

وَاِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَکَ بِہٖ سُلْطَانٌ ط وَکَفٰی بِرَبِّکَ وَکِیْلًا

اور تحقیق میرے خاص بندوں پر تیرا قابو نہیں چلے گا۔ اور آپ کا کافی اور کارساز ہے۔

اور دوسرے عام لوگ جو دنیا دار ہیں۔ وہ دنیا کو چاہتے ہیں، اور وہ سب اسی طرح شیطان کی گنتی میں آئے ہیں۔ یک بیک اسی طرح راعی بھی شمار میں ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے :۔
یَا بَنِیْ اٰدَمَ اَنْ لَّا تَعْبُدُوا الشَّیْطٰنَ اِنَّهٗ لَکُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ
اے بنی آدم! تم شیطان کی عبادت نہ کرو۔ کیونکہ وہ علانیہ دشمن ہے۔
ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے :۔
شَیْطَانُ الْاِنْسِ اَشَدُّ مِنْ شَیْطَانِ الْجِنِّ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ط
انسان شیطان جن شیطان سے زیادہ سخت ہوتا ہے۔ حاسد کی شرارت سے خدا کی پناہ جبکہ وہ حسد کرے۔

اثرات

اللہ تعالیٰ کی معرفت، اللہ تعالیٰ سبحانہ کے بھیدوں، قرب و مشاہدہ، دونوں جہاں کا قبضہ میں لانا، عرش سے تحت الثریٰ کو مسخر کرنا، ہر زمین اور ہر ملک کی سیر و طیر۔ جن انسان موکل ملائکہ اور ملک سلیمانی کو قید میں لانا، ذات و صفات کے تمام درجات، تمام علوم مقامات و طبقات، انبیائے کرام اور اولیائے عظام میں سے ہر ایک کی روح کو تابع کرنا، ان سے ہاتھ ملانا اور ملاقات کرنا، ہمیشہ کا تماشا، مقام ازل میں اشیاء کا مشاہدہ، مقام ابد اور اس کے متعلقہ چیزوں کا مشاہدہ، دنیا اور اس کا تماشا، مقام آخرت کے متعلقات، مقام معرفت مولا کے ہر چھوٹے بڑے مقام کا مشاہدہ، ذات باری تعالیٰ میں فنا، ذات باری تعالیٰ میں بقا اور تمام کل و جز مقامات اسم اللّٰہ ذات کے حاضرات کلمہ طیبہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کے تصور آیات قرآنیہ و اسم اعظم

کے پڑھنے اور اللہ تعالیٰ کے ننانوے اسمائے گرامی کے تصور سے حاصل ہو سکتا ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:۔

اِلَیْهِ یَصْعَدُ الْکَلِمُ الطَّیِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ یَرْفَعُهٗ

اچھی اچھی باتیں اسی کی جناب تک پہنچتی ہیں اور وہی صالح عمل کرنے والوں کے درجات کو بلند کرتا ہے۔

پھر ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

وَاَلْزَمَهُمْ کَلِمَةَ التَّقْوٰی وَکَانُوْٓا اَحَقَّ بِهَا وَاَهْلَهَا وَکَانَ اللّٰهُ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمًا۔

اور انہیں اہل تقویٰ کی بات پر جمائے رکھا اور اس کے سزاوار اور لائق بھی تھے اور اللہ ہر شے کا جاننے والا ہے۔

صاحب ایمان کی کیفیت

جاننا چاہیئے کہ ایمان، جمعیت، معرفتِ خداوندی، کلمہ طیبہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کا ذکر اور اس کی تصدیق۔ سب کچھ جس دل میں ہے وہ دل سورج کی مثل روشن ہے اور اس دل کا غنچہ کشادہ ہو جاتا ہے۔ اور کستوری سے ایسی مہک آنے لگتی ہے۔ ایسا صاحبِ دل زبان سے سچا اقرار کرتا ہے کہ واقعی ماسوی اللہ کوئی عبادت کے لائق نہیں اور حضرت محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ کے رسول ہیں۔ ایمان کی تصدیق دل میں ہوتی ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

وَلَمَّا یَدْخُلِ الْاِیْمَانُ فِیْ قُلُوْبِکُمْ وَاِنْ تُطِیْعُوا اللّٰهَ

وَرَسُوْلَهٗ لَا يَلِتْكُمْ مِّنْ اَعْمَالِكُمْ شَيْئًا اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ
الرَّحِيْمٌ۔ پارہ ۲۶ رکوع ۱۴۔
اور ابھی تک ایمان تمھارے قلوب میں داخل نہیں ہوا۔ اور اگر تم اللہ اور اُس کے رسول کا کہا مان لو تو اللہ تمھارے اعمال میں سے ذرا بھی کم نہیں کرے گا۔ بیشک اللہ بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔

اقسامِ علوم

علم دو اقسام میں منقسم ہے:۔
۱۔ علم ظاہری ۲۔ علمِ باطنی

علم ظاہری:۔ علم ظاہری جس میں رسومات و معاملات شامل ہیں۔ زبانی اقرار اور زبانی پڑھا جاتا ہے۔ یہ قیل وقال کے متعلق ہے اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ۔ جسے علم دیا گیا ہے اُسے درجات عطا ہوئے ہیں۔

علمِ باطنی:۔ علمِ باطنی جس میں زندہ اور قائم خدا کی پہچان اور دل کی تصدیق شامل ہے۔ اس کی شان میں مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا آیا ہے ؎

علم رسمی سینہ صافاں را نمی آید بکار
چوں شود آئینہ روشن بے نیاز از جوہر است

صاف باطن والوں کے لیے رسمی علم کسی کام کا نہیں۔ جب شیشہ روشن ہو تو وہ جوہر سے بے نیاز ہو جاتا ہے۔

لیکن جب تک علم ظاہر کی رفاقت حاصل نہ ہو۔ علم باطن سے توفیق حاصل نہیں ہوتی۔ علم ظاہر آغاز کی طرح ہے اور علم باطن انتہا کی طرح ہے۔ دونوں علوم

کے بغیر عین کے مرتبہ کو نہیں پہنچ سکتا۔ علم جان کا غم خوار ہے۔ بغیر علم کے زاہد شیطان کی طرح ہے۔

معلوم ہونا چاہیئے کہ بعض ارواح نے ازل کے روز جب اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ کی آواز سُنی تو اُسی وقت بَلٰی ہاں کہہ دیا۔ بعض ارواح روزالست ہی سے اپنے رب تعالیٰ کے مشاہدہ انوار اور دیدار میں مست تھیں۔ کیا میں مدبرین کا مشتاق نہیں ہوں۔ کوئی دوسرا ہے۔ اُنہوں نے اللہ تعالیٰ کے سوا سب سے تعلق ختم کر رکھا تھا۔ ایسے اجساد کو جسد الاسرار کہتے ہیں۔ یہ جسد رویت حق میں مستغرق ہیں۔ ایسے اجساد کے قلوب بیدار ہوتے ہیں۔ ظاہری طور پر وہ حضور نبی کریم وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناٗ کی شریعت مطہرہ میں ہوشیار ہوتے ہیں۔ شرک، کفر اور بدعت سے بیزار ہوتے ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہ الکریم کی منع کردہ باتوں سے استغفار کرتے ہیں اس مرتبہ والے لوگوں کو مجبوب کہتے ہیں۔ یہ لوگ دیدار حق تعالیٰ معرفت ومشاہدۂ خداوندی اور تجلیاتِ ذات کے عرفان بغیر کسی اور شے کی نہ جستجو کرتے ہیں اور نہ ہی ان کے بارے میں کلام کرتے ہیں۔ اُن کی زبانوں پر صرف اللہ تبارک وتعالیٰ کی باتوں کا تذکرہ ہوتا ہے۔ یہ مراتب حق الیقین والے اصحاب کے ہیں۔ وہ علم الیقین اور عین الیقین سے آگے بڑھے ہوئے ہیں۔

حق الیقین کیا ہے؟

حق الیقین یہ ہے کہ انسان فنافی اللہ ہوجائے۔ اور فنافی اللہ وہ ہے جسے بقاباللہ کا درجہ حاصل ہو۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا

مرنے سے پہلے مرجاؤ۔

ہو جائے۔ جو شخص ازل کے دن اللہ تعالیٰ کے دیدار سے مشرف ہوا وہ دنیا میں بھی اسی طرح دیدار میں مستغرق رہتا ہے۔ اور دنیا مردار سے بیزار رہتا ہے۔ ایسے شخص مادرزاد ولی کہتے ہیں۔ جس شخص کو دنیا میں اللہ تعالیٰ کا دیدار حاصل ہے اس کا دل ذکر الٰہی سے زندہ ہو جاتا ہے اور اُس کی آنکھ ہمیشہ کے لیے بیدار رہتی ہے۔ ان مراتب کو حاصل کرنا آسان ہے لیکن دیدار میں غرق ہونا اور بظاہر کتابوں کے مطالعہ میں محو رہنا اور فنا فی ہونا بہت مشکل ہے۔ چنانچہ بعض ایسے ہیں جو عوام کی نگاہوں میں مجذوب ہیں اور باطن میں مرتبہ محبوب پر فائز ہیں۔ جو نہ مجذوب ہے نہ محبوب ہے وہ اندھا محجوب ہے۔ جو دل کی آنکھ بیدار نہیں رکھتا وہ معرفتِ خداوندی سے دُور ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے ؛

وَمَنْ كَانَ فِي أَعْمٰى فَهُوَ أَعْمٰى

جو یہاں اندھا ہے وہ وہاں بھی اندھا ہے۔

باہوؔ عارفاں را دیدہ ازلش جا وصال
کور ازلش کے بہ بیند با زوال

اے باہو! عارفین کی آنکھیں پہلے دن ہی سے با وصال ہیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کو ازلی اور بازوال اندھا کب دیکھ سکتا ہے۔

یہ حقیقت ہے کہ جس کو ازل میں حق الیقین کا درجہ حاصل تھا وہ دنیا میں بھی حق الیقین کے مقام پر پہنچے گا۔

صاحب حق الیقین چار باتوں کا حامل ہوتا ہے :۔

پہلی بات :۔ ظاہر میں طاعتِ خداوندی کی توفیق اُسے حاصل ہوتی ہے۔

دوسری بات :۔ حضور نبی کریم رحمۃ للعالمین علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کی نعت بہتا

اور شریعت کی رفاقت اُسے حاصل ہوتی ہے۔

اور باطن میں یہ دو باتیں ہوتی ہیں :۔

تیسری بات :۔ معرفت و نورِ خداوندی کے مشاہدہ میں غرق رہتا ہے۔

چوتھی بات :۔ حضور نبی کریم رحمۃ للعالمین شفیع المذنبین انیس الغریبین احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کی مجلس پاک سے مشرف ہو کر اُسے دائمی حضوری حاصل ہوتی ہے۔ جس حق الیقین والے کا باطن آباد ہو۔ اس میں مذکورہ بالا باتیں پائی جاتی ہیں۔

تقلید

بعض اہلِ تقلید کا یہ حال ہے کہ اگر کسی تعلق رکھنے والے کا لڑکا یا نمبردار کا بھائی فقیر ہوتا ہے اور خود کو متقی، پرہیزگار اور فقیر ظاہر کرتا ہے تو اس لیے کہ ماں باپ اور بہن بھائی مجھ پر زیادہ اعتبار کریں۔ اور میں انہیں دھوکے اور فریب میں لاکر قتل کر کے دنیاوی عیش لوٹوں اور گلچھڑے اُڑاؤں۔ یا اگر بادشاہی سپاہی فقیر ہوتا ہے تو اُس کی غرض یہ ہوتی ہے کہ میں دربار شاہی میں منصب دار بن جاؤں یا شاہی منصب دار میرے مرید ہو جائیں۔ اگر منصب دار فقیر ہوتا ہے تو اس کا مدّعا یہ ہوتا ہے کہ میں ہفت ہزاری منصب حاصل کروں یا بادشاہ کے اُمراء میرے طالب یا مرید ہو جائیں۔ اگر کوئی امیر فقیر بنتا ہے تو اس غرض کے لیے کہ میں بادشاہ کا وزیر بن جاؤں اور بادشاہ کا مقرب ہو جاؤں۔ اگر وزیر فقیر بنتا ہے تو اس کی خواہش یہ ہوتی ہے کہ میں بادشاہ بن جاؤں یا بادشاہ کو اپنا مطیع بناؤں لیکن اگر بادشاہ فقیر ہوتا تو وہ واقعی رضائے الٰہی کے لیے ہوتا ہے۔ وہ بالضرور

اِلاَّ اللّٰہ کی معرفت اور حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی حضوری حاصل کر لیتا ہے۔ اُسے ترکِ دنیا اور اللہ تعالیٰ پر توکل دونوں مراتب حاصل ہو جاتے ہیں۔ واصل اور عارف باللہ ہو جاتا ہے۔

ارشادِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْفُقَرَآءَ الْغَنِیْ

ترجمہ:۔

غنایت کی حقیقت

حضرت سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ کامل مرشد کی علامت یہ ہے کہ طالب کو پہلے ہی روز تمام عالم کا تصرف عنایت کرائے۔ جس سے اس کا دل دنیا کی جانب سے سرد ہو جائے اور اسے معرفتِ خداوندی حاصل ہو جائے۔ جو شخص غنایت کی انتہا تک رسائی حاصل کر لیتا ہے تو اُسے کما حقہٗ ہدایت حاصل ہو جاتی ہے۔ مرد وہ ہے کہ اگر دنیاوی علم اُسے حاصل ہو جائے تو وہ اُسے ہاتھوں ہاتھ کسی دوسرے کے حوالے کرے۔ مرشد جب دنیا کا علم بخشتا ہے تو اس لیے کہ طالب کا دل غنی ہو جائے اور اسے ہدایت کی توفیق حاصل ہو۔

غنایت میں مندرجہ ذیل چار چیزیں شامل ہیں:۔

پہلی چیز:۔ سنگپارس جس کے چھونے سے لوہا سونا ہو جاتا ہے۔ اس لیے فقیر لایحتاج ہو جاتا ہے۔

دوسری چیز:۔ زمین کے اندر کے تمام خزانے معلوم ہو جاتے ہیں۔ جس قدر چاہے نکال کر خرچ کرے۔ اس لیے فقیر دنیا میں لایحتاج ہو جاتا ہے۔

تیسری چیز :۔ علمِ کیمیا ہے اسے مؤکلوں کے ذریعے سکھایا جاتا ہے۔ اس لیے فقیر دنیا میں لایحتاج ہو جاتا ہے۔

چوتھی چیز :۔ اس کی نظر سے مٹی سونا بن جاتی ہے جو پھر مٹی نہیں ہو سکتا۔ جس قدر چاہے خرچ کرے۔ یہ اسم اعظم کی برکت سے ہوتی ہے۔ اس لیے فقیر دنیا میں لایحتاج ہوتا ہے۔

مرشد طالب اللہ کو اسم اللہ ذات کے تصوّر و حاضرات سے مذکورہ بالا باتیں عطا کرتا ہے۔ اس لیے شروع ہی میں اس کے نفس کو جمعیّت حاصل ہوتی ہے اور وہ خواہشات کو ترک کر دیتا ہے۔

اے طالب! اس چھوٹے سے درجے پر غرور نہ کرنا۔ مرشد سے قربِ معرفت کا حاصل کرنا، اللہ کی بارگاہ میں منظور ہونا، غرق فنافی اللہ ہونا۔ اور حضور نبی کریم علیہ افضل الصّلوٰۃ والتّسلیم کی مجلس کی دائمی حضوری سے مشرف ہونا طلب کر۔ اور یہ عرض کر کہ کسی طرح ذکرِ مذکور اور حضور نبی پاک صاحبِ لولاک علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات کا کلام نصیب ہو۔ وہ لوگ فقیر نہیں ہیں جو دنیاوی روپے پیسے اور فتنہ و فضیحت کی طلب میں مصروف رہتے ہیں۔

ارشادِ نبوی صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے :۔

تَرَكَ الدُّنْيَا اِلَّا دُنْيَا

اس ارشادِ نبوی صلّی اللہ علیہ وسلم کا یہ مطلب ہے کہ بعض لوگ اس لیے دنیا کو ترک کرتے ہیں کہ انہیں دنیا حاصل ہو یعنی ان کی بہت زیادہ عزّت ہو جائے۔ مخلوق ان کی طرف دوڑی آئے اور دنیا کا مال جمع کریں۔

جاننا چاہیئے کہ بعض فقراء کا کہنا ہے کہ ہمیں دین و دنیا دونوں عطا ہیں لیکن جاننا چاہیئے کہ یہ نفسِ امارہ کا مکر و فریب اور شیطانی پھیلاوا ہے۔ کیونکہ دنیا ترک

کرنا سراسر عبادت اور عطا ہے۔ اور محبتِ دنیا تمام خطاؤں کی جڑ اور خطا ہے۔ وہ نہایت بیوقوف ہیں جو خطا کو عطا خیال کرتے ہیں۔

ارشاد نبوی صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

تَرَاكَ الدُّنْيَا رَأْسُ كُلِّ عِبَادَةٍ وَحُبُّ الدُّنْيَا رَأْسُ كُلِّ خَطِيْئَةٍ

دنیا کو ترک کرنا تمام عبادات کا سر ہے اور دنیا کی محبت تمام خطاؤں کی جڑ ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

اَلدُّنْيَا مَتَاعٌ قَلِيْلٌ

دنیا متاعِ قلیل ہے۔

دنیا کے مراتب منافق اور بخیل کو حاصل ہوتے ہیں جو معرفتِ خداوندی سے حاصل ہوتے ہیں۔

ارشاد نبوی صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

حُبُّ الدُّنْيَا وَالدِّيْنِ لَا يَسَعُ فِيْ قَلْبِ عَبْدِ الْمُؤْمِنِ كَالْمَاءِ وَالنَّارِ فِيْ إِنَاءٍ وَّاحِدٍ

دنیا اور دین کی محبت مومن آدمی کے دل میں نہیں سما سکتی۔ جس طرح کہ ایک برتن میں آگ اور پانی جمع نہیں ہو سکتے۔

وجودِ انسانی میں دنیا کی حرص کی آگ بیماری کی طرح ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ جل مجدہ الکریم ہے:۔

فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضًا

اُن کے قلوب میں ایک بیماری ہے جسے اللہ نے بڑھا دیا ہے۔

اور توکل ایک نورانی آب ہے۔ جس سے یہ بیماری دُور ہو جاتی ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے :۔

وَمَنْ یَتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰہِ فَھُوَ حَسْبُہٗ

جو شخص اللہ پر توکل کرتا ہے وہ اس کے لیے کافی ہے ۔ ؎

می نہ ترسند عارفاں دائم

لَا یَخَافُوْنَ لَوْمَۃَ لَائِمٍ

عارفین کبھی نہیں ڈرتے انھیں اہل ملامت کا خوف نہیں ہوتا۔

دنیادار منافق مشرک اور نفس پرست ہیں کہ نماز بھی نمود و نمائش کی پڑھتے ہیں ؎

نفس پلید و جامہ پاک چہ سُود

در دل ہمہ شرک است سجدہ برخاک چہ سُود

جب نفس ناپاک ہو اور کپڑا پاک ہو کیا فائدہ ؟ دل میں شرک بھرپور رہو تو مٹی پر سجدہ کرنے کا کیا فائدہ ۔

اجسادِ ناپاک

جاننا چاہیے کہ تین اشخاص کے اجسام ہمیشہ کے لیے پلید ہوتے ہیں ، جب تک وہ پلیدی سے نہ نکلیں ہرگز پاک نہیں ہوتے ۔ ایک چراغ جس میں یہ کچھ کی خصلت ۔ ارشاد نبوی صلّی اللہ علیہ وسلم ہے :۔

اَلدَّیُوْثُ لَا یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ

دیوث آدمی کبھی جنّت میں داخل نہیں ہو گا ۔

پھر ارشاد نبوی صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے :۔

اَلدُّنْیَا جِیْفَۃٌ وَّطَالِبُھَا کِلَابٌ

دنیا مردار ہے اور اس کے چاہنے والے کتے ہیں۔

یہ دنیا کا دوسرا طالب ہے۔ دنیا کا تیسرا طالب کافر، منافق، کذّاب ہے۔ جن کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے :۔

مُذَبْذَبِیْنَ بَیْنَ ذٰلِکَ ثُمَّ کَفَرُوْا ثُمَّ اٰمَنُوْا

وہ جو تذبذب میں رہتے ہیں کبھی مشرک مردود اور کبھی مومن ہوتے ہیں۔

بدعتی، نماز کا تارک، جماعت کا تارک، حسن پرست، اہلِ سرود، نامشروع باتوں میں مشغول اور اللہ تعالیٰ کی معرفت سے محروم ہیں۔ ؎

سرود سر لعنت بود از سر گناہ
آں بود شیطان کہ گوید ایں مباح

سرود لعنت و معصیّت کی جڑ ہے۔ جو اسے مباح کہے وہ شیطان ہے۔

آں خوش آواز دیگر است مدحِ رسول
قتل سازد نفس را اہل الوصول

وہ خوش آوازی دوسری ہے جو حضور علیہ السّلام کی مدح کے لیے ہے اہل الوصول نفس کو قتل کرتے ہیں۔

سرود کی حقیقت کا انکشاف

جاننا چاہیئے کہ سرود یعنی گانا بجانا کفر ہے کیونکہ کفار بتوں کے سامنے گیت گاتے ہیں اور جہنم کے دروازے پر شیطان گیت گاتا ہے۔ اہلِ سرود گیت کو سن کر مست ہو جاتے ہیں اور بھاگ کر شیطان سے مل جاتے ہیں۔ شیطان اپنی تمام قوم کے ساتھ دوزخ میں داخل ہوتا ہے۔ عارفین کو سرود کی آواز گدھے

کی آواز سے بھی بُری ہوتی ہے ۔ اہل اسلام ، اہلِ ایمان ، انبیائے کرام اور اولیائے عظام کو تلاوتِ قرآن مجید ، کتب احادیث کے مطالعہ اور کلمہ طیبہ کی قرأۃ کی آواز اچھی لگتی ہے ۔ چنانچہ جب حضور نبی کریم رحمۃً للعالمین شفیع المذنبین انیس الغریبین احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء باواز بلند اپنی زبان مبارک سے کلمہ کا نعرہ بلند کریں گے تو تمام مومن ، اہلِ اسلام کلمہ طیبہ شریف کی آواز سُن کر مست ہو کر بے اختیار دوڑ کر حضور میں پہنچیں گے ۔ اور تمام اُمتی کلمہ گو جمع ہو جائیں گے ۔ پھر جنّت سے آواز آئے گی ۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے :۔

يَا أَيُّهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِي إِلَىٰ رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً فَادْخُلِي فِي عِبَادِي وَادْخُلِي جَنَّتِي ۔

اے نفس مطمئنہ اپنے رَب تعالیٰ کی جانب راضی خوشی لوٹ جا ۔ میرے بندوں میں داخل ہو جا ۔ اور جنّت میں داخل ہو جا ۔

پھر حضور خواجۂ کونین احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء اُمتِ خاص کے ساتھ جنّت میں داخل ہوں گے ۔ یہ داخلہ اہل ایمان اور اہلِ اسلام کو مبارک ہو ۔ سرود کی طرف وہ لوگ رجوع کرتے ہیں جو کلمہ طیبہ ، قرآن مجید فرقان حمید اور دینِ محمدی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے برگشتہ ہیں ۔ فقیر جو کچھ کہتا ہے حساب کی وجہ سے کہتا ہے نہ کہ حسد کی وجہ سے ۔ جو لوگ راگ میں ذکر کرتے ہیں اور تالیاں بجاتے ہیں اور اَللّٰہ ھُو پکارتے ہیں ۔ یہ حقیقت میں اسم ذات کی رسوائی ہے ۔ اسم باری تعالیٰ عزت ، صفائی اور پاکیزگی کے ساتھ یاد کرنا چاہیئے ۔ جو لوگ اسم پاک کو گندے گیت سے ملاتے ہیں وہ مطلق کافر ہیں ۔ بس نام خداوندی اور ذکر خداوندی ، جہر ہو یا پوشیدہ دائماً پاکیزگی سے لینا فرض ہے ۔ اس کی بندگی دل کی عین زندگی ہے ۔ راگ رنگ سے ذکر کرنا پلیدی

اور شرمندگی ہے ۔ یہ شرِ شیطانی ہے ۔ جس کا نتیجہ ندامت ہے ۔ پس پتہ چلا کہ بندگی اور گندگی کا جمع ہونا صحیح نہیں ہے ۔

ذکر قلبی چیست خاص الخاص نُور
از ذکر ذاکر بود دائم حضور

دل سے ذکر کرنا خاص الخاص نُور ہے ۔ ایسے ذکر سے ذاکر کو ہمیشہ کی حضوری حاصل ہوتی ہے ۔

بے حضوری ذکر ذاکر سر ہوا
با حضوری ذکر حاضر مصطفیٰ

حضوری کے بغیر ذاکر کا ذکر کرنا نفسانی خواہشات سے ہے ۔ ذکرِ حضوری سے حضور علیہ السلام کی مجلس میں حاضر رہتا ہے ۔

ہر کہ با مشغول ذکرش صبح و شام
رخاتمہ بالخیر ذاکر والسّلام

جو شخص اس کے ذکر میں صبح اور شام مشغول رہتا ہے ۔ ایسے ذاکر کا سلامتی کے ساتھ خاتمہ بالخیر ہوتا ہے ۔

خلق گوید ذاکراں دیوانہ اَند
بے ذکر مردہ دل ز حق بیگانہ اَند

مخلوق کہتی ہے ذاکر پاگل ہیں ۔ ذکر کے سوا دل مردہ ہو جاتا ہے ۔ بے ذکر اللہ تعالیٰ سے بیگانے ہوتے ہیں ۔

ہر کہ دیوانہ شود با ذکر حق
زیر پائش عرش و کرسی ہر طبق

جو شخص اللہ کے ذکر کی وجہ سے پاگل ہوتا ہے ۔ اُس کے پاؤں کے نیچے

عرش، کرسی اور ہر ایک طبق ہوتا ہے۔

غرق گردد نور فی اللہ ہر دوام
انتہائے ذاکراں را ایں مقام

اہلِ ذکر کا مقام منتہی یہ ہے کہ وہ دائمی طور پر اللہ تعالیٰ کے نُور میں غرق رہتے ہیں۔

ہر کہ غافل می شود ذکر از خدا
نفس او کافر بہ شود کفر از ریا

جو شخص اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غافل ہوتا ہے۔ اس کا نفس کفر اور ریا کی وجہ سے زیادہ سخت ہوتا ہے۔

تاثیراتِ ذکرِ خداوندی

اہلِ ذکر پر اللہ تبارک و تعالیٰ کا ذکر اُس وقت تک ثابت نہیں ہوتا جب تک اسم اللہ ذات کے تصوّر کی کلید اُس کے ہاتھ نہ آئے۔ اسم اللہ ذات کے تصوّر سے ذکر اس قدر کھلتا ہے کہ شمار سے باہر ہے۔ چنانچہ بدن کا ایک بال اللہ اللہ پکارتا ہے اور ایسا نعرہ لگاتا ہے کہ سر سے پاؤں تک گوشت، پوست رگ، ہڈیاں تمام کی تمام اللہ اللہ پکارتی ہیں۔ یہ مراتب اُس شخص کے ہیں جسے اسم اللہ ذات کا تصوّر حاصل ہے۔ نیز مندرجہ ذیل چار باتوں کے بغیر ذکر ثابت نہیں ہوتا:۔

پہلی بات:۔ مشاہدہ غرق فنا فی اللہ۔

دوسری بات:۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مجلس پاک کی حاضری۔

تیسری بات :۔ ماسوی اللہ کو ترک کرنا۔
چوتھی بات :۔ بقا باللہ کے مرتبہ تک رسائی ہونا۔

یہ چاروں مراتب مندرجہ ذیل اہل ذکرِ ربانی کے بارے میں ہیں :۔

پہلا مرتبہ :۔ ذکر خفیہ مبین العیانی۔
دوسرا مرتبہ :۔ ذکر سلطانی۔ جس سے دل کو زندگی حاصل ہوتی ہے۔
تیسرا مرتبہ :۔ ذکر جالل جس سے نفس فانی ہوتا ہے اور رُوح کو فرحت حاصل ہوتی ہے۔
چوتھا مرتبہ :۔ ذکر قربانی۔
پانچواں مرتبہ :۔ ذکر مجموعۃ العلوم۔
چھٹا مرتبہ :۔ ذکر حیّ وقیوم۔ جس سے مخفی اسرارِ الٰہیہ ظاہر ہوتے ہیں۔

کلماتِ الٰہیہ۔ تصوّر اسم اللہ کے مراتب کا کیا کہنا وہ دائمی طور پر رب تعالیٰ ذات رحمانی کے مشاہدہ میں مستغرق رہتا ہے۔ اس کا حساب کیسے لکھ سکتے ہیں۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے :۔

قُلْ لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمٰتِ رَبِّيْ لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ كَلِمٰتُ رَبِّيْ وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهٖ مَدَدًا۔

فرما دیجئے کہ اگر سمندر کی سیاہی بنا کر کلمات الٰہیہ لکھنے لگیں تو اس سے پہلے کہ کلمات ربّانی ختم ہوں خواہ اُن جیسے اور بھی استعانت کیلئے لائیں۔

یہ مراتب مندرجہ ذیل حدیثِ قدسی کے موافق ہیں :۔

اللہ رب العزۃ تبارک وتعالیٰ نے حدیثِ قدسی میں ارشاد فرمایا :۔

مَنْ طَلَبَنِيْ وَجَدَنِيْ وَمَنْ وَجَدَنِيْ اَحَبَّنِيْ عَرَفَنِيْ وَمَنْ عَرَفَنِيْ عَشِقَنِيْ وَمَنْ عَشِقَنِيْ قَتَلْتُهٗ وَمَنْ قَتَلْتُهٗ فَعَلَيَّ دِيَتُهٗ وَاَنَا دِيَتُهٗ۔

جو مجھے چاہتا ہے مجھے پا لیتا ہے، جو مجھے پا لیتا ہے۔ مجھے محبت کرتا ہے۔ جو مجھے محبت کرتا ہے مجھے پہچان لیتا ہے۔ جو مجھے پہچان لیتا ہے وہ مجھ پر عاشق ہو جاتا ہے۔ میں اُسے قتل کرتا ہوں۔ جسے میں قتل کرتا ہوں اُس پر میرا خون بہانا لازمی ہے۔ سو اس کا خون بہا میں ہوں۔

باھو کشتگاں دیدار دائم با وصال
با جمال و با وصال لازوال

اے باھو! دیدار کے مقتولوں کو ہمیشہ کا وصال حاصل ہوتا ہے اور صاحب وصال لازوال اور باجمال ہوتے ہیں۔

جو شخص ان مراتب تک رسائی حاصل کر لیتا ہے اسے معرفتِ فقر کا مقامِ منتہی حاصل ہوتا ہے اور اس پر پانچ مندرجہ مراتب کا انکشاف ہو جاتا ہے:۔

پہلا مرتبہ:۔ لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ. جس چیز سے تم پیار کرتے ہو جب تک وہ اللہ کے راستے میں خرچ نہ کرو گے نیکی حاصل نہ کرو گے۔ اس سے اُسے صفت کریمی حاصل ہوتی ہے۔

دوسرا مرتبہ:۔ فَفِرُّوْا اِلَى اللّٰهِ. پس اللہ کی جانب بھاگو۔ خشیتِ الٰہی سے کبھی خوف میں اور کبھی اُمید میں ہوتے ہیں۔

تیسرا مرتبہ:۔ وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ. ہم اس کی شہ رگ سے بھی قریب ہیں۔ یہ اسم اللہ ذات کے تصور سے حاصل ہوتا ہے۔ اس سے تجلیات کا مشاہدہ حضوری الہام حاصل ہوتے ہیں۔ ایسے ولی اللہ کا وجود طور پہاڑ کی طرح ہوتا ہے۔ اور وہ ولی اللہ، اللہ تعالیٰ سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرح باتیں کرتا ہے۔ ایسا فقیر عالم عامل ہوتا ہے۔

ارشادِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

اَلْعُلَمَآءُ مِنْ اُمَّتِیْ کَاَنْبِیَآءِ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ

میری اُمّت کے علماء بنی اسرائیل کے نبیوں کی طرح ہیں۔

چوتھا مرتبہ :۔ وَفِیْٓ اَنْفُسِکُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ۔ وہ تمھارے نفوس میں ہے کیا تم نہیں دیکھتے۔ ؎

چشم را بکشا بہ بیں از اسم نور
اسم اللہ می برد با تو حضور

چشم کھول اور اسم سے نُور کو دیکھ۔ اسم اللہ سے تجھے حضوری حاصل ہوتی ہے۔

جو شخص ذکر کی وجہ سے دیوانہ اور بے خود ہو جائے اُس کے جسم کو چھو کر دیکھو۔ اگر گرم انگارا ہے تو سمجھ لیجیے کہ وہ معرفت اِلَّا اللّٰہ کے مشاہدہ میں غرق ہے۔ اور اگر اس کا جسم سرد ہے تو وہ گویا مُردہ ہے اور انبیائے کرام اور اولیائے عظام کی مجلس سے مشرف ہے۔ ملاقات کے یہ مراتب توحید سے حاصل ہوتے ہیں جس جسم میں نہ گرمی ہے نہ سردی ہے وہ صاحبِ تقلید ہے۔ وہ مفت میں آہ و فغاں اور شور مچاتا ہے۔

پانچواں مرتبہ :۔ مَا زَاغَ الْبَصَرُ۔ نہ آنکھ جھپکی ؎

کونین را نہ بیند شد بینا باخدا
کونین را بہ بیند آنکس کہ باشد باہوا

جو اللہ تعالیٰ کا مشاہدہ کرتا ہے وہ دو جہان کا مشاہدہ نہیں کرتا۔ جو لالچی ہوتا ہے وہ دونوں عالم کو دیکھتا ہے۔

نظرے کہ نظیر است روشن ضمیر پس
آں کبر را نہ بیند برسد بکبریا

جو نظر بانظیر ہے وہ نظر روشن ضمیر ہے۔ جو شخص کبر کو نہیں دیکھتا وہ خدا تک پہنچ جاتا ہے۔

تجلیاتِ ذاتِ نورِ الٰہی

ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے :۔

اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَھُوَ اللّٰہ

جب فقر منتہا تک پہنچ جاتا ہے تو وہی اللہ ہے۔

ان مذکورہ بالا مراتب میں سے ہر ایک اللہ تعالیٰ کے نور کی تجلیات ہیں جو سربسر حق کو ظاہر کرنے والی ہیں۔ اور یہ کلمہ طیبہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کی کلید سے منکشف ہو جاتے ہیں۔ شک کرنے والا کافر ہے۔ بلکہ کلمہ طیبہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کی کلید اسم اللّٰہ ذات کے حاضرات سے وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ کُلَّھَا۔ ان تمام کے اسماء آدم کو سکھائے، کا علم واضح ہو جاتا ہے۔ اور عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ۔ انسان کو وہ کچھ سکھایا جو وہ جانتا نہیں تھا۔ اور عَالِمُ الْغَیْبِ وَالشَّھَادَۃِ کا علم کشف ہو جاتا ہے۔ ان سے وجود میں شرک کفر اور کسی قسم کی گمراہی نہیں رہتی۔ وہ جسم پر شریعت کا لباس پہنتا ہے۔ شرع مطہرہ میں امر بالمعروف کی کوشش کرتا ہے اور دریائے معرفت نوش کرتا ہے۔ یہ مراتب اس شخص کے ہیں جو وسیع حوصلہ رکھتا ہے اور اِلَّا اللّٰہ کی معرفت میں مستغرق ہے اور جسے حضور خواجۂ کونین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حضوری نصیب ہے۔

اقسامِ مرشد و طالب

جاننا چاہیئے کہ مرشد اور طالب تین اقسام میں منقسم ہے:۔

پہلا مرشد :۔ دنیا ہے۔ اس کا طالب دنیاوی عزت و جاہ کی تلاش میں رہتا ہے اور گمراہ ہوتا ہے۔

دوسرا مرشد :۔ عقبیٰ ہے۔ اس کا طالب عقبیٰ کی طلب میں رہتا ہے۔ اس میں آہ و جلن ہوتی ہے۔

تیسرا مرشد :۔ عارف باللہ۔ اس کا طالب نور اللہ میں غرق ہونے کا طالب ہوتا ہے۔

طالب خاص وہ ہے جو عالم باعمل ہو۔ شب و روز اعمال صالحہ اور معرفت خداوندی کی طلب میں ہو۔

کامل مرشد وہ ہے جو طالب کو ورد و ظائف، دعوت، ذکر اور فکر میں مشغول نہ کرے۔ کیونکہ ورد وظائف، دعوت، ذکر اور فکر میں رجعت، سکر، سہو، لغو، لہو، قبض، بسط، حوادثات، رجوعات خلق، دنیاوی پریشانی اور ہوائے نفسانی، خطراتِ شیطانی۔ بلکہ ہر قسم کی مصیبت کے پیدا ہونے کا احتمال ہے۔

مرد مرشد وہ ہے جو طالب کو ہر ایک مصیبت اور بلا سے نکالے اور یکبارگی اسم اللہ ذات کے حاضرات سے معرفت اِلَّا اللّٰہ میں غرق کر کے بارگاہِ خداوندی میں منظورِ نظر بنا کر فنافی اللہ کر دے اور حضور نبی پاک صاحبِ لولاک علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات کی ہمیشہ کی حضوری سے مشرف کر دے۔

کاملِ مرشد وہ ہے جو اِلَّا اللّٰہ کی معرفت اور مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم

کی حضوری کے سوا کوئی دوسرا راستہ نہ اختیار کرے۔

طالب صادق وہ ہے جو مرشد سے معرفتِ خداوندی اور حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی مجلسِ پاک کی حضوری کے بغیر اور کچھ بھی نہ مانگے۔

حبسِ دم کیا ہے؟

جاننا چاہیئے کہ جو زیادہ تر لوگ سانس کو روک کر اللہ تبارک وتعالیٰ اجلّ مجدہ الکریم کا ذکر کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ یہ حبس ہے۔ جو شخص سانس کو روک کر ذکرِ خداوندی کرتا ہے اُس کا قلب زندہ اور نفس مُردہ ہو جاتا ہے۔ ایسے ذاکر کو اس ذکر سے حضور نبی غیب دان احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کی مجلس پاک کی حضوری حاصل ہوتی ہے اور وحدانیت کے نُور میں غرق ہو جاتا ہے۔ اور اس کے جسم میں دنیا کے غم اور دنیا کی عزت نہیں رہتی۔ ایسے ذاکر دنیا میں بہت تھوڑے اور گمنام ہوتے ہیں۔ اسم اللہ ذات کا ذکر آفتاب کی مانند ہے۔ جس جسم میں منور ہوتا ہے اس میں نفس اور شیطان کی سیاہی نہیں رہتی۔

صلح کل کا انکشاف

جاننا چاہیئے کہ کثرت سے لوگ کہا کرتے ہیں کہ فقر صلح کل اور ہر دلعزیزی کو کہتے ہیں۔ اس طرح کے بیوقوف کفر و اسلام، حلال و حرام اور علم و جہالت میں امتیاز نہیں کرتے۔ یہ صلح کل کے معانی سے واقف نہیں ہیں۔ صلح کل دونوں عالم کے اٹھارہ ہزار عالم کی کلید ہے جو کلمۂ طیبہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ہے۔ کلمہ طیبہ کی کلید

کو اسم اللہ ذات کے حاضرات سے قرآن وحدیث اور آیاتِ قرآنیہ کے موافق ہاتھ میں رکھے تو حضور نبی کریم رؤوف و رحیم شفیع المذنبین انیس الغریبین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی شرع مطہرہ کی برکت سے دونوں عالم اس کے اختیار میں ہوں گے۔ یہ صاحب کل، صاحب توفیق فنا فی اللہ اور بحق رفیق ہے۔ نہ کہ یہ بدبختی ہے۔ زندیق اسے کہتے ہیں:-

اَلزِّنْدِیْقُ ھُوَ الَّذِیْ یَخْفِی الْکُفْرَ

زندیق وہ ہے جو کفر کو پوشیدہ رکھے۔

اکثر اصحاب کا کہنا ہے کہ پیرِ من خس است اعتقاد من بس است۔ یہ کہاوت غلط ہے۔ یہ تین درجات میں منقسم ہے:-

پہلا درجہ :- عام ہے۔

دوسرا درجہ :- خاص ہے۔

تیسرا درجہ :- خاص الخاص ہے۔ یعنی اخص۔ جب پیر انتہا پر پہنچا ہو اور فقر میں کامل ہو تو وہ اخص ہے۔ اس وقت اس طرح کہنا چاہیئے:- پیرِ من اخص است اعتقاد من بس است۔ یعنی میرا پیر خاص الخاص سے ہے پس یہی میرا عقیدہ ہے۔

اکثر اصحاب کا کہنا ہے کہ حج کو جانا دنیا کی سیر کرنا ہے۔ روزہ رکھنا طعام کا بچانا ہے۔ اور نمازِ نفل پڑھنا بیوہ عورتوں کا کام ہے۔ اور دل کو ہاتھ میں لانا مردوں کا کام ہے۔ لیکن مصنّف رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے کہ یہ لوگ مردہ دل، خوار، دل کی زندگی سے واقف نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی معرفت ہر دل میں نہیں ہوتی اور نہ ہی ہر دل کا خزانہ اللہ تعالیٰ کے نُور سے بھرپور ہوتا ہے۔ اور نہ ہی ہر دل کو معرفتِ

وصال ناممکن ہے۔ جس طرح کہ ہر پتھر میں لعل نہیں ہوتا۔ ایسے ہی ہر شخص کو اللہ رب العزۃ تبارک و تعالیٰ کے جمال کا مشاہدہ حاصل نہیں۔ اور نہ ہی ہر زبان تفسیر سے باتاثیر ہے۔ جاننا چاہیئے کہ روشن ضمیر لوگ نفس پر حاکم اور فنا فی اللہ ہوتے ہیں۔ فقیر شخص قال، ماضی، حال اور مستقبل کا نمائندہ ہوتا ہے۔ اے بیوقوف اور گدھے سُن لیجیئے حج کے لیے جانا ایمان کی سلامتی کا سرمایہ ہے۔ نفلی روزہ نفس کی پاکیزگی ہے۔ نفلی نماز پڑھنا اللہ تبارک و تعالیٰ کی رضا کا سبب ہے جو شخص اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے منع کرتا ہے وہ شیطان ابلیس اور ایمان میں ڈاکہ ڈالنے والا ہے۔

مصنف رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے کہ اہلِ دنیا کے قلوب کو ہاتھ میں لانا پریشان کا کام ہے۔ کشف و کرامات تک محدود رہنا غیر مکمل لوگوں کا کام ہے۔ مخلوق کے رجوع سے راضی رہنا بیوقوفوں کا کام ہے۔ خود سے فانی ہونا اور فنا فی اللہ ہو کر بقا باللہ ہونا مردوں کا کام ہے۔

حجابات کا منکشف ہونا

جاننا چاہیئے کہ جو تیس حروف عرشِ اعظم کے گرد تحریر ہیں۔ اُن حروف کے تصور سے ہر حرف سے کشف و کرامات کے حجابات کا انکشاف ہو جاتا ہے۔ اور جو کچھ اُوپر مرقوم ہے ہتھیلی پر یا پشتِ ناخن پر نظر آ سکتا ہے۔ اور ساری زندگی اللہ تبارک و تعالیٰ کے کرم میں قائم رہتا ہے۔ ایسے صاحب راز مرشد کو ریاضت کی کیا حاجت ہے۔ جو عارف صاحبِ فقر ہو۔ اور معرفت میں درجہ منتہی رکھتا ہو اُسے موکل کے جنونیت کی کیا حاجت ہے۔ صاحب محبت کو محنت کی کیا ضرورت ہے۔

صاحبِ مشاہدہ کو مجاہدہ کی کیا حاجت ہے۔

اے ناقص خام سن لیجئے کہ کامل مرشد عارف باللہ ایک ساعت میں بغیر رنج و طاعت معرفت اِلَّا اللّٰہ کی انتہا اور مرشد حضور نبی غیب دان علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی حضوری بخشتا ہے۔ جماعت اور سکون عطا کرتا ہے۔ کیونکہ صاحب خزانہ کو محنت و رنج کی کیا حاجت ہے۔ اہلِ طلب کو ایک ہفتہ کے اندر ظاہری اور باطنی مطالب پورے طور پر دلاتا ہے اور لایحتاج بنا دیتا ہے۔ جو مرشد اس سے زیادہ ریاضت اور محنت بتاتا ہے تو پتہ چلا کہ اُسے معرفت کی راہ باطنی اور اسم اللہ ذات کے حاضرات کا تصوّر کا اور بارگاہِ نبوی صلّی اللہ علیہ وسلم کی حاضری کی حضوری کا علم بھی نہیں۔ وہ خود خام ہے اور معرفتِ خداوندی کی بھی خبر نہیں رکھتا۔ جو شخص اس بات کا منکر ہے کہ اسم اللہ ذات اور الا اللہ کی معرفت کے درجات اور مجلسِ محمدی علیہ الصّلوٰۃ والسّلام حاصل ہوتے ہیں وہ مردود اور کافر مطلق ہے کیونکہ حضور نبی پاک صاحبِ لولاک علیہ الصّلوٰت والتّسلیمات کی حضوری برحق ہے۔ شقی شخص منافق اور بے دین ہے کیونکہ صاحب چشم بادید عارف باللہ بے بصر اور نادیدہ نہیں۔ اور عارف باللہ سے کوئی چیز مخفی نہیں۔ حقیقت ہے کہ جو شخص حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی راہ پر یقین نہیں کرتا وہ بے بصر، اندھا اور کور چشم ہے اہل خشم، حاسد، طمع رکھنے والا نابینا ہے۔ عارفین کو استخارہ کی ضرورت نہیں۔ اُن سے حق کی طلب کر کیونکہ انہیں حق کے مراتب حاصل ہوتے ہیں۔ باطل سے بیزار ہوتے ہیں۔ جو شخص ان کی معیت اختیار کرے وہ صاحبِ نظر ہو جاتا ہے اور دونوں جہان کا مشاہدہ کرتا ہے۔ صاحبِ نظّارا ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے بغیر اور دنیا سے اس کا دل سرد ہو جاتا ہے۔ اس کے نزدیک سنگ پارس سنگِ خارا کی حیثیت رکھتا ہے۔

حروف کی حقیقت کا انکشاف

جاننا چاہیئے کہ مصنف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ارشاد ہے کہ علم، عمل، فقر، فقہ، فیض، فضل، رحم، حلم، نفس، دل، رُوح، راز، نُور، غرق، فنا اور بقا میں سے ہر ایک کے تین تین حروف ہیں جو کل حروف اڑتالیس (۴۸) ہیں۔ ان حروف سے تین ہزار ستّر علوم اور تین ہزار ستّر درجات کا انکشاف ہوتا ہے۔ جو مرشد پہلے روز طالب کو اسم اللہ ذات اور کلمہ طیبہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کے حاضرات سے ہر ایک علم، درجہ اور قرآن و حدیث کی خاصیت سے مشاہدہ نہیں کراتا سمجھ لیجئے کہ وہ بالضرور ناقص و نامکمل مرشد ہے۔ بلکہ علم کی تعلیم اور فقر کی تلقین کے لیے تو ایک ہی حرف کافی ہے ؎

علم یک نقطہ بود زاں داں حرف
با علم عارف شوی صاحب شرف

حقیقت میں علم ایک نقطہ ہے جس سے یہ حروف بنتے ہیں۔ علم سے ہی صاحبِ شرف اور عارف بن گئے ہیں۔

آں علم حرفے یافتم از مصطفیٰ
واقفِ اسرار گشتہ از اِلٰہ

حضور نبی کریم علیہ الصّلوٰۃ والتسلیم سے وہ علم ایک حرف میں پایا اور رازِ الٰہی سے واقف ہوگیا۔

جاہلاں را نیست جائے پیش حق
زیر پائے عالماں ہر طبق

جاہلوں کی حق تعالیٰ کے نزدیک کوئی جگہ نہیں۔ لیکن علمائے کرام کے پاؤں کے نیچے ہر ایک طبقہ ہے۔

عرش و فرش خواب گاہے ہر مقام
باخداوند غرق گشتم بر دوام

عرش اور فرش کا ہر مقام خواب کی جگہ ہے۔ میں دائمی طور پر غرق فی اللہ ہو گیا ہوں۔

الہام کیا ہے؟

جاننا چاہیئے کہ وہ کونسا سلک سلوک ہے جس سے ابلیس ساری زندگی قریب نہیں آتا۔ اور نفس عبادتِ ظاہریہ اور باطنیہ سے فارغ نہیں ہوتا۔ دنیا اور دنیا دار تیرے طریقہ کے غلام ہیں۔ کیا تو نہیں جانتا کہ لسان الفقراء سیف الرحمٰن ہے کیا تجھے معلوم نہیں کہ فقیر کی دلیل اور توجہ جاں بلب شخص کے لیے دمِ عیسیٰ ہے جو ہمیشہ کی زندگی بخشتی ہے۔ کیا تجھے معلوم نہیں کہ فقیر کے وہم اور ارادہ سے قرآن و حدیث کے مطابق الہام اور فتوحات نصیب ہوتے ہیں۔ کسب کے بغیر نیکی کا دل میں القا ہونا الہام ہے۔ الہام رحمان سے قریب اور شیطان سے دُور ہے۔ جو الہام اسم اللہ ذات کے تصور۔ نفی اثبات کے ذکر اور کلمہ طیبہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کی کلید سے دل میں یا زبان پر آئے اس سے ماضی، حال اور مستقبل کے حالات کا پتہ چل جاتا ہے۔ کیا تو نہیں جانتا کہ فقیر کے خیال سے دل میں معرفتِ وصال اور زبان پر قَالَ اللّٰهُ اور قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ آتا ہے۔ اور قال قال کے ساتھ۔ حال، حال کے ساتھ اور وصال

وصال لازوال کے ساتھ ہوتا ہے۔

ارشادِ نبوی صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم ہے:

کُلُّ اٰنَاءٍ یَتَرَشَّحُ بِمَا فِیْہِ

ہر ایک برتن سے وہی ٹپکتا ہے جو اس میں ہوتا ہے۔

لعین کون؟

جاننا چاہیئے کہ وہ سلک سلوک کونسا ہے جس سے انسان دائمی طور پر اللہ تبارک وتعالیٰ کا منظورِ نظر رہتا ہے۔ اور جس سے حضور نبی کریم وما ارسلناک الّا رحمۃ للعالمین شفیع المذنبین انیس الغریبین احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثنا کی مجلس پاک کی حضوری حاصل ہوتی ہے۔ اور ذکر مذکور با شعور حاصل ہوتا ہے اور اس پر اللہ تبارک وتعالیٰ راضی ہوتا ہے۔ دونوں عالم کے مطالب ومقصود اور کل وجز مراتب اسم اللّٰہ ذات کے حاضرات اور اسم محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے تصور اور کلمہ طیبہ کی کلید سے کھلتے ہیں۔ یہ حقیقت ہے۔ جو شخص اِس میں شک کرتا ہے وہ لعنتی اور بے دین ہے۔

حجاب کا انکشاف

واضح رہے کہ بندہ اور خدا کے مابین کوئی کوہ یا پتھر کی دیوار نہیں۔ بلکہ بندہ اور خدا کے مابین پیاز کے چھلکا کا حجاب ہے۔ پیاز کے حجاب کا اسم اللہ کے تصور سے اور نگاہِ مرشد سے پھاڑ لینا کونسا مشکل ہے۔ اگر تو آنا چاہے تو

تو دروازہ کھلا ہے اگر تو نہ آئے تو اللہ بے پرواہ ہے، بے نیاز ہے۔ فقر اور معرفت کا مرتبہ تمام مراتب سے برتر عظیم اور کریم ہے۔

فقیر کون؟

یہ لوگ اہل فقر سے نہیں ہیں جو کہ کتوں کی طرح ہر ایک دروازہ سے ٹکڑے ٹکڑے اکٹھا کرتے ہیں۔ یہ بد مذہب، بدعتی اور بد نظر ہیں۔ یہ لوگ نماز کے تارک، خبیث دوسرے شیطان، شراب پینے والے اور اللہ تعالیٰ کی معرفت سے بے خبر ہیں۔ جو ان کا دوست ہے وہ شیطان کا دوست ہے۔ ان کی دوستی اللہ و رسول کی دشمنی ہے۔ بدعتی، نفس کے پجاری اور خواہشات کے پیرو ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اَلشَّيْطٰنُ يَعِدُكُمُ الْفَقْرَ وَيَاْمُرُكُمْ بِالْفَحْشَآءِ

شیطان تمھیں فقر اور برے کاموں کا حکم کرتا ہے۔

ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:

اَلْمُبْتَدِعُ كِلَابُ النَّارِ

بدعتی آگ کے کتے ہیں۔

پھر ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:

لَا تُجَالِسُوْا مَعَ اَهْلِ الْبِدْعَةِ

بدعتیوں سے مل کر نہ بیٹھو۔

حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کیا خوب فرمایا ہے:

خلاف پیغمبر کسے راہ گزید
کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید

جس شخص نے حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کے خلاف راہ اختیار کی۔ وہ کبھی بھی منزل مقصود پر نہیں پہنچ سکتا۔

حضرت سلطان العارفین نے کیا خوب فرمایا:۔

خلافِ شریعت بود چشم کور
کہ نورش نہ بیند سدر لب بگور

جو شخص شریعت مطہرہ کے خلاف کرتا ہے وہ اندھا ہے، وہ آخر دم تک نورِ خداوندی نہیں دیکھے گا۔

سلطان الفقر کون؟

جاننا چاہیئے کہ فقر ایک خاص صورت ہے۔ جو دائمی طور پر بارگاہِ نبوی صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کی صحبت میں رہتا ہے اُس کا نام سُلطانُ الفَقر ہے۔ فیض بخشنے والا ہے۔ سلطان الفقر کی روشنی سورج سے بھی زیادہ تیز ہوتی ہے۔ اور اس کی خوشبو مشک، گلاب، عنبر اور عطر سے بھی بڑھ کر ہوتی ہے۔ جو شخص سلطان الفقر کو خواب میں دیکھ لیتا ہے وہ لایحتاج فقیر ہوجاتا ہے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام کا مرید ہوجاتا ہے۔ آپ اُسے باطنی طور پر تلقین فرماتے ہیں۔ یہ میرا قال میرے حال پر صحیح ہے۔ جو فقر کی تمامیت حاصل کرتا ہے۔ دونوں جہان دنیا و آخرت اس کے پاؤں کے نیچے ہوتے ہیں ؎

مرا ز پیرِ طریقت نصیحتے یاد است
کہ غیر یادِ خدا ہر چہ ہست بر باد است

مجھے پیر طریقت کی نصیحت یاد ہے کہ اللہ تعالیٰ کی یاد کے بغیر جو کچھ ہے تباہ ہے۔

دولت بسگاں دادند و نعمت بخراں
من امن امانیم تماشا نگراں

دولت کتوں کو دی اور نعمت گدھوں کو دی۔ ہم امن وامان میں تماشا دیکھ رہے ہیں۔

چوبیس حروف کا انکشاف

جاننا چاہیئے کہ کلمہ طیبہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کے چوبیس حروف ہیں اور شب وروز میں چوبیس ساعات ہیں۔ اور شب وروز میں انسان چوبیس ہزار دفعہ سانس لیتا ہے۔ جب فقیر خاص حضوری، تصدیق اور اخلاص سے کلمہ طیّبہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کہتا ہے تو کلمہ کے ہر حرف کے عوض ہر ایک ساعت کے گناہ اس طرح جل جاتے ہیں جس طرح خشک ایندھن آگ سے جل جاتا ہے۔ اور کلمہ کے ہر حرف سے ایک ہزار علم کا انکشاف ہوتا ہے۔ اور ہر علم سے ہزار عمل جو اللہ تعالیٰ قبول کر لیتا ہے، ظاہر ہوتے ہیں۔ اس تمام مجموعہ سے ذاکر عارف باللہ اور بارگاہِ خداوندی میں مقرب ہو جاتا ہے اور ان پر سرّ الٰہی کا انکشاف ہوتا ہے۔ میں اُن احمق اور بے شعور آدمیوں پر متعجب ہوں جو مردہ دل اور مغرور ہیں۔ اور حضور نبی کریم وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین شفیع المذنبین انیس الغریبین احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کی اجازت اور دست بیعت وحکم کے بغیر اور تلقین تعلیم کی قوت نہ رکھتے ہوئے اندھا دھند تقلید کرتے ہیں۔ انہیں کلمہ طیبہ کی کنہ کی خبر نہیں ہوتی اور نہ انھیں طالباں کی کلید کی خبر ہوتی ہے۔ ایسے لوگ جب ذکر خداوندی کی تلقین کرتے ہیں تو مریدین پر

کچھ اثر نہیں ہوتا۔ ان کا نفس گناہوں کی خواہش کو ترک نہیں کرتا اور معرفت خداوندی کا راستہ اُن پر نہیں کھلتا۔

ذکر کی اصل کیا ہے؟

جاننا چاہیئے کہ ذکر کی اصل بنیاد توحید ہے۔ کامل مرشد جب اسم اللہ ذات کے تصوّر سے طالب کو توحید کے دریا میں غوطہ دیتا ہے تو اس کا وجود پاک ہو جاتا ہے اس کے بعد کلمہ طیبہ کی اجازت دیتا ہے۔ جب طالب لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہتا ہے تو چشم دل روشن ہو جاتی ہے اور مقام معرفت پر پہنچتا ہے۔ اس سے ذات وصفات کا کوئی مقام اور ارض و سماوات کی کوئی چیز مخفی نہیں رہتی۔ ویسے تو یہ کلمہ جلّاد، منافق اور مردہ دل بھی پڑھتے ہیں۔ لیکن انہیں کلمہ طیبہ کی کنہ معلوم نہیں ہوتی۔ شریعت میں کلمہ شریف تاثیر کرتا ہے۔ بے شریعت کو کلمہ سے رجعت نصیب ہوتی ہے اور خراب ہوتا ہے۔ ؎

راہ می باید مرا راہ نبی
راہ دیگر رفت ہر کہ شد شقی

مجھے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے راستہ پر چلنا چاہیئے۔ جو شخص کسی دوسرے راستہ پر چلتا ہے تو وہ شقی ہو جاتا ہے۔

علوم کا راز

جاننا چاہیئے کہ تورات کا علم، انجیل کا علم، زبور کا علم، قرآن کا علم، احدیث قدسی

کا علم، حدیثِ نبوی کا علم، ایمان کے بارے میں علم، ظاہر اور مخفی اسرار کا علم، نور کا علم، معراج کا علم، مشاہدہ کا علم اور علم قدس۔ تمام علوم کلمہ طیبہ کی طی میں ہیں جب کلمہ طیبہ کی کنہ منکشف ہوتی ہے تو تمام علوم مشرح و مفصل ظاہر ہوتے ہیں جو شخص کلمہ طیبہ کی کنہ سے معنی تحقیق کر کے پڑھتا ہے تو اس پر ہر ایک علم منکشف ہوتا ہے۔ جو شخص ایسے بزرگ کو کلمہ طیبہ پڑھنے سے رد کرتا ہے اور اُسے جاہل کہتا ہے وہ کافر ہو جاتا ہے کیونکہ کافر ہی کلمہ طیبہ سے جان بلب ہوتا ہے اس لیے کہ کلمہ طیبہ کی آواز کافر، منافق، حاسد، سیاہ دل اور مردہ دل لوگوں کو پسند نہیں آتی۔ کلمہ طیبہ کی آواز اہل ایمان، اہلِ اسلام اور صاحبِ تصدیق کے دل کو خوش کرتی ہے اور لذت اور جمعیت حاصل ہوتی ہے۔ اور وجود میں شفقت اور شوق پیدا ہوتا ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ ذکر الٰہی کی یہ نعمت تمام اہل اسلام، اہلِ ایمان بھائیوں کو نصیب کرے۔

ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

ذِكْرَ اللّٰهِ فَرْضٌ مِنْ قَبْلِ كُلِّ فَرْضٍ

تمام فرائض سے پہلا فرض اللہ کا ذکر ہے۔

پھر ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:۔

مَنْ قَالَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ مَرَّةً لَمْ تَبْقَ ذُنُوْبَهٗ ذَرَّةٍ۔

جو شخص ایک دفعہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھتا ہے تو اس کے ذمہ ذرہ بھر گناہ بھی نہیں رہتا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ ۔ اللہ کا ذکر سب سے بڑا ہے۔

ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے :۔

مَنْ قَالَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ دَخَلَ الْجَنَّةَ بِلَا حِسَابٍ وَبِلَا عَذَابٍ۔

جس شخص نے لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھا وہ بغیر حساب بغیر عذاب جنّت میں جائے گا۔

پھر ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے :۔

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ كَثِيْرٌ وَّمُخْلِصُوْنَ قَلِيْلٌ

ترجمہ :۔ عالم کلمہ گو بہت ہیں لیکن اخلاص سے پڑھنے والے بہت کم ہیں۔

مصنف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ کلمۂ طیبہ پڑھنے سے جسم۔ جان و مال سب کچھ پاک ہو جاتا ہے۔ اور اس سے ہر قسم کا بچاؤ رہتا ہے۔

ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم :۔

اَفْضَلُ الذِّكْرِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

سب سے افضل ذکر لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہے۔

مصنف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ذکر اللہ تعالیٰ کے دوستوں کو نصیب ہوتا ہے۔ حضور نبی کریم علیہ الصّلوٰۃ والتسلیم کی اُمت کلمہ پڑھتی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ اجل مجدہ الکریم ہے :۔

اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ

خبردار! تحقیق اولیاء اللہ کو کوئی خوف نہیں اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

پھر ارشاد باری تعالیٰ ہے :۔

وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى

عنقریب ہی اللہ تعالیٰ تجھے عطا فرمائے گا تو راضی ہو جائے گا۔

نجاتِ مردم جاں لا الٰہ الا اللہ
کلید قفل جناں لا الٰہ الا اللہ

آدمیوں کی جان کی نجات لا الٰہ الا اللہ سے ہے ۔ اور لا الٰہ الا اللہ جنت کے قفل کی کلید ہے ۔

چہ خوف آتش دوزخ چہ باک دیو لعین
ورا کہ کرد بیاں لا الٰہ الا اللہ

جس نے لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا ذکر کیا اسے جہنم کا کیا خوف اور شیطان لعین کا کیا خطرہ ۔

نبود ملک نہ عالم نہ دور چرخ کبود
کہ بود امن و اماں لا الٰہ الا اللہ

جو پناہ اور امن لا الٰہ الا اللہ میں ہے وہ نہ جہان میں نہ نیلے آسمان کی گردش میں نہ ملائکہ میں ہے ۔

کلمہ طیبہ کے قاری میں یہ چار چیزیں ہونی چاہئیں :۔

پہلی چیز :۔ جو شخص دل کی تصدیق سے نہیں پڑھتا وہ منافق ہے ۔

دوسری چیز :۔ جو شخص حرمت سے نہیں پڑھتا وہ فاسق ہے ۔

تیسری چیز :۔ جسے کلمہ پڑھنے سے حلاوت ، لذّت ، جمعیت اور اخلاص حاصل نہیں وہ ریاکار ہے ۔

چوتھی چیز :۔ جو کلمہ کی تعظیم نہیں کرتا وہ بدعتی ہے ۔

حاصل کلام یہ کہ کلمہ طیبہ پڑھتے وقت دل کی تصدیق ، حرمت ، اخلاص ، حلاوت اور تعظیم کا ہونا ضروری ہے ۔

کلمۂ طیّبہ کیوں؟

کیا تم جانتے ہو کہ کلمہ طیبہ کو کلمہ طیّبہ کیوں کہتے ہیں۔ اس لیے کہ اس میں اللہ تعالیٰ کی پاکیزگی کا ذکر ہے۔ اور یہ ناپاک، مشرک، کافر، منافق، حاسد، غافل اور مردہ دل آدمیوں پر غالب ہے۔ اِنَّ فِیْ ذِکْرِ الْجَلِیِّ عَشَرَ فَوَائِدَ اَلْاَوَّلُ صِفَاتُ الْقُلُوْبِ وَتَنْبِیْہِ الْغَافِلِیْنَ وَمُحَارَبَۃُ بِاَعْدَاءِ اللّٰہِ وَاِظْھَارُ الدِّیْنِ وَنَفْیِ خَوَاطِرِ الشَّیْطَانِیَّۃِ النَّفْسَانِیَّۃِ وَتَوَجُّہٗ اِلَی اللّٰہِ تَعَالٰی وَاَعْرَاضٍ عَنْ غَیْرِ اللّٰہِ وَفِیْہِ یَرْفَعُ الْحِجَابُ بَیْنَہٗ وَبَیْنَ اللّٰہِ۔ ذکر جلی میں دس فوائد ہیں۔ صفائی میں قلب کی صفائی، غافلین کو تنبیہ، اللہ تعالیٰ کے دشمنوں سے لڑائی، دین کا ظاہر کرنا، شیطان اور نفسانی خطرات کا زائل کرنا، متوجہ الی اللہ ہونا غیر اللہ سے منہ پھیرنا۔ اللہ تعالیٰ اور بندے کے مابین سے حجاب کا دُور ہونا۔

مصنف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ مرشد اور طالب کے سوال اور جواب مندرجہ ذیل ہیں۔ مرشد کہتا ہے ؎

از زن و فرزند طالب جان عزیز
طلب کن طالب ترا مطلب چہ چیز

عورت، فرزند اور جان عزیز کے بارے میں کچھ طلب کر۔ ان میں سے تو کیا طلب کرتا ہے۔

طالب کہتا ہے ؎

ہر مطالب می کشاید با طلب
می نما کونین مارا در قلب

طلب سے ہر مطلب ظاہر ہوتا ہے۔ تو ہمیں دل میں دونوں جہان دکھا دے۔

گر تو مرشد حق پرستی باخدا
کونین را بر پشت ناخن میںنما

اگر تو حق پرست اور باخدا مرشد ہے تو دونوں جہان پشتِ ناخن پر دکھا۔

حضرت سلطان العارفین سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

ایں کمینہ مرتبہ کمتر مبیں
تاترا فی اللہ برم حق الیقیں

اس کمینہ اور کمتر مرتبے کا خیال چھوڑ تاکہ میں تجھے حق الیقین کے طور پر فنا فی اللہ میں لے جاؤں۔

جز خدا دیگر نماند یادِ تو
طلب کُن اللہ غیر از دل بشو

تاکہ جز بخدا تجھے کچھ یاد نہ رہے اس لیے اللہ کو طلب کر اور غیر کو دل سے نکال دے۔

مرتبہ فقر کا حصول

جاننا چاہیئے کہ وہ شخص اللہ تعالیٰ کے فقر کا مرتبہ حاصل کر سکتا ہے جو بدعت اور گمراہی میں قدم نہ رکھے۔ یہ مراتب دل کی تصدیق سے حاصل ہوتے ہیں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:۔

اَنَّ لَهُمْ قَدَمَ صِدْقٍ عِنْدَ رَبِّهِمْ قَالَ الْكٰفِرُوْنَ اِنَّ هٰذَا لَسَاحِرٌ مُّبِيْنٌ۔

وہ لوگ اپنے ربّ کے نزدیک صدق میں گامزن ہیں۔ کافر کہتے ہیں کہ یہ کھلم کھلا جادو ہے۔

ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

اَكْثِرُوْا ذِكْرُ اللّٰهِ حَتّٰى يَقُوْلُ الْمُنَافِقُوْنَ مَجْنُوْنٌ

تم اللہ کا ذکر اس کثرت سے کرو کہ منافق تمھیں مجنون کہیں۔

پھر ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

اَلنَّاسُ مُجْزِبُوْنَ بِاَعْمَالِهِمْ اِنَّ خَيْرًا فَخَيْرًا وَاِنْ شَرًّا فَشَرًّا۔

ترجمہ:۔ لوگ اپنے اعمال کی وجہ سے کھینچے جائیں گے۔ اچھا اچھائی کی طرف بُرا برائی کی طرف۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ ؕ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ

جو شخص ذرّہ برابر صالح عمل کرے گا اُسے نیک بدلہ ملے گا۔ اور جو ذرّہ بھر بُرائی کرے گا وہ اس کی سزا پالے گا۔

پھر ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

فَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهٖ وَمَنْ اَسَاءَ فَعَلَيْهَا۔

جس شخص نے صالح عمل کیا اس کا فائدہ اُٹھائے گا اور جس نے بُرائی کی اس کا اُسے نقصان پہنچے گا۔

کافر، منافق اور حاسد لوگ انبیائے کرام اور اولیائے عظام کے پرانے دشمن ہیں.

ارشاد باری تعالیٰ ہے :.

وَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ وَاهْجُرْهُمْ هَجْرًا جَمِيْلًا ؕ وَ ذَرْنِيْ وَالْمُكَذِّبِيْنَ اُولِي النَّعْمَةِ وَمَهِّلْهُمْ قَلِيْلًا۔

اے حبیب! جو کچھ یہ لوگ کہتے ہیں اس پر صبر کرو اور وضع داری کے ساتھ اُن سے الگ رہو اور یہ جو جھٹلانے والے خوش حال لوگ ہیں ان کے حال پر قلیل سی مہلت دو۔

پھر ارشاد باری تعالیٰ ہے :.

ظَنَّ الْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بِاَنْفُسِهِمْ خَيْرًا وَّ قَالُوْا هٰذَآ اِفْكٌ مُّبِيْنٌ

مومن مستورات نے اپنے مسلمان بھائی بہنوں کے حق میں نیک گمان کیوں نہ کیا اور سننے کے ساتھ ہی کیوں نہ بول اُٹھے کہ یہ صریح بہتان ہے۔

ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے :.

ظَنَّ الْمُؤْمِنِيْنَ خَيْرًا

مومن کا ظن بہتر ہوتا ہے۔ ؎

ہر کہ ظن می برد بر مومناں
نیست آں مومن بداں از کافراں

جو شخص اہل ایمان کے حق میں بدظن ہوتا ہے۔ وہ خود اہل ایمان نہیں۔ وہ کافر ہے۔

جو کچھ پہلے تحریر کیا گیا ہے وہ اقرار درست، طریق تحقیق اور طریق تصدیق سے

شرک اور کفر سے نکلنے کے بارے میں لکھا گیا ہے۔

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کے اسرار

جاننا چاہیئے کہ کلمہ طیبہ کے آغاز میں لَآ اس لیے رکھا گیا ہے کہ لَآ کی شکل قینچی کی ہے۔ یہ قینچی گناہوں کو اس طرح کاٹتی ہے۔ جس طرح عام قینچی کپڑے کو۔ نیز لا کی شکل دو دھاری تلوار جیسی ہے۔ جو کافر نفس کو قتل کرتی ہے۔ لا سے ماسوی اللہ کی بالکل نفی ہو جاتی ہے۔ اس کے بعد اِلَّا اللّٰہ ہے جس سے اثبات ہوتا ہے اور مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کے نام پاک سے جمعیّت با ایمان حاصل ہوتی ہے۔ اور ایمان اور رُوح متفق ہو جاتے ہیں۔ نفس دائمی طور پر دل کی تصدیق سے مرتا ہے۔ جسے تصدیق حاصل نہیں وہ منافق ہے۔ مسلمان تو صرف زبان سے کلمہ طیبہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کہنے سے ہو سکتا ہے لیکن مومن اُس وقت ہوتا ہے جب کہ دل کی تصدیق بھی اُس کے ساتھ شامل ہو۔ جو شخص زبان سے بھی کلمہ طیبہ کا اقرار نہیں کرتا وہ کافر ہے۔

زبانی اقرار کے مندرجہ ذیل دو گواہ ہوتے ہیں :۔

پہلا گواہ :۔ مشکل یا آسانی کے وقت سچ بولنا۔

دوسرا گواہ :۔ حلال کھانا۔ خواہ نمک کے بغیر خشک کھانا ہی ملے۔ یہ حلال خشک کھانا حرام کی روغنی اور لذیذ کھانے سے کہیں بہتر ہے۔

اسی طرح تصدیق قلبی کے بھی مندرجہ ذیل دو گواہ ہیں :۔

پہلا گواہ :۔ محبتِ قلبی۔

دوسرا گواہ :۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کی معرفت۔

ایسے ہی صاحبِ تصدیق کی طلب سلب نہیں ہوتی۔ ایمان کی بنیاد ایمانِ مفصّل، کلمہ شہادت ہے۔ اس سے خاتمہ بالخیر ہوتا ہے۔ کیا تو نہیں جانتا کہ

صاحب تصدیق بارگاہِ خداوندی میں منظورِ نظر ہوتا ہے۔ اور اس پر اللہ تعالیٰ کی نگاہ ستر ہزار مرتبہ پڑتی ہے۔

جاننا چاہیئے کہ تصدیق قلبی تین لباس میں ملبوس ہے:۔

پہلا لباس :۔ نورِ ایمان ہے۔

دوسرا لباس :۔ تقویٰ رُوح ہے۔

تیسرا لباس :۔ ذکر قلبی ہے۔ جس طرح زبان گوشت کا ایک لوتھڑا ہے اسی طرح دل بھی گوشت کا لوتھڑا ہے۔ تصدیق قلبی اُس وقت ثابت ہوتی ہے جب دل اپنی زبان کھول کر یَا اَللّٰہ یَا اَللّٰہ کہے۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ۔ جس قلب کا رُوح سے تعلق ہوتا ہے وہ تصدیق میں پلٹا ہوتا ہے۔ ایسا قلب بلند آواز سے شہادت دیتا ہے کہ میں نے اس کے تمام احکام قبول کر لیے۔

حقیقت ایمان

جاننا چاہیئے کہ یا ایمان تصدیق میں ہے یا تصدیق ایمان میں۔ تصدیق رحمت میں ہے یا رحمت تصدیق میں۔ تصدیق توفیق خداوندی میں ہے یا توفیق خداوندی تصدیق میں۔ تصدیق معرفت و توحید خداوندی میں ہے۔ یا معرفت و توحید خداوندی تصدیق میں۔ تصدیق قلب میں ہے، قلب رُوح میں ہے۔ رُوح سرّ میں ہے۔ سرّ خفی میں ہے۔ خفی لاتخف میں ہے۔ اور لاتخف لاتحزن میں ہے۔ جو صاحب تصدیق لاتخف اور لاتحزن کے مقام پر پہنچ جاتا ہے اس کا باطن معمور ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے شوق میں خوش و خرم رہتا ہے۔ ہر ایک قبر والے کی روحانیت سے اسے نصیب

ہوتی ہے اس کا وجود بخشا ہوا اور اس کا دل بیت المعمور کی طرح ہوتا ہے۔ جب اہلِ تصدیق یہ مراتب حاصل کر لیتا ہے تو تصدیق نور کی صورت اختیار کرتی ہے اور صاحبِ تصدیق اسم اللہ ذات کے تصوّر، تصرّف اور فیض میں غرق رہتا ہے اور مشاہدۂ تجلّیات خداوندی میں محو رہتا ہے۔ اور خناس خرطوم وسوسہ وہم و خطرات سے فارغ ہوتا ہے۔ کلمہ طیبہ سے اس کے گرد ایک قلعہ بن جاتا ہے۔ شب و روز تصدیق قلبی میں رہتا ہے۔ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ جو شخص یہ مراتب حاصل کر لیتا ہے حقیقت میں وہی اہل ایمان ہوتا ہے۔ جو شخص اس میں شک کرے وہ کافر ہے۔

جو مرشد پہلے روز طالب اللہ کے باطن میں اس طرح کا قلبی ذکر جاری نہیں کرتا اور تصدیق کے مراتب پر نہیں پہنچاتا وہ احمق، کمزور، بے توفیق اور خام ہے۔ میں اُن لوگوں پر متعجب ہوں جنہیں نہ تصدیق کی خبر ہے نہ معرفتِ خداوندی کی توفیق ہوتی ہے۔ نہ ہی اپنے ظاہر و باطن کو نفس امّارہ سے محفوظ رکھ سکتے ہیں۔ کیڑے کی طرح دائمی طور پر حیاتی کی آرزو میں رہتے ہیں۔ معرفت اور بندگی سے بے خبر رہتے ہیں۔ وہ خود غلیظ ہیں غلاظت اور نجاست میں رہتے ہیں۔ خود کو ہوائے نفسانی سے پاک سمجھتے ہیں۔ اور صاحب فراست خیال کرتے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ علم سے رجعت کھا کر روزی۔ لذّت۔ ذائقہ اور عیش میں گرفتار ہو کر فقرِ محمدی میں قدم نہیں رکھتے اور اپنا کام ذاتِ باری تعالیٰ کے سپرد نہیں کرتے۔ جاننا چاہیئے کہ عالم عامل کی جان لبوں پر آ جائے فقر و فاقہ میں پھنس کر مر جائے لیکن دنیا داروں کے دروازے پر نہیں جاتا۔ اس لیے عالم عامل خود غنی بادشاہ اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وارث ہوتا ہے۔ وہ لامحتاج ہوتا ہے۔ مخلوق اُن کی فرمانبردار ہوتی ہے۔ عالم لوگ سعادت مند ہوتے ہیں۔ وہ دنیا اور روپے پیسے کے لیے پریشان

نہیں ہوتے ۔ میں جو کچھ کہہ رہا ہوں حساب سے کہہ رہا ہوں نہ کہ حسد کی راہ سے ۔
ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے :۔
طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيْضَةٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ وَّمُسْلِمَةٍ
علم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد و عورت پر فرض ہے ۔ ح

علم دانی چیست راہبر راہنما
از علم حاصل شود باطن صفا

کیا تو جانتا ہے علم کیا ہے ۔ علم راہبر و راہنما ہے ۔ علم سے باطنی صفائی حاصل ہوتی ہے ۔

علم سہ حرف است ع ل م
از علم یابد راہے راہ مستقیم

علم کے تین حرف ع ۔ ل ۔ م ہیں ۔ علم سے صراط مستقیم ہاتھ آتی ہے ۔

علم از عین است عین از عین بیں
می شوی عارف خدا از اہل یقیں

علم عین سے ہے تو عین کو عین سے دیکھ ۔ تو علم سے اللہ تعالیٰ کو پہچاننے والا اور صاحب یقین ہو جائے گا ۔

علم را عزت بدہ ادب جزا
از جہل و کفر و شرک و کبر باز آ

علم کو عزۃ دے اور اس کا ادب کر کہ تو جزا پائے ۔ جہالت ، کفر اور شرک سے اور کبر سے دُور رہ ۔

علم را بر چشم نہ نورِ خُدا
از علم حاصل شود راہِ مُصطفیٰ

علم کو آنکھ پر رکھ کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کا نُور ہے۔ علم سے حضور نبی کریم احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کی راہ حاصل ہوتی ہے۔

باہو را تعلیم علمش شد حضور

از وجودش رفت غصہ ہم غرور

باہو کو علم کے حصول سے حضوری حاصل ہوئی۔ اور علم کی وجہ سے اس کے جسم سے غصہ اور غرور جاتا رہا۔

علم تابع ذکر ذکرش خوش بخواں

از ذکر روشن شود عین العیاں

علم ذکر کے تابع ہے اس کا ذکر خوشی سے کر۔ ذکر سے عین العیاں منوّر ہو جاتی ہے۔

ذکر اور روح کا انکشاف

لَا اِلٰہ اِلَّا اللہ محمد رسول اللہ۔ ذکر کا واسطہ رُوح سے ہے۔ علم ادب کا واسطہ نفس مطمئنہ سے ہے۔ مطلب یہ کہ اصحاب النبی صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ظاہری علم نہیں تھا۔ کلمہ طیبہ کے ذکر اور ذکرِ خفی، ذکر قلبی، ذکر روحی اور ذکر سرّی کی وجہ سے انہیں علم لدنی حاصل تھا۔ جو بات بھی کرتے تھے پہلے کلمہ طیبہ یا اللہ تعالیٰ کا نام لیتے تھے پھر کوئی بات کرتے تھے۔

ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

مَنْ عَرَفَ اللّٰہُ لَا یَخْفیٰ عَلَیْہِ شَیْءٌ

جو شخص اللہ کو پہچان لیتا ہے اس سے کوئی شے مخفی نہیں رہتی۔

الحاصل کلام یہ کہ ذکر بمنزلہ کل ہے اور علم بمنزلہ جزو۔ جو کل سے حاصل ہو سکتا ہے لیکن کل جزو سے حاصل نہیں ہوتا۔ جب تک کسی کے ہاتھ میں کلید نہ ہو۔ توحید اور معرفتِ خداوندی کا تالا کھول نہیں سکتا۔ کل سے دو جہان کی وضاحت ہو جاتی ہے :۔

۱۔ علم سعادت ۲۔ علمِ ارادت

یہ تصدیق قلبی سے تعلق رکھتا ہے۔ محض مشاہدہ نورِ خداوندی سے۔ یہ علم غیب باطنی ہے۔ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ۔ غیب پر ایمان لاتے ہیں۔

تین علم زبان کے بارے میں ہیں :۔

پہلا علم :۔ علمِ عادت ہے۔

دوسرا علم :۔ علم اجازت ہے۔

تیسرا علم :۔ علمِ عبادت ہے۔

جو محض قیل و قال کے متعلق ہیں۔ جس شخص کو کل اور جزو کے علوم حاصل ہوتے ہیں وہی عالم عامل اور فقیر کامل ہوتا ہے۔ کامل فقیر وہ ہے جسے فنا فی اللہ کا مقام حاصل ہو۔ اور عارف بقا باللہ وہ ہے جو اللہ تبارک و تعالیٰ کے انوار میں غرق ہو۔ ایسے کامل فقیر کے لیے موت و حیات برابر ہے۔ ؎

مراقب موت با ایماں حیات است
ز دنیا رفتہ با ایماں نجات است

اگر دنیا سے ایمان کی سلامتی کے ساتھ جائیں تو موت بھی حیاتی ہے
دنیا سے ایمان کی سلامتی کے ساتھ جانا ہی نجات ہے۔

جسم ایں جا است جانش آنجہانی
ملاقاتش مجالس با رُوحانی

جسم اس جگہ ہے اور جان اُس جہان میں ہے۔ اس کی ملاقات روحانی مجالس والوں سے ہوتی ہے۔

فنا فی اللہ عارف باوصالم
ز ہستی خویش رفتم لازوالم

میں فنا فی اللہ اور باوصال عارف ہوں۔ میں نے ہستی ترک کردی ہے اس لیے مجھے کوئی زوال نہیں۔

مقام خویش را من پیش دیدم
حضوری مصطفیٰ مجلس رسیدم

میں نے اپنا مقام پیشتر ہی دیکھ لیا ہے۔ میں حضور نبی غیب دان علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مجلس کی حضوری میں پہنچ گیا ہوں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

لِمَآ اَنْزَلْتَ اِلَیَّ مِنْ خَیْرِ الْفَقِیْرِ

ترجمہ:۔ میں نے فقر سے بہتر آپ کی طرف کوئی چیز نازل نہیں کی۔

ارشاد نبوی صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

حُبُّ الْفُقَرَاءِ مِفْتَاحُ الْجَنَّةِ

حبّ فقراء جنّت کی کلید ہے۔

پھر ارشاد نبوی صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

حُبُّ الْفُقَرَآءِ حُبُّ الرَّحْمٰنِ

فقراء کی محبت رحمٰن کی محبت ہے۔

یہ حقیقت ہے کہ آج تک کوئی جاہل عارف نہیں ہوا۔ علم ضروری ہے خواہ علم ظاہری ہو یا علم باطنی ہو۔ شیطان لعین کے سوا کوئی عالم بدبخت نہیں ہُوا۔

علم باطن ہمچو مسکہ علم ظاہر ہمچو شیر
کے بود بے شیر مسکہ کے بود بے پیر پیر

باطن کا علم مکھن ہے اور ظاہری علم دودھ۔ بغیر مسکہ اور پیر بغیر پیر کیسے ہو سکتا ہے۔

ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

لَا فَرْقَ بَیْنَ الْحَیْوَانِ وَالْاِنْسَانِ اِلَّا بِالْعِلْمِ

حیوان اور انسان میں فرق صرف علم کا ہے۔

پھر ارشادِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

اَلْعِلْمُ عِلْمَانِ عِلْمُ الْمُعَامِلَةِ وَعِلْمُ الْمُکَاشِفَةِ لَوْلَا الْعُلَمَاءُ لَصَارُوا النَّاسَ کَالْبَھَائِمِ

علم صرف دو ہیں۔ علم معاملہ اور علم مکاشفہ۔ اگر اہل علم نہ ہوتے تو انسان حیوانوں کی طرح ہوتے۔

حضرت مصنف علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ بعض آدمی صورتِ انسان اور سیرتِ حیوان ہیں۔

انسان میں مندرجہ ذیل پانچ صفات ہونی چاہئیں:۔

پہلی صفت:۔ علم کی صفت ہے۔

دوسری صفت:۔ اَدب کی صفت ہے۔

تیسری صفت:۔ حیا کی صفت ہے۔

چوتھی صفت:۔ تصدیق کی صفت ہے۔

پانچویں صفت:۔ یقین کی صفت ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ

ترجمہ:۔ اپنے رب کی عبادت اس طرح کر کہ تجھ کو یقین آجائے۔

یقین کیا ہے؟

یقین از یک پدر یک پیر باشد
دوئی را از دل خود می تراشد

یقین ایک باپ اور پیر سے ہوتا ہے۔ دوئی کو اپنے قلب سے دُور کرتا ہے۔

یقین شد از یقین تا وقت مردن
یقین با طاعت است لب گور بردن

یہ حقیقت ہے کہ یقین کی بناء پر انسان وقت نزع تک طاعت میں لگا رہتا ہے۔

یقین از دل کشاید راز اَللّٰہ
خطے در کش بگردِ لاسوی اَللّٰہ

یقین دل سے سرِ خداوندی کو کھولتا ہے۔ غیر اللہ کے گرد دائرہ بنا۔

یقین امداد توفیق از الٰہی
یقین فیض دہد فضلش آگاہی

یقین سے اللہ تعالیٰ کی توفیق رفیق بن جاتی ہے۔ یقین سے فیض فضل اور آگہی حاصل ہوتی ہے۔

یقین غرقش بود غیرش نہ بیند
بہ مجلس اولیاء اللہ نشینند

یقین کی وجہ سے ارمان الٰہی میں مستغرق رہتا ہے۔ اس کے غیر کو نہیں دیکھتا اور اولیاء اللہ کی مجلس میں بیٹھتا ہے۔

یقین در سجدہ صوم و صلوٰتش
ز سجدہ کرد حاصل ذکر ذاتش

یقین کی بناء پر صوم وصلوٰۃ کا پابند ہوتا ہے۔ اور سجدہ سے ذکرِ ذاتِ خداوندی حاصل ہوتا ہے۔

یقین ہرگز ندارد بے شریعت
اگر دعویٰ کند او در طریقت

یقین کسی قیمت میں بھی شریعت سے دُور نہیں رہنے دیتا۔ اگر یقین والا طریقت کا بھی دعویٰ کرے تو روا ہے۔

یقین با شاہد و مشہود باشد
کہ ہر دم بندگی معبود باشد

یقین کے ساتھ شاہد و مشہود حاصل ہوتے ہیں کیونکہ یقین والا ہر وقت معبود کی عبادت میں ہوتا ہے۔

بکن طاعت کہ تا دم زندہ مانی
یقین شد بندگی تو یار جانی

تو جب تک زندہ رہے عبادت کر۔ اگر تو یقین کے ساتھ عبادت کرے گا تو تیرے یار جانی کی طرح ہو گا۔

کہ ملحد بدعتش در کفر و رزی
یقین ہرگز نداری زاں تو ازری

اگر یقین نہیں تو بدعت اور کفر میں پڑ کر دُور ہو گا تو اسی لیے کانپتا ہے کہ تو یقین نہیں رکھتا۔

قرب شیطان یا ابلیس دارند
کہ با سجدہ نماز رو نیارند

جو لوگ نماز کے سر سجدہ میں نہیں رکھتے انہیں شیطان یا ابلیس کا قرب حاصل ہوتا ہے۔

کہ خندہ می کنند بر اہل عالم
کہ لعنت حق بود بر اہل ظالم

وہ لوگ علم والوں پہ ہنستے ہیں۔ ظلم کرنے والوں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہوتی ہے۔

اگر ملحد جو مٹ جانے والے دین کی طرف مائل ہیں۔ اُن کا کہنا ہے کہ نماز اُس وقت تک فرض ہے جب تک یقین نہ آجائے۔ جب تک یقین حاصل ہو جائے تو پھر نماز وغیرہ تمام امور اس سے ساقط ہو جاتے ہیں۔ ہاں یقین وہ ہے جو اسلام کے پانچ ارکان سے تعلق رکھتا ہے۔ علم اور علماء کا آدب ملحوظ رکھ۔ خواہ دیوار پر لکھا ہوا ہو۔ اور فقراء کے حکم کی اطاعت کر کیونکہ ان کے حکم کی اطاعت کرنے والا دونوں عالم میں خوار نہیں ہوتا۔ یہ دونوں فرقے۔ عالم، فقیر محمدی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔

خندہ ہا بر سینہ صافاں می کنی ہوشیار باش
ہر کہ ہر آئینہ در یش خندی خود کند

صاف باطن آدمیوں سے مذاق نہ کر۔ جو آئینے پر ہنستا ہے وہ اپنی ہنسی آپ اڑاتا ہے۔

یہ حقیقت ہے کہ فقراء خود مفلس و حقیر ہوتے ہیں لیکن تمام دنیا پر اُن کا قبضہ ہوتا ہے۔ درویشوں سے دنیا کہتی ہے کہ مجھے قبول کر۔ درویش کہتے ہیں اے دنیا یہاں سے بھاگ جا۔ ہم نے تجھے طلاق دے دی ہے۔ جو لوگ اہل وصول

مردانِ خدا ہیں۔ وہ دنیا سے واسطہ ختم کیے ہوئے ہیں۔ صرف جاہل لوگ دنیا کو اختیار کرتے ہیں۔ کیونکہ مجہول اور کافر لوگوں کے گھر میں دنیا بہت جمع ہوتی ہے۔ اولیاء اللہ اور جن پر اللہ تعالیٰ کا سایہ ہو ان کے گھروں سے بھاگ گئی ہے۔ ایسی دنیا تصرف میں ہونی چاہیئے۔ جیسی حضرت عثمان اور حضرت نعمان رضی اللہ عنہما کے تصرّف میں تھی۔

ارشادِ نبوی صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

اَلدُّنْیَا مَزْرَعَۃُ الْاٰخِرَۃِ

دنیا عاقبت کی کھیتی ہے۔

صادق آتی ہے۔ ورنہ دن کو ملا دن کو کھا لیا۔ رات کو ملا رات کو کھا لیا۔ زیادہ سے زیادہ دن کی خوراک رات تک اور رات کی خوراک دن تک رکھی۔ اور بس۔

ارشادِ نبوی صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

لَا طَامِعُ لَا جَامِعُ لَا مَانِعُ

نہ طامع نہ جامع نہ مانع

فقیر گو ظاہر میں خزانہ کا مالک ہو لیکن باطن میں ضرور رب تعالیٰ جل مجدہ الکریم کے ساتھ یگانہ ہوگا۔

نفس را رسوا کند بہر از گدا
ہر درے قدمے زند بہر از خدا

گداگری سے مرد نفس کو رسوا کرتا ہے۔ ہر ہر دروازے پر بھیک وہ اللہ کے لیے مانگتے ہیں۔

علم اور عالم کی تشریح

تو علم پر غرور نہ کر۔ علم وہ ہے جو تجھے صاحبِ حضوری بنا دے۔ اپنے الہام سے مذکور کے ساتھ۔ وہ علم چار ہیں اور عالم بھی چار ہیں۔ جو عالم ان چار علوم کو حاصل کرتا ہے وہ قابل اعتبار اور قابل افتخار ہے۔ وہ چار علم اور چار عالم یہ ہیں:-

پہلا علم :- علم اللسان ہے۔

دوسرا علم :- علم القلب ہے۔

تیسرا علم :- علم الروح ہے۔

چوتھا علم :- علم السرّ ہے۔

پانچواں علم :- علم یخفی ہے۔

پانچ عالم مندرجہ ذیل ہیں:-

پہلا عالم :- عالم اللسان ہے۔

دوسرا عالم :- عالم القلب ہے۔

تیسرا عالم :- عالم الروح ہے۔

چوتھا عالم :- عالم السرّ ہے۔

پانچواں عالم :- عالم یخفی ہے۔

جو شخص ان تمام علوم کا عالم ہو جاتا ہے۔ اُسے معرفت اور توحید خداوندی کا نور فنائے نفس اور مشاہدۂ نور حضور نصیب ہوتا ہے۔ ان علوم سے دل زندہ ہو جاتا ہے۔ اور رُوح سورج کی طرح چمکنے لگتی ہے۔ نیز ان سے فیض فضل اور

ثواب حاصل ہوتا ہے۔ تاریکیوں کے پردے دُور ہو جاتے ہیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کی تجلّیات کے اسرار نمودار ہو جاتے ہیں۔ علمِ خفی سے حضور نبی کریم و ما ارسلناک الا رحمۃً للعالمین شفیع المذنبین انیس الغریبین علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کی مجلس پاک کی حضوری نصیب ہوتی ہے۔ عالم علم خفی کو کامل انسان اور خیر البشر کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ اس سے کوئی شئے مخفی نہیں رہتی۔ یہ تمام علوم توحید کے بارے میں ہیں۔ یہ تمام علوم اسم اللہ ذات کے حلقرات اور کلمۂ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی کلید سے حاصل ہوتے ہیں۔ توحید اور سلک سلوک کے یہ علوم صاحب حضوری کو معلوم ہوتے ہیں۔ اہلِ تقلید کو ان علوم کا کیا علم ہے ؎

چوں نہ من ماند نہ نامِ من وجود
غرق وحدت اسم اللہ می ربود

میرے جسم سے جب مَیں نکل جاتی ہے تو اللہ رب العزۃ تبارک و تعالیٰ کا نام مبارک مجھے وحدت میں غرق کر دیتا ہے۔

ایں مراتب از قلب باشد سلیم
شد قلب قلزم ز وحدتِ حق کریم

یہ مراتب قلبِ سلیم سے حاصل ہوتے ہیں وحدتِ خداوندی کی وجہ سے دل سمندر ہو جاتا ہے۔

ارشادِ نبوی صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے :۔

اِتَّقُوا الْعَالِمَ الْجَاهِلِ قِيْلَ مَنَ الْعَالِمِ الْجَاهِلَ يَا رَسُوْلَ اللهِ قَالَ عَالِمُ اللِّسَانِ وَجَاهِلُ الْقَلْبِ۔

جاہل عالم سے بچو۔ پوچھا یا رسول اللہ ان سے کون مراد ہے۔ فرمایا جو زبان کا عالم اور دل کا جاہل ہو۔

صراط مستقیم

جاننا چاہیئے کہ حضور نبی کریم وما ارسلناک الا رحمۃً للعالمین شفیع المذنبین انیس الغریبین احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کا راستہ روشن راستہ ہے اور بدعت کا راستہ تاریک ہے۔ بدعتی دل کے سیاہ ہوتے ہیں۔ ان کی مثال پوست کے پھول جیسی ہے کہ باہر سے خوشنما اور اندر سے سیاہ ہے۔ اُن کے دل میں بھی نفاق کا سیاہ داغ ہوتا ہے ؎

شبنم نہ کرد داغ دل لالہ را علاج
نتواں بگریہ شست خطِ سرنوشت را

جس طرح شبنم سے لالہ کے دل کا داغ دُور نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح گریہ زاری سے تقدیر کی تحریر مٹ نہیں سکتی۔

مکش رو دررہم از حکم قضا چہ میکشی پروا
نہ پروا آتش از چین جبیں بوریا دارد

تو قضا کے حکم سے منہ نہ پھیر نہ پرواکر۔ کیونکہ آگ کو بوریا کے چین بچین ہونے کی پرواہ نہیں ہوتی۔

حضرت سلطان العارفین نے کیا خوب فرمایا ؎

باہو رضا بہ قضا غالب چو گردد
ز کردہ از خدا ہرگز نہ لرزد

جب رضا قضا پر غلبہ پا جاتی ہے تو پھر اپنے کیے کی وجہ سے خدا سے بھی نہیں لرزتا۔

چرا لرزد کہ قربِ اُو تمام است
ہر آں لرزد کہ ناقص عام خام است

وہ کیونکر لرزتے کیونکہ اسے کماحقہٗ قرب حاصل ہے۔ وہ شخص لرزتا ہے جو ناقص عام اور خام ہے۔

رضا قاضی است قضا در حکم با اُو
بجز حکمش نگینہ و جان از مو

رضا قاضی کی طرح ہے کہ قضا بھی اس کے ماتحت ہے۔ اس کے حکم کے بغیر بال بھی بیگا نہیں کر سکتی۔

رضائے الٰہی کا راز

جاننا چاہیئے کہ بندہ اپنی رضا سے پیدا نہیں ہوا کہ ہر ایک کام اُس کی مرضی کے مطابق ہو۔ حضرت شیر خدا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:۔

عَرَفْتُ رَبِّیْ بِفَسْخِ الْعَزَائِمِ

جب میرے ارادے پورے نہ ہوئے تو میں نے خیال کیا کہ خدا ہے۔

ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

فِعْلُ الْحَکِیْمِ لَا یَخْلُوْا عَنِ الْحِکْمَۃِ

دانا کا فعل حکمت سے خالی نہیں ہوتا۔

اس لیے بہتر یہی ہے کہ اپنے کام سپردِ خدا کر دینے چاہئیں۔ اور اپنا دخل ہٹا لینا چاہیئے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

اُفَوِّضُ اَمْرِیْ اِلَی اللّٰہِ اِنَّ اللّٰہَ بَصِیْرٌ بِالْعِبَادِ۔

میں اپنا کام اللہ کے سپرد کرتا ہوں۔ اللہ اپنے بندوں کو دیکھتا ہے۔

بے مثل و بے مثال

اللہ ربُ العزۃ تبارک و تعالیٰ جل مجدہُ الکریم بے مثل و بے مثل، حیّ و قیوم اور یکتا ہے۔ تو اُس کی ہستی اپنی ہستی ایسی خیال کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی صورت غیر مخلوق ہے۔ جو شخص اللہ تبارک و تعالیٰ کو خواب یا مراقبہ میں مشاہدہ کرتا ہے وہ مجذوب ہو جاتا ہے۔ اگر بیدار ہو جائے تو نور توحید و روایت ربوبیت سے وجود میں ایسی گرمی پیدا ہوتی ہے کہ جل کر مر جاتا ہے یا اس کی زبان پر سکوت کی مُہر لگ جاتی ہے یا وہ شخص شب و روز سجدہ سے سر نہیں اُٹھاتا۔ جسم پر شریعت کا لباس زیب تن کرتا ہے۔ شریعت میں کوشش کرتا ہے۔ بے مثل کی کوئی صورت پیدا نہیں ہو سکتی۔ رویت سے مشرف ہو کر عارف باللہ اور واصل کو مشاہدۂ حضوری کی وہ نعمت حاصل ہوتی ہے جو وہم اور فہم میں سما نہیں سکتی۔ یہ مراتب بھی تصورِ اسم اَللّٰهُ ذات کے حاضرات اور کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی کلید سے کھلتے ہیں۔ کلمہ طیبہ کا طریقہ تحقیق ہے۔ جو شخص شک کرتا ہے وہ بے دین ہے۔

ارشادِ نبوی صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

تَفَکَّرُوْا فِیْ نَعْمَائِہٖ وَلَا تَفَکَّرُوْا فِیْ ذَاتِہٖ

اللہ کی نعمتوں کے بارے میں فکر کرو لیکن اس کی ذات کے بارے میں فکر نہ کرو۔

الحاصل کلام یہ کہ نفس کی آواز۔ مقام۔ سوال و احوال اور ہیں۔ قلب کی آواز۔ مقام۔ سوال اور احوال اور ہیں۔ رُوح کی آواز۔ مقام۔ سوال اور احوال اور ہیں۔ نفس کی

آوازِ دُنیاوی علم ہے۔ اس کا مقام حرص و ہوا۔ قلب کی آواز ذکر ہے۔ اور اس کا علم محبتِ خداوندی۔ اور اُس کا مقام باطن کی صفائی۔ رُوح کی آواز کلام الٰہی قرآن و حدیث اور اُس کا مقام جمعیت علم اور علوم۔ ہر ایک گروہ کو اس کے مقام سے معلوم کرنا چاہیئے کہ آیا وہ اہلِ نفس ہے، اہلِ قلب ہے یا اہلِ رُوح ہے۔

آتش کیا ہے؟

جاننا چاہیئے کہ انسان کے وجود میں دس قسم کی آگ ہوتی ہے:۔
پہلی قسم کی آگ :۔ شہوت ہے۔
دوسری قسم کی آگ :۔ حرص ہے۔
تیسری قسم کی آگ :۔ حسد ہے۔
چوتھی قسم کی آگ :۔ نظر ہے۔
پانچویں قسم کی آگ :۔ غفلت ہے۔
چھٹی قسم کی آگ :۔ جہالت ہے۔
ساتویں قسم کی آگ :۔ پیٹ ہے۔
آٹھویں قسم کی آگ :۔ زبان ہے۔
نویں قسم کی آگ :۔ گناہ ہے۔
دسویں قسم کی آگ :۔ فرج ہے۔

پس :۔
۱۔ شہوت کی آگ روزے سے دُور ہوتی ہے۔
۲۔ حرص کی آگ موت کے ذکر سے دُور ہوتی ہے۔

۳۔ حسد کی آگ قلب کی صفائی سے دُور ہوتی ہے۔
۴۔ نظر کی آگ دل کے ذکر سے دُور ہوتی ہے۔
۵۔ غفلت کی آگ اللہ کے ذکر سے دُور ہوتی ہے۔
۶۔ جہالت کی آگ علم سے دُور ہوتی ہے۔
۷۔ پیٹ کی آگ حلال کھانے سے دُور ہوتی ہے۔
۸۔ زبان کی آگ قرآن مجید کی تلاوت سے دُور ہوتی ہے۔
۹۔ گناہ کی آگ استغفار سے دُور ہوتی ہے۔
۱۰۔ فرج کی آگ نکاح سے دُور ہوتی ہے۔

چہ حاصل مرد را از دین دنیا
ازیں ہا بگذرد بگذار یک بار

مرد کو دین و دنیا سے کیا حاصل ان کو یکبارگی چھوڑ دے۔

سواد الوجہ شد در ہر دو عالم
مگر روشن شوی اے نیک دیدار

دونوں جہان کی روسیاہی حاصل ہوتی ہے۔ اے نیک دیدار شاید تو نیک دیدار ہو جائے۔

بعض فقیر اللہ تعالیٰ کو پسند کرتے ہیں بعض مخلوق کو پسند کرتے ہیں ؎

ہر کہ باشد پسند خالق پاک
ورنہ باشد پسند خلق چہ باک

جو شخص پیدا کرنے والے کو پسند ہے۔ اگر اسے مخلوق پسند نہ کرے تو کیا مضائقہ۔

حقیقی کلید

جاننا چاہیئے کہ علم فقہ کے مسائل کا مطالعہ کرنا، عربی کا علم پڑھنا۔ ظاہری طور پر ریاضت اور اطاعتِ نفس کرنا یہ محض ننگ و ناموس اور مخلوق میں شہرت و مشہوری کے حصول کے لیے ہوتا ہے۔ اس سے انسان کا وقت خوش گوار گزرتا ہے اور مغرور ہو جاتا ہے۔ لیکن تصوّف کا علم، توحید کا علم، معرفتِ خداوندی کا علم سے نفس کشی ہوتی ہے۔ ذکرِ خفیہ سے جو جان کا گوشت کھاتا ہے۔ اس ذکر سے ذاکرین شب و روز خشیّتِ الٰہی سے آہ و زاری کرتا ہے۔ ہڈیوں کا مغز تک کھا جاتا ہے۔ اس بے ریا ریاضت سے خاموشی سے جگر کا خون پیتا ہے۔ اور نفس کمزور ہو جاتا ہے۔ اور حرص و ہوا کو ترک کر دیتا ہے۔ اور فنا فی اللہ ہو جاتا ہے۔ اس قسم کا علم تصوّف پڑھنا فرض عین ہے اور انبیائے کرام علیہم السلام نے بھی یہی حاصل کیا ہے اس علم سے اولیائے کرام کا مرتبہ اور حضور نبی کریم رحمۃ للعالمین علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کی مجلسِ پاک کی حضوری حاصل ہوتی ہے۔ اگر کوئی فقیہہ عالم تمام عمر علم حاصل کرتا رہے تو دنیا کی محبّت کی تاریکی، کدورت، زنگار اور خطرات ان کے دل سے دُور نہیں ہوتے۔ جب تک کہ دل کی صفائی کرنے والا علم تصوّف حاصل نہ کیا جائے۔ قلبی اور مخفی ذکر نہ کرے۔ اور کلمہ طیّبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی کلید نہ جانے۔ اس کا دل زندہ نہیں ہوتا۔ اُس کی مُردہ دلی دُور نہیں ہوتی۔ اگر مردہ دل توریت، انجیل، زبور، قرآن اور تفسیر قرآن مجید پڑھے پھر بھی اس کا دل زندہ نہیں ہوتا۔ اُس کی عمر تباہ و برباد ہو جاتی ہے۔ رُوح پریشان ہوتی ہے اور نفس خوش ہوتا ہے۔

ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

لِکُلِّ شَیءٍ مُصْقِلَۃٌ وَّ مُصْقِلَۃُ الْقَلْبِ بِذِکْرِ اللّٰہِ تَعَالٰی

ہر چیز کا مصقلہ ہوتا ہے لیکن دل کا مصقلہ اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے۔

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰہِ۔

مسلمان کون؟

جاننا چاہیئے کہ جو شخص ابھی مومن و مسلم کے مقام و مراتب پر نہیں پہنچا۔ وہ فقر فی اللہ عارف باللہ اور درویش اللہ تعالیٰ کو تلاش کرنے والا کیسے ہو سکتا ہے۔

لفظ مسلمان چھ حروف میں منقسم ہے:۔

م ۔ س ۔ ل ۔ م ۔ ا ۔ ن

حرف م کی حقیقت:۔ م سے مسلمان رحمان کے موافق شیطان کے مخالف۔ علم کے موافق جہالت کے مخالف۔ رُوح کے موافق نفس کے مخالف۔ شریعت کے موافق بدعت کے مخالف۔ فقر کے موافق، دنیا، اہل دنیا۔ شہوت، حرص، طمع وغیرہ ناشائستہ اوصاف کے مخالف ہوتا ہے۔

حرف س کی حقیقت:۔ س سے قلب سلیم۔ حق تسلیم۔ رضا قضا۔ اور نیک خلق ہو۔

حرف ل کی حقیقت:۔ ل سے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰہِ۔ دائمی طور پر زبان پر ہو۔

حرف م کی حقیقت:۔ م سے قرآن وحدیث، مسائل فقہ، توحید و تصوف کے علم سے متکلم ہو۔

حرف ا کی حقیقت:۔ اسے ارادۂ صادقہ صدیق با تصدیق۔
حرف ن کی حقیقت:۔ ن سے نیک مراد ہے۔
یہ مسلمان کے مراتب ہیں۔ السلام علیک۔ جو شخص ان صفات سے موصوف نہیں ہوتا وہ حقیقی اور حق بردار اور حق پر جاں نثار مسلمان نہیں ہوتا

مومن کون؟

جاننا چاہیئے کہ لفظ مومن چار حروف میں منقسم ہے:۔

م و م ن

حرف م کی حقیقت:۔ م سے مومن نفاق کو ترک کرتا ہے۔ قلب کی تصدیق مولا کی طلب اور محبت کو حاصل کرتا ہے۔ یہ معنی صاف دل، باادب اور حیادار مومن کے ہیں۔
حرف و کی حقیقت:۔ و سے وحدانیت میں غرق، ماسوی اللہ سے مردہ دل اور صاحب توحید، ترکِ توکل، تجرید۔ تفرید ہو جاتا ہے۔ اس کی رُوح بلحاظ اِخلاص بایزید ہو جاتی ہے اور وہ نفس یزید کا دشمن ہو جاتا ہے۔ مومن معرفت کے سوا نہ کچھ اختیار کرتا ہے نہ خرید تا ہے ؎

معرفت اندوز کہ با خود ببری
کہ نصابے دیگر انست نصیب سیم وزر

تو معرفت حاصل کر کیونکہ وہ تیرے ساتھ جائے گی۔ سیم وزر دوسر دل کے لیے ہوتا ہے اُسے اکٹھا نہیں کرنا چاہیئے۔
حضرت سلطان العارفین نے کیا خوب فرمایا ؎

آدمی را معرفت باید نہ جامہ از حریر
در صدف بنگر کہ اورا سینہ پر گوہر است

آدمی کو معرفت چاہیئے نہ کہ ریشمی لباس. تو سیپی کی طرف دیکھ کہ اس کا سینہ کس طرح موتیوں سے بھرپور ہے.

عارفاں در معرفت باشند چناں
ماہی اندر آب گم باشد نہاں

عارفین معرفت میں ایسے چھپ جاتے ہیں. جیسا کہ مچھلی پانی میں چھپ جاتی ہے.

ہر کہ گوید عارفم آں لاف زن
عارفاں لب بستہ باحق ہم سخن

جو کوئی یہ کہے میں عارف ہوں وہ لاف مارتا ہے. عارف لب بند کر کے حق تعالیٰ کے ساتھ باتیں کرتے ہیں.

ہر کہ گوید عارفم آں سر ہوا
عارفاں غرق فی اللہ شد فنا

جو یہ کہے کہ میں عارف ہوں جان لیجیے کہ وہ خواہشات کا بندہ ہے عارف تو فنا فی اللہ ہو جاتے ہیں.

عارفم ہم واصلم باحق قریب
ایں مراتب یافتم لطف از جبیب

میں عارف بھی ہوں. میں واصل بھی ہوں اور حق کے قریب بھی ہوں یہ مراتب مجھے پیارے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لطف و کرم سے عطا ہوتے ہیں.

حرف م کی حقیقت :۔ م سے مراد یہ ہے کہ موذی نفس کو حرص و ہوا کی لذت نہ دی جائے۔

حرف ن کی حقیقت :۔ ن سے نِیَّتُ الْمُؤْمِنِ خَیْرٌ مِّنْ عَمَلِہٖ۔ مومن کی نیت اُس کے عمل سے بہتر ہوتی ہے۔ مومن کا پیشہ نیک بختی اور نیک اعمال کرنا ہے۔ یہ مومن کے مراتب ہیں۔ السلام علیک۔

قلبِ مومن

قلبِ مومن نورِ الٰہی اور رحمتِ خداوندی سے روشن ہوتا ہے۔ اسے ہدایتِ ازلی نصیب ہوتی ہے۔ دنیا میں ہوتے ہوئے بھی اس کا تصور اللہ تعالیٰ کی جانب ہوتا ہے اور خود صاحبِ فیض و فضل و عنایت ہوتا ہے۔

مومن دو اقسام میں منقسم ہے :۔

پہلی قسم :۔ گناہ کا معاف کرنا۔

دوسری قسم :۔ غصہ پی جانا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے :۔

وَالْکَاظِمِیْنَ الْغَیْظَ وَالْعَافِیْنَ عَنِ النَّاسِ وَاللّٰہُ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ۔ مومنین غصہ پی جاتے ہیں۔ لوگوں کی خطائیں درگزر کرتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ صالحین سے محبت کرتا ہے۔

باہو مومن آں مرد است دارد خشم باز
تارک فارغ ز دنیا بے نیاز

باہو! مردِ مومن وہ ہے جو غصہ پی جائے۔ دنیا سے فارغ ہو اور دنیا سے بے نیاز ہو۔

ملک مومن درم می باشد گناہ
مومناں را نظر باشد بہ اِلٰہ

مومن کے ہاں درہم و دینار کا ہونا گناہ ہے۔ دائمی طور پر مومنین کی نظر اللہ تعالیٰ پر ہوتی ہے۔

ہر کہ گوید مومنم زاں وصف داں
نام اللہ مومناں بخشند جاں

جو کوئی کہے کہ میں مومن ہوں تو دیکھ کہ یہ وصف رکھتا ہے۔ مومنین اللہ کے نام پر جان قربان کرتے ہیں۔

مومن اور مسلمان ہونا بہت مشکل ہے۔ مومن مسلمان کے مراتب میں اسرارِ الٰہی کا مشاہدہ ہوتا ہے۔ مومن آدمی دنیا مردار کی طرف آنکھ اُٹھا کر بھی نہیں دیکھتا۔ خواہ وہ کتنے ہی روز فقر و فاقہ میں گزارے۔ جو دنیا کا طالب ہے وہ مومن نہیں ہے کیونکہ دنیا منافقین و کفار کے نصیب ہوتی ہے۔

نورِ الٰہی کا کمال

جاننا چاہیئے کہ جب دل حرکت کرتا ہے اور صاحب قلب اسم اللہ ذات کے تصور سے اسم اللہ قلب کے سر پر نقش کرتا ہے اور اسے بغور دیکھتا ہے تو اسم اللہ کے ہر حرف سے دل کے اِردگرد ایسا نور ظاہر ہوتا ہے جس طرح کہ سورج چمکتا ہے۔ اور دل سارے کا سارا نورِ ذات کی تجلیات و فیض میں گھر جاتا ہے۔ اور زبان کھول کر یَا اَللّٰہ یَا اَللّٰہ کہتا ہے۔ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہر مرتبہ جب دل اسم اللہ معہ کلمہ طیبہ کہتا ہے تو اُسے ستر ہزار ختم قرآن مجید

کا ثواب ملتا ہے۔ جب اس قسم کا ذاکر صاحبِ قلب اسم اللہ ذات کا تصور کرتے ہوئے آنکھ بند کرتا ہے اور مراقبہ کر کے دل کی جانب متوجہ ہوتا ہے تو تجلیاتِ ذات میں غرق ہو کر رب تعالیٰ کا مشاہدہ کرتا ہے۔ اور اس کے اسی سال کے گناہ کراماً کاتبین کے دفتر سے اللہ تعالیٰ کے حکم سے اور اسم اللہ ذات اور کلمہ طیبہ کی برکت سے مٹا دیئے جاتے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی قبولیت کا راز مخفی اور بے ریا ہے۔ ایسا ذاکر ہمیشہ اللہ تبارک و تعالیٰ کا منظورِ نظر ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی نگاہ دل پر رہتی ہے۔

تصوّر کا کمال

جاننا چاہیئے کہ جب اسم ذات اور کلمہ طیّبہ کے تصرف والا جسے حضور نبی کریم رحمۃ للعالمین شفیع المذنبین انیس الغریبین اَحمدِ مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناءُ کی حضوری حاصل ہو وہ آنکھیں بند کر کے مراقبہ کرتا ہے۔ وہ گویا اسم اللہ ذات کے تصور کی تلوار ہاتھ میں لیتا ہے اور تمام عمر کے چھوٹے بڑے گناہوں کو قتل کرتا ہے نفس شیطان اور خناس خرطوم اور تمام خطرات کو قتل کرتا ہے۔ گویا تمام زمین پر جس قدر دار الحرب ہیں ان سب کو نیست و نابود کرتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

تَفَكُّرُ السَّاعَةِ خَيْرٌ مِّنْ عِبَادَةِ الثَّقَلَيْنِ

ایک ساعت کی فکر دو عالم کی عبادت سے بہتر ہے۔

اسی قسم کے دائمی ذکر و فکر اور مراقبہ حضوری کو مجموعۃ الحسنات کہتے ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ ذٰلِكَ ذِكْرٰى لِلذَّاكِرِيْنَ

نیکیاں بدیوں کو دور کر دیتی ہیں۔ یہ ذاکرین کے لیے تذکرہ ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

يَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ فِيْ أَيَّامٍ مَّعْلُومَاتٍ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِّنْ بَهِيْمَةِ الْأَنْعَامِ فَكُلُوْا مِنْهَا وَأَطْعِمُوا الْبَائِسَ الْفَقِيْرَ ط

ترجمہ:۔ معلوم (مقرر) دنوں میں اللہ کا نام لیا کرو کہ ہم نے ان کو جانوروں سے روزی دی ہے اس سے کھاؤ اور فقراء کو کھلاؤ۔

جاننا چاہیئے کہ ذاکر ذکرِ خفی آنکھیں بند کر کے دل کی طرف توجہ کرتا ہے تو پہلے دل سے بلند آواز سے لَا اِلٰہ اِلَّا اللہ محمد رسول اللہ کہتا ہے۔

ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

غَمِّضْ عَيْنَيْكَ يَا عَلِيُّ وَاسْمَعْ فِيْ قَلْبِكَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔

اے علی! اپنی آنکھیں بند کر اور دل میں لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ سن۔

جس شخص کو یہ نعمتِ عظمیٰ حاصل ہوتی ہے وہ حافظِ رحمانی ہے۔ اور جو اس نعمت سے محروم ہے سیاہ دل اور خراب ہے۔ شیطان کے خطرے میں ہے۔ انسان اور حیوان کے مابین یہی دل ہے۔ اگر یہ دل ذکر سے بھرپور ہے تو روشنضمیر انسان ہے ورنہ حیوان ہے۔ **انسان** وہ ہے جو ظاہر میں عبادت میں مشغول ہو اور باطن میں دل معرفتِ خداوندی کے سبب نورِ حضور کے مشاہدہ میں ہو۔ عبادت بظاہر نماز کی آواز سے تعلق رکھتی ہے اور ربوبیت مشاہدۂ حضوری سے مومن سالک کے لیے۔ عبودیت اور ربوبیت دو پروں کی طرح ہے۔

فرض وقتی کی اہمیت و افادیت

ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

مَنْ لَّمْ اَدّٰی فَرْضَ الدَّائِمِ لَمْ تَقَبَّلُ اللّٰہُ فَرْضُ الْوَقْتِ
وَمَنْ لَّمْ فَرْضَ الْوَقْتِ لَمْ تَقَبَّلُ اللّٰہُ فَرْضُ الدَّائِمِ

جو شخص دائمی فرض ادا نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ اُس کا وقتی فرض بھی قبول نہیں کرتا۔ اور جو وقتی فرض ادا نہیں کرتا تو اللہ تعالیٰ اُس کا دائمی فرض قبول نہیں کرتا۔

دائمی فرض سے مراد دل سے ہمہ وقت اللہ تبارک و تعالیٰ کی یاد میں مگن رہنا ہے کہ دل سے اَللّٰہ اَللّٰہ کی آواز نکلے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

فَاِذَا قَضَیْتُمُ الصَّلٰوۃَ وَاذْکُرُوا اللّٰہَ قِیَامًا وَّقُعُوْدًا وَّ عَلٰی جُنُوْبِکُمْ۔

پس جب تم سے نماز قضا ہو جائے تو اللہ کو ہر وقت قیام و قعود میں یاد کرو۔

ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

لَا صَلٰوۃَ اِلَّا بِحُضُوْرِ الْقَلْبِ

قلبی حضوری کے بغیر کوئی نماز نہیں۔

قلب اللہ تعالیٰ کے نور سے پُر ہے۔ ایسا قلب شیطان کے خطرات سے پاک ہوتا ہے۔ ایسے صاحب توحید کو انبیائے کرام اور اولیائے عظام سے باطنی ملاقات نصیب ہوتی ہے۔ الحاصل کلام یہ کہ صاحب مراقبہ دائمی طور پر نماز میں مشغول رہتا ہے۔ شرک، کفر اور نفاق سے اُسے دنیا و آخرت کی نجات حاصل ہوتی ہے۔ اور قلب دائمی طور پر زندہ ہو جاتا ہے۔ ایسے لوگ ہمیشہ دلوں میں نماز ادا کرتے ہیں۔

ارشادِ گرامی ہے :۔

اَلصَّلٰوۃُ دَائِمُوْنَ فِیْ قُلُوْبِھِمْ

وہ ہمیشہ اپنے دلوں میں نماز پڑھتے ہیں۔

ایسے ہی لوگوں کی شان میں آیا ہے۔ اُن کی رُوح کو جمعیّت اور ان کے نفس کو پریشانی ہوتی ہے۔ انہیں لوگوں کی شان میں آیا ہے :۔

اَجْسَامُھُمْ فِی الدُّنْیَا وَقُلُوْبُھُمْ فِی الْاٰخِرَۃِ

ان کے اجسام دنیا میں اور ان کے دل عقبیٰ میں ہوتے ہیں۔

کلمہ طیّبہ لا اِلٰہ اِلّا اللہ محمد رسول اللہ، نماز پانچ وقتہ، ہدایت نافع المسلمین اور سخاوت تینوں اعمال قبولیّت ان کی علامات ہیں۔

ارشادِ نبوی صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے :۔

اَلصَّلٰوۃُ یُذْھِبْنَ السَّیِّاٰتِ وَکَلِمَۃُ الطَّیِّبُ یُذْھِبْنَ السَّیِّئٰتِ وَالسَّخَاوَتُ یُذْھِبْنَ السَّیِّئَاتِ۔

نماز، کلمۂ طیّبہ اور سخاوت تینوں سے بُرائیاں اور بدیاں دُور ہو جاتی ہیں۔

اقسامِ مراقبہ

جاننا چاہیئے کہ مراقبہ دو اقسام میں منقسم ہے :۔

مراقبہ کی پہلی قسم :۔ مراقبہ اہل حضور۔ جو مراقبہ محمود کہلاتا ہے۔

مراقبہ کی دوسری قسم :۔ مراقبہ اہل خطرات۔ یہ مراقبہ محمود ہے۔

مراقبہ محمود تین اقسام میں منقسم ہے :۔

پہلا مراقبہ محمود :۔ ابتدائی مراقبہ میں چھ اطراف کے تماشا میں غرق ہوتا ہے۔ جو شخص اس قسم کا مراقبہ سات روز سات ولایات کے لیے متواتر کرے۔ تو مشرق سے مغرب تک تمام جہان کو اپنے قبضے میں لاتا ہے۔

دوسرا مراقبہ محمود :۔ دوسرا متوسط مراقبہ یہ ہے کہ اس میں انبیائے کرام، اولیائے عظام اور حضور پُر نور شافع یوم النشور احمدِ مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کی مجلس پاک کی حضوری حاصل ہوتی ہے۔ اور ان سے ملاقات ہوتی ہے۔ اگر اس قسم کا مراقبہ سات روز کیا جائے تو مراقبہ کرنے والے کے ساتوں اعضا اس طرح پاک ہو جاتے ہیں جیسے مادر زاد بچہ معصیت سے پاک ہوتا ہے۔

انتہائی مراقبہ کیا ہے :۔ انتہائی مراقبہ نورِ توحید میں غرق ہونا۔ ظاہر میں بے خبر اور باطن میں باشعور ہونا۔ اور ذات کے تفکر میں غرق ہونا ہے۔

ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے :۔

اَلتَّفَکُّرُ سَاعَةً مِّنْ عِبَادَاۃِ الثَّقَلَیْنَ

ایک ساعت کی فکر دو عالم کی عبادت سے بہتر ہے۔

حضرت سلطان العارفین علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ یہ نعمتِ عظمیٰ اور سعادتِ کُبریٰ تمام اہلِ ایمان اہلِ اسلام کو نصیب فرمائے۔ معرفتِ خداوندی، توحیدِ خداوندی اور فقرِ محمدی علیہ الصلوٰۃ والتحیۃ والثناء کا یہ راستہ تحقیق شدہ ہے۔ جو شخص شک کرے وہ کافر اور بے دین ہے۔ جو شخص ابھی مقام و مرتبہ مومن پر نہیں پہنچا وہ عارف نہیں ہو سکتا۔

ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے :۔

مَنْ عَرَفَ اللّٰهُ لَمْ یَکُنْ لَهٗ لَذَّةٌ مَّعَ الْخَلْقِ

جو معرفتِ خداوندی حاصل کر لیتا ہے پھر اُسے مخلوق کی ہم نشینی سے لذت حاصل نہیں ہوتی۔

حضور غوث صمدانی قطب ربانی شیخ عبد القادر جیلانی قدس سرہ النورانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں :۔

اَلْمُؤْنِسُ بِاللّٰہِ وَالْمُتَوَحِّشُ مِنْ غَیْرِ اللّٰہِ

اللہ تعالیٰ کے ساتھ اُنس کرتا ہے اور غیر اللہ سے گھبراتا ہے۔

ذکر اور علم اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ ہے۔ جہالت اور دنیا شیطانی خطرات سب خطا ہیں۔ اہل عطا اور اہلِ خطا باہم اکٹھے نہیں ہو سکتے۔ حقیقت یہ ہے کہ عامل کے عمل کے بغیر پارہ کشتہ نہیں بنتا۔ اسی طرح عارف و کامل مرشد بغیر فقیر کے مراتب اور معرفت حضوری میں غرق ہونا حاصل نہیں ہوتا۔

اقسام عارف

عارف دو اقسام میں منقسم ہے :۔

۱۔ عارف طبقات　　　　۲۔ عارف غرق فنا فی اللہ

پہلا عارف :۔ عارف طبقات جو ہیبت میں ہوتا ہے۔

دوسرا عارف :۔ عارف غرق فنا فی اللہ جسے حضوری ذات حاصل ہوتی ہے۔

صاحب حضوری عارف چار اقسام میں منقسم ہے :۔

پہلا عارف :۔ تجرید ہے۔

دوسرا عارف :۔ تفرید ہے۔

تیسرا عارف :۔ ترک با توکّل ہے۔

چوتھا عارف :۔ توحید ہے۔

ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے :۔

اَلتَّوَکُّلُ وَالتَّوْحِیْدُ تَوْاَمَانُ

توحید اور توکل جوڑے ہیں۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:۔

وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنِيْنَ

ایمان والے اللہ پر توکل کرتے ہیں۔

مقام مرشد

جاننا چاہیئے کہ کامل و اکمل مرشد سلک سلوک حضوری سے واقفیت رکھتے ہیں۔ وہ طالبین کو ذکر فکر، ورد و وظائف اور ظاہری اعمال میں مشغول نہیں کرتا۔ بلکہ وہ طالب کو پہلے ہی روز صاحب حضوری بنادیتا ہے۔ اس راستہ کا آغاز فنافی الشیخ ہے۔ درمیان فنافی اللہ اور انتہا فنائے محمد رسول اللہ ہے۔ جو شخص حضور نبیٔ غیب دان خواجۂ کونین احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناءُ کی حضوری شریعت امر بالمعروف اور قرآن و حدیث سے باہر قدم رکھتا ہے وہ مردود خبیث، ابلیس، ظاہر و باطن میں بدعتی، رنگ راگ سننے والا، حسن کی پوجا کرنے والا، خط و خال کا دیکھنے والا ہوتا ہے۔ نفسانی خواہشات میں مست رہ کر کسی باطنی مقام و منزل تک رسائی پیدا نہیں کرسکتا۔ اس کا باطن باطل ہوتا ہے۔ جو کچھ تجھے ظاہر میں دکھائی دیتا ہے وہ جنون و استدراج ہے۔ جاننا چاہیئے کہ استدراج اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دور ہوتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِّنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُوْنَ۔

جو لوگ ہماری نشانیوں کو جھٹلاتے ہیں۔ عنقریب ہم ان کے درجات میں بتدریج کمی کریں گے۔ جن کو وہ جانتے نہ ہوں گے۔

فنا فی الشیخ کون؟

جاننا چاہیئے کہ فنا فی الشیخ میں طالب کو شیخ کی صورت اپنے تصرف میں رکھتی ہے۔ اگر شیخ کامل ہے تو طالب کو زندہ دل اور مُردہ نفس بنا کر اُس کے جسم سے خواہشات نکال دیتا ہے۔ اگر شیخ ناقص ہے تو طالب کو زندہ نفس اور مُردہ دل بنا کر اُس کے جسم میں مُردار دنیا کا لالچ پیدا کر دیتا ہے۔ اس لیے پتہ چلا کہ شیخ کامل طالب کو فنا فی الشیخ کے مراتب پر پہنچا دیتا ہے۔ جس پر شیخ کامل مہربان ہو اُسے بیک وقت اپنے مرتبے پر پہنچا دیتا ہے۔ ایسے طالب کو فنا فی الشیخ کہتے ہیں۔ ناقص شیخ کا طالب شیخ کی صورت کو اپنے تصور میں لاتا ہے۔ اس وقت شیطان ہی ناقص شیخ کی شکل میں آ کر طالب کے سامنے آجاتا ہے۔ ایسے مرشد کا طالب فنا فی الشیخ کے درجات تک رسائی نہیں حاصل کر سکتا۔

طالب کون؟

جاننا چاہیئے کہ جب مبتدی طالب اسم اللہ ذات کے تصور کو تصرف میں لاتا ہے اور اسم اللہ ذات کا نقش دل پر بناتا ہے۔ اور دل کی جانب توجہ کرتا ہے تو دل کے گرد آگ کا شعلہ سا ظاہر ہوتا ہے۔ طالب اُسی آگ کو تجلی حضور خیال کرنے لگتا ہے۔ اس آتش شیطانی سے شیطان آواز دیتا ہے

کہ میں اور تو باہم دوست ہیں۔ ظاہر و باطن میں عبادت سے توبہ کر۔ اس تجلی میں مجھے دیکھتا رہ۔ پھر وہی شیطانی تجلی ایک بچے کی صورت اختیار کر لیتی ہے، پھر جوان کی صورت، پھر ضعیف کی صورت اختیار کرتی ہے۔ پھر شیطان کہتا ہے کہ یہ تمام راز اور مراتب فقیر ہیں۔ اس کے بعد وہ شیطانی صورت اندر سے ماضی، حال اور مستقبل کے حالات و حقائق کے متعلق جواب باصواب مفصل بیان کرتی ہے۔ عوام کو معلوم ہے کہ فلاں فقیر صاحب کشف ہے۔ یہ مراتب اندرونی شیطانی استدراج ہے۔ جب اس قسم کی شیطانی صورت تجھ سے کلام کرے تو باطنی توجہ سے کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھ اور ساتھ ہی لاحول و لاقوۃ الا باللہ العلی العظیم پڑھ۔ اس کے پڑھنے سے وہ شیطانی صورت دفع ہو جاتی ہے۔ پھر اسم اللہ ذات کے حروف سے نور کے حروف کی تجلیات ظاہر ہوں گی۔ وہ صورت نور کی تجلیات قرآن و حدیث کے مطابق برحق ہیں۔ آمنا و صدقنا جس باطن کا ظاہر شریعت کے مطابق نہ ہو وہ باطن باطل پر ہے۔

ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

كُلُّ بَاطِنٍ مُخَالِفُ الظَّاهِرِ فَهُوَ بَاطِلٌ

جو ظاہر باطن کے خلاف ہے وہ باطل ہے۔

فنافی الشیخ کا تعلق اسم اللہ ذات۔ حضور۔ نور مشاہدات، تجلیات اور مجلس حبیب اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہے۔ فنافی الشیطان کے مراتب میں سراسر وسوسہ وہم اور خطرہ ہے۔ ناقص شیخ کے طالب فنافی الشیطان ہوتے ہیں۔ نفس کے پجاری ہوتے ہیں۔ متکبر و مغرور اور مست ہوتے ہیں۔ ایسے لوگ تعداد میں بے شمار ہوتے ہیں۔ جو طالب فنافی الشیخ ہے وہ روشن ضمیر ہے۔ اِلَّا اللّٰہ کی معرفت اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مجلس پاک کی حضوری کے قابل ہے کیونکہ وہ شرع

مطہرہ میں ہوشیار رہے۔

فنافی الشیخ کے تصوّر کی تشریح

جاننا چاہیئے کہ تصوّر شیخ کی کثرت سے وجود میں ایک علمی نورانی صورت پیدا ہوتی ہے۔ کبھی وہ صورت لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰہِ کے ذکر میں مشغول ہوتی ہے اور قرآن مجید کی تلاوت میں مشغول ہوتی ہے۔ اور شب و روز قرآنی آیات حفظ کرنے میں مشغول رہتی ہے۔ کبھی وہ صورت علم قرآن، علم حدیث، علم تفسیر مسائل فقہ، فرض، واجب، سنت و مستحب بیان کرتی ہے۔ اور خود اس پر کاربند ہوتی ہے۔ کبھی وہ صورت اسم اللّٰہ ذات کے ذکر میں محو ہوتی ہے۔ اور اس صورت کے وجود سے بلند آواز سے سِرِّ ہُو، سِرِّ ہُو، سِرِّ ہُو۔ ہُوَ الحق لَیْسَ فِی الدَّارَیْنِ اِلَّا ہُو۔ سنائی دیتا ہے۔ کبھی وہ صورت ماضی، حال اور مستقبل کی حقیقت ایک ایک کر کے بیان کرتی ہے۔ اور زیادہ تر وہ صورت شب و روز طاعت و بندگی میں مصروف رہتی ہے۔ اور دائمی طور پر شریعت کی پابند رہتی ہے۔ اگر کوئی بات سہواً خلافِ شریعت ہو بھی جائے مثلاً کفر، شرک یا بدعت کا کلمہ منہ سے نکل جائے تو اس سے توبہ کرتی ہے۔ کبھی وہ نفس کے محاسبہ میں مشغول ہوتی ہے۔ اور کبھی دم کو بند کر کے نفس کو کہتی ہے کہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰہِ کہہ۔ جس نے معرفتِ خداوندی حاصل کر لی اُس کی زبان بند ہو گئی۔ جس نے اپنے نفس کو فانی سمجھا اس نے اپنے رب تعالیٰ کو باقی سمجھا۔ نفس خدا کو پہچان لیتا ہے۔ اگر فنافی الشیخ کے مراتب کی وہ صورت وجود میں غائب ہو جاتی ہے تو وجود معصیت سے توبہ کرتا ہے۔ یہ صورت اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ قَالُوْا بَلٰی یاد کرا کر نقصان دہ

نفس کی سرزنش کرتی ہے۔ اور نفس کجی اور سرکشی کو چھوڑ کر صراط مستقیم پر آجاتا ہے یہ مراتب اُس وقت حاصل ہوتے ہیں جب شیخ کامل پر اعتماد ہو۔ ان مراتب میں نفس کو بچہ کی طرح خیال کیا جاتا ہے۔ نیز ان مراتب میں الہام پیغام ہوتا ہے۔ جس پر فقر کی تمامیت کا انحصار ہے۔ لیکن اسی پر مغرور نہ ہو۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ کے ساتھ قرب کا درجہ اور آگے ہے۔ جس سے نور حضور حاصل ہوتا ہے۔ باطن معمور ہوتا ہے۔ اور شوق میں خوش و خرم رہتا ہے۔

ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

اَوَّلَہٗ فَنَافِی الشَّیْخِ بَعْدَہٗ فَنَافِی اللّٰہِ

سب سے پہلے فنا فی الشیخ پھر فنا فی اللہ ہوتا ہے۔

پھر ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

لَادِیْنَ لَہٗ مَنْ لَّاشَیْخَ لَہٗ فَھُوَ یَتَّخِذُہُ الشَّیْطَانُ

جس کا کوئی شیخ نہیں پس اس پر شیطان اپنا قبضہ جما لیتا ہے۔

ہر کہ را مرشد نہ شیطاں مرید
ہر کہ با مرشد بود گو بایزید

جس کا کوئی مرشد نہیں وہ شیطان کا مرید ہے۔ جس کا کوئی مرشد ہو اُسے بایزید ہی کہو۔

حقیقی مرشد کون؟

جاننا چاہیئے کہ عورتوں کے خصائل والا یا مخنث صورت۔ بے شرع۔ بدعتی مرشد کسی کام کا نہیں۔ فنا فی الشیخ مرید اگر معصیت میں گرفتار ہو تو وہ صورت

اُسے گناہ سے زبردستی روکتی ہے۔ اگر فنافی الشیخ صورت والا سوجائے تو وہ صورت باتوفیق بحق رفیق اُس کا ہاتھ پکڑ کر الاّ اللہ کی توحید و معرفت میں غرق کرتی ہے۔ اگر وہ مراقبہ کرے تو وہ صورت اُس کا ہاتھ پکڑ کر اُسے حضور نبی کریم وَمَا ارسلناک الاّ رحمۃ للعالمین شفیع المذنبین انیس الغریبین احمدِ مجتبیٰ حضرت محمّد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کی مجلس پاک میں پہنچا کر منصب و مراقبہ دلاتی ہے۔ یہ مراتب فنافی الشیخ اور باطن کی صفائی کے ہیں۔ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْھُدٰی۔

وہ صورت دائمی طور پر یہ تسبیح پڑھتی ہے:

سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ وَلَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ۔ سُبْحَانَ ذِی الْمُلْکِ وَالْمَلَکُوْتِ سُبْحَانَ ذِی الْعِزَّۃِ وَالْعَظَمَۃِ وَالْھَیْبَۃِ وَالْقُدْرَۃِ وَالْکِبْرِیَآءِ وَالْجَبَرُوْتِ۔ سُبْحَانَ الْمَلِکِ الْحَیِّ الَّذِیْ لَا یَنَامُ وَلَا یَمُوْتُ سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّنَا وَرَبُّ الْمَلٰٓئِکَۃِ وَالرُّوْحِ۔

وہ صورت سخاوت میں حاتم طائی سے بڑھ کر ہوتی ہے۔ فنافی الشیخ کی یہ صورت مشرق سے مغرب تک تمام ممالک۔ جنّ و انس۔ وحوش۔ پرندے۔ پانی۔ مٹی۔ آتش کے قبضہ اور ملکِ سلیمانی سے بھی بہتر ہوتی ہے۔ کیونکہ یہ صورت ایک لمحہ کے اندر تمام منصب و مراتب دلا سکتی ہے۔ یہ مراتب فنافی الشیخ باطن صفا کے ہیں ؎

نیک خصلت خلق نیکو دل صفا
کاں کرم وجود حکمت ہر بکارے از خدا

وہ نیک عادت، نیک خلق، قلب صفا ہوتا ہے۔ اس کا جسم بخشش سخاوت اور حکمت کی کان ہوتا ہے۔ اور ہر کام خدا کی رضا کے لیے کرتا ہے۔

یک نظر با حق رساند خلق را راہ نما
طالباں نزد حق بیابد خود نما را نیست جا

وہ ایک ہی نظر میں خدا تک پہنچا دیتا ہے۔ مخلوق کی رہنمائی کرتا ہے طالبین کو اس سے خدا ملتا ہے۔ خود نما کا کوئی ٹھکانہ نہیں۔

باہم جلیس مرسلاں و انبیاء و اصفیاء
غرق فی اللہ گشت فانی دائم با مصطفیٰ

وہ رسولوں، نبیوں اور صوفیوں کا ہم جلیس ہوتا ہے۔ وہ دائمی طور پر غرق فی اللہ اور حضور نبی کریم رحمۃ للعالمین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی مجلس پاک میں حاضر ہوتا ہے۔

نفس کافر قتل سازم می برائم از ہوا
ایں عبادت جاودانی بس ترا اے باہوا

میں کافر نفس کو ہلاک کر کے خواہشات کو ترک کرتا ہوں۔ اے باہو! تیرے لیے یہ ہمیشہ کی عبادت کافی ہے۔

جو طالب الٰہی باوصال ہے اُسے مرتبۂ دنیوی اور جاہ و جلال کی کیا حاجت ہے۔

حروفِ طالب کا انکشاف

جاننا چاہیئے کہ معرفت و وصال کے طالب کے چار حروف ہیں:۔

ط ا ل ب

حرف ط کا انکشاف:۔ حرف ط سے یہ مراد ہے کہ وہ دنیا اور ماسوی اللہ کو طلاق دے۔

حرف ا کا انکشاف:۔ حرف ا سے مراد یہ ہے کہ دنیا اور دنیاداروں سے محبّت نہ رکھے۔

حرف ل کا انکشاف:۔ حرفِ ل سے یہ مراد ہے کہ لایحتاج اور لائق دیدار ہو کر بھی لافیں نہ مارے۔

حرف ب کا انکشاف:۔ حرف ب سے یہ مراد ہے کہ باادب اور بے اختیار رہو۔ اپنا اختیار مرشد کو دے اور حق پسند ہو۔

جس طالب میں یہ صورت نہیں۔ جب تک وہ ط سے دنیا کو طلاق نہ دے ۔ حرف ا سے مطالبِ نفسانی کا آرزومند ہوتا ہے۔ ل سے لادین۔ اور ب سے بدبخت اور بدنہاد ہوتا ہے۔

جس طالب میں یہ اوصاف ہوں اُسے یاد بھی نہیں کرنا چاہیئے کیونکہ وہ کذّاب اور فساد پھیلانے والا ہے۔ طالب کذّاب بے توفیق ہوتا ہے۔ سچے طالب بلبل، پروانے اور سمندر کی مثل ہوتے ہیں:۔ ؎

بلبل نیم کہ نعرہ زنم دردسر کنم
پروانہ ام کہ سوزم و دم برنیاورم

میں بلبل نہیں ہوں کہ نعرہ بازی کر کے سر میں درد پیدا کروں۔ میں پروانہ ہوں کہ جل جاؤں اور دم نہ ماروں۔

پروانہ نیستم کہ بیک شعلہ جاں دہم
مرغ سمندرم کہ در آتش نشستہ ام

میں پروانہ نہیں ہوں کہ ایک ہی شعلہ سے جان دے دوں۔ میں سمندر کا جانور ہو کر آتش میں رہتا ہوں۔

مرشد خام اور مرشد کامل کون؟

حضرت سلطان العارفین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ وہ بھی خام مرشد ہے جو یہ کہتا ہے کہ مقام معرفت فقر میں تمام ہے۔ مرشدِ کامل وہ ہے کہ جو معرفت سے کھینچ کر نورِ توحید میں غرق کر دے کہ نہ نام یاد رہے نہ طبقات فنا فی اللہ عین بعین غرق ذات۔ یہ مراتب لازوال وصال سے بڑھا دیتے ہیں۔ کیونکہ صاحب غرق کے نزدیک وصل بھی خام خیالی ہے۔ یقین ہے کہ جب سچا طالب کسی کامل مکمل اور اکمل مرشد اور صاحب تصرف فقیر کی صحبت میں اخلاص سے جائے اور وہ اُسے مشرق سے مغرب تک تمام جہان اور تمام انسانوں کو باطنی تصرف و تصور میں لا کر حضور نبی پاک صاحبِ لولاک علیہ الصّلوٰۃ والتسلیمات کی مجلس پاک میں لے جائے اور معرفتِ فقر کا منصب دلائے تو کوئی عجوبہ بات نہیں کیونکہ صاحبِ باطن کے سوا باطن حاصل نہیں ہوتے۔ طالب کو مرد ہونا چاہیئے۔ اس قسم کا تفکر و تصرف دونوں جہان کی عبادت سے افضل ہے۔

ارشاد نبوی صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

اَلتَّفَکَّرُ سَاعَۃً مِنْ عِبَادَۃِ الثَّقَلَیْنِ

ایک ساعت کی فکر دو جہان کی عبادت سے افضل ہے۔ ؎

مرد مرشد می رساند باتمام
مرشد نامرد ناقص ہست خام

کوئی مرد مرشد مرتبہ منتہی تک رسائی حاصل کرتا ہے۔ نامرد مرشد ناقص اور خام ہوتا ہے۔

راہِ فقر کیا ہے؟

ارشاد باری تعالیٰ جل مجدہٗ الکریم ہے:۔
مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی
نہ آنکھ جھپکی نہ سرکشی کی۔
پھر ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔
وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰی
اس کے لیے سلامتی ہے جس نے ہدایت کی پیروی کی۔
ارشاد نبوی صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔
اَلدُّنْیَا لَکُمْ وَالْعُقْبٰی لَکُمْ وَمَوْلٰی لِیْ۔
دنیا بھی تمہاری۔ عاقبت بھی تمہاری۔ میرے لیے میرا مولیٰ کافی ہے۔ میرے لیے میرا اللہ ہی کافی ہے۔ اللہ بس ماسوی اللہ ہوس۔ طالب اللہ تبارک و تعالیٰ کا متمنی ہونا چاہیئے نہ کہ گمراہ۔
ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔
وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِیْنَ یَمْشُوْنَ عَلَی الْاَرْضِ هَوْنًا وَاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا ۝ وَالَّذِیْنَ یَبِیْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّقِیَامًا ۝ وَالَّذِیْنَ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ اِنَّ عَذَابَهَا کَانَ غَرَامًا ۝ اِنَّهَا سَآءَتْ مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا ۝ وَالَّذِیْنَ اِذَا اَنْفَقُوْا لَمْ یُسْرِفُوْا وَلَمْ یَقْتُرُوْا وَکَانَ بَیْنَ ذٰلِکَ قَوَامًا ۝ وَالَّذِیْنَ لَا یَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ

وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُوْنَ
وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ اَثَامًا ۙ يُّضٰعَفْ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ
الْقِيٰمَةِ وَيَخْلُدْ فِيْهٖ مُهَانًا ۙ اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا
فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا
رَّحِيْمًا ۝ وَمَنْ تَابَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاِنَّهٗ يَتُوْبُ اِلَى اللّٰهِ مَتَابًا ۝
وَالَّذِيْنَ لَا يَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ ۙ وَاِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا ۝ وَالَّذِيْنَ
اِذَا ذُكِّرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ لَمْ يَخِرُّوْا
عَلَيْهَا صُمًّا وَّعُمْيَانًا ۝ وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ
اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا ۝
اُولٰٓئِكَ يُجْزَوْنَ الْغُرْفَةَ بِمَا صَبَرُوْا وَيُلَقَّوْنَ فِيْهَا تَحِيَّةً وَّ
سَلٰمًا ۙ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ حَسُنَتْ مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا ۝

اور اللہ تبارک و تعالیٰ کے ایسے بندے بھی ہیں کہ زمین پر نہایت نرمی سے چلتے ہیں۔ جب جاہل لوگ انھیں مخاطب کرتے ہیں تو انھیں سلام کرتے ہیں۔ اور وہ رات سجدہ کرتے ہوئے اور کھڑے ہو کر اللہ تعالیٰ کی عبادت میں گزارتے ہیں۔ وہ اپنے رب تعالیٰ کو کہتے ہیں کہ یا اللہ ہم سے دوزخ کا عذاب ہٹا دینا۔ کیونکہ اس کا عذاب پوری تباہی ہے اور وہ دوزخ بہت بُری جگہ ہے۔ جب وہ خرچ کرتے ہیں تو نہ فضول خرچی کرتے ہیں نہ کنجوسی بلکہ ان کے درمیان درمیان رہتے ہیں۔ وہ لوگ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی اور کو معبود شامل نہیں کرتے۔ اور نہ اس جان کو ضائع کرتے ہیں جسے اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے مگر اس وقت جبکہ اس کا ضائع کرنا حق پر مبنی ہو۔ وہ لوگ زنا نہیں کرتے اور جو لوگ

کریں یہ کام ملے گا اُن کو بڑے وبال سے دوگنا عذاب قیامت کے دن اور اس میں ذلیل ہو کر پڑا رہے۔ مگر جو لوگ توبہ کریں اور ایمان لائے اور نیک کام کیے۔ پس اُن کے لیے اللہ تعالیٰ بدلہ دے گا برائیوں کی جگہ نیکیاں اور اللہ بخشنے والا نہایت مہربان ہے۔ اور جو توبہ کریں اور صالح عمل کریں سو پھر آتے ہیں اللہ کی طرف پھر آنے کی جگہ۔ اور وہ لوگ کہ گواہی نہیں دیتے جھوٹ اور جب گزرتے ہیں بیہودہ باتوں پر گذرتے ہیں بزرگوں کی طرح اور وہ لوگ کہ نصیحت دیئے جاتے ہیں اپنے رب کی نشانیوں سے تو نہیں گر پڑتے اور ان کے بہرے اور اندھے۔ اور وہ لوگ جو کہتے ہیں اے ہمارے رب بخش ہم کو ہماری بیویوں کو اور ہماری اولاد کو ٹھنڈک آنکھوں کی اور بنا ہم پرہیزگاروں کا پیشوا۔ یہ لوگ بدلہ دیئے جائیں گے بالاخانے بہ سبب اس کے صبر کیا انہوں نے اور دنیا کے درمیان پہنچائے جائیں گے۔ ہمیشہ زندہ اور سلامت رہیں گے اس میں ٹھہرنے اور رہنے کی اچھی جگہ ہے۔

اکلِ حلال

جاننا چاہیئے کہ عبادت، بندگی، طاعت، قرآن مجید کی تلاوت، ورد و وظائف ذکر، فکر، فقیری، معرفت الی اللہ۔ حضور نبی پاک صاحب لولاک علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی مجلس پاک۔ توحید۔ شوق۔ شغل وغیرہ سب کی اصل اکل حلال ہے۔ کیونکہ جو شخص اکل حلال کھاتا ہے اُسے بہت جلد معرفتِ خداوندی اور قرب و وصال حاصل ہو جاتے ہیں۔ اس زمانہ میں مشتبہ اور حرام رزق عام ہے۔ حلال کا حاصل کرنا بہت

مشکل ہے۔ لیکن جاننا چاہیئے کہ یہ وعدۂ الٰہیہ ہے کہ عامل عالم اور فقیر کامل کے حلق میں لقمۂ حرام نہیں اُترتا۔ اور نہ ہی ان کے شکم میں ٹھہرتا ہے۔ اگر وہ لقمۂ حرام کھا بھی لیں تو اُن پر اثر نہیں کرتا۔

عارفِ رومی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کیا خوب فرمایا ہے ؎

آنکہ اُو را لقمہ شد نوری جلالی
آنچہ داند می خورد بروے حلال

جس کا لقمہ نور جلال ہو۔ وہ جو چاہے کھائے اُس کے لیے حلال ہے۔

حضرت سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب فرمایا ؎

رود در حلق عارف لقمہ حلال
زانکہ عارف دائمی باحق وصال

عارف کے حلق میں لقمۂ حلال جاتا ہے اس لیے کہ عارف کو حق کا وصال ہوتا ہے۔

شد وجودِ عارفاں آتش تمام
با ذکر آتش سوختہ لقمہ حرام

عارفین کا جسم سربسر آتش ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ذکر کی آتش سے لقمۂ حرام جل جاتا ہے۔

مسئلہ حقوق

جاننا چاہیئے کہ جیسا کہ انبیائے کرام علیہم السّلام کا اُمت پر حق ہے اور اُمّت کا مال اُن کے لیے حلال ہے۔ اسی طرح عامل عالم اور فقیر کامل کا حق مخلوق پر ہے

وہ جو کچھ بھی کھائیں اس سے ان کا حق مخلوق کی گردن سے ادا ہوتا ہے۔ کیونکہ تمام مخلوق اور روئے زمین کی تمام اشیاء انہیں دو عالم عامل اور فقیر کامل کی برکت سے قائم ہیں۔

عامل عالم کون؟

جاننا چاہیئے کہ جو علم قرآن اور ہر قسم کے علوم کو اپنے عمل میں لائے۔ اور وہ علم اُسے باطن میں اِلَّا اللّٰه کی معرفت اور حضور نبی کریم وما ارسلناک الارحمۃ للعالمین شفیع المذنبین انیس الغریبین اَحمد مجتبیٰ حضرت محمدؐ مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کی مجلس پاک میں پہنچائے۔ عامل عالم جو چاہتا ہے اُس کے لیے حضور پُرنور شافع یوم النشور صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس پاک میں عرض کر سکتا ہے۔

کامل فقیر کون؟

جاننا چاہیئے کہ جو دائمی طور پر اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہ الکریم کی بارگاہ پاک میں منظورِ نظر ہو اور جسے حضور خواجۂ کونین نبی غیب دان محبوب خدا احمد مجتبیٰ حضرت محمدؐ مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کی مجلسِ پاک کی حضوری حاصل ہو۔ جس سے وہ ایک دم بھی جُدا نہ ہوتا ہو۔ اگرچہ بظاہر عوام سے کلام کرتا ہو مگر باطن میں مخبر صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور میں ہو۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک دن اولیائے کرام نے شیطان کو نہایت سکون سے دیکھ کر پوچھا کہ آج تو انسان سے کیوں غافل ہے؟ شیطان نے کہا اس زمانہ میں بے عمل

علماء اور صاحب طمع اور بدعتی فقراء جو اللہ تعالیٰ کے دشمن ہیں۔ بہت سے پیدا ہو گئے ہیں۔ اور یہ دونوں میرے چاہنے والے ہیں۔ اور اولادِ آدم خود بخود گمراہ ہو رہے ہیں۔ اس لیے اب مجھے اب میں کہیں سیر و سفر نہیں کرتا۔ یہی وجہ ہے کہ میں فراخ دلی اور جمعیت سے بیٹھا ہوں۔ جو عامل عالم اور کامل فقیر دینِ محمدی علیہ الصّلوٰۃ والسّلام میں چُست اور عارف باللہ ہیں اور انھیں حضرت محبوبِ خدا احمد مجتبیٰ محمدؐ مصطفیٰ علیہ التحیۃ والہ کی مجلس پاک کی حضوری حاصل ہے میں اُن پر غلبہ نہیں پا سکتا اور نہ ہی میں اُن پر اپنا حکم چلا سکتا ہوں۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:۔

اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَکَ بِہٖ سُلْطَانٌ وَ کَفٰی بِرَبِّکَ وَکِیْلًا

بے شک میرے بندے ایسے بھی ہیں جن پر تو غالب نہیں آسکتا۔ ان کے لیے اللہ کافی ہے۔

پس معلوم ہوُا کہ آدمی پر ساری مصیبت نفس اور شیطان کی وجہ سے ہوتی ہے جو نفس امّارہ کا طالب اور فرمانبردار ہے۔ اگر اس کا پیٹ بھر جائے تو وہ فرعون ہو جاتا ہے۔ اگر بھوکا رہے تو باولا کتا ہے۔ اگر اُسے غلبۂ شہوت ہو تو بے عقل حیوان ہے اگر سخاوت کا موقع آئے تو وہ قارون بن جاتا ہے ؎

ترا با نفس کافر کیش کاریست
بدام آور کہ ایں طرفہ شکاریست

تجھے کفر کے مذہب والے نفس سے تعلّق ہے اُسے اپنے جال میں مبتلا کر کہ یہ عجیب شکار ہے۔

اگر مار سیاہ در آستین است
بہ از نفس کہ با تو ہمنشین است

تیری آستین میں سانپ کا ہونا اس سے اچھا ہے کہ نفسِ امّارہ تیرا ساتھی ہو

نفسِ عارفاں

جاننا چاہیئے کہ اولیائے کرام عارفین عظام کا نفس مطمئنہ سیری کے وقت شاکر۔ بھوک کے وقت صابر۔ شہوت کے وقت عورت سے بیگانہ اور سخاوت کے وقت سخی ہوتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

وَنَھَی النَّفْسَ عَنِ الْھَوٰی فَاِنَّ الْجَنَّۃَ ھِیَ الْمَاْوٰی

اور جس نے اپنے نفس کو خواہشات سے روکا پس بیشک وہ جنتی ہے۔

حقیقتِ نفس

یاد رہے کہ نفس سلیمانی دیو اور شیطانی بادشاہ کو فنافی اللہ کی قید میں لا کر قرآن وحدیث، تفسیر اور معرفتِ خداوندی کی زنجیر گلے میں ڈالو اور دائمی طور پر قید کردو۔ عارفین سلطان الفقراء کا کام آیاتِ قرآنیہ۔ حضور نبی پاک صاحب لولاک علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات کی مجلس پاک کی حاضری۔ اور شریعت کی برکت سے ہدایت ولایت اور عنایت ہے۔

ارشاد نبوی صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْفُقَرَآءِ الْغَنِیَّ

بیشک اللہ تعالیٰ اغنی فقرا سے محبت کرتا ہے۔

پھر ارشاد نبوی صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

اَلْفَقْرُ کَنْزٌ مِنْ کُنُوْزِ اللّٰہِ

فقر ایک اللہ تعالیٰ کا خزانہ ہے۔

ہدایت اُس وقت وجود میں اثر نہیں کرتی۔ جب تک نفس کما حقہ دنیا سے لاپرواہ نہ ہو جائے۔ نفس کو بغیر خورد و نوش کے جمعیت حاصل نہیں ہوتی اور نہ وہ ایک ساعت عبادت کر سکتا ہے۔ پہلے نفس کو طعام سے بھر لو پھر یہ دل کھول کر عبادت کرے گا۔ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔

جاننا چاہیئے کہ مردہ لوگ وہ ہیں جو طعام اس جہان کا کھاتے ہیں۔ اور کام اس جہان کا کرتے ہیں۔ ایسے لوگوں کا انجام بہتر ہوتا ہے۔ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْھُدٰیo

دل پریشان و مصلّٰی در نماز
خاک بادا ایں چنیں دل با نیاز

نماز نمازی میں ہو اور اس کا دل پریشان ہو۔ ایسا بانیاز دل خاک ہو جائے۔

دونوں عالم کا مطلب جمعیت میں ہے۔ بچوں کی طرح جمعیت اُس وقت ہوتی ہے جب انھیں شکم سیر ہو کر طعام مل جائے۔ لیکن فقیر اور عارف کو جمعیت غرق ہونے سے حاصل ہوتی ہے۔

جاننا چاہیئے کہ دونوں عالم کو ہتھیلی یا پشتِ ناخن پر دیکھنا آسان کا کام ہے لیکن درجاتِ معرفت سے نکل کر فنا فی اللہ میں محو ہونا بہت مشکل کام ہے۔ شب و روز سر تا پا نورِ الٰہی کی تجلّیات میں جلنا اور ہر دم اور ہر قسم کے لازوال مشاہدات کا دیکھنا غرق فی اللہ کے خاص الخاص مراتب ہیں۔ یہ مراتب اس عالم با عمل کے ہیں جو شریعت کا اہل ہو نہ کہ بُرے خصائل والے جاہلوں کے جو مغرور ہو کر نفس کے پجاری ہوں۔

یک قدم بر نفس خود نہ آں دگر نہ بر ہوا
از ہوا باز آے تا شوی مردِ خدا

ایک قدم اپنے نفس پر رکھ، دوسرا قدم حرص و ہوا پر۔ تو حرص و ہوا سے باز آ کہ تو مردِ خدا بن جائے۔

مردانِ خدا خدا نباشد
لیکن ز خدا جدا نباشد

مردانِ خدا خدا تو نہیں ہوتے لیکن خدا سے جُدا بھی نہیں ہوتے۔

اگر توڑیئے تو دروازہ کھلا ہے۔ اگر نہ توڑیئے تو اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے۔ طالب مرشد کے ہاتھ میں اس طرح ہوتا ہے جس طرح مردہ غاسل کے ہاتھ میں۔ وہ طالب جس کا نفس زندگی ہی میں مردہ ہو وہ نفس کے خلاف تین کام کرتا ہے:۔

پہلا کام:۔ کھانا کھاتے وقت کہتا ہے۔ اے نفس یقین کیجئے ہر ایک نے موت کا ذائقہ چکھنا ہے، جو کھانا ہے کھالے، بوقت نزع تمام لذت دار اور شیریں اشیاء تلخ معلوم ہوں گی۔

دوسرا کام:۔ لباس زیب تن کرتے وقت نفس کو کہتا ہے کہ جو کچھ زیب تن کر رہا ہے خواہ اطلس و کمخواب ہی کیوں نہ ہو یہ تیرا کفن ہے۔

تیسرا کام:۔ اگر کسی اچھی عمارت میں بیٹھتا ہے تو نفس کو کہتا ہے کہ دیکھ ایک نہ ایک دن یہ گھر ویران ہو گا۔ تیرا اصل مکان قبر ہے۔ مطلب یہ کہ انسان کے دل میں کدورت، زنگار، سیاہی، نفاق، تاریکی خطرات، ہوائے نفسانی، وسوسہ، وہم، شیطانی گناہ، حرص، حسد، طمع، بغض، خود پسندی وغیرہ سب کچھ کذب اور مردہ دلی ہیں۔ سب کے وجود سے یہ ناشائستہ صفات خارج ہو جاتی ہیں۔ اس کا دل اور زبان ایک ہو جاتے ہیں۔ اور وہ صاحب تصدیق ہو جاتا ہے۔ جس

کی رُوح اور سر ایک ہو جاتا ہے وہ بالتحقیق عارف ہو جاتا ہے۔ پس عارف کا ابتدائی درجہ تصدیق ہے اور انتہائی مرتبہ معرفتِ خداوندی ہے۔ یہ دونوں مراتب جن کے درمیان فقر کے تمام درجات ہیں۔ کہ ابتدائی ظاہر و باطن کی قوت باتوفیق اور انتہا میں فقر فنافی اللہ بقا باللہ بحق بہ رفیق مطلق فی التوحید حاصل ہوتا ہے۔ جس شخص کا یہ حال ہو اس میں غضب، غصہ، غیبت، غلاظت، غل، غش، غفلت، غم اور خطا نہیں رہتے۔ فقر کی انتہا فردانیت ہے۔ وہ دائمی طور پر بقائے وحدانیت خداوندی میں غرق رہتا ہے۔ یہ مراتب اس فقیر کے ہیں جس کا باطن معمور ہو اور جس کو قربِ خداوندی حاصل ہو۔ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْھُدٰی۔

عارفین کے مراتب

جاننا چاہیئے کہ عارف کے مراتب تصدیق، توفیق اور تلقین طریق ہیں۔ عارف کو جو مشکلات در پیش ہوں۔ فقیر رفیق اور مشکلکشا ہوتا ہے۔ فقر کی ابتدا فنا ہے اور انتہا بقا ہے۔ الحاصل یہ کہ عارف کا طالب پہلے ہی روز بغیر ریاضت کے تصدیق کے مراتب پر پہنچ جاتا ہے۔ فقیر کا طالب پہلے ہی روز بغیر ریاضت کے مقام فی اللہ میں فنا ہوتا ہے۔ پھر فنا سے نکل کر مقامِ بقا پر پہنچ جاتا ہے۔ مطلب یہ کہ وہ ہر روز ایک خاص شان میں ہوتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ قیامت کا ایک روز پچاس ہزار سال کے برابر ہوتا ہے۔ تمام مخلوقات کا حساب ہوتا ہے۔ ذرہ برابر نیکی اور بدی کا حساب جز الٰہی ہے۔

شب و روز کی خبر رکھنا

جاننا چاہیئے کہ لیل و نہار یعنی دن اور رات میں چوبیس گھنٹے ہوتے ہیں۔ اور

انسان ان چوبیس گھنٹوں میں چوبیس ہزار سانس لیتا ہے۔ اس لیے تو ہر دم کی خبر رکھ۔ چودہ تجلی، چودہ الہام، چودہ علم، جن میں سے بعض رحمانی، بعض شیطانی، بعض نفسانی، بعض جنونی، بعض موکلات ملائکہ کے، بعض قلبی، بعض روحی اور بعض سرّی ہیں۔ اگر توفیقِ خداوندی ساتھ ہو تو مرشد کی اطلاع سے ہر ایک مقام کو تحقیق کرتا ہے۔ اور سلامت رہتا ہے ورنہ سلب ہو جاتا ہے۔ اس مقام پر ہزار دل رجعت کھا کر اور گمراہ ہو کر شرعِ مطہرہ کی مخالفت میں جان دے دیتے ہیں۔

ارشاد گرامی ہے :۔

خُذْ مَاصَفَا وَدَعْ مَاکَدَرَ

جو صاف ہو لو جو بُرا ہو چھوڑ دو۔

مائل جیفہ کہ شود جز سگے
کینہ ورے بیخبرے و بدر گے

کینہ پرور، کتے، بے خبر اور بدرگ کے بغیر اور کون مردار کی جانب توجہ کرتا ہے۔

طالبِ دنیا ز سگ کمتر است
ظاہرِ او گرچہ بجاہ فراست

طالبِ دنیا سگ سے بھی کمتر ہے۔ خواہ ظاہر میں وہ کتنا ہی شان و شوکت والا ہو۔

باطنش آلودہ بہ پندار اُو
خلق سگے ظاہر زاد بار اُو

اُس کا باطن غرور سے بھرا ہوتا ہے۔ کتے کے خلق والا ہے۔ جس کی بدبختی ظاہر ہے۔

با غضب و شہوت حرص و ہوا
سیرت او چوں مردم آدم نما

غصہ اور شہوت اور حرص و ہوا کے ساتھ اُس کی سیرت آدم نما درندوں جیسی ہے۔

سیم و زرش قبلۂ آرام اُو
گاؤ صفت خواب و خورش کام اُو

اُس کے سکون کا قبلہ سیم و زر ہے۔ گائے بیل کی طرح اس کا مقصد کھانا اور سونا ہے۔

روز و شبش صرف بغفلت مدام
با زن و بچہ دل اُو گشت رام

شب و روز ہمیشہ غفلت میں رہتا ہے، اس کا دل عورت اور بچوں کا مطیع ہوتا ہے۔

رفتہ زیادش غم نزع ممات
غافل مخذول ز راہِ نجات

موت اور وقتِ نزع کا عذاب فراموش کیے ہوئے ہے۔ اور نجات کی راہ سے غافل ہے۔

عام صفت ما و توئی را گرفت
رنگ دور بینی و دوئی را گرفت

عام لوگوں کی طرح میں اور تو کو اپنائے ہوئے ہے۔ اس نے دور بینی اور دوئی کا رنگ اختیار کیا ہوا ہے۔

صاف دلی را نہ شنید و نہ دید
تیرہ دلی ہا ز رُخ اُو پدید

اُس نے صاف دلی کو نہ سنا نہ دیکھا۔ اُس کے چہرہ سے تاریک دلی ظاہر ہے۔

خانۂ عُمر تو بود بر دمے
بہر دمے می طلبی عالمے

تیری عمر کا خانہ صرف ایک سانس پر قائم ہے۔ تو ایک سانس کے لیے ایک جہان مانگتا ہے۔

بہر دمے کینہ و کبر و ریا
بہر دمے ایں ہمہ حرص و ہوا

ایک سانس کے لیے اس قدر کینہ۔ تکبر اور ریا۔ ایک سانس کے لیے سب حرص و ہوا ہے۔

بہر دمے غصہ و بدخوئی است
بہر دمے باہمہ بے روئی است

اس ایک سانس کے لیے اس قدر غصہ اور بدخوئی، اور ایک سانس کے لیے یہ سب بے رخی ہے۔

بہر دمے باہمہ شرّ و فساد
ہفت ہزاری شدنت اجتہاد

ایک سانس کے لیے یہ شر اور فساد، کہ ہفت ہزاری ہونے کی سعی کرتا ہے۔

حیف بریں دانشِ آئینِ تو
کور شدہ دیدہ حق بینِ تو

تیری اس عقل پر حیف۔ تیری حق کو دیکھنے والی آنکھ اندھی ہو گئی ہے۔

حرص دنیا دل گرفتہ از ریا
چوں ز دل دنیا رود محرم خدا

ریا کی وجہ سے دنیا کی حرص و ہوا دل میں ہے۔ جب دنیا کا تصور دل سے جاتا رہتا ہے تو خدا کا رازدان ہو جاتا ہے۔

طالبِ دنیا کا انکشاف

جاننا چاہیئے کہ دنیا اپنے چاہنے والے کو شیطانی تکبر کی شراب کا ایک پیالہ پلا دیتی ہے۔ جس کی مستی سے وہ خام تمام حیاتی خواہشاتِ نفسانی سے نجات حاصل نہیں کر سکتا۔ حاصل کلام یہ کہ دنیا اپنا تمام اسباب بہتر طور پر بنا سنوار کر طالب کے پیش کرتی ہے۔ جسے دیکھ کر وہ لٹو ہو جاتا ہے۔ چنانچہ سیم و زر ہے مختلف قسم کے طعام کھلاتی ہے۔ نفسِ امّارہ کی دنیاوی لذّت دیتی ہے۔ اور اہل دنیا سے اس کے بدلہ میں ایمان لیتی ہے۔ دنیا کا کہنا ہے کہ جو شخص میرے اسباب پر لٹو ہوتا ہے وہ شیطانی کا رفیق ہے۔ پہلے وہ ایمان کو چھوڑتا ہے۔ پھر آدمی کا خون کرتا ہے۔

ارشادِ نبوی صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

اَلدُّنیَا یَاْکُلُ النَّارَ الْحَطَب

دنیا ایمان کو اس طرح کھا جاتی ہے جس طرح آگ خشک لکڑی کو۔

پھر ارشادِ نبوی صلّی اللہ علیہ وسلم ہے:۔

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مُظْلِمًا وَّلَا تَجْعَلْنِیْ ظَالِمًا

اے اللہ مجھے مظلوم بنا۔ ظالم نہ بنا۔

ارشادِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے :۔

جُمُوْدُ الْعَیْنِ مِنْ قَسْوَۃُ الْقَلْبِ مِنْ اَکْلُ الْحَرَامِ وَ اَکْلُ الْحَرَامِ مِنْ کَثْرَۃُ الذُّنُوْبِ مِنْ طُوْلِ الْاَمَلِ وَطُوْلِ الْاَمَلِ مِنْ نِسْیَانُ الْمَوْتِ وَنِسْیَانُ الْمَوْتِ مِنْ حُبُّ الدُّنْیَا رَأْسُ کُلِّ خَطِیْئَۃٍ وَتَرْکُ الدُّنْیَا رَأْسُ کُلِّ عِبَادَۃٍ۔

آنکھوں کی تاریکی سنگ دلی سے، سنگ دلی اکل حرام سے، اکل حرام کثرتِ معصیت سے، طول طویل اُمیدیں موت کے فراموش کرنے سے۔ موت کو فراموش کرنا حب دنیا سے پیدا ہوتا ہے۔ حُبِ دنیا تمام برائیوں کی جڑ ہے۔ اور دنیا کا ترک کرنا تمام عبادات کا سر ہے۔

دنیا وہ شخص اختیار کرتا ہے جو خود بے اختیار ہو۔ واقعی یقین ہے کہ یقین کی جڑ معرفتِ خداوندی اور فقرِ محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے۔ دنیا کی جڑ فرعون و ابلیس ملعون ہے۔ دین اسے کہتے ہیں کہ شب کا طعام بھی پاس نہ ہو۔ اور اُسے ایک لاکھ دینار دے کر کہیں کہ مسلمانوں کی شکایت کرو۔ تب پتہ چلتا ہے کہ یہ شخص دین میں مضبوط ہے۔ مطلب یہ کہ دنیا بھر کے تمام آلام و مصائب، فتنہ و فساد اور دکھ درد سب کی کلید دنیا ہے۔

فقیر کون ؟

جاننا چاہیئے کہ فقیر وہ ہے جو دنیا کا مال و اسباب، سیم و زر، نقدی جنس ایک جگہ اکٹھی کر کے اُس کے پاس لا دیں تو وہ اپنے قریبی شخص کو کہے کہ اُٹھا لو جتنا ضرورت ہو۔ وہ اس دنیا سے نجات پاتا ہے، لیکن یہ بات بھی کذب ہے۔ کیونکہ

اُس نے اپنے پاس رکھی ہے۔ اس لیے اس سے دل لگایا ہے۔ یاد رہے کہ فقیر وہ ہے کہ اگر اُسے کہا جائے کہ دنیا اختیار کرو ورنہ تمھیں قتل کیا جائے گا۔ پھر بھی دنیا اختیار نہ کرے۔ خواہ اس کا سر تن سے جُدا ہو جائے۔ یہ بھی درمیانہ درجہ ہے۔ فقر وہ ہے کہ تمام دنیا کو ایک جگہ جمع کر کے فی سبیل اللہ خرچ کر دے تو پھر بھی اس کا نفس پریشان نہ ہو۔ یہ طریقہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

دنیا کہ دو روزہ کاخ کوخ است
در راہِ محمّدی کلوخ است

دنیا جو دو دن محل و مکان ہے۔ حضرت محمّد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے راستہ میں ڈھیلے کی طرح ہے۔

رو کہ آب حیات عشق خوردہ
استنجا ازیں کلوخ کردہ

جس نے عشق کا جام پیا ہے وہ اس ڈھیلے سے استنجا کرتا ہے۔

حقیقتِ دنیا

دنیا کی جڑ جہالت، غیرت، شرک و کفر ہے۔ کیونکہ دنیا کفار کی وراثت ہے اور ان کے لیے فخر کا سبب ہے، اور ان کی عزت ہے۔ مطلب یہ کہ دنیا شیطان اور نفس امّارہ تینوں متفق ہیں۔ ان تینوں نے اولاد آدم کو گمراہ کرنے کے لیے اس نازک بدن مردود دنیا کو بہت سنوارا ہے۔ اور اس کا حسن نکھار کر اُسے دکھایا ہے۔ جسے دیکھ کر اکثر کے دل بے ساختہ ہو گئے ہیں اور اس کے پھندے میں گرفتار ہو گئے ہیں۔ جو شخص دنیا کے پھندے میں

پھنس جاتا ہے۔ شیطانی خطروں، نفسانی وہم و وساوس، حرص، حسد، طمع، لالچ اور تکبر اُس کے جسم میں قرار پکڑتے ہیں۔ وہ غرور کرنے لگتا ہے۔ جس کی وجہ سے صراطِ مستقیم سے بھٹک جاتا ہے۔ اور دائمی طور پر شیطانی دلیل پیش کرتا ہے کہ مرشد اور وسیلہ کی کیا حاجت۔ حالانکہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:۔

يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ

اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور اُس کی جانب وسیلہ ڈھونڈو۔

اکثر اصحاب کا کہنا ہے کہ اس سے مراد علم ہے۔ علم وسیلہ نہیں۔ اس میں شک نہیں کہ علم شریعت شاہراہ تو ہے لیکن حقیقی وسیلہ مرشد ہے۔ جس کے پاس شیطان سے محفوظ رہنے کے لیے لشکر موجود ہے۔ جو درست اور سلامتی والا رستہ طے کر کے معرفتِ اِلَّا اللّٰه اور حضور نبی کریم وما ارسلناک الا رحمۃً للعالمین علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم میں باجماعت پہنچا دیتا ہے۔

مرشد صاحبِ ارشاد بہت ہیں، صاحبِ ولایت اور صاحبِ روایت بہت تھوڑے ہیں۔ صاحبِ روایت کو ہدایت اور علم پیر و مرشد سے حاصل ہوتا ہے۔ جس کا کوئی پیر نہیں اُس کا پیر شیطان ہے۔ ایسا آدمی قیامت تک کے لیے ملعون ہے۔ اس لیے آدمی کو پیر و مرشد کے بغیر نہیں رہنا چاہیئے۔ اگر تقویٰ کے بغیر علم کی قدر ہوتی تو شیطان قدر و منزلت میں سب سے بڑا ہوتا۔ ہدایت کے لائق عالم ہے جاہل ہدایت کے قابل نہیں ہے۔

علم در کتب اور عالم در گور

جاننا چاہیئے کہ فی زمانہ علم کتب میں ہے اور عالم قبور میں ہیں۔ یہ ظاہر کے عالم

بادشاہی قرب وحضور کے متلاشی، روزی کے طالب، کھانے پینے میں مصروف رہتے ہیں۔ یہ مزدور کی مثل ہیں۔ نفس امارہ میں مبتلا ہیں۔ دنیاوی درجات کی ترقی کے لیے نماز استخارہ پڑھتے ہیں لیکن معرفت اِلَّا اللّٰہ اور حضور پُر نور شافع یوم النشور خواجۂ کونین نبیٔ مکرم شفیع معظم اَحمدِ مجتبیٰ حضرت محمّد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کی مجلس پاک کی طرف نہیں جاتے۔ اور جب زمین زراعت فصل ربیع اور فصل خریف کے لیے اس قدر آہ و بکا کرتے ہیں کہ تمام دنیا کو اپنی جانب بُلا لیتے ہیں۔ دنیاوی طلب بدعت کی جڑ ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی طلب ہدایت کی بنیاد ہے۔ بدعتی اور ہدایت یافتہ کی ہم نشینی راس نہیں آتی۔

اللہ رب العالمین جل مجدہ الکریم نے اپنی لاریب کتاب قرآن مجید فرقان حمید میں ارشاد فرمایا:۔

"شیطان تمھارا دشمن ہے اس سے خبردار رہو۔ دنیا سے دل نہ لگاؤ۔ نفس امارہ کی اطاعت نہ کرو۔"

جو شخص قرآن مجید کے خلاف کرتا ہے وہ عالم باعمل، وارث انبیاء نہیں ہے۔ اور نہ ہی کامل فقیر باطن صفا ہے۔ عالم باعمل کی نشانی یہ ہے کہ وہ دائمی طور پر قَالَ اللّٰہ اور قَالَ رَسُوْلَ اللّٰہ۔ تفسیر اور مسائل فقہ کو زدِ زبان کرتا ہے۔ دائمی طور پر اللہ تبارک وتعالیٰ کے خوف سے آنسو بہاتا رہتا ہے۔ صاحب ورد ہوتا ہے ؎

ذرہ دردے خدا در دل ترا
بہتر از ہر دو جہاں حاصل ترا

تیرے دل میں ذرہ برابر دردِ خداوندی اس سے بہتر ہے کہ تجھے دونوں جہان حاصل ہو جائیں۔

حقیقت ہے کہ جو طالب مرشد سے عالم باعمل کی ابتدا طلب کرتا ہے وہ انتہا میں

کامل فقیر ہو جاتا ہے۔ جو عالم باعمل نہیں وہ اس طرح ہے جس طرح گدھے پر کتابیں رکھی ہوئی ہوں۔

علاماتِ فقر

جاننا چاہیئے کہ فقیر عارف باللہ سات علامات میں منقسم ہوتا ہے:۔

پہلی علامت:۔ اُس کا لباس تقلیدی نہیں ہوتا۔ بلکہ توحیدی لباس ہوتا ہے اور صاحب کلید ہوتا ہے۔ ہر مشکل کا تالا کھول سکتا ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہر مشکل کام آسان ہو جاتا ہے۔

دوسری علامت:۔ اگر مٹھی بھر غلہ بھی اُس کے پاس ہو تو قربان کر دیتا ہے۔

تیسری علامت:۔ صاحب نظر ہوتا ہے۔

چوتھی علامت:۔ صاحبِ شریعت ہوتا ہے۔

پانچویں علامت:۔ کسی کا محتاج نہیں ہوتا۔ خود گو محتاج ہو لیکن چاہنے والوں کو بے محتاج کر دیتا ہے۔

چھٹی علامت:۔ سچ بولنے والا، ثابت قدم، حق کے تابع۔ باطل و بدعت سے بیزار ہوتا ہے۔ وہ یہی کہتا ہے کہ الٰہی مجھے مکمل طور پر حق دکھا اور جو باطل ہے وہ اہل باطل کو دکھا۔

ساتویں علامت:۔ خلق والا، جماعت والا۔ باطن میں خدا کا دوست ہوتا ہے۔

والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ۔ اگر تو آئے تو اِلاَّ اللہ کی معرفت اور حضور نبی کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کی مجلس پاک کا دروازہ کھلا ہے۔ اگر نہ آئے تو رب تعالیٰ جل مجدہ الکریم کی ذات پاک بے نیاز ہے۔

مقدّر کیا ہے؟

کہتے ہیں کہ دو شخص اپنا اپنا مقصد لے کر ایک درویش کے پاس گئے اور درویش کے پاس ہی رہائش اختیار کرلی۔ دو میں سے ایک اس بات پر یقین رکھتا تھا کہ جو رزق مقدر میں لکھا گیا ہے وہ ہر صورت مل جاتا ہے۔ دوسرا درویش کی کرامت پر یقین رکھتا تھا۔ ایک روز درویش اُس شخص پر بہت مہربان ہُوا جو کرامت سے رزق ملنے پر یقین رکھتا تھا۔ درویش نے اپنے ایک خادم سے کہا تربوز لاؤ۔ خادم تربوز لے آیا۔ درویش نے خادم سے کہا اس کا گودا نکال کر اس میں موتی بھر دو۔ خادم نے تربوز سے گودا نکال کر موتی بھر دیئے۔ تو درویش نے اُس طالب کو عطا کیا چونکہ اس تربوز کی حقیقت کا علم نہیں تھا۔ اور تھا وہ مفلس اس لیے اس نے تربوز ایک سبزی بیچنے والے کے ہاتھ ایک ٹکے میں فروخت کر دیا۔ دوسرا طالب جو ازلی مقدر کا معتقد تھا وہی تربوز اس سبزی بیچنے والے سے خرید لیا۔ پھر اپنے گھر چلا گیا۔ وہ خادم جو تربوز کے اندرونی مال کا علم رکھتا تھا۔ طالب کے پاس آیا تاکہ اُسے بتائے کہ درویش نے تجھے پوشیدہ طور پر بہت کچھ عطا کیا ہے۔ یہ راز بتا کر اُس سے انعام حاصل کرے لیکن طالب نے خادم کو دیکھتے ہی ناراض ہو کر کہا کہ درویش نے مجھے تربوز عطا کیا جو میں نے ایک ٹکے کو سبزی بیچنے والے ہاں بیچ دیا ہے۔ خادم نے جب یہ سنا تو نہایت متعجب ہوا۔ اور اس نے طالب کو حقیقت سے آگاہ کیا۔ طالب نے جب یہ سُنا تو بہت پریشان ہوا۔ سبزی بیچنے والے کے پاس آکر اُس سے تربوز واپس مانگا۔ سبزی بیچنے والے نے کہا تربوز امانت کے طور پر تو نہیں دیا تھا۔ میں نے تم سے خرید کر دوسرے کے ہاں بیچ دیا۔ پھر وہ طالب دوسرے طالب کے پاس آیا

جس نے سبزی بیچنے والے سے خریدا تھا۔ تربوز طلب کیا۔ وہ بولا یہ نعمت مجھے ازلی نصیبہ میں حاصل ہوئی ہے۔ دو طالب باہم جھگڑنے لگے۔ دونوں درویش کی خدمت میں گئے۔ درویش نے جب یہ سنا تو نہایت پریشان ہوا۔ اُس نے اس بات کا اقرار کیا کہ یہ حقیقت ہے کہ جسے رب تعالیٰ چاہتا ہے دیتا ہے۔ اس میں کوئی اختیار نہیں رکھتا۔ پھر وہ تربوز اُسی طالب کو دے دیا جس نے سبزی فروش سے خریدا تھا۔ ؎

رزق ہر چند بہ اسباب تعلّق دارد
روزِ میثاق سبب ہا مسبّب انگیخت

ہر چند رزق کا تعلّق اسباب سے ہے۔ لیکن اسباب پیدا کرنے والے نے میثاق کے روز سے ہی اسباب پیدا کر دیئے ہیں۔

ہمہ عالم از دل بہ سبب بستہ کمر
کمتر است آنکہ دل و جاں بہ مسبّب انگیخت

تمام عالم دل و جان سے سبب پر کمر باندھے ہوئے ہے۔ بہت تھوڑے لوگ ایسے ہیں جو اسباب پیدا کرنے والے پر دل و جان سے اعتماد کرتے ہیں۔

مصنّف رحمۃ اللہ علیہ نے جواباً کیا خوب فرمایا ہے :۔

ہیچ از آفریدۂ حق از رزق و منصب خالی نیست
بر سر انسان تو می دانی کہ از سر خالی نیست

حق تبارک و تعالیٰ کا پیدا کیا ہوا کوئی رزق اور منصب سے خالی نہیں کیا تجھے علم ہے کہ انسان کا ہر ایک راز، راز سے خالی نہیں ہے۔

جو شخص سر کو خواہشات سے خالی کرتا ہے اُس کا سر راز سے پُر ہو جاتا ہے

ہو جاتا ہے۔ جہاں بیٹھتا ہے اور جہاں دیکھتا ہے اللہ تعالیٰ کے خزانوں کو دیکھتا ہے اور اس کی نظر سے مٹی بھی سونا بن جاتی ہے۔ چنانچہ کہتے ہیں کہ خاک از تودہ کلاں یعنی

اے میرے بھائی کوئی ماں کے پیٹ سے خدارسیدہ نہیں ہوا۔ کیونکہ جو فقر کی وجہ سے ذلیل و خوار ہو وہ درجہ محبت پر رسائی حاصل نہیں کر سکتا۔ پس معلوم ہوا کہ عام لوگوں کی روزی کمائی پر موقوف ہے اور خاص لوگوں کی روزی معرفتِ خداوندی سے لم یزلی اور لایزال ہے۔ توکل والا دن کو روزی کی اُمید نہیں رکھتا۔ نہ ربیع خریف کی فصلوں کا منتظر رہتا ہے۔ جب قلم اس مقام پر پہنچا تو اس کا سر ٹوٹ گیا۔ کیونکہ مردہ دل کا رزق حرص ہے چونکہ حرص کا کوئی شکم نہیں ہوتا۔ اس لیے حریص کبھی مال سے صاحب ثروت نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ وہ خطا پر ہوتا ہے۔ عارفین کی روزی یہ ہے کہ شب و روز متوجہ الی اللہ اور مستغرق الی اللہ۔ طالب رزق شب و روز سرگردان اور پریشان رہتا ہے کیونکہ ان کے لیے دنیا ہے۔ اس حقیقت کو ناشائستہ، بے توکل، بے معرفت، بے عمل، بیوقوف، غیر مذہب اور جاہل کیا جائیں۔ جیسا کہ گبریلے کی روزی گوبر ہے وہ اسی میں خوش رہتا ہے۔ اور صاحبِ عنبر کی روزی عطر ہے۔ جو طالبِ مولیٰ ہے رزق اُس کی طلب میں ہے۔ جس کا خدا ہے اس کا سب کچھ ہے۔ عارفین، واصلین، عاشقین، متوکلین کو جب نیا دن ہوتا ہے، نیا رزق مل جاتا ہے۔ ان کی رُوح جماعت کے ساتھ ہوتی ہے اور بایزید بسطامی کی طرح ہوتی ہے۔ اور جو پریشان ہیں وہ بمنزلہ یزید نفس یزید ہیں۔ بندہ کا رزق شہرگ سے بھی زیادہ قریب ہے۔ جس طرح موت کہیں بھی چلے جائیں پہنچ جاتی ہے اسی طرح روزی بھی کہیں پہنچ جائیں پہنچ جاتی ہے۔

فلسفہ رزق

جاننا چاہیئے کہ ہر مخلوق کی روزی کا بندوبست اللہ تعالیٰ کی ذمہ داری ہے۔

کسی نے کیا خوب کہا ہے ؎

رزق اگر بر آدمی عاشق نمی بودے چرا

از زمین گندم گریباں چاک می آمد بروں

اگر روزی آدمی پر لٹو نہ ہوتی تو زمین سے گندم گریبان چاک کر کے کیوں نکلتی۔

ارشاد رب العالمین جل مجدہ الکریم ہے:۔

وَمَا مِنْ دَابَّۃٍ فِی الْاَرْضِ اِلَّا عَلَی اللّٰہِ رِزْقُھَا

روئے زمین پر چلنے والی کوئی چیز ایسی نہیں جس کی روزی اللہ تبارک وتعالیٰ کے ذمہ نہ ہو۔

مصنف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو شخص رزق، ایمان، یقین اور دلی تصدیق کو یاد کرتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غافل ہو جاتا ہے۔ یہ چاروں مراتب اس سے بیزار رہتے ہیں۔ جو شخص شب و روز اللہ تعالیٰ کی یاد میں لگا رہتا ہے رزق، ایمان، یقین اور دل کی تصدیق چاروں اس سے جدا نہیں ہوتے۔ وہ یکتا یاد میں خوش وخرم رہتا ہے۔ رزق آدمی کی اسی طرح تلاش کرتا ہے جس طرح عزرائیل جان کی تلاش میں ہوتا ہے۔ خواہ آدمی خشکی میں ہو یا تری میں رزق اُسے یکتا نہیں رہنے دیتا۔ ارشاد گرامی ہے:۔

اَلرِّزْقُ اَشَدُّ مِنْ طَلَبِ اَجَلِہٖ

رزق اجل سے بھی زیادہ سختی سے تلاش کرتا ہے۔

رزق نیت پر موقوف ہے۔ خاص کے حلال اور بد کے لیے حرام۔

صورت کا بیان

مصنّف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ تیرے جسم میں نفس، قلب اور سر کی کیا حیثیت ہے۔ اسم اللہ ذات کے تصوّر سے باطن معمور ہو جاتا ہے اور باطن میں اللہ تبارک وتعالیٰ کی توفیق سے ایک نورانی صورت پیدا ہوتی ہے۔ جو معاملات، عبادات اور محاسباتِ نفس میں مقیّد رہتی ہے۔

حضور نبیٔ پاک صاحبِ لولاک علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات نے ارشاد فرمایا:

مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ

جس نے اپنے نفس کو پہچانا اُس نے اپنے پروردگار کو پہچانا۔

وہ شکل نورانی کبھی کلمہ طیبہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کا ذکر کرتی ہے کبھی درود، کبھی وظائف اور کبھی قرآن مجید کی تلاوت میں مشغول ہوتی ہے۔ جب اس قسم کی صورت والا سو جاتا ہے تو اُسے معرفتِ خداوندی کے نور میں غرق کر دیتی ہے۔ اگر مراقبہ کرتا ہے تو اُسے حضور نبی کریم وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین شفیع المذنبین انیس الغریبین علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کی مجلسِ پاک میں پہنچا دیتی ہے۔ اگر طالب سے کوئی گناہ بھی ہو جائے تو وہ صورت فوراً توبہ کرتی ہے۔ کبھی وہ صورت تفسیر کا علم بیان کرتی ہے، کبھی پند ونصیحت، کبھی مسائل فرض، کبھی واجب، کبھی سنت اور کبھی مستحب بیان کرتی ہے۔ الغرض کسی حال میں بھی اللہ تبارک وتعالیٰ سے غافل نہیں ہوتی۔ قلب وقالب دونوں پر اپنا قبضہ جما لیتی ہے۔ یہ صورت عالم اللسان، تصدیق القلب، تقدس الروح اور عارفین کا راز ہے۔ طے درجات کا

وسیلہ بنتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے موافق اور شیطان کے مخالف ہوتی ہے۔ اگر انسان سوئے تو سونے نہیں دیتی۔ سرود، بدعت، شراب پینے اور نماز نہ پڑھنے سے بے آرام اور خراب کرتی ہے۔

ارشاد نبوی صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

مَنْ عَرَفَ نَفْسَہٗ بِالْفَنَآءِ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّہٗ بِالْبَقَآءِ

جس نے اپنے نفس کو فانی سمجھا اُس نے اپنے رب کو باقی سمجھا۔

یہ صورت ایک اللہ تعالیٰ کا راز ہے۔ ؎

صورت از اسرار وحدت راز رب
از حضوری نور باشد با اَدب

یہ صورت سرِ وحدت اور رب تعالیٰ کا راز ہے۔ صاحب اَدب کو اس سے حضوری حاصل ہوتی ہے۔

صورت قلب است و قالب بر بباس
می شناسد قلب را عارف شناس

یہ دل کی ایک صورت ہے جو قالب کی مانند ہے۔ جو شخص دل کو پہچان لیتا ہے وہ عارف ہے۔

غیر حق کی طلب کا انکشاف

جاننا چاہیئے کہ اگر غیر حق کو ڈھونڈے تو وہ سخت معذب ہوتا ہے۔ یہ صورت ایک طرح کا راہنما ہوتی ہے۔ لیکن یاد رہے کہ یہ بھی ابتدائے طالب کے مراتب ہیں۔ خواہ وہ صورت تجھ سے کلام ہی کیوں نہ کرتی ہو۔ خواہ اس سے ماضی

حال اور مستقبل کے حالات کی حقیقت کیوں معلوم نہ ہوتی ہو، پھر بھی مراتب خام میں ہے۔ تو اس سے کچھ آگے ترقی کر۔ اور اللہ تبارک و تعالیٰ کی معرفت طلب کر۔

معرفتِ وصال کیا ہے؟ اے وحشی سن لیجیے حضوری اور معرفت کے مراتب یہ ہیں۔

ارشادِ رب العالمین جل مجدہ الکریم ہے:۔

مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا

مرنے سے قبل مر جاؤ

جو شخص سو جائے یا مراقبہ کرے وہ ایسا ہے کہ جیسے مر گیا۔ میدان قیامت کے ہر ایک مقام سے گزر گیا۔ پل صراط سے گزر کر جنّت میں پہنچ گیا۔ اللہ تعالیٰ کے دیدار سے مشرف ہُوا۔ ہمیشہ کی بقا حاصل کی۔ جب مراقبہ میں متوجہ ہوتا ہے تو اللہ تبارک و تعالیٰ کی بقا سے شرفیاب ہوتا ہے۔ اپنے ہوش کھو بیٹھتا ہے۔ اُس پر کاہلی غلبہ پا جاتی ہے۔ شب و روز بدن پر شریعت کا لباس زیب تن کرتا ہے۔ شریعت ہی میں سعی کرتی ہے۔ ظاہری طور پہ ہوشیار اور باطنی طور پر مست ہوتا ہے۔ دیدار کے لائق ہوتا ہے۔ دنیا مردار سے بیزار ہوتا ہے۔ مردہ دل خوار ہوتا ہے۔ اور عارف کو دیدار نصیب ہوتا ہے۔ جسے اللہ تبارک و تعالیٰ کی حضوری حاصل ہو وہ اللہ تعالیٰ کے انوار کی تجلیات کو دیکھتا ہے۔ جب وہ خواب یا مراقبہ سے باہر آتا ہے تو جو کچھ مشاہدہ میں لاتا ہے اُس کی مثال دینے سے قاصر ہو جاتا ہے۔

ارشادِ نبوی صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہے:۔

مَنْ عَرَفَ رَبَّہٗ فَقَدْ کَلَّ لِسَانَہٗ

جس نے اپنے رب کو پہچانا پھر اس کی زبان گونگی ہو گئی۔

ہر کہ ایں جا می رسد عارف تمام
خاکپائے گشت باہو شُد غلام

جو شخص اس جگہ پر پہنچ جاتا ہے وہ مکمّل عارف ہے۔ باہو ایسے
شخص کے پاؤں کی مٹی ہے اور غلام ہے۔
غلط شخص کو اس راستہ سے راستہ نہیں ملتا۔ اور اندھے شخص کو اللہ تبارک وتعالیٰ کی معرفت سے آگاہی نہیں ہوتی۔ یہ مراتب توحید والوں کے ہیں۔ شرمندہ کو کیا علم جو تقلید والا ہے۔ توحید والے اور تقلید والے کی ہمنشینی فائدہ نہیں دیتی اللہ بس ماسوی اللہ ہوس۔ یہ باطن صفا کا مقامِ منتہی ہے۔ وَالسَّلَامُ مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰی۔ آپ کا آنا بہت بڑی خوشی ہے۔

نافع اور غیر نافع عبادت

جاننا چاہیئے کہ خام آدمی کی عبادت سود مند نہیں ہوتی۔ خام آدمی اگر عمر بھر بھی ریاضت کرے تو بے سود رہتا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کی معرفت کے خزانوں سے خالی ہاتھ رہتا ہے۔ معرفتِ خداوندی بغیر ریاضت اور بغیر غم کے اڑھائی قدم ہے یہ اڑھائی قدم مندرجہ ذیل ہیں:۔

پہلا قدم:۔ حرص و ہوا کو ترک کر دے۔

دوسرا قدم:۔ حضور نبی پاک صاحبِ لولاک علیہ الصّلوٰۃ والتسلیمات کی مجلس پاک میں حاضر ہو۔

آدھا قدم:۔ فنا فی اللہ اور بقا باللہ میں غرق ہو جائے۔

جو مرشد اڑھائی سانس میں یہ اڑھائی قدم طے نہیں کرا سکتا اور ابتداء سے انتہا تک رسائی حاصل نہیں کر سکتا اس مرشد سے عورت بہتر ہے بلکہ ایسا مرشد مخنث سے بھی کمتر ہے۔ جو مراتب و مطالب و درجات حاصل کر لے اور ایک ساعت

ہیں اسم اللہ ذات سے ذات وصفات کے ہر مقام کی حضوری حاصل کرے۔ جسے حضوری کے اس راستہ کا علم نہیں اسے رازوں کے رازسے آگاہی نہیں۔ ایسے مرشد کے لیے کسی کو مرید بنانا حرام ہے۔

حقیقتِ وجود

ایک دن کا ذکر ہے کہ ایک مرید نے اپنے مرشد سے سوال کیا کہ اپنی قدرت سے خلاصہ جس طرح ہے باقی ہے کسی اور کو اس میں دخل نہیں۔ اور عالمِ موجودات کا وجود آب وخاک کا ہے جو ماسوا خلاصہ حرکت نہیں کر سکتے۔ تو پھر جہان اور اہلِ جہان کی تخلیق کس سے ہوئی۔ مرشد نے جواب دیتے ہوئے کہا کہ جس چیز کا آغاز و انجام ہے حقیقتاً اُس کا کوئی وجود نہیں جس پر اعتماد کیا جائے۔ اگر تو یہ دریافت کرے کہ دنیا کی جنبش اور حرکت جو مشاہدہ میں نہیں آتی یہ کیا ہے؟ تو سنیئے جہان ایک موہوم صورت ہے جو حقیقتاً عدم میں ہے لیکن مشاہدہ میں ایسا ہے کہ اُس کا وجود ہے: مثلاً شیشہ میں ہم صورت کا مشاہدہ تو کرتے ہیں لیکن حقیقتاً اس میں کوئی شے نہیں ہوتی۔ جہان کے وجود کا تصور ہی تخلیقِ انسانی ہے۔ جس طرح کہ سونے کی کوئی چیز بنائی جائے تو سونے کا کوئی نام نہیں لیتا۔ اسی طرح وجود کے خلاصہ کے ساتھ ملنے سے مدغم ہو گیا۔ یعنی لوگوں کی نظر خلاصہ پر بالکل نہیں رہی۔ ماسوا ظاہری وجود کے وہ کچھ نہیں دیکھتا۔ اس لیے زندگی اور موت کی اُمید پیدا ہو جاتی ہے۔ لیکن باطن ہیں جب خلاصہ کا ظہور ہوتا ہے تو نہ وجود رہتا ہے نہ حواس، نہ جہان نہ آدم۔ جس طرح آگ لکڑی سے نکل کر اسی جلا کر راکھ بنا دیتی ہے ؎

کالبد چوب است عشق آتش درد
از سر خامی نشا بداند رد

وجود لکڑی کی مانند ہے اور اس میں عشق آگ کی مثل ہے لیکن خام ہونے کے سبب اس میں چمکتی نہیں۔

لیک از چوبے چو آتش شد پدید
در دمی چوب از دمش شد ناپدید

لیکن جب لکڑی سے آگ کا ظہور ہوتا ہے تو اس کی پھنکار سے ایک سانس میں لکڑی مدغم ہو جاتی ہے۔

آتشے را کشتہ سازد آب تر
کُشت نفس عارفاں در یک نظر

جس طرح تر پانی آگ کو بجھا دیتا ہے۔ اسی طرح اہل معرفت ایک ہی نظر میں نفس کو مار دیتے ہیں۔

مصنف علیہ الرحمۃ نے جواب دیتے ہوئے کیا خوب فرمایا ہے:۔

جاننا چاہیئے کہ وجودِ انسانی ایک برتن کی مانند ہے اور دل دودھ کی مانند دہی بھی دودھ میں، چھاچھ بھی دودھ میں، مکھن بھی دودھ میں اور گھی بھی دودھ میں ہے۔ اسی طرح وجود میں نفس، قلب، رُوح، سرالاسرار، ہزاروں تجلیات انوارِ الٰہیہ ہیں۔ مرشد عورت سے تو کم نہیں ہوتا۔ کیونکہ عورت دودھ میں معمولی سا دہی ڈال کر کل دہی بنا لیتی ہے پھر اُسے بلو کر اس میں سے گھی علیحدہ کر لیتی ہے۔ اسی طرح مرشد کے لیے ضروری ہے کہ وجودِ طالب سے ہر ایک علیحدہ علیحدہ کرے۔ اور ہر ایک مقام کا مشاہدہ کرائے تاکہ وہ جان لے کہ یہ میرا نفس ہے۔ اور یہ میرے نفس کے مراتب ہیں۔ یہ قلب ہے اور یہ قلب کے مراتب ہیں۔ اور یہ رُوح ہے اور یہ رُوح کے مراتب ہیں۔ یہ سر ہے اور یہ سر کے مراتب ہیں۔ پس وہ چیز جو وجود میں سے مذکورہ بالا چیزوں کو پہچانتی ہے وہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی توفیق ہے کہ مرشد سے اُس کی آگاہی حاصل ہوتی ہے۔ ابتداء

اور انتہا مل کر ایک ہو جاتی ہے۔

دوئی دو اوصاف میں منقسم ہے:۔

پہلا وصف:۔ مطلقاً قال سے ہوتا ہے جو زوال کہلاتا ہے۔

دوسرا وصف:۔ وصال ہے جو مطلقاً جمال کے مشاہدہ سے ہوتا ہے۔

کے بود آیا کہ شود بہرہ ور
دیدہ بدیدار چہ گوش از خبر

کاش کہ وہ وقت کب آئے گا جبکہ آنکھیں دیدار سے اس طرح بہرہ ور ہوں گی جس طرح کہ کان خبر سے ہوتے ہیں۔

پس ایک دید ہے دوسری شنید ہے۔ جو اہل دید ہیں وہ خوش و خرم ہیں، اور جو اہل شنید ہیں وہ خام ہیں اور پریشان ہیں۔

حیرت اندر حیرت است حیرت چہ چیز
اہل حیرت از حضوری یا عزیز

اس مقام پر حیرت پر حیرت ہے، حیرت کیا چیز ہے۔ صاحب حیرت حضوری کی وجہ سے عزیز ہیں۔

لامکاں کا انکشاف

جاننا چاہیئے کہ یہ عظیم الشان مراتب جو لامکان اور عزوشان کے خادموں کے بارے میں ہیں۔ فنافی اللہ اور بقا باللہ ہونے سے حاصل ہوتے ہیں۔ اللہ بس ماسوی اللہ ہوس۔ میں اُن لوگوں پر متعجب ہوں کہ اللہ بس کو چھوڑ کر خواہشات کو اختیار کرتے ہیں۔ یہ لوگ تیلی کے بیل کی طرح اندھے ہیں کہ ایک ہی مقام پر گردش کرتے ہیں۔

اور اسی کو حال کہتے ہیں۔ اور خام خیال کا خیال ہے کہ ہم صاحب حضوری ہیں جس میں مخلوق کی دوستی ہے وہ رب جلیل کا ہم نشین ہے۔ اگر مرشد کامل محنت اور ریاضت کرائے تو کافی سال کرائے۔ لیکن چاہے تو ایک لمحہ کے اندر عطا کر دے۔ ارشاد کے یہ دونوں طریقے با تحقیق ہیں۔

آدمی کی مندرجہ ذیل تین سواریاں ہیں :۔

پہلی سواری :۔ خوف ہے جس کا تعلق زندگی سے ہے۔ جب خوف کی سواری زندگی سے گزر کر موت کو پہنچتی ہے تو پھر اُسے دوستی یا دشمنی کا خوف نہیں رہتا۔

دوسری سواری :۔ پھر اُمید کی سواری ملتی ہے یہ اُسے آخرت میں پہنچاتی ہے اہل محبت اور اہل معرفت آخرت کی سواری سے محبت نہیں کرتے وہ شوق کی سواری پر سوار ہوتے ہیں۔ وہ اللہ تبارک و تعالیٰ کے دیدار کا رُخ کرتے ہیں جو لوگ دیدار کے سوا کسی دوسری بات کے طالب ہیں وہ مردودوں میں سے ہیں۔ صاحب دیدار کو مردار سے کیا تعلق۔ عبادتِ خداوندی میں تفرقہ بھی اسی لیے پڑتا ہے کہ بہت سے کاموں کا دل میں خیال رہتا ہے۔ دیگر خیالات منتشر ہو جاتے ہیں۔

تیسری سواری :۔ جمعیت اسے کہتے ہیں کہ سب سے منہ پھیر کر اللہ وحدہٗ لاشریک کے مشاہدہ کا رُخ کیا جائے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ اسباب کے اکٹھا کر لینے سے جمعیت اور فراغتِ دلی ہوتی ہے۔ لیکن جاننا چاہیئے کہ اس طرح ہمیشہ کے تفرقہ میں رہتا ہے۔ اور بعض لوگوں کا خیال محکم ہے کہ اسباب کا جمع کرنا بھی تفرقہ کی وجہ سے ہے۔ اس لیے وہ سب سے تعلق منقطع کر دیتے ہیں ؎

اے دل طلب کمال کن وہ در مدرسہ تا چند
تکمیل اصول و حکمت وہندسہ تا چند

اے دل تو مدرسہ میں کب تک کمال کو طلب کرتا رہے گا۔ حکمت کے اصول کی تکمیل اور ہندسہ کی تکمیل کب تک کرے گا۔

ہر فکر بجز ذکر خدا وسوسہ داں
شرمے ز خدا بدریں وسوسہ تا چند

اللہ تبارک وتعالیٰ کے ذکر کے سوا ہر ایک فکر کو وسوسہ سمجھو۔ تو خدا سے کچھ شرم کر۔ یہ وسوسہ کب تک کرتا رہے گا۔

حضرت مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے جواباً فرمایا یہ خطراتِ باطنیہ سے صاف جمعیت اور کامل مرشد سے اسم اللہ ذات کے تصوّر سے عنایت ہوتی ہے۔ مرشد کامل کے جسم میں مندرجہ ذیل چار چیزیں کامل ہوتی ہیں:۔

پہلی چیز:۔ بعض کی کامل نظر کیمیا پُر اثر ہوتی ہے۔

دوسری چیز:۔ بعض کی توجہ کامل ہوتی ہے کہ توجہ ہی سے چھ اطراف کو طالب کے قبضے میں لا سکتے ہیں۔

تیسری چیز:۔ بعض کی زبان کامل ہوتی ہے جس طرح کہتے ہیں اللہ تبارک وتعالیٰ کے حکم سے ویسا ہی ہو جاتا ہے

چوتھی چیز:۔ بعض کا قدم ہوتا ہے جہاں قدم رکھتے ہیں وہ مکان شرف المکان بالمکین کا مصداق ہو جاتا ہے۔ ان کا قدم با تولد سے تعلّق رکھتا ہے۔ جو ان کا قدم چوم کر ان کا ہاتھ پکڑتا ہے اُسی وقت اُس کا دل زندہ ہو جاتا ہے۔ پھر وہ دل دنیا و آخرت میں مرتا نہیں۔

وساوس شیطانی

کیا تو جانتا نہیں کہ نماز، ذکر یا کسی اور صالح کام کے وقت بہت سے

خطرات وخرابی، وساوس وتوہمات پیدا ہوتے ہیں۔ اس میں کیا حکمت ہے؟

اس کی وجہ یہ ہے کہ جب انسان عبادت کی طرف رجوع کرتا ہے تو شیطان اُس کے کانوں میں حرص وہوا کے ڈھول بجاتا ہے۔ ناپاکی اور غلاظت کی طرف مائل کرتا ہے تاکہ وہ عبادت سے باز آجائے۔ یعنی طمع، حرص، حسد، غیبت، ہوا، نفاق وغیرہ ہر حیلہ سے اُسے باز رکھنا چاہتا ہے۔ اس سے پتہ چلا کہ انسان کا دل پاک گھر کی طرح ہوتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا ذکر فرشتہ کی مانند پاک ہے۔ اور ذکر خداوندی فرشتہ کی طرح پاک ہے۔ اور خطرات بمنزلہ کُتّے کے ہیں۔ جس گھر میں کُتا ہو وہاں سے فرشتہ نکل آتا ہے۔

ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

یَدْخُلُ الْمَلٰئِکَۃُ فِیْ بَیْتِ الْکَلْبِ

جس گھر میں کُتا ہو وہاں سے فرشتہ نکل آتا ہے۔

اگر کوئی پاک گھر کا دروازہ اپنی طرح بند کرے تو اس میں خطرات کا کُتا نہیں آسکتا پس خطرات کا یہ علاج ہے کہ اسم اللہ ذات پر نظر رکھے۔ پھر خطرات میں غالب آنے کی قوت نہیں رہتی۔ صوفیاء کرام کے لیے ہزاروں حجابات ہیں۔ لیکن اہل ذات کے لیے کوئی حجاب نہیں۔ اہلِ صفات کا باطن معرفتِ خداوندی سے محروم رہتا ہے اور الہام باصواب سے خالی رہتا ہے

منکہ در ذاتِ اُو شدم فانی
کے صبوئے صفاتِ او بینم

میں جو کہ اُس کی ذات میں فنا ہوں۔ اُس کی صفات کی طرف کس طرح دیکھ سکتا ہوں۔

عارف باللہ ذاتِ حروف کون؟

جاننا چاہیئے کہ جب اسم اللہ ذات کے تصور والا اسم اللہ ذات کے حروف میں مستغرق ہوتا ہے۔ تو اسم اللہ ذات کے ہر حرف کی وسعت ارض و سماوات کے چودہ طبق عرش، کرسی، لوح و قلم سے زیادہ ہوتی ہے بلکہ دونوں عالم سے پہلے جو اس وسیع مقام میں آتا ہے وہ معرفت اور توحیدِ خداوندی فنا فی اللہ بقا باللہ اور تجرید و تفرید کے تمام مقامات سے ایک حرف کے موجب واقف ہو جاتا ہے وہ اہلِ ذات ہو جاتا ہے۔ اس کا وجود سراسر پاک ہو جاتا ہے جو اسم اللہ ذات کے ہر حرف میں محو ہوتا ہے۔ اُسے بروز محشر کے محاسبہ کا کیا ڈر ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ

خبردار تحقیق اللہ تعالیٰ کے دوستوں کو نہ خوف ہے نہ غم۔

جو شخص اسم اللہ ذات کی معرفت سے محروم ہو جاتا ہے۔ جو کچھ دنیا اور عقبیٰ میں ہے وہ سب کچھ اُس پر منکشف ہو جاتا ہے۔ عارف ظاہری طور پر مخلوق کے نزدیک ہوتا ہے اور باطن میں انبیائے کرام، اولیائے عظام اور جنتیوں کے سامنے ہوتا ہے۔ ایسے عارف کو عارف باللہ ذات حروف کہتے ہیں۔ پس معلوم ہوا کہ عارف باللہ کی نشست و برخاست غرضیکہ ہر کام حکم خداوندی اور حکم نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کا کوئی کام حکمت سے خالی نہیں ہوتا۔

ارشاد گرامی ہے :۔

فِعْلَ الْحَکِیْمِ لَا یَخْلُوْا عَنِ الْحِکْمَۃِ

دانا کا فعل دانائی سے خالی نہیں ہوتا۔

ان کا ہر حال، قال، عمل، فعل سب معرفتِ خداوندی ہوتا ہے۔ کیونکہ اس کی اصل اسم اللہ ذات کے تصور پر ہوتی ہے۔ ان کا ہر کام اصل مطلق سے ملا ہوتا ہے خواہ لوگوں کی نظروں میں ان کا کام گناہ ہی ہو مگر خالق کی نظروں میں سراسر حقیقت پر مبنی ہوتا ہے۔ جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت خضر علیہ السّلام کا واقعہ سورۂ کہف میں مرقوم ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام نے کشتی کو توڑا، بچہ کو قتل کیا، دیوار کو مرمت کیا۔ جب تنگ آ گئے تو فرمایا ھٰذا فِرَاقُ بَیْنِیْ وَبَیْنِکَ

تذکرۂ مخلوق

جاننا چاہیئے کہ کوئی مخلوق تری یا خشکی وغیرہ آیاتِ قرآنیہ سے باہر نہیں۔

ارشاد رب العالمین جل مجدہ الکریم ہے :۔

وَعِنْدَہٗ مَفَاتِحُ الْغَیْبِ لَا یَعْلَمُھَا اِلَّا ھُوَ ط وَیَعْلَمُ مَا فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ط وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَۃٍ اِلَّا یَعْلَمُھَا وَلَا حَبَّۃٍ فِیْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا یَابِسٍ اِلَّا فِیْ کِتٰبٍ مُّبِیْنٍ۔

اس کے پاس غیب کی چابیاں ہیں۔ اس کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ جو کچھ خشکی اور تری میں ہے۔ وہ سب کچھ جانتا ہے۔ جب کوئی پتہ گرتا ہے تو اس کا بھی اُسے علم ہوتا ہے اور زمین کے اندر تاریکی میں جو دانہ ہے، وہ بھی اس کے علم سے باہر نہیں۔ تمام خشک و تر روشن کتاب میں ہے۔

اللہ رب العالمین جل مجدہ الکریم کے حکم سے ہر ایک آیاتِ قرآنیہ میں خاص خاصیت حکمت اور درجہ ہے۔ ہر ایک آیہ کریمہ میں حکمت، معرفت، جمعیت، عنایت، ولایت اور ہدایت کما حقہ ہے۔ عارف باللہ ان تمام کا علم رکھتا ہے لیکن ناقص اور خام خبر بھی نہیں رکھتا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

یَتْلُوْا عَلَیْہِمْ اٰیٰتِہٖ وَیُزَکِّیْہِمْ وَیُعَلِّمُہُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ وَاِنْ کَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ۔

ان کو اللہ تبارک و تعالیٰ کی آیات پڑھ پڑھ کر سناتے اور ان کو کفر و شرک کی گندگی سے پاک صاف کرتے اور ان کو اللہ تعالیٰ کی کتاب اور عقل کی باتیں سکھاتے ہیں۔ ورنہ اس سے پہلے تو یہ لوگ صریح گمراہی میں مبتلا تھے۔

ان تمام مراتب، احوال، آیاتِ قرآنیہ اور ارکان اسلام کا تعلق دو چیزوں سے ہے:

پہلی چیز:۔ زبانی اقرار لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔

دوسری چیز:۔ تصدیق قلب، دلی ذکر اور تسبیح سے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

اُولٰٓئِکَ کَتَبَ فِیْ قُلُوْبِہِمُ الْاِیْمَانَ وَاَیَّدَہُمْ بِرُوْحٍ مِّنْہُ

یہ وہ لوگ جن کے دلوں میں ایمان لکھا گیا ہے اور جنہیں اپنی رُوح سے مدد دی ہے۔

پھر ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَلٰکِنْ قُوْلُوْٓا اَسْلَمْنَا وَلَمَّا یَدْخُلِ الْاِیْمَانُ فِیْ قُلُوْبِکُمْ وَاِنْ تُطِیْعُوا اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ لَا یَلِتْکُمْ مِّنْ اَعْمَالِکُمْ شَیْئًا اِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ

عرب کے دیہاتی کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے۔ ان سے کہہ دو کہ تم ایمان نہیں لائے بلکہ یوں کہہ دو کہ ہم مسلمان ہو گئے اور ایمان کا تو ہنوز تمہارے قلوب میں گزر تک بھی نہیں ہوا۔ اور اگر تم لوگ اللہ اور اس کے رسول کے حکم پر چلو تو اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال کے اجر میں کسی طرح کی کانٹ چھانٹ نہیں کرے گا۔ بیشک اللہ غفور و رحیم ہے۔

اقسامِ قلب

جاننا چاہیئے کہ قلب تین اقسام میں منقسم ہے:۔

پہلی قسم:۔ قلبِ منیب۔

دوسری قسم:۔ قلبِ شہید۔

تیسری قسم:۔ قلب سلیم۔

ارشاد رب العالمین جل مجدہ الکریم ہے:۔

مَنْ خَشِيَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَيْبِ وَجَآءَ بِقَلْبٍ مُّنِيْبِ ۙ ادْخُلُوْهَا بِسَلٰمٍ ذٰلِكَ يَوْمُ الْخُلُوْدِ ۝ لَهُمْ مَّا يَشَآءُوْنَ فِيْهَا وَ لَدَيْنَا مَزِيْدٌ وَكَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْنٍ هُمْ اَشَدُّ مِنْهُمْ بَطْشًا فَنَقَّبُوْا فِي الْبِلَادِ هَلْ مِنْ مَّحِيْصٍ ۝ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَذِكْرٰى لِمَنْ كَانَ لَهٗ قَلْبٌ اَوْ اَلْقَى السَّمْعَ وَهُوَ شَهِيْدٌ ۔

جو بغیر دیکھنے کے اللہ تعالیٰ خوف رکھتا ہے اور دل گردیدہ لے کر آتا ہے ہم ایسے لوگوں کو فرمائیں گے کہ اس میں صحیح سلامت داخل ہو جاؤ۔ یہی دن ہمیشہ رہنے کا ہے۔ اس میں اُن کے لیے مہیا ہے جو کچھ وہ چاہیں گے

بلکہ ہمارے پاس اس سے بھی زیادہ ہے۔ ان کفار مکہ سے پہلے بہت ایسے تھے جن کو ہم نے ہلاک کیا اور وہ بل بوتے کی وجہ سے ان سے سخت تھے۔ جب اُنھوں نے مصیبت کے وقت تمام شہروں کو چھان مارا تو کہیں بھاگنے کا ٹھکانا بھی نہ پایا۔ جو صاحبِ دل ہوئے یا کان لگا کر حضورِ قلب سے بات کو سنتے ہیں۔ اُن کے لیے تو اُن باتوں میں کافی نصیحت ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے :۔

يَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ اِلَّا مَنْ اَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ۔

اُس روز مال اور بال بچے کچھ فائدہ نہ دیں گے۔ ہاں وہ فائدہ میں رہے گا جو قلبِ سلیم لے کر آئے گا۔

پھر ارشاد باری تعالیٰ ہے :۔

مَا جَعَلَ اللّٰهُ لِرَجُلٍ مِّنْ قَلْبَيْنِ فِيْ جَوْفِهٖ

اللہ نے انسان کے دل میں دو دل نہیں بنائے۔

پھر ارشاد ربُّ العالمین جلّ مجدہُ الکریم ہے :۔

وَاِنَّهٗ لَتَنْزِيْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔ نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِيْنُ عَلٰى قَلْبِكَ لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُنْذِرِيْنَ بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِيْنٍ وَاِنَّهٗ لَفِيْ زُبُرِ الْاَوَّلِيْنَ اَوَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ اٰيَةً اَنْ يَّعْلَمَهٗ عُلَمٰٓؤُا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ وَلَوْ نَزَّلْنٰهُ عَلٰى بَعْضِ الْاَعْجَمِيْنَ فَقَرَاَهٗ عَلَيْهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ مُؤْمِنِيْنَ۔

بلاشک و شبہ اللہ رب العالمین کا نازل کیا ہوا ہے۔ اس کو جبریل آمین

نے ہمارے حکم سے سلیس عربی زبان میں تمہارے دل پر القا کیا تاکہ انبیاءؑ کی طرح تم بھی لوگوں کو اللہ کے عذاب سے ڈراؤ۔ بیشک اس کی پیشگوئی پہلے انبیاء کی کتب میں موجود ہے۔ کیا لوگوں کے لیے یہ اس کی صداقت کی دلیل نہیں ہے کہ بنی اسرائیل کے عالم اس کی پیشگوئی سے واقف ہیں۔ اور اگر ہم قرآن کو کسی اوپری زبان والے پر اسی کی زبان میں اتارتے اور وہ اُسے ان اہل عرب کو پڑھ کر سناتا۔ تو یہ لوگ کبھی بھی اس پر ایمان نہ لاتے۔

مردہ دل اور زندہ دل کا انکشاف

جاننا چاہیئے کہ مردہ دل دائمی طور پر اندھیرے میں رہتے ہیں اور زندہ دل دائمی طور پر معرفتِ خداوندی میں غرق رہتے ہیں۔

ارشادِ ربُّ العالمین جل مجدہ الکریم ہے:۔

اَللّٰہُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُخْرِجُھُمْ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ وَالَّذِیْنَ کَفَرُوْا اَوْلِیٰٓئُھُمُ الطَّاغُوْتُ۔ یُخْرِجُوْنَھُمْ مِنَ النُّوْرِ اِلَی الظُّلُمٰتِ۔

اللہ تعالیٰ اہل ایمان سے پیار کرتا ہے انہیں تاریکی سے نکال کر روشنی میں لاتا ہے۔ جو لوگ کفر کرتے ہیں اُن کے دوست شیطان ہیں جو انہیں روشنی سے نکال کر تاریکی میں لے جاتے ہیں۔

ارشادِ نبوی صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

اَلْقَلْبُ عَلٰی ثَلٰثَۃِ اَنْوَاعٍ۔ قَلْبٌ مُنِیْبٌ۔ قَلْبٌ شَہِیْدٌ

قَلْبٌ سَلِيْمٌ۔ اَمَّا قَلْبٌ مُنِيْبٌ نِ الَّذِیْ يَكُوْنُ فِیْ طَاعَةٍ اَبَدًا وَ اَمَّا قَلْبٌ شَهِيْدٌ نِ الَّذِیْ يَكُوْنُ فِیْ مَعْرِفَتِ اِسْرَارِ الْعَالَمِيْنَ ، اَمَّا قَلْبٌ سَلِيْمٌ نِ الَّذِیْ لَيْسَ فِيْهِ سِوَاءَ اللّٰهِ۔

دل تین قسم کا ہوتا ہے ، منیب ، شہید اور سلیم ۔ منیب جو دائمی طور پر فرمانبرداری اور اطاعت میں رہے ۔ شہید جو اللہ تبارک و تعالےٰ کے اسرار کی معرفت میں رہے ۔ سلیم وہ جس میں اللہ کے سوا کچھ نہ ہو۔

اقسامِ دل

جاننا چاہیئے کہ دل دو اقسام میں منقسم ہے :۔

دل کی پہلی قسم :۔ پہلی قسم یہ کہ غلیظ جو شیطانی خطرات ، نفسانی اور دنیاوی حوادث سے پُر ہو وہ مطلقاً مریض ہے ، اُس کا کوئی علاج نہیں ۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کی نظرِ رحمت اور معرفت سے محروم ہے ۔ ہاں اگر خدا کی طرف اخلاص سے آنے اور کسی دلوں کے جاننے والے مرشد کی طلب کرے جو ایسے مرشد کی طلب نہیں کرتا اُس کے دل کی بیماری ہر روز بڑھتی ہے ۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے :۔

فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضًا

ان کے دلوں میں مرض ہے ۔ پس اللہ اُن کی بیماری کو بڑھاتا ہے ۔

پس علم فضیلت اور معرفتِ خداوندی کے لیے مرشد کو وسیلہ قرار دینا چاہیئے ۔ جو مرشد صاحبِ تصورِ اسم اللہ ہے وہ دل کو زندہ کرتا ہے

اور نفس کو ہلاک کرتا ہے۔

دل کی دوسری قسم: دل کی دوسری قسم جو ذکرِ خداوندی کی وجہ سے پاک و مطہر اور بارگاہِ خداوندی میں برگزیدہ ہو۔ ایسا دل اللہ تعالیٰ کے نور سے بھرپور رہتا ہے۔ ایسا صاحبِ دل زندہ دل ہوتا ہے اور اُسے ہمیشہ کی حضوری حاصل ہوتی ہے ؎

دل یکے چوں نظرگاہِ ربانی
خانۂ دیو را چہ دل خوانی

دل وہی ہے جس پر نگاہ ربانی رہے۔ تو شیطان کے دلوں کو گھر کیوں کہتا ہے۔

ارشادِ رب العالمین جل مجدہ الکریم ہے :۔

وَمَنْ يُّؤْمِنْ بِاللّٰهِ يَهْدِ قَلْبَهٗ۔

جو شخص اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتا ہے اُس کے دل کو ہدایت ہوتی ہے ؎

از دل بدر کن پیشۂ خطرات را
تا بیابی وحدتِ حق ذات را

تو دل سے خطرات کا پیشہ دُور کر تا کہ تو اللہ تبارک و تعالیٰ کی ذات کی وحدت کو پا سکے۔

اہلِ ذکر، اہلِ باطن اور صاحبِ معرفت کے لیے سکر اور مستی بالکل خام اور ناقص اور ناتمامیت ہے۔ ایسے لوگ زبان کے عالم پر دل کے جاہل ہیں ؎

دل صفا پُر نورِ اللہ ذات راز
اہلِ دل را دائمی با حق نماز

دل صفا اللہ تعالیٰ کے نور اور راز سے پُر ہوتا ہے۔ دل والا دائمی طور پر اللہ تعالیٰ کی نماز میں ہوتا ہے۔

باہو می گوید خام را مستی بود وہم از خیال
مست را ہوشیار گرداند وصال

باہو رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ خام شخص کو وہم و خیال کی وجہ سے مستی ہوتی ہے۔ وصال سے مست بھی ہوشیار ہو جاتا ہے۔

ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:

اِتَّقُوْا عَالِمَ الْجَاهِلَ قِيْلَ مَنِ الْعَالِمِ الْجَاهِلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ عَالِمُ اللِّسَانَ وَجَاهِلُ الْقَلْبِ

جاہل عالم سے ڈرو۔ پوچھا یا رسول اللہ اس سے کون شخص مراد ہے فرمایا جو زبان کا عالم ہو اور دل کا جاہل ہو۔

علومِ حقیقیہ کا انکشاف

جاننا چاہیئے کہ علم چار ہیں۔ جس کو یہ چاروں علم حاصل ہوں اُسے فضیلت حاصل ہوتی ہے اور وہی ارشاد کے لائق ہوتا ہے۔ ناقص مرشد تو فساد کا سرمایہ ہوتا ہے۔ زبان، رُوح اور سرّ کا علم جسے اچھی طرح حاصل ہو جاتا ہے وہ براہِ راست لوحِ محفوظ کا مطالعہ کر سکتا ہے۔ ہر علم میں ستر ہزار نفسانی اور جسمانی حجابات ہوتے ہیں۔ قلبی، روحانی، سری اور لامکانی ہیں۔

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:

اَلْعِلْمُ حِجَابُ الْاَكْبَرُ

علم بہت بڑا حجاب ہے۔

جو شخص ان چار علوم کو حاصل کر لیتا ہے وہ معرفت خداوندی میں قدم رکھتا ہے

اور پھر انسان انسانیت کے درجے کو پہنچتا ہے۔

ارشاد ربُّ العالمین جل مجدہ الکریم ہے:۔

وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْ اٰدَمَ

اور ہم نے اولاد آدم کو معزز کیا۔

اس کے بعد ہر ایک مقام قلب میں آتا ہے اور قلب سے کھلتا ہے۔ قلب اس گوشت کے لوتھڑے کو نہ سمجھو پر خون سے بھرپور اور غلیظ ہے بلکہ قلب تو اللہ تبارک و تعالیٰ کے نُور سے پُر ہوتا ہے۔ جو وہم اور عقل میں نہیں سماسکتا۔ قلب کی تمیز ایک نہایت مرتبہ ہے۔ لیکن اس معزز مرتبہ پر مغرور ہو جانا اللہ تعالیٰ کی معرفت غرق فنا فی اللہ اور قرب حضور اس سے بعد کی منزل ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ

ہم شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہیں۔

الہام مذکور تجلیات ذات کے مشاہدات حضور، قرب اور معرفت سب کچھ بندے کی شہ رگ کی نزدیکی سے بھی زیادہ قریب ہیں۔

تجلّی

حضرت موسیٰ علیہ السلام کوہ طور پر اللہ تبارک و تعالیٰ سے کلام کرتے تھے لیکن حضور نبی کریم وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین شفیع المذنبین انیس الغریبین احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کا وجود مبارک ہی کوہ طور تھا۔ شہ رگ سے چونکہ نزدیک ہے اس لیے آپ یہیں ہم کلام ہو کر جواب باصواب حاصل کر لیا کرتے

تھے۔ یہ حقیقت ہے کہ حضور نبیٔ غیب دان علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی اُمّت کے حوصلے بہت وسیع ہیں کیونکہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسّلام تجلی کے ایک قطرہ سے تین دن رات بیہوش رہے۔ جب ہوش میں آئے تو کہا اے الٰہ العالمین میری توبہ میں پہلا مسلمان ہوں۔ لیکن عارف اور فقیر کے دل پر ایک لحظ کے اندر نظرِ رحمت سے ذاتِ ربُّ العالمین جل مجدہُ الکریم کی ستّر ہزار تجلّیات ہوتی ہیں۔ پھر بھی اُن کی حالت نہیں بدلتی۔ اپنی حالتِ حقیقی پر قائم رہتے ہیں۔

ارشادِ نبوی صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے :۔

اَلْعُلَمَاءُ اُمَّتِیْ کَاَنْبِیَاءِ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ

میری اُمّت کے علماء بنی اسرائیل کے انبیاء جیسے ہیں۔

اُن پر صادق آتی ہے۔

فقیر کون ؟

جاننا چاہیئے کہ عالم عارف اور فقیر وہ شخص جو علم ظاہری اور علمِ باطنی کو اپنے عمل میں لائے۔ فقیر اور عالم عامل ہونا چاہیئے نہ کہ علم کا اُٹھانے والا جیسے گدھے پر بوجھ لدا ہوا ہو۔ پس معلوم ہُوا کہ اہلِ معرفت کا سینہ تجلیات ذات اور اللہ تعالیٰ کے ذکر کے نُور سے ایسا کشادہ اور صاف ہوتا ہے کہ اس میں چودہ طبق سما جائیں تو بھی انہیں معلوم نہ ہو، ان کے لیے ایسا ہے جیسا کہ ن کے بیچ نقطہ ہے ے

اے سرِّ تو در سینۂ ہر صاحب راز
پیوستہ درِ رحمتِ تو بر ہمہ باز

ہر راز دار کے سینہ میں تیرا راز ہے۔ اور سب پر تیری رحمت کا دروازہ دائمی طور پر کھلا ہوا ہے۔

ہر کس کہ بدرگاہِ آید بہ نیاز
محروم نہ درگاہ تو کے گردد باز

جو کوئی تیری بارگاہ میں بہ نیاز آئے وہ تیری بارگاہ سے محروم کس طرح جا سکتا ہے۔

دلِ عارفاں

جاننا چاہیئے کہ اہلِ معرفت کے دل اللہ تبارک و تعالیٰ کی رحمت سے وسیع ہیں۔ کیونکہ رحمتِ خداوندی اس میں آ سکتی ہے۔ اور وہ رحمتِ خداوندی میں نہیں آ سکتا۔ نگاہ رحمت خداوندی ہے اور دل اللہ تبارک و تعالیٰ کی نگاہ کی جگہ ہے۔ جو شخص دل سے آگاہ ہے اس کا سینہ مقامِ ہدایت ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

فَمَنْ یُّرِدِ اللّٰهُ اَنْ یَّهْدِیَهٗ یَشْرَحْ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ وَمَنْ یُّرِدْ اَنْ یُّضِلَّهٗ یَجْعَلْ صَدْرَهٗ ضَیِّقًا حَرَجًا كَاَنَّمَا یَصَّعَّدُ فِی السَّمَآءِ كَذٰلِكَ یَجْعَلُ اللّٰهُ الرِّجْسَ عَلَى الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ۔

اللہ تعالیٰ جسے ہدایت دیتا ہے اس کا سینہ اسلام کے لیے کھول دیتا ہے جسے گمراہ کرنا چاہتا ہے، اس کا سینہ تنگ کر دیتا ہے۔ گویا وہ آسمان کو اُڑ رہا ہے۔ لیکن یہ حالت اُن لوگوں کی کرتا ہے جو ایمان نہیں لاتے۔

پھر ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ فَهُوَ عَلٰى نُوْرٍ مِّنْ

رَبِّهٖ فَوَيْلٌ لِّلْقَاسِيَةِ قُلُوْبُهُمْ مِّنْ ذِكْرِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ۔

جس کا سینہ اسلام کے لیے اللہ تعالیٰ نے کھول دیا ہے۔ وہ اپنے رب تعالیٰ کی طرف سے نور پر ہے۔ ان لوگوں کی حالت پر افسوس ہے جن کے دل اللہ تبارک و تعالیٰ کا ذکر نہ کرنے سے سیاہ ہو گئے ہیں۔ ایسے لوگ ایک کھلم کھلی گمراہی میں ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

اَلَمْ لَكَ صَدْرَكَ

کیا ہم نے تیرے سینے کو نہیں کھولا۔

پھر ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ

اور اللہ ہی کا ذکر سب سے بڑا ہے۔

ارشاد نبوی صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

مَنْ لَّمْ يَذْكُرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَاِنَّهٗ لَفِسْقٌ

جس ذبیح پر اسم الٰہی نہ لیا گیا ہو اُسے نہ کھاؤ اُسے کھانا فسق ہے۔

پھر ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

وَاِلٰى رَبِّكَ فَارْغَبْ

اور اپنے رب تعالیٰ کی طرف راغب ہو جاؤ۔

دعوائے صدق شہادت

جاننا چاہیے کہ جو شخص صدق، شہادت اور صلاحیت کا مدعی ہے وہ اس

آیۂ کریمہ کے مطابق سچا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

مِنَ النَّبِیّٖنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِیْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِیْقًا۔

نبی، صدیق، شہید اور صالحین لوگ رفاقت کے لیے اچھے ہیں۔

جہاں پر صدق ہو وہ صداقت کیش فنافی اللہ ہوتا ہے۔ یہ فنافی اللہ اور بقاباللہ اس عارف فقیر اور درویش کے ہیں۔ جو مشاہدۂ نور اور تجلیات ذات میں ایسا غرق ہو کر خود فنا اور معرفتِ خداوندی سے باقی ہو۔ کیونکہ وہاں نہ رسم و رسوم یاد رہتے ہیں نہ ذکر و فکر، نہ صبر و شکر۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

وَاذْكُرْ رَّبَّكَ اِذَا نَسِیْتَ

اور اپنے رب تعالیٰ کو اُس وقت یاد کر جب تو بھول جائے۔

یقین کے یہ مراتب اُس کے ہیں جو نفس کے مخالف ہو۔ جو منصف، حق کو پہچاننے والا اور امانت دار ہو۔ وہ اُس غرق فی اللہ کے درجے پر پہنچتا ہے۔ اور جب اس درجے پر پہنچ جاتا ہے تو اُس کا نفس شیطان سے علیحدہ ہو جاتا ہے اور دل روح کا سچا اور یقینی وزیر بن جاتا ہے تو نہیں جانتا کہ نفس بادشاہ ہے اور شیطان اُس کا مقرب وزیر ہے۔ ہمیشہ غرور اور متکبر رہتا ہے۔

صدق کیا ہے؟

معرفت خداوندی میں صاحب تصدیق کی یہ نشانی ہے جیسا کہ حضرت رابعہ

بصریہ رحمۃ اللہ علیہا کی مجلس، ذکر اولیائے کرام مذکور رہتا ہے۔ ایک ولی اللہ نے حضرت رابعہ بصریہ رحمۃ اللہ علیہا کے سامنے صدق کے بارے میں کہا وہ شخص صادق نہیں کہلا سکتا جو اپنے آقا کی چوٹ پر صبر نہیں کرتا۔ ایک اور ولی اللہ نے صدق کے بارے میں یہ کہا کہ وہ شخص اپنے دعویٰ میں سچا نہیں جو اپنے آقا کی ضرب پر شکر نہ کرے۔ پھر ایک اور ولی اللہ نے اپنے دعویٰ میں کہا وہ سچا نہیں جو اپنے آقا کی ضرب سے لذّت حاصل نہیں کرتا۔ حضرت رابعہ بصریہ رحمۃ اللہ علیہا نے فرمایا کہ یہ صدق بچوں کا کھیل ہے، جُدائی ہے، مجازی ہے۔ یاد رہے کہ صدق اسے کہتے ہیں کہ صاحبِ صدق اپنے آقا کی ضرب پر مشاہدہ ربوبیت کو کبھی فراموش نہ کرے۔ حضرت سلطان العارفین اس کے متعلق اس طرح فرماتے ہیں کہ جو آقا کی ضرب پر تصدیق میں فنا نہیں ہوتا وہ سچا نہیں ہے۔

صدق کے معانی

صدق کے معنیٰ یقین ہے۔ یقین، یقین سے ہے اور یقین دینِ محمدی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے۔ یقین سجدہ سے ہے جو سجدہ کا تارک ہے وہ ملعون شیطان ہے۔ یقین کی تشریح یہ ہے:۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ

اور رب تعالیٰ کی عبادت کر یہاں تک کہ تجھے یقین آجائے۔ ؎

عبادتِ حق ببر تا وقتِ مُردن
یقین شد از یقینِ ایمان بُردن

بوقتِ نزع تک رب تعالیٰ کی عبادت کرتا رہ۔ حقیقت ہے کہ یقین کے سبب ایمان سلامت لے جائے گا۔

یقین قرآن برد اعمال کردن
یقین آنست کہ خود باحق سپردن

یقین سے قرآن پر عمل نصیب ہوتا ہے۔ خود کو اللہ تبارک وتعالیٰ کے سپرد کرنا یقین ہے۔

یقین سرمایۂ ایمان نورش
یقین با معرفت قرب حضورش

یقین ایمان کے نور کا سرمایہ ہے۔ یقین قرب حضور کی معرفت ہے۔

یقین از یک بر دیگر نباشد
دوئی شیطان را از دل تراشد

یقین ایک کو چھوڑ کر دوسرے پر نہیں جانے دیتا۔ یقین شیطانی دوئی کو دل سے نکال دیتا ہے۔

یقین دیدہ بچشم خود بہ بیند
کہ صحبت عارفاں باہم نشیند

یقین والا بہتر نگاہوں سے دیکھتا ہے اور عارفین کا ہم نشین ہوتا ہے۔

یقین از حق شود حق راز اللہ
خط درکش بگرد لا سوی اللہ

یقین سے سرِ خداوندی کا حصول ہوتا ہے۔ یقین ماسوی اللہ کے گرد لکیر کھینچ دیتا ہے۔

یقین ببرد حضوری بے ریاضت
یقین شد از یقین صاحب اجازت

یقین بغیر ریاضت کے حضوری میں لے جاتا ہے۔ یہ یقینی امر ہے کہ انسان یقین سے صاحبِ اجازت ہو جاتا ہے۔

کسے را شد یقین حق بحاصل
رسد حق الیقین عرفان واصل

جس شخص کو یقین حاصل ہوتا ہے وہ حق الیقین اور وصل و معرفتِ خداوندی تک رسائی حاصل کر لیتا ہے۔

منافق و کافر کی بے یقینی

جاننا چاہیئے کہ کفر، حرب، رفض اور منافق کو یقین نہیں ہوتا۔ یقین اللہ تعالیٰ کی پاکیزگی کے بارے میں ہے۔ یہ لوگ قرآن و حدیث کے مخالف اور اہلِ سنت و جماعت کے طریقہ کے مخالف ہوتے ہیں۔ اس لیے یہ یقین سے خالی ہوتے ہیں۔ یقین والے کی نشانی یہ ہے کہ اگر ان کے پاس دن کا کھانا نہ ہو اور اسے ایک لاکھ اشرفی دی جائے پھر بھی وہ یقین کو ترک نہیں کرتا۔ اس لیے کہ ان کے لیے زر و مال سے دینِ محمدی علیہ الصلوٰۃ والسلام اور اللہ تبارک و تعالیٰ کی معرفت بہتر ہے۔

یقین مندرجہ ذیل چار حروف میں منقسم ہے:۔

یقین کا پہلا حرف :۔ ی ہے۔

یقین کا دوسرا حرف :۔ ق ہے۔

یقین کا تیسرا حرف :۔ ی ہے۔
یقین کا چوتھا حرف :۔ ن ہے۔

ی کی حکمت :۔ یگانۂ حق بناتا ہے۔
ق کی حکمت :۔ قربِ حق حاصل ہوتا ہے
ی کی حکمت :۔ یکتائے حق بنتا ہے۔
ن کی حکمت :۔ نفس کو حرص و ہوا سے خالی کرتا ہے۔

صاحبِ یقین توکل علی اللہ کرتا ہے، وہ اُسی کو کافی خیال کرتا ہے۔ یقین میں انسان اللہ کو ہر حال اور قول و فعل میں سمیع و بصیر خیال کرتا ہے۔ حاضر و ناظر بھی خیال کرتا ہے۔ اور یہ ہدایت کا انتہائی مرتبہ ہے۔ صدیقین کا یقین پہاڑ کی مثل ہے وہ نہ ہلتا ہے نہ کانپتا ہے نہ لڑھکتا ہے۔ وہ اللہ ربّ العالمین جل مجدہ الکریم کی دوستی میں ثابت قدم رہتے ہیں لیکن منافق، بے دین اور بدمذہب شیطان ملعون کا تابع ہے۔ اور ریت کی مٹھی کی طرح قائم رہتا ہے۔

یقین تصدیق دل اقرار ازلش
یقین رہبر شود با فیض و فضلش

دل کی تصدیق اور ازل کا اقرار کا نام یقین ہے۔ یقین فیض و فضلِ خداوندی کے لیے راہبر ہے۔

یقین پاکش تعلّق رُوح دارد
چو پاکش شد یقین با رُوح آرد

یقینِ پاک کا تعلق رُوح سے ہوتا ہے۔ جب یقین پاک ہو جائے تو رُوح سے اس کا واسطہ ہو جاتا ہے۔

یقین باشد خلافِ نفس دائم
یقین با زندگی دل ہست قائم

دائمی طور پر یقین نفس کے خلاف ہوتا ہے۔ اور یقین عمل کی زندگی سے قائم رہتا ہے۔

یقین در دل نوشتہ حق نظیرش
نہ حق گردد یقین روشنضمیرش

یقین سے دل میں اللہ تبارک و تعالیٰ کا نقش قائم ہوتا ہے۔ یقین کے باعث انسان کو حق تبارک و تعالیٰ روشنضمیر بنا دیتا ہے۔

باہو یقین از سہ یقین و از سہ مقامش
ز ہر سہ یک شود ختم تمامش

اے باہو! یقین کے مقام و اقسام تین ہیں۔ جب یہ تینوں باہم مل جائیں تو پھر یقین کامل ہو جاتا ہے۔

اقسام یقین

یقین تین اقسام میں منقسم ہے:۔

پہلی قسم :۔ علم الیقین ہے۔

دوسری قسم :۔ عین الیقین ہے۔

تیسری قسم :۔ حق الیقین ہے۔

جن کی تصدیق سے دل سورج کی طرح روشن ہو جاتا ہے اور ان کی روشنی سے وجود میں بے یقینی کی تاریکی دور ہو جاتی ہے۔

یقین کی تعریف یہ ہے کہ صحت، بیماری، سختی اور آسانی ہر حالت میں اللہ تعالیٰ کے احکام اور حضور نبی کریم وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم

کی پیروی سے باز نہ آئے۔ اور رجعت کھا کر خواہشاتِ نفسانی میں مبتلا ہو جائے اس قسم کا یقین ذکرِ خداوندی کا وسیلہ ہوتا ہے۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔

عارفین کا یقین

جاننا چاہیئے کہ محبت و معرفت، طلبِ خداوندی، ذکر، فکر، حضور، مذکور، الہام، باطن، قربِ خداوندی اور فنا و بقا سب کی بقا یقینی ہے ؎

اصل یقین است یقین گر شود
کار تو از ہفت افلاک بگذرد

یقین اصل ہے۔ اگر یقین حاصل ہو جائے تو تیرا کام ہفت افلاک سے بھی بڑھ جائے۔

حضرت سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو کچھ انہوں نے کہا ہے سراسر غلط ہے کیونکہ ناقصوں کا یقین ہے۔ عرش و کرسی اور لوح و قلم کی طرف لے جاتا ہے۔ اس قسم کا یقین معرفتِ خداوندی اور وحدانیت سے دور کر دیتا ہے۔ صدیقین و عارفین کا یقین معرفتِ خداوندی کے مشاہدہ اور مجلسِ نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور میں پہنچا دیتا ہے۔

ذکرِ باطنی کی اہمیت

جب کامل مرشد طالب کو اسم اللہ ذات کا تصور بخشتا ہے تو قلب قالب

گوشت، پوست، رگ، ہڈیوں کا مغز، رُوح، سر، تمام اعضاء اور بدن کے ہر ایک بال سے اَللّٰہ اَللّٰہ کی آواز آنے لگتی ہے۔ اور یَااَللّٰہ یَااللّٰہ کا شور برپا ہوجاتا ہے۔ اسم اَللّٰہ ذات اور کلمہ طیبہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کے ذکر سے ازل، ابد، دنیا و آخرت کا ہر ایک مقام اللہ تبارک وتعالیٰ کے دیدار اور معرفتِ خداوندی سب کچھ صاف صاف دکھائی دینے لگتا ہے۔ یہ ذاکر کے ابتداء کی حالت ہے۔ جس ذکر میں یہ صفت نہ ہو سمجھ لو کہ اس کے وجود میں اسم اَللّٰہ اور ذکرِ اسم اَللّٰہ نے اثر نہیں کیا۔ اس کا ذکر وہمی اور خیالی ہے۔ ذکرِ باطنی برحق ہے اس پر نکتہ چینی نہیں کرنی چاہیئے۔ کیونکہ ذکر خداوندی سے ذاکر کو ایسا استغراق حاصل ہوتا ہے۔ گویا بے جان مردہ ہے۔ روحانی مردہ جو کچھ بھی دیکھے جائز ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے :۔

مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْتَ مُوْتُوْا

مرنے سے پہلے مر جاؤ

ارشادِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے :۔

اِسْمُ اللّٰہِ شَئٌ طَاہِرٌ لَا یَسْتَقِرُّ اِلَّا بِمَکَانٍ طَاہِرٍ

اسم الٰہی مطہر ہے۔ وہ مطہر مکان ہی میں قرار پکڑتا ہے۔

اسمِ الٰہی کی تاثیرات

جو طالب اوّل روز اسم اَللّٰہ اور ذکر اسم اَللّٰہ کی تاثیر سے ظاہری اور باطنی تصرف حاصل کرتا ہے اس کے مرشد پر فرضِ عین ہے کہ کچھ طالبین کو خدا تک پہنچائے اگر کوئی معرفتِ خداوندی کے لائق اور وسیع حوصلہ ہاتھ نہ آئے تو یہ نعمت

الٰہی ظلِّ اللہ کو بخشے۔ کیونکہ اہل ثروت کی اہلِ ثروت ہی قدر کرتا ہے۔ غیر اختیاری اور منہ کے بل گرنے والے فقیر کے سبب معرفت کی۔ راہ طے نہیں ہو سکتی۔ ہزاروں ناقص طلبگار سے ایک عمدہ طالب ہو جائے تو کافی ہے۔ اللہ بس ماسوی اللہ ہوس۔

مرشد کامل کے مراتب

جاننا چاہیئے کہ مرشد کامل وہ ہے جو طالب کو حسب ذیل چار مراتب سے مستغنی کرے:۔

مرتبہ اوّل:۔ دل ہے۔
مرتبہ دوم:۔ رُوح ہے۔
مرتبہ سوم:۔ سرّ ہے۔
مرتبہ چہارم:۔ خفی ہے۔

مرتبۂ دل جس سے طالب باطن میں اولیاء اللہ کا ہم جلیس ہو۔

مرتبۂ رُوح:۔ جس سے طالب باطن میں انبیائے کرام اور اولیائے عظام کی ارواح کا ہم جلیس ہو۔

مرتبۂ سرّ:۔ جس سے طالب کو اسرار خداوندی کی معرفت و مشاہدہ نصیب ہو۔

مرتبۂ خفی:۔ کہ ذکر خفیہ کے سبب اس سے کوئی شے پوشیدہ نہیں اور نہ ہی مخفی رہے۔

جس شخص کو یہ راہِ حقیقی معلوم نہیں وہ عارف مرشد نہیں ہے۔

جاننا چاہیئے کہ جب اللہ تبارک و تعالیٰ کی وحدانیت و معرفتِ خداوندی کا علم سینے میں آتا ہے تو رسم و رسوم کا علم سینے سے نکل جاتا ہے۔ اور ظاہری اور

باطنی دونوں علم کا عالم ہو۔ وہ لائق ارشاد اور صاحبِ معرفت و وصال ہے۔ کیا تو جانتا ہے کہ حضور نبی پاک صاحبِ لولاک علیہ الصّلوٰۃ والتسلیمات علم ظاہری کی طرف سے اُمّی، حرص، حسد، خود پسندی، تکبّر اور حرص وہوا کا علم مستعار ہے۔ اس علم میں شیطان عالم، فاضل اور قاری ہے۔ لیکن ہدایت اور معرفتِ خداوندی کے علم سے محروم اور علم استغراق و وصول سے جہالت ہے۔

عالمِ روحانی اور عالمِ نفسانی

جاننا چاہیئے کہ جب باعمل عالم اور کامل فقیر علم کو رُوح پرور برتتے ہیں تو نفس خراب اور پریشان ہو جاتا ہے۔ عالمِ روحانی اور عالمِ نفسانی کی بزم راس نہیں آتی۔

حروف کی حکمتِ عملی

علم تین مندرجہ حروف میں منقسم ہے:۔

علم کا پہلا حرف :۔ ع ہے۔

علم کا دوسرا حرف :۔ ل ہے۔

علم کا تیسرا حرف :۔ م ہے۔

علم کے معنی جاننا ہے۔ جو شخص علم کو سر سے پکڑتا ہے اور علم کا سر ع ہے۔ علم کے عین سے عین العنایت، عین الولایت، عین الھدایت، عین الوصال، علم الیقین، عین الیقین اور حق الیقین حاصل ہوتے ہیں۔ علم کا عین خدا تک پہنچا دیتا ہے۔ اور باطل سے نکال لاتا ہے۔

علم کال:۔ جو شخص علم کے ل کو پکڑتا ہے۔ ل علم کا حرف وسطی ہے۔ یہ لام لایحتاج کرتا ہے۔ لام نفی کا بھی ہے۔ اس سے فنائے نفس حاصل ہوتی ہے۔ ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

مَنْ عَرَفَ نَفْسَہٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّہٗ مَنْ عَرَفَ نَفْسَہٗ بِالْفَنَاءِ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّہٗ بِالْبَقَاءِ۔

جس نے اپنے نفس کو پہچانا اُس نے اپنے رب کو پہچانا۔ جس نے اپنے نفس کو فانی سمجھا اس نے اپنے رب کو باقی سمجھا۔

عجائباتِ علم

علم شناخت سے شناخت حاصل ہوتی ہے۔ کبھی کوئی جاہل عارف باللہ نہیں ہُوا۔ جو علم کے میم کو جانتا ہے۔ اس سے حضور نبی کریم رحمۃ للعالمین علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کی مجلس پاک کی ملاقات اسے نصیب ہوتی ہے جو علم کی خلاف ورزی کرتا ہے وہ ہوا و نفس کے موافق ہے۔ اور وارثِ انبیا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مراتب کو نہیں دیکھتا۔ ایسا شخص ع سے عاق۔ ل سے لادین اور م سے مردار خور ہوتا ہے۔ اور نفس مردود کا قیدی اور ہوا و ہوس کے جال میں گرفتار ہوتا ہے۔ یہ چیزیں ایمان اور عزت و شرف کا سرمایہ ہیں۔

حقیقی بنیاد

علم قرآن و حدیث، فقہ اور مسائل تصوف، فقہ قرآن ہے۔ فقیری کی بنیاد علم فقہ ہے اور فقہ کی بنیاد توحیدِ باری تعالیٰ اور معرفتِ خداوندی ہے۔ اور

تصوف اور فقہ کی بنیاد ذکرِ خداوندی میں مشغول ہونا ہے۔

ارشادِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

لَا یَشْغَلُھُمْ بِشَیْءٍ مِّنْ غَیْرِ ذِکْرِ اللّٰہِ طَرْفَۃَ الْعَیْنِ

اللہ تبارک وتعالیٰ کے بعض بندے ایسے ہیں جنہیں اللہ تبارک وتعالیٰ کے ذکر سے کوئی چیز ایک لحظہ کے لیے بھی غافل نہیں کر سکتی۔

مردوں کا کام

حضرت سلطان العارفین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں ان لوگوں پر متعجب ہوں کہ جو کام بھی کرتے ہیں۔ روضہ یا خانقاہ کے لیے۔ مخلوق خدا کو خوش کرنے کے لیے اور عزۃ وجاہ کے لیے کرتے ہیں۔ وہ کبھی بھی معرفت خداوندی میں مستغرق ہونے کے لیے رُخ نہیں کرتے۔ یہ حقیقت ہے کہ کامل اور مکمل کے مراتب طیر سیر طبقات غوثیہ، قطبیہ ہی نہیں بلکہ عرش سے اُوپر ستّر ہزار اور مقام ہیں۔ حرص و ہوا کو قابو میں لانا خام آدمیوں کا کام ہے۔ اور علمِ کیمیا اور ننگ و ناموس کے لیے رجوعات خلق اور جنّ، انسان وحشی اور پرندوں کو تسخیر کرنا، کشف وکرامات اور دنیاوی درجات میں ترقی کرنا خام آدمیوں کا کام ہے۔ اور علم کیمیا اکسیر، علم دعوت التکسیر، اور دائرہ اور بست در بست نقش پُر کرنا، دائرہ جفر کا پُر کرنا، بادشاہ اور اُمراء کو اپنے حضور میں لانا اور قید کرنا بیوقوفوں کا کام ہے۔ لیکن خود سے فنا ہو کر اللّٰہ کی معرفت اور حضور سرور عالم نور مجسم نبی مکرم رسول معظم احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کی مجلس پاک کی حضوری حاصل کرنا مردوں کا کام ہے ؎

ہر کہ باشد پسند خالق پاک
ورنہ باشد پسند خلق چہ پاک

جو کام پیدا کرنے والے کے پسند ہو بہتر ہے خواہ وہ کام مخلوق کو پسند آئے یا نہ آئے کچھ مضائقہ نہیں۔

قلبِ مومن کی کیفیّت

جاننا چاہیئے کہ اولیاء اللہ نازک قلب ہوتے ہیں۔ مکھن سے زیادہ کوئی چیز نرم اور ملائم نہیں۔ کیونکہ جب معمولی سی گرمی اُسے پہنچتی ہے تو نرم ہو جاتا ہے۔ اسی طرح درویشوں، فقیروں اور مومنوں کے دل دوسرے کی گرمی سے جنبش میں آتا ہے یا کسی مومن بھائی کی تکلیف کو دیکھ کر ان کے نرم دل کو ٹھیس لگتی ہے ؏

دل ہمانست کہ از تاب کساں آب شود
ورنہ دیگر دل ہمہ یک مضغہ از آب وگل است

دل اُسے کہتے ہیں جو لوگوں کی گرمی سے آب بن جائے ورنہ دوسرے دل صرف خاک اور آب کا ایک پنڈا ہے۔

دل پُر درد نہ دردش می بر آید
آزارِ دل کہ اہل از دل نشاید

درد سے بھرا ہُوا دل کسی کا درد دیکھ کر کڑھتا ہے۔ دل والے کسی کا دل نہیں دُکھاتے۔

دل سنگین سیاہ و سر خجالت
برائے معرِفت او کے وصالت

پتھّر دل اور شرمندہ دل کب اللہ تبارک و تعالیٰ کی معرفت وصال کی طرف توجّہ کرتا ہے۔

؏ دل شکستہ مارا کسے درست کند
کہ دل شکستگی خویشین نخست کند

ہمارے شکستہ دل کو وہ صحیح کر سکتا ہے جو پہلے اپنے دل کو شکستہ کر دے۔

شکستگی بدرستی تواں درست کند
شکستگی بہ شکستن کے درست کند

شکستہ کو درستی درست کر سکتی ہے۔ نہ کہ اور شکستہ سے شکستگی رفع ہو سکتی ہے۔

تو مردہ دل سے دور رہ۔ شغل اللہ تعالیٰ کے ذکر سے زندہ ہوتا ہے۔ دل کی حیاتی اسم اَللّٰہ میں مستغرق ہونے اور فنا فی اللہ ہونے سے حاصل ہوتی ہے۔

حضرت سلطان العارفین نے کیا خوب فرمایا ہے

گر رہ دی عرش اکبر عرش نور
ایں مراتب ناقصانست بی حضور

اگر تو عرش اعظم تک بھی چلا جائے پھر بھی سمجھ لیجئے کہ یہ ان ناقص لوگوں کا مرتبہ ہے جو بے حضور ہیں۔

در مطالعہ لوح باشی روز و شب
ایں مراتب ناقصانست بی اَدب

اگر تو شب و روز لوح محفوظ کا بھی مطالعہ کرے پھر بھی سمجھ لیجئے کہ یہ بے اَدب ناقصوں کا مرتبہ ہے۔

نگاہِ باری تعالیٰ کی کیفیت

جاننا چاہیئے کہ اللہ ربُّ العزۃ تبارک و تعالیٰ جل مجدہ الکریم کی نگاہِ پاک دل پر ہوتی ہے۔ عرش، کرسی، لوح محفوظ، قلم اور ہر مقام ناقصوں کا مرتبہ ہے

اللہ تبارک وتعالیٰ کی نگاہ دل پر ہوتی ہے۔ تو جو کچھ تلاش کرنا چاہتا ہے دل سے تلاش کر۔ اور جو غیرِ حق ہے اُسے دل سے نکال دے۔ دل اللہ تبارک وتعالیٰ کے نور سے پُر ہونا چاہیئے نہ کہ خطرات سے پُر ہو۔ اگر دل مشتِ خاک ہے تو مطلق جہل ہے، مُردہ ہے اور مُرجھایا ہُوا ہے ؎

چرا در زندگیٔ دل نکوشی
چرا زیں شربتِ شیریں ننوشی

تو دل کو بیدار کرنے کی سعی کیوں نہیں کرتا۔ اور یہ شیریں شربت کیوں نہیں پیتا:۔

دلِ زندہ شود ہرگز نمیرد
دلِ بیدار شد خوابش نگیرد

دل زندہ ہو کر کبھی بھی مردہ نہیں ہوتا۔ جو دل ایک دفعہ بیدار ہو جائے وہ پھر کبھی مردہ نہیں ہوتا۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:۔

وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ رَبِّ اَرِنِيْ كَيْفَ تُحْيِ الْمَوْتٰى قَالَ اَوَلَمْ تُؤْمِنْ قَالَ بَلٰى وَلٰكِنْ لِّيَطْمَئِنَّ قَلْبِيْ قَالَ فَخُذْ اَرْبَعَةً مِّنَ الطَّيْرِ فَصُرْهُنَّ اِلَيْكَ ثُمَّ اجْعَلْ عَلٰى كُلِّ جَبَلٍ مِّنْهُنَّ جُزْءًا ثُمَّ ادْعُهُنَّ يَاْتِيْنَكَ سَعْيًا وَاعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ

جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حضور عرض کیا کہ الٰہی تو مجھے دکھا مردوں کو کس طرح زندہ کرتا ہے تو حکم ہوا کیا تجھے یقین نہیں۔ عرض کیا ہے تو سہی لیکن میں اپنے دل کی تسلّی کے لیے چاہتا ہوں۔ حکم ہُوا کہ چار پرندے لے کر انہیں ذبح کر کے ان کا گوشت پہاڑی کے مختلف

حقوں پر رکھ دے۔ پھر انہیں بلا تو تیری جانب اُڑ کر آئیں گے۔ یاد رکھ اللہ تبارک و تعالیٰ عزیز و حکیم ہے۔

عِلم ظاہر اور عِلم باطن

جاننا چاہیئے کہ عبودیّت، ربوبیّت، عبادت، معاملات، حضور نبی کریم وَمَا اَرسلنٰک اِلّارحمۃً للعالمین شفیع المذنبین انیس الغریبین اَحمدِ مجتبیٰ حضرت محمّد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کی مجلسِ پاک کی حضوری، ذاتِ خداوندی میں مستغرق اور فنا ہونا اور باقی باللہ ہونا۔ ان سب کی بنیاد علم ظاہر اور علمِ باطن ہے۔ جو شخص علم کے الف سے محبّت کرتا ہے اور اُس کی کنہ کو جان لیتا ہے اسے اس اَلف سے محبّت پیدا ہو جاتی ہے۔ اور اسی الف سے اُسے سب کچھ معلوم ہو جاتا ہے۔ کیونکہ کوئی چیز اس الف سے باہر نہیں۔ کیونکہ الف کے تصوّر سے دونوں جہان پشتِ ناخن پر دیکھ سکتا ہے۔ یا ہاتھ کی ہتھیلی پر کالے کے برابر دکھائی دے سکتے ہیں۔ یہ یقینی اَمر ہے کہ جس شخص کو یہ مراتب حاصل ہوں کہ وہ دونوں جہان کو پشتِ ناخن پر دیکھ سکے اُسے قلم دوات لے کر لکھنے کی کیا حاجت ہے ؎

خیالِ خواندن چندیں کتب چراست ترا
الف بس است اگر فہم ایں اداست ترا

تو اس قدر کتابیں پڑھنے کا کیوں خیال کرتا ہے۔ اگر تو اس نقطہ کو سمجھے۔ تو تیرے لیے ایک الف ہی کافی ہے۔

اقسام سلوک

یاد رہے کہ سالک سلوک دو اقسام میں منقسم ہے:۔

سلوک کی پہلی قسم: جو حرص و ہوا والوں کو درکار ہیں۔ اہل حرص و ہوا کئی سال محنت و ریاضت کر کے پھر کہیں طبقہ منتہی پر پہنچتے ہیں۔ وہ قربِ خداوندی کے درجہ سے بے خبر ہوتے ہیں۔ نگاہِ باری تعالیٰ طبقاتِ حرص و ہوا پر نہیں ہوتی۔ وہ تو صاف دل کو دیکھتا ہے۔ اور صاف دل پر بھی ایسا جسے حضور نبی غیب دان مخبر صادق حبیب لبیب احمدِ مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کی مجلسِ پاک کی حضوری حاصل ہو۔

طبقات، عرش سے لے کر تحت الثریٰ تک کے طبقات

سلوک کی دوسری قسم: یہ حضور نور لامکان میں ہے۔ جو شخص ان مراتب پر پہنچتا ہے وہ رحمٰن کے موافق اور شیطان کے مخالف ہوتا ہے۔ پس معلوم ہوا کہ شریعت، طریقت، حقیقت، معرفت، ناسوت، ملکوت، جبروت اور لاہوت۔ یہ تمام مقام طبقات حرص و ہوا کے متعلق ہیں۔ اور فقرِ محمدی صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لامکان وحدانیت ذات اور فنا فی اللہ سے دُور ہیں۔ پس طبقات حرص و ہوا، اور طبقات فنا فی اللہ والوں کا باہم بیٹھنا راس نہیں آتا۔ خواہ باطن میں ان مراتب پر پہنچ جائے۔ پھر بھی سرِ مو شریعت کے خلاف نہیں کر سکتا۔ اگر شریعت میں لافیں مارے تو اس کی حضوری فوراً سلب ہو جاتی ہے اور اس کی بات کذب میں شمار ہو جاتی ہے۔ اور وہ لافیں مارنے والا اور گپّے مارنے والا تصور کیا جاتا ہے۔ جو شخص اللہ تبارک و تعالیٰ کے ذکر اور الا اللہ کی معرفت اور مجلسِ نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام میں مشغول ہوتا ہے۔ وہ اہل حرص و ہوا اور دنیا کی طرف آنکھ اُٹھا کر بھی نہیں دیکھتا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ وَلَا تَعْدُ عَيْنٰكَ عَنْهُمْ تُرِيْدُ زِيْنَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ وَكَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا۔

تو صبر کیجیے اُن لوگوں کے ساتھ رہ جو اپنے رب تعالیٰ کے دیدار کی خاطر شب و روز عبادت میں مشغول رہتے ہیں۔ اور اُن لوگوں کی طرف نہ دیکھ جو دنیا کی زینت چاہتے ہیں۔ نہ اُس شخص کی پیروی کر جن کے دل کو ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیا ہے۔ اور جو اپنی خواہشات کی پیروی کرتا ہے اُس کا کام حد سے بڑھا ہُوا ہے۔

تصوّر اسم ذات کی خصوصیات

جاننا چاہیئے کہ اسم اللہ ذات کا تصوّر سات دن کے اندر ساتوں کو اعضاءٗ کو اس طرح پاک کر دیتا ہے جس طرح کہ ناپاک کپڑے کو پانی پاک کر دیتا ہے۔ یہ باطنی معرفت کا راستہ اہل علم کے علم میں ہے۔ جاہل یہ راستہ عبور نہیں کر سکتا۔ خواہ تمام حیاتی عبادت و ریاضت میں پتھر پر سر مارتا رہے۔ وہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی معرفت حاصل نہیں کر سکتا۔ ؎

عالم را دانستہ از تحقیق تر
علم بہتر معرفت فقرِ فخر

میں تحقیق سے پتہ لگا لیا ہے کہ معرفت کا علم اور علم فقر فخری بہتر ہے۔

باہو عالماں را علم باشد پیشوا
از علم محرم شوند عارف خدا

پس معلوم ہوا کہ طالب علم طالب مولیٰ نہیں ہو سکتا۔ ماسوا امتحان کے۔ خواہ طالب صاحب عیاں ہی ہو جائے۔ طالب مولیٰ اگر علم طلب کرتا ہے تو طالب مولیٰ کے لیے۔ عالم فاضل فضیلت کے تحصیل علوم کرتے ہیں۔ علم سے خاص وعام کا سلک سلوک، باطنی کشائش، نکات ودقائق معلوم ہو سکتے ہیں لیکن علم حقیقت عالم لائق ارشاد ہوتا ہے۔ جو طالب رب تعالیٰ کی طلب میں ہو اور ظاہر و باطن میں ہوشیار ہو۔ یہ مرید بننے کے قابل ہوتا ہے ورنہ جاہل تو ہزاروں ایک سانس میں دیوانے کیے جا سکتے ہیں، جاہلین اور عارفین پر ایک جیسا خیال نہیں کرنا چاہیئے۔ جاہل تو گدھے کا بڑا بھائی ہوتا ہے۔ جہلاء کی مجلس سے ہزار دفعہ استغفار ہے۔ نہیں نہیں مَیں نے غلط کہا۔ جہلاء سے گدھا بہتر ہے کہ وہ تو بوجھ اُٹھاتا ہے۔ آدمیوں کو ستانے والے آدمی سے بوجھ اُٹھانے والا گدھا بہتر ہے۔ پس معلوم ہُوا کہ علماء عامل اور فقیر کامل عارف باللہ ہو سکتے ہیں ؎

علم را آموز اوّل آخر ایں جا بیا
جاہلاں را پیش حضرت حق تعالیٰ نیست جا

تو پہلے علم حاصل کر پھر یہاں آ کیونکہ اللہ تبارک و تعالیٰ کے نزدیک جہلا کی کوئی جگہ نہیں۔

علم حق نور است روشن معرفت از دل بجو
ہر چہ باشد غیر حق از دل بشو

علم حق نور روشن ہے۔ تو دل سے معرفت تلاش کر۔ جو حق کے سوا ہے اُسے دل سے نکال دے۔

ارشاد نبوی صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

اَلْعِلْمُ عِلْمَانُ عِلْمُ الْمُعَامَلَةِ وَعِلْمُ الْمُکَاشِفَةِ

علم دو طرح کا ہے علم معاملہ اور علم مکاشفہ۔

دو فرقوں کا بیان

جاننا چاہیئے کہ فرقے دو ہیں :۔

پہلا فرقہ :۔ اہلِ جنت جو اہلِ علم ہیں۔ اور معرفت و دیدارِ خداوندی کے طالب ہیں۔

فَتَخْسُوْنَهَا النَّعِيْمَ اِذَا دَاَيْهَا جب اللہ تعالیٰ کا دیدار کریں گے تو جنت کو بھی بھول جائیں گے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کے دیدار سے مشرف ہونے کی نعمت میں بڑی لذت اور نیک بختی ہے۔ یہ نعمت مومن، مسلمان نبی اور ولی اصحاب کو نصیب ہوتی ہے۔ جو کلمہ طیبہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ پڑھتے ہیں۔

دوسرا فرقہ :۔ کافروں کا جو دوزخی ہیں۔ ؎

از ہیبت آں دو راہ خون شد دل من

تا از ہر دو کدام راہ باشد منزل من

ان دو راستوں کے ڈر سے میرا دل خون ہو گیا ہے کیونکہ نا معلوم کہ کس راستے میری منزل ہوگی۔

ارشادِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے :۔

فَرِيْقٌ فِي الْجَنَّةِ وَفَرِيْقٌ فِي السَّعِيْرِ

ایک فریق جنت میں اور ایک جہنم میں۔

یہ ہر دو آیت کریمہ مسلمان اور کفار کے بارے میں ہیں۔

پھر ارشاد باری تعالیٰ ہے :۔

وَسِيْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اِلٰى جَهَنَّمَ زُمَرًا۔ حَتّٰى اِذَا جَآءُوْهَا فُتِحَتْ اَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا اَلَمْ يَاْتِكُمْ

رُسُلٌ مِّنۡكُمۡ يَتۡلُوۡنَ عَلَيۡكُمۡ اٰيٰتِ رَبِّكُمۡ وَيُنۡذِرُوۡنَكُمۡ لِقَآءَ يَوۡمِكُمۡ هٰذَا ؕ قَالُوۡا بَلٰى وَلٰـكِنۡ حَقَّتۡ كَلِمَةُ الۡعَذَابِ عَلَى الۡكٰفِرِيۡنَ ۞ قِيۡلَ ادۡخُلُوۡۤا اَبۡوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيۡنَ فِيۡهَا ۚ فَبِئۡسَ مَثۡوَى الۡمُتَكَبِّرِيۡنَ ۞ وَسِيۡقَ الَّذِيۡنَ اتَّقَوۡا رَبَّهُمۡ اِلَى الۡجَـنَّةِ زُمَرًا ؕ حَتّٰۤى اِذَا جَآءُوۡهَا وَفُتِحَتۡ اَبۡوَابُهَا وَقَالَ لَهُمۡ خَزَنَـتُهَا سَلٰمٌ عَلَيۡكُمۡ طِبۡتُمۡ فَادۡخُلُوۡهَا خٰلِدِيۡنَ ۞ وَقَالُوا الۡحَمۡدُ لِلّٰهِ الَّذِىۡ صَدَقَنَا وَعۡدَهٗ وَاَوۡرَثَنَا الۡاَرۡضَ نَتَبَوَّاُ مِنَ الۡجَـنَّةِ حَيۡثُ نَشَآءُ ۚ فَنِعۡمَ اَجۡرُ الۡعٰمِلِيۡنَ ۞ وَتَرَى الۡمَلٰٓئِكَةَ حَآفِّيۡنَ مِنۡ حَوۡلِ الۡعَرۡشِ يُسَبِّحُوۡنَ بِحَمۡدِ رَبِّهِمۡ ۚ وَقُضِىَ بَيۡنَهُمۡ بِالۡحَـقِّ وَقِيۡلَ الۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ۔

اور جو لوگ کفر کرتے رہے ہیں. جہنم کی طرف ٹولیاں بنا بنا کر ہانکے جائیں گے. حتیٰ کہ جب دوزخ کے پاس پہنچیں گے تو اُن کے لیے اس کے دروازے کھول دیئے جائیں گے. اور دوزخ کے مؤکل اُن سے کہیں گے کیا تم ہی میں سے رسول تمہارے پاس نہیں آئے کہ وہ تمھارے رب کی آیات تم کو پڑھ پڑھ کر سناتے اور تمھارے اس بُرے دن کے پیش آنے سے تم کو ڈراتے، یہ جواب دیں گے کہ ہاں رسول تو آئے اور اُنھوں نے ڈرایا مگر ہم نے ان کی ایک نہ سُنی. عذاب کا وعدہ ہم کافروں کے حق میں پورا ہو کر رہا. پھر اُن سے کہا جائے گا کہ دوزخ کے دروازوں میں داخل ہو اور ہمیشہ ہمیشہ اس دوزخ میں رہو. غرض خدا سے اکڑنے والوں کا بھی کیسا

ہی بُرا ٹھکانہ ہے۔ اور جو لوگ دنیا میں اپنے رب سے ڈرتے رہے اُن کو ٹولیاں بنا بنا کر جنت کی طرف لے جائیں گے۔ یہاں تک کہ جب وہ لوگ جنت کے پاس پہنچیں گے اور اس کے دروازے تو اُن کے لیے پہلے ہی سے کھلے ہوں گے تا کہ اُن کو کھلنے کا انتظار نہ کرنا پڑے تو اُن کی بڑی آؤ بھگت ہو گی۔ اور بہشت کے موکل اُن سے سلام علیک کہیں گے کہ تم بڑے مزے میں رہے۔ تو جنت میں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے داخل ہو۔ اور یہ لوگ کہیں گے خدا کا شکر ہے جس نے اپنا وعدہ ہم کو سچ کر دکھایا۔ اور ہم کو بہشت کی سرزمین کا مالک بنایا کہ ہم بہشت میں جہاں چاہیں رہیں گے تو نیک عمل کرنے والوں کا کیا ہی اچھا اجر ہے۔ اور اے نبی اس دن تم فرشتوں کو دیکھو گے کہ عرش کے اردگرد حلقہ باندھے کھڑے ہیں۔ اور اپنے رب کی ثناء کے ساتھ اس کی تسبیح و تقدیس کر رہے ہیں۔ اور لوگوں کے درمیان انصاف سے فیصلہ کر دیا جائے گا۔ اور سب کچھ ہو ہوا کر آخر کار ہر طرف سے یہی صدا بلند ہو گی کہ سب تعریف خدا ہی کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ مَوْلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاَنَّ الْكٰفِرِيْنَ لَا مَوْلٰى لَهُمْ۔

یہ اس لیے ہے کہ اہلِ ایمان کا مولیٰ اللہ تعالیٰ ہے اور کفار کا کوئی بھی نہیں ہے۔

پس معلوم ہُوا کہ کافر کا نفس بھی کافر، کافر کا دل بھی کافر اور کافر کی رُوح بھی کافر. منافق کا نفس بھی منافق، منافق کا دل بھی منافق اور منافق کی رُوح بھی منافق۔ نبی کا نفس بھی نبی، نبی کا قلب بھی نبی، اور نبی کی رُوح بھی نبی، عارف باللہ کا نفس بھی عارف باللہ، عارف باللہ کا قلب بھی عارف باللہ اور عارف باللہ کی رُوح بھی عارف باللہ اور سِرّ بھی عارف باللہ ہوتا ہے۔ جب عارف باللہ کو معرفتِ خداوندی کا حصول ہوتا ہے تو توفیقِ خداوندی اُس کی رفیقہ ہو جاتی ہے۔ اُس کے وجود میں دل، اُس کے وجود میں نفس، اُس کے نفس میں رُوح اور سراسر نور ہو جاتے ہیں۔ ہر سوال کا جواب باصواب حاصل کرتا ہے اور اللہ تبارک و تعالیٰ کے رازوں سے واقف ہو جاتا ہے۔

ارشادِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

مَنْ عَرَفَ رَبَّہٗ فَقَدْ کَلَّ لِسَانُہٗ

جس نے اپنے رب تعالیٰ کو پہچان لیا اُس کی زبان گونگی ہو گئی۔

پھر اُسے مخلوق سے حسبت آتی ہے۔

پھر ارشادِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

مَنْ عَرَفَ اللّٰہَ لَمْ یَکُنْ لَّہٗ لَذَّتٌ مَعَ الْخَلْقِ۔

جو رب تبارک و تعالیٰ کو پہچان لیتا ہے پھر مخلوق سے اُسے کسی قسم کی لذّت حاصل نہیں ہوتی۔

میں اُن لوگوں پر متعجب ہوں جو مردہ دل، غافل اور غفلت آثار اور معرفتِ خداوندی سے اندھے ہیں۔

ذکرِ خفی کی اہمیّت کا راز

جو لوگ خود کو ذاکر کہتے ہیں اُنہیں جاننا چاہیئے کہ ذاکرین کو انبیائے کرام علیہم السّلام

کی ملاقات اور اُن کی مجلس پاک کا شرف حاصل ہوتا ہے۔ اور رب العالمین جل مجدہٗ الکریم کے مشاہدہ میں مستغرق ہوتا ہے اور اُسے حضور نبی کریم وما ارسلناک الا رحمۃً اللعالمین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا قرب حاصل ہوتا ہے۔ اُسے بلند آواز سے ذکر کرنے کی حاجت نہیں۔ وہ اپنے اللہ رب العزۃ جل جلالہٗ وعم نوالہٗ کے راز سے ملاقات کرتا ہے۔

اللہ ربُّ العالمین جل مجدہ الکریم نے حدیثِ قدسی شریف میں ارشاد فرمایا:۔

اَنَا جَلِیْسُ مَنْ ذَکَرَنِیْ

میں اُس کا ہم جلیس ہوتا ہوں جو میرا ذکر کرتا ہے۔

اللہ ربُّ العزۃ تبارک وتعالیٰ کا ہم جلیس ذکر خفی کرنے والا ہوتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

اُدْعُوْا رَبَّکُمْ تَضَرُّعًا وَّ خُفْیَۃً

اپنے رب تعالیٰ کو خفیہ اور گڑگڑا کر عاجزی سے یاد کرو۔

صفاتِ ذکر

ذاکر دو صفات میں منقسم ہوتا ہے:۔

پہلی صفت:۔ دائمی فکر۔

دوسری صفت:۔ دائمی ذکر۔

ذکر دوامی دو علامات میں منقسم ہے:۔

پہلی علامت:۔ حضور پُرنور شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس پاک کی حضوری حاصل ہوتی ہے۔

دوسری علامت:۔ معرفت اور معرفتِ خداوندی کا استغراق۔

علاماتِ فکر

فکر تمام دو علامات میں منقسم ہے :۔

پہلی علامت :۔ فنائے نفس۔

دوسری علامت :۔ فیض و فرحتِ رُوح۔

ذکر حضوری کو کہتے ہیں یعنی اسم اللہ ذات۔ جب ذاکر کے وجود میں اثر کرتا ہے تو اُسے اپنے تصرف میں لاتا ہے۔ اسم اللہ ذاکر پر غالب آتا ہے۔ ذاکر کی نفسانی کثیف جان نکال لیتا ہے اور پاک روحانی جُثہ سے اسے استغراق حضور میں لے جاتا ہے۔ میں اُن لوگوں پر متعجب ہُوں جو سانس کو بند کر کے اور مردار کھانے والے مرشد کی صورت کا تصوّر کر کے ذکر کرتے ہیں وہ فنافی الشّیطان کو فنافی الشیخ سمجھے ہوئے ہیں۔ فنافی الشیخ کی صورت تو ایک لمحہ کے اندر حضور خواجۂ کونین نبی غیب دان امام الرسل احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کی مجلسِ پاک اور معرفتِ خداوندی تک پہنچا دیتی ہے۔

جمعیّت کی حقیقت

جاننا چاہیئے کہ ذکر کا تعلق جمعیّت سے ہے: جمعیت وہ ہے کہ مراقبہ کے وقت ذات وصفات کے تمام مقام دکھائی دیں۔ اور ہر ایک مقام سے نورِ خداوندی کی ہزاروں تجلیات کا مشاہدہ ہو۔ اسی کو حسنات کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ جو حسنات کے مرتبے پر پہنچ جاتا ہے وہ نہایت قسم کا سخی ہوتا ہے۔ دائماً نماز ادا کرتا ہے۔ اور کلمہ طیّبہ کی تلوار سے تمام چھوٹے بڑے گناہوں کو قتل کرتا ہے۔ عارف اولیاء اللہ کو نجات ہوتی ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ جلّ مجدہُ الکریم ہے:۔

اِنَّ الصَّلٰوۃَ یُذْهِبْنَ السَّیِّاٰتِ وَالسَّخَاوَتُ یُذْهِبْنَ السَّیِّاٰتِ

نماز سے بُرائیاں دُور ہو جاتی ہیں اور سخاوت سے بُرائیاں دُور ہو جاتی ہیں اور کلمۂ طیبہ سے بُرائیاں دُور ہو جاتی ہیں۔

پھر ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

اَقِمِ الصَّلٰوۃَ طَرَفِی النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّیْلِ اِنَّ الْحَسَنَاتِ یُذْهِبْنَ السَّیِّاٰتِ ذٰلِكَ ذِكْرٰی لِلذّٰكِرِیْنَ۔

صبح و شام اور رات کو نماز ادا کرو۔ بیشک نیکیاں بُرائیوں کو کھا جاتی ہیں۔ یہ ذاکرین کے لیے ذکر ہے۔

یہ مراتب بھی عارف باللہ فقیر کے ہیں۔

عارفِ رومی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب فرمایا ہے ؎

آنکہ اورا لقمہ شد نورِ جلال
ہر چہ خواہد تا خورد اورا حلال

جس کے مقدر میں لقمۂ نور جلال ہو۔ وہ جو کچھ بھی کھائے حلال ہوتا ہے۔

آنکہ جز ماہی ز آبش سیر شُد
آنکہ بے روزی است روزش دیر شد

وہ جو مچھلی کے سوا اس کے آب سے سیر ہو گیا۔ جو بے روزی ہے اس کی روزی میں دیر ہوتی ہے۔

حضرت سلطان العارفین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس کے جواب میں کیا خوب فرمایا ہے ؎

در حلق عارف رود لقمہ حلال
زانکہ عارف دائمی باحق وصال

عارف کے گلے میں لقمۂ حلال جاتا ہے۔ اس لیے کہ عارف کو ہمیشہ کے لیے اللہ تعالیٰ کا وصال ہوتا ہے۔

وحدتِ حق آب عارف آبِ جو
آب جو در آب گم شد آب کو

اللہ کی وحدت دریا کی طرح ہے اور عارف پانی کی طرح۔ ندی کا پانی دریا میں گم ہو جاتا ہے۔ پانی کہاں۔

ماہی در آب است و از آب بے خبر
از جدائی آب ماہی جاں بدر

مچھلی پانی میں ہے اور پانی کی بھی خبر نہیں رکھتی۔ پانی سے الگ ہو کر مچھلی کی جان نکل جاتی ہے۔

عارفاں بسیار گویند عارفم
معرفت را کے رسند ایں اہلِ غم

بہت سے عارفین کا کہنا ہے کہ ہم عارف ہیں۔ یہ غمگین کب تک معرفت تک رسائی حاصل کر سکتے ہیں۔

معرفت نوریست سر راز نور
آفتابِ معرفت عالم ظہور

معرفت نور ہے اور سرراز بھی نُور ہے۔ معرفت کے سورج سے ہی جہان کا ظہور ہے۔

مقامِ فقیر

جاننا چاہیئے کہ یہ خدمات جو ہمیشہ کے درجے ہیں۔ ولی اللہ صاحبِ توفیق

اہل اللہ عارف باللہ ذات کے لیے ہیں۔ وہ فقیر چاہے تو کسی کو جنّت میں شاہی تخت پر بٹھائے اور اُس کی خدمت کرے اور خواہ کسی کو معزول کرے اور پھینک دے وہ بادشاہ جو دارِ حرب کا قاتل ہو۔ اللہ تعالیٰ کے دوستوں کو چاہیئے کہ باطنی لشکر سے اس کی استعانت کریں۔ فقیر لوگ معرفت کی رفاقت سے ایسے بادشاہ کو عالمگیر کا مرتبہ عطا کرتے ہیں اور عرب و عجم اس کے قبضے میں دے دیئے جاتے ہیں ؎

حمایت را کہن دامانِ درویش
ز صد سدِّ سکندر در بیش

درویش کا پرانا بچھونا حمایت کے لیے کئی سو سد سکندری سے زیادہ ہوتا ہے۔

مقامِ درویش

جاننا چاہیئے کہ جو شخص شب و روز اپنے نفس کا محاسبہ کرتا ہے وہ درویش کے مراتب کے لائق ہوتا ہے۔ درویش ایک سانس بھی اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غافل نہیں ہوتا۔

ارشادِ گرامی ہے:۔

اَلْاَنْفَاسُ مَعْدُوْدَةٌ کُلُّ نَفْسٍ یَخْرُجُ بِغَیْرِ ذِکْرِ اللّٰہِ فَھُوَ مَیِّتٌ

سانس کی مقدار مقرر ہے۔ جو سانس اللہ کے ذکر کے بغیر گزرے وہ مردہ ہے۔

نیز درویش وہ ہے جو دائمی طور پر ظاہری نگاہوں سے لوحِ محفوظ کا مطالعہ کرتا ہے فقراء ایسے اشخاص کو منجم کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ مرتبۂ فقیر یہ ہے کہ ماسوا معرفتِ

توحید کے خلقت کی جانب نہ دیکھے۔ فقر معرفت خداوندی کا نام ہے۔ خواہ لوگوں کی نظروں میں وہ تقلید ہی ہو۔ لیکن حقیقت میں وہ توحید ہے۔ بعض کا مرتبہ یہ ہے کہ لوگوں کی نظروں میں صاحب عزت وجاہ ہوتے ہیں اور اہل توحید معلوم ہوتے ہیں۔ لیکن حقیقت میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ مردہ دل اور صاحب تقلید ہوتے ہیں۔

اقسامِ ذکر

جاننا چاہیئے کہ ذکر چار اقسام میں منقسم ہے :۔

ذکر کی پہلی قسم :۔ زبانی ہے۔
ذکر کی دوسری قسم :۔ قلبی ہے۔
ذکر کی تیسری قسم :۔ رُوحی ہے۔
ذکر کی چوتھی قسم :۔ سرّی ہے۔

ذکرِ زبانی سے زبان تلوار ہو جاتی ہے۔

ذکرِ قلبی سے دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت کا ایسا داغ پیدا ہو جاتا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی دوسرے سے اُلفت ومحبت ہی نہیں کرتا۔ اس کا قلب ذکرِ تصدیق سے زندہ ہو جاتا ہے۔ ایسا شخص زندگی اور موت دونوں حالتوں میں نہیں مرتا۔

ذکرِ روحی سے انبیائے کرام علیہم السّلام اور اولیائے عظام کی آرواح کی دائمی مجلس نصیب ہوتی ہے۔ نفسانی اور روحانی ذاکرین کا آپس میں نشست وبرخاست ٹھیک نہیں۔

ذکرِ سرّی سے ظاہر وباطن میں تجلیات کا مشاہدہ بارش کے قطرات کی طرح

برستا ہے۔ جب چاروں اذکار کا مجموعہ یکبارگی کھل جاتا ہے تو عارف باللہ اور فقیر خاکسار ہو جاتا ہے ؎

باہو خاکسارم جاں سپارم باخدا
عارفانے غرق فی اللہ باخدا

باہو میں مٹی میں رہنے والا ہوں اور خدا پر جان قربان کرتا ہوں، میں غرق باخدا عارف ہوں۔

خاکساران جہاں را بحقارت منگر
توچہ دانی کہ دریں گرد سوارے باشد

خاکساران دنیا کو حقارت کی نظر سے نہ دیکھ۔ کیا تو علم رکھتا ہے کہ اس گرد میں کوئی سوار ہے۔

فنا فی اللہ وہ ہے جو وحدانیت میں ایسا غرق ہو جس طرح انگاری میں آگ، کھانے میں نمک یا پانی میں دودھ ہو۔ یہ مراتب اُس شخص کے ہیں جو نفس پر حکمران ہے، روشن ضمیر ہے اور فنا فی اللہ فقیر ہے۔

فقر و فخر کی حقیقت کا انکشاف

تجھے علم ہے کہ حضور نبی کریم وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین شفیع المذنبین انیس الغریبین احمدِ مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء معرفت خداوندی اور توحیدِ باری تعالیٰ کی رفاقت سے دوستی سے فقراء سے زیادہ پیار کیا کرتے تھے اور فقر کو اپنا فخر سمجھا کرتے تھے۔

ارشادِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

اَلْفَقْرُ فَخْرِیْ وَالْفَقْرُ مِنِّیْ

فقر میرا فخر ہے اور فقر مجھ سے ہے۔

پھر ارشادِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

سَیِّدُ الْقَوْمِ خَادِمُ الْفُقَرَآءِ

فقراء کا خادم قوم کا سردار ہوتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ فقر کو عزت اور فخر حاصل ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی الفقر فخری اسی لیے فرمایا ہے کہ فقر کے سر پر اللہ کا نام ہے یعنی فقراء کو صرف اللہ ہی کفایت کرتا ہے۔ اور بس۔

فقیر کا دشمن تین حکمت سے خالی نہیں ہوتا:۔

پہلی حکمت:۔ حاسد ہوتا ہے۔

دوسری حکمت:۔ منافق ہوتا ہے۔

تیسری حکمت:۔ اہلِ غیبت نفس کی قید میں ہے اَلْغِیْبَۃُ اَشَدُّ مِنَ الزِّنَا

غیبت زنا سے بھی بُری ہوتی ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ فقیر آئینہ کی طرح روشن ہوتا ہے۔ اس کا باطن صاف ہوتا ہے اور اس سے چہرہ نظر آتا ہے۔ جو شخص آئینہ دیکھتا ہے اس سے اپنا اصلی رنگ نظر آتا ہے۔

نازبرداری

یقین محکم ہے کہ تمام انسان اپنے حالات پر فخر کرتے ہیں۔ کوئی کلام الٰہی پر فخر کرتا ہے، کوئی وصال معرفت اور قربِ خداوندی پر قال سے وصال ہوتا ہے۔ علم قال کے بغیر وصال زوال میں ہے۔ یہ یقین ہے کہ علم قال کا عالم علم پر ناز کرتا ہے۔ اور فقیر صاحبِ وصال اسم اللہ ذات کے تصور سے نفس کو قتل کرتا

ہے تو معرفتِ خداوندی کے علم کی تلاش کر۔ تکبر اور حرص وہوا پر مغرور نہ ہو۔ کیونکہ علم ہی سے معرفتِ خداوندی اور استغراق حضور حاصل ہوتے ہیں۔ علماء جو زبان سے کام لیتے ہیں اُن کا مرتبہ قال ہے اور فقیر جو خاموش ہیں انہیں تمام حاصل ہیں۔ جب دل ذکرِ خداوندی کے وقت اللہ کا نام لیتا ہے تو زبان بالکل خاموش ہو جاتی ہے۔ کبھی کبھی عارف باللہ ایک دم میں اللہ تبارک و تعالیٰ سے الہام ذکر مذکور سب کچھ حاصل کرتا ہے اور اُسے درجۂ استغراق نصیب ہوتا ہے۔ جو شخص دائمی طور پر اللہ تعالیٰ کے ذکر اذکار میں رہے اس کے لب بند ہو جاتے ہیں۔ وہ حرص وہوا کے متعلق کوئی بات نہیں کرتا۔ عارفین اہلِ خاموش ہوتے ہیں۔ خاموش رہنے میں ستر ہزار حکمت ہے۔ ہر حکمت میں ستر ہزار حکمت ہے۔ یہاں حکمت سے مراد معرفتِ خداوندی ہے۔

ارشادِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

لَا تَکَلَّمُ کَلَامُ الْحِکْمَۃِ عِنْدَ الْجُہَّالِ

جہلا کے پاس حکمت کی باتیں نہیں کرنی چاہئیں۔

پھر ارشادِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

مَنْ عَرَفَ نَفْسَہٗ فَقَدْ کَلَّ لِسَانَہٗ

جس نے رب تعالیٰ کو پہچان لیا اس کی زبان گونگی ہو گئی۔

بعض مردہ دل بھی خاموشی اختیار کرتے ہیں۔ لیکن اُن کی خاموشی مکر و فریب اور محض تقلید ہے۔ بعض کی خاموشی الا اللہ سے ہوتی ہے ہم نشینی سے معلوم کر سکتے ہیں کہ یہ خاموشی توحید سے ہے یا تقلید سے ہے۔ اور عقل کی گفتگو سے بے باصفائی سے ہے۔

جاننا چاہیئے کہ عارف مفلس اور گداگر ہوتے ہیں جو ظاہری طور پر مخلوق

میں مشغول ہوتے ہیں. لیکن باطن میں یادِ خداوندی میں مگن ہیں۔ جس طرح دودھ سے دہی اور دہی سے مکھن حاصل ہوتا ہے۔ پھر اگر مکھن کو دہی یا دودھ میں ڈالیں تو وہ اُن میں نہیں مل سکتا. اسی طرح محبتِ الٰہی والے دنیا کے ساتھ پھر مل نہیں سکتے۔

مراقبہ کا انکشاف

جاننا چاہیئے کہ صاحبِ مراقبہ کو ہمیشہ کی حضوری حاصل ہوتی ہے. مراقبہ کے مراتب بہت بڑے ہیں. مراقبہ سے صراطِ مستقیم اور حضور نبی غیب دان خواجہ کونین علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی راہ ہاتھ آتی ہے۔ مراقبہ والے پر اہلِ مراقبہ کا لفظ اُس وقت تک عاید نہیں ہو سکتا. جب تک اسم اللہ ذات کا تصوّر سے آورد و برد نہ کرے. مراقبہ کے خاص الخاص درجات ہیں اور اس کی بنیاد اسم اللہ ذات ہے۔ صاحب مراقبہ ذکر. فکر اور تسبیح سے باطن میں خواب کے اندر یا مراقبہ میں معرفتِ خداوندی اور مجلس نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم. مجلس انبیا اور مجلس اولیاء میں پہنچ کر ہر ایک سے ملاقات کرتا ہے. جس صاحبِ مراقبہ میں ذیل کے دو وصف نہیں اُس کا مراقبہ غلط ہے۔ اسے مراقبہ کی راہ ہی معلوم نہیں۔ مراقبہ انسان کو نفس و شیطان سے محفوظ رکھتا ہے اور شیطانی وساوس اور خطرات کو قریب نہیں آنے دیتا. منزل بمنزل معرفت اِلَّا اللّٰہ اور مجلس نبوی علیہ الصّلوٰۃ والسّلام میں پہنچا دیتا ہے۔ اگر صاحبِ مراقبہ کا یہ حال ہو تو سمجھ لیجئے کہ درست ہے۔ ایسا شخص جب چاہے حضوری میں حاضر ہو سکتا ہے اسے عارف باللہ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ ایسے اشخاص کو خاتمہ بالخیر مبارک ہو۔ اُن کا باطن معمور اور آباد ہوتا ہے۔

درجاتِ درویش

جاننا چاہیئے کہ مندرجہ ذیل تین چیزیں چھپ نہیں سکتیں. خواہ انھیں ہزاروں پردوں میں چھپایا جائے :۔

پہلی چیز :۔ سورج .

دوسری چیز :۔ مشک عطر معطر.

تیسری چیز :۔ دینِ محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور معرفتِ اِلَّا اللّٰہ عارف باللہ.

جو شخص مراقبہ میں یا خواب میں جنت میں داخل ہو کر جنتی طعام کھائے اور بہشتی ندیوں کا پانی پیئے اور حضور و قصور کو دیکھ لے. جب وہ خواب یا مراقبہ سے نکلتا ہے تو اسے خورد و نوش کی حاجت نہیں رہتی. بھوک پیاس اس کے جسم سے نکل جاتی ہے. اُس کی آنکھ میں تمام عمر نیند نہیں آتی. خواہ تمام عمر نیند کا منتظر رہے. ایک ہی وضو سے تمام عمر گزار دیتا ہے. اُس کے وجود میں توفیق کی ایسی قوت ہو جاتی ہے کہ شب و روز سجدہ میں رہتا ہے. اور دن بدن موٹا ہوتا جاتا ہے. اگر ظاہر میں کچھ کھاتا پیتا ہے تو محض مخلوق کی ملامت کے خوف سے. اس کے لیے گرمی اور سردی برابر ہوتی ہے. نہ گرمی اچھی لگتی ہے نہ سردی اچھی لگتی ہے. یہ بھی درویش کا ادنیٰ درجہ ہے. فقیر کو ان مراتب سے شرم و حیا آتی ہے. یہ بات فقرِ محمدی سے دُور ہے. یہ بھی نفس و ہوا کے سبب سے ہے. مراقبہ یا خواب میں اللہ تعالیٰ کے دیدار سے مشرف ہوتا ہے. جس کی مثال نہیں دے سکتے. اس کے وجود میں اللہ تبارک و تعالیٰ کے نام مبارک کے دیدار سے مشرف ہوتا ہے. جس کی مثال نہیں دے سکتے. اس کے وجود میں اسم اللہ ذات کے تصوّر اور ذکر الٰہی

کے موجب محبت ہوتی ہے۔ اس سے ایسی آگ پیدا ہوتی ہے۔ اور ایسی جلالیت وجذب ایسا ہوتا ہے کہ شب وروز عبادت میں مشغول رہتا ہے۔ نفس پر قہر و غضب کرتا ہے۔ بدن پر شریعت کا لباس پہنتا ہے۔ شریعت کی کوشش کرتا ہے اور یہ پڑھتا ہے:

تَفَکَّرُوْا فِیْ نِعْمَائِہٖ وَلَا تَفَکَّرُوْا فِیْ ذَاتِہٖ

اس کی نعمتوں اور اس کی ذات کے بارے میں غور وفکر کرو۔

نعمتِ عظمیٰ

نعمتِ عظمیٰ معرفتِ خداوندی اور توحیدِ باری تعالیٰ ہے۔ جسم وجوہر صورت الٰہی کے بارے میں غور وفکر نہ کیجئے۔ کیونکہ وہ بے مثل وبے مثال ہے۔ ذاکر کا وجود بمنزلہ ایندھن اور ذکر بمنزلہ آگ ہے۔ جس طرح آگ سے ایندھن جلتا ہے اسی ذکر سے ذاکر کا وجود جلتا ہے۔ اگر اس جلالیتِ حضوری کی آگ کا ایک ذرہ زمین اور آسمان کی طرف نظر کرے تو جل کر راکھ ہو جائیں۔ آفرین ہے اُن اشخاص کی ہمت پر جو جلتے ہیں اور دم نہیں مارتے۔ اور یہ آگ قیامت تک ان کے بدن سے نہیں جا سکتی۔ اس ریاضت سے سخت اور کوئی ریاضت نہیں۔ بعض تو ان مراتب پر پہنچ کر کافر ومشرک ہو جاتے ہیں۔ بعض دیوانہ، مجنوں اور مجذوب جو اس بوجھ کو سہار لیتا ہے۔ وہ شریعت میں باخبر اور ہوشیار ہوتا ہے۔ مخلوق کو نہیں ستاتا۔ ہزاروں مجذوب اس آگ میں جل گئے ہیں۔ ہزاروں میں سے کوئی ایک آدھ معرفتِ خداوندی کے آبِ رحمت سے سرد ہوا ہو۔ اور محبوبیت کے مراتب کو پہنچا ہو۔ یہ قال میرے حال پر صحیح ہے۔ اللہ بس ماسوی اللہ ہوس۔

تسبیح خوانی کرنا

جاننا چاہیئے کہ ارض وسماوات کی ہر چیز اللہ تعالیٰ کی تسبیح خوانی کرتی ہے اور ارض وسماوات کے طبقات بغیر ستون کے کھڑے ہیں۔ یہ سب اللہ ذات کے سبب کھڑے ہیں اور بروز محشر تک اسم اللہ ذات کی طرف متوجہ رہیں گے۔ جو کچھ زمین اور آسمان میں ہے سب اللہ تعالیٰ کی تسبیح پڑھتے ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ

جو کچھ زمین و آسمان میں ہے سب سُبحَانَ اللہ پکارتے ہیں وہ غالب اور حکمت والا ہے۔

پھر ارشادِ باری تعالیٰ ہے:۔

اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَيْنَ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ ط اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا۔

ہم نے امانت زمین و آسمان اور پہاڑوں کے پیش کی تو انہوں نے اس کے اٹھانے سے انکار کر دیا۔ اور اس سے عجز ظاہر کیا۔ لیکن انسان نے اسے اٹھا لیا۔ بیشک وہ ظالم اور جاہل تھا۔

اسم اللہ بس گرانست بس عظیم
ایں حقیقت یافتہ نبوی کریم

اسم اللہ ذات بہت ہی عظیم ہے یہ حقیقت حضور سیّد العالمین رحمۃ للعالمین

شفیع المذنبین انیس الغریبین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو معلوم ہوتی ہے۔

خواب اور مراقبہ کی اہمیّت

جاننا چاہیئے کہ خواب اور مراقبہ کے حالات ایک ہی نوع کے ہوتے ہیں لیکن خواب سے مراقبہ زیادہ اہمیّت کا حامل ہے۔ کیونکہ لوگوں کے شور و غوغا سے انسان خواب سے جاگ سکتا ہے۔ لیکن جس پر مراقبہ غالب آئے اور وہ وحدانیت کے مقام مشاہدہ پر پہنچ جائے اور نور ذات میں غرق ہو جائے۔ ایسے صاحبِ مراقبہ کا اگر سر بھی بدن سے جُدا کر دیا جائے پھر بھی اُسے خبر نہیں ہوتی۔ پس معلوم ہوا کہ مراقبہ موت کی طرح ہے، مراقبہ نور حضور میں غرق کرتا ہے۔ مراقبہ حضور سے جواب باصواب ملتا ہے۔ مراقبہ میں رازِ خداوندی کی معرفت حاصل ہوتی ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے :۔

رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُمۡ وَ رَضُوۡا عَنۡہُ

اللہ اُن سے راضی ہے اور وہ اُس پر راضی ہیں۔

صاحبِ نفس مطمئنہ راضی خوشی بندگانِ الٰہی کے ساتھ جنّت میں داخل ہو جاتے ہیں۔ مراقبہ محرام اسرارِ خداوندی ہے۔ جب مراقبہ کے لیے بیداری اور خواب برابر ہے۔ خواب میں بھی ہوشیار رہتا ہے۔ وہ اللہ تبارک و تعالیٰ کے سوا کسی اور کو دیکھنے سے استغفار کرتا ہے۔ مراقبہ سے محبت و معرفتِ خداوندی اور حضور سیّد العالمین شفیع المذنبین رحمۃ للعالمین علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کی مجلس پاک اہل محبت اور اہلِ تحقیق کے نصیب ہوتی ہے۔ مردہ دل مردود مراتب مراقبہ سے محروم رہتے ہیں۔ اہلِ ایمان کے لیے حضور نبی کریم وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین علیہ

الصلوٰۃ والسلام کی حضوری کی معراج ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے :۔

اَلصَّلٰوۃُ مِعْرَاجُ الْمُؤْمِنِیْنَ لَا صَلٰوۃَ اِلَّا بِحُضُوْرِ الْقَلْبِ

نماز ایمان والوں کے لیے معراج ہے۔ کوئی نماز دل کی حضوری بغیر منظور نہیں۔

مراقبہ اور معرفت عارف باللہ کے لیے دو پر اور دو بازو ہیں۔ لیکن ہمیشہ اُس کی نظر اللہ تبارک و تعالیٰ پر رہتی ہے۔ ؎

عارفاں را نظر باشد بر اللہ
لعنتی بر مالِ دنیا عزّ و جاہ

عارفین کی نظر دائمی طور پر خدا پر رہتی ہے اور ملعون لوگ ہمیشہ دنیاوی مال و عزت و مرتبہ کے خیال میں رہتے ہیں۔

اقسام خواب و مراقبہ

جاننا چاہیئے کہ خواب اور مراقبہ چھ اقسام میں منقسم ہے :۔

مراقبہ کی پہلی قسم :۔ بعض کو خواب اور مراقبہ اسم اللہ کے تصور سے ہوتا ہے، یہ رحمانی ہے۔

مراقبہ کی دوسری قسم :۔ بعض کو قرآن مجید کی تلاوت اور اللہ تبارک و تعالیٰ کے اوراد و وظائف سے انبیائے کرام اور اولیائے عظام کے لیے ہوتا ہے، یہ روحانی ہے۔

مراقبہ کی تیسری قسم :۔ بعض کو خواب اور مراقبہ راگ رنگ، شراب پینے، بدعت و گمراہی سے ہوتا ہے یہ شیطانی ہے۔

مراقبہ کی چوتھی قسم :۔ بعض کو خواب اور مراقبہ حرص، حسد، غیبت، خود پسندی تکبر، ریا اور دنیا کے سبب ہوتا ہے۔ یہ پریشانی ہے۔

مراقبہ کی پانچویں قسم :۔ بعض کا خواب اور مراقبہ غصہ، غلاظت کے سبب ہوتا ہے۔ یہ ہوائے نفسانی ہے۔

مراقبہ کی چھٹی قسم :۔ بعض کا خواب اور مراقبہ فرشتوں، جنّوں اور موکلات کا ہوتا ہے۔ یہ حالات معلوم کرنے کے لیے کیا جاتا ہے۔ یہ بھی حماقت ہے۔

اصلی مراقبہ

اصل میں خواب اور مراقبہ دو اقسام میں منقسم ہے :۔

اصلِ مراقبہ کی پہلی قسم :۔ بعض کا مراقبہ خیال کا، یہ مردہ دل، سیاہ، ناسوتی لوگوں کا ہوتا ہے۔ اس میں حیوانات، وحشی، پرندے، چیونٹیاں، سانپ، گائے، گدھا اور اُونٹ وغیرہ دیکھتا ہے۔ یہ دنیاوی محبت کے لیے کیا جاتا ہے۔ اس قسم کا مراقبہ کرنے والا سیاہ دل اور معرفتِ خداوندی سے محروم ہوتا ہے۔

اصلِ مراقبہ کی دوسری قسم :۔ وصال اور معرفتِ خداوندی کا مراقبہ۔ یہ مراقبہ وہ لوگ کرتے ہیں جو صاحبِ ذکر و فکر ہوتے ہیں۔ صاحبِ تلاوت اور ورد و وظائف، نمازی اور صاحبِ ذات و استغراق ہوتے ہیں۔ اس سے فنا فی اللہ بقا باللہ کا درجہ حاصل ہوتا ہے۔

بعض لوگ جو مراقبہ میں ندی کا پانی، باغ، حور و قصور کا مشاہدہ کرتے ہیں۔ خواب میں نماز پڑھتے ہیں، کعبہ کی زیارت کرتے ہیں، مدینہ منورہ کے حرم کی زیارت کرتے ہیں۔ یہ متقی اور جنتی اور باعمل علمائے کرام کا رتبہ ہے۔ یا خواب اور

مراقبہ میں آبِ دریا میں کھیلتے ہیں۔ اور پھر یہ چھوڑ کر سیر و طیر کرتے ہیں۔ اور لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ محمد رسولُ اللّٰہ کے ذکر و فکر میں مشغول ہوتے ہیں اور حضور سید عالم نورِ مجسم نبی رحمۃ علیہ الصلوٰۃ و السّلام کی مجلس پاک میں دائمی طور پر حاضر رہتے ہیں۔ اور نور توحید اور معرفتِ خداوندی کے دریا میں غوطہ زن ہوتے ہیں۔ یہ مراتب فقیر کامل اور عارف باللہ کے ہوتے ہیں۔ اس سے پتہ چلا کہ خواب کا مرتبہ تعبیر ہے اور مراقبہ کا مرتبہ روشن ضمیر ہے۔ لیکن اہلِ معرفت کو نہ مراقبہ کی ضرورت ہے نہ خواب کی ضرورت ہے۔ کیونکہ انھیں اللہ تعالیٰ سے ایک سانس میں ہزاروں الہام ہوتے ہیں اور بارگاہ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پیغام سنتے ہیں۔ اور قرب و حضوری کے سبب جواب باصواب پاتے ہیں۔ جن کا باطن صاف ہے اُن کو مراقبہ، خواب یا استخارہ کی کیا ضرورت ہے۔ وہ نفس امارہ کو مار ڈالنے کے سبب دونوں جہان کا مشاہدہ کر سکتے ہیں۔ کیونکہ عارف باللہ اُن لوگوں کی نظر دائمی طور پر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ پر ہوتی ہے۔ اور انہیں مجلسِ نبوی علیہ الصّلوٰۃ و السّلام کی حضوری حاصل ہوتی ہے۔ یہ مراتب قرب انھیں اسم اَللّٰہ ذات کی برکت سے حاصل ہوتے ہیں۔

مراتبِ خواب و مراقبہ

جاننا چاہیئے کہ خواب اور مراقبہ پانچ مراتب و مقام میں منقسم ہے بعض ان پانچ میں کامل و عامل ہوتے ہیں۔ بعض تمام مقامات سے بے خبر اور ناقص ہوتے ہیں۔

پہلا مقام و مرتبہ:۔ صاحبِ ازل کا مقام ہے۔ ایسا آدمی جو کچھ خواب یا مراقبہ میں دیکھتا ہے ذکرِ رُوح کی برکت سے روحانیت سے دیکھتا ہے۔

دوسرا مقام و مرتبہ:۔ صاحبِ ابد کا مقام خوف ہے۔ ایسا شخص جو کچھ دیکھتا ہے

مقامِ ابد سے ریاضت۔ نوافل۔ نماز سے دیکھتا ہے۔ صاحب دنیا ناسوت جو کچھ دیکھتا ہے دنیا میں شامتِ نفس سے دیکھتا ہے۔ یہ لوگ مردہ اور دنیا دار ہوتے ہیں۔

تیسرا مقام و مرتبہ:۔ صاحب عقبیٰ جو کچھ دیکھتا ہے قلبی ذکر و فکر کے سبب مقامِ عقبیٰ سے دیکھتا ہے۔

چوتھا مقام و مرتبہ:۔ صاحبِ مرتبہ و مقام معرفتِ مولیٰ۔ اس کے مراتب سب سے اعلیٰ ہوتے ہیں۔ یہ جو دیکھتا ہے مقامِ توحید لامکان اور سرالاسرار سبحان۔ معرفتِ قرب۔ حضوری۔ عنایت۔ ہدایت اور جمعیت سے ذکرِ سری کے سبب دیکھتا ہے۔

پس عارف باللہ وہ ہے جو اپنے طالب پر اسم اللہ ذات کے تصوّر سے پانچوں مقام ظاہر کرے اور ایک قدم ایک دم میں بلا ریاضت و محنت عطا کرے۔ کامل مرشد اس قسم کا ہونا چاہیئے ورنہ ناقص مرشد سے تو تلقین لینا حرام ہے۔ ؎

دست مردے گیر تا مردے شوی

جز مرداں نیست راہ راہبری

تو کسی مرد کا ہاتھ پکڑ تاکہ تو مرد ہو جائے۔ کیونکہ مردوں کے بغیر کوئی راہنمائی نہیں جانتا۔

مرد مرشد می رساند ہر مقام

مرشدِ نامرد طالب زد تمام

مرشد مرد ہر ایک مقام تک رسائی کرا سکتا ہے۔ نامرد مرشد کا طالب نامرد ہوتا ہے۔

اگر تو آئے تو دروازہ کھلا ہے۔ اگر تو نہ آئے تو اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے۔

گر بخواہی خوش حیاتی نفس را گردن بزن
یا رضائے دوست بگزیں باہوائے خویشتن

اگر تو عمدہ اور خوش زندگی کی خواہش رکھتا ہے تو نفس کو قتل کر۔ یا دوست کی رضامندی پسند کر یا اپنی خواہش۔

خواہشاتِ نفس

جاننا چاہیئے کہ نفس کے تیس ہزار ساٹھ سر ہیں۔ اور ہر سر میں تیس ہزار ساٹھ خواہشات ہیں۔ جن کی وجہ سے معرفتِ خداوندی سے محروم رہتا ہے اور رب تعالیٰ جل مجدہ الکریم کو اپنے تئیں ناراض کر لیتا ہے۔ اور ہر ایک خواہش میں ستر ہزار مستی اور تکبر ہے۔ اور یہ ہر ایک مستی شراب کی مستی سے بہت زیادہ ہے۔ اگر تمام شیاطین جمع کیے جائیں تو بھی نفس کی دیوانگی کے شاگرد ہیں۔ ہر ایک شیطان کے گرد نفس امارہ ہے۔ پس معلوم ہُوا کہ اگر ایک دن کی ریاضت سے نفس کا ایک سر کٹے تو تیس ہزار ساٹھ دن درکار ہیں۔ تب نفس قتل ہو سکتا ہے۔ اگر ایسا کرے تو پھر ارشاد کے قابل ہے۔ ایسا کرنے سے باادب طالب معرفت کے ابتدائی مراتب حاصل کرتا ہے۔ لیکن عارف باللہ مرشد غازی مرد ہے۔ جو اسم اللہ کے تصور سے نفس کے تمام سر یکبارگی الگ کر دیتا ہے۔ اور اس کی لڑائی سے بالکل محفوظ اور بے کھٹکے ہو جاتا ہے۔

نفس را گردن بزن با تیغ ذات
نفس کشتہ باز کے گردد حیات

اسم اللہ ذات کی تلوار سے نفس کی گردن اڑا۔ مردہ نفس پھر کیسے حیات ہو سکتا ہے۔

نفس کی مختلف حالتیں

جاننا چاہیئے کہ عالم باعمل فقیر کامل اور صاحب عقل آدمی وہ ہے جو نفس کے سرکش گھوڑے کو میدان تعلیم میں ہمت کے چوگان سے علین العیان کی باگ سے سدھائے۔ یا نفس کو بچے کی طرح معرفت کے مدرسہ میں ایسی تعلیم سے آراستہ کرے کہ وقت نزع تک اللہ تعالیٰ سے واپس نہ آئے۔ تجھے معلوم ہے کہ ہر ایک مصیبت سے سخت، ہر دشمن سے قوی جانی اور ایمانی دشمن انسان کے وجود میں نفس ہے۔ چونکہ نفس وجود میں غائب ہے اس لیے غائب کو غیب ہی کی راہ سے پہچان سکتے ہیں۔ ظاہری ریاضت سے نفس نہیں مرتا۔ ہاں اس بات کے لیے کوئی عارف باللہ ولی ہونا چاہیئے۔ نفس کی پہچان آسان بات ہے لیکن نفس کو رفیق شفیق بنانا اور اسے توفیق کا حق دلانا بہت مشکل ہے۔ جب نفس کو توفیق حاصل ہوجاتی ہے اور اللہ تعالیٰ کا رفیق ہوجاتا ہے تو نفس قلب ہوجاتا ہے۔ قلب رُوح اور روح سر ہوجاتا ہے۔

طالب کیلئے عنایات

جاننا چاہیئے کہ عارف باللہ مرشد طالب کو اوّل روز چار چیزیں عنایت کرتا ہے:

پہلی چیز:۔ قلب کی صفائی سے ذکر کرنا۔

دوسری چیز:۔ قربِ الٰہی سے معرفت کا حصول۔

تیسری چیز:۔ انتہائی مراتب کی دعوت۔

چوتھی چیز :۔ حضور نبیؐ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس پاک ۔

لیکن ان باتوں پر بھی غرور نہیں کرنا چاہیئے کہ قرب وصال ابھی آگے ہے ۔ بعض طالبین کو حضور خیالِ خام اور وہم وخطرات سے ہوتا ہے ۔ یہ سب کچھ بلندی کو ذکر و فکر سے ہے تجلیات کے مشاہدات اور جمعیت اسم اللہ ذات سے ہے ۔

میں اُن لوگوں پر متعجب ہوں جو ہیں تو مقامِ زوال میں لیکن خیال کرتے ہیں کہ ہمیں وصالِ قرب حاصل ہے ۔ معرفت ذکر فکر سے نہیں اور حضور میں مذکور نہیں معرفت تو صرف غرق سے ہے اور غرق حضور سے بھی آگے ہے کیونکہ حضور کو جدائی ہو سکتی ہے لیکن غرق فی التوحید کو نورِ خدا حاصل ہوتا ہے ؎

غرق را داند شناسد اہلِ غرق
ہر کہ ایں جا می رسد از جملہ فرق

غرق کو غرق ہونے والے ہی جانتے پہچانتے ہیں ۔ جو اس مقام تک رسائی حاصل کر لیتا ہے وہ ماسوی اللہ سے الگ ہو جاتا ہے ۔

جیم جملہ د از جدائی کے جمال
از جمالِ حق بہ بیں زاں غرق حال

تمام مشغول ہونے اور جدا ہونے سے جمال کب ہو سکتا ہے ۔ حال میں مستغرق ہو کر اللہ تعالیٰ کا مشاہدہ کر ۔

جو شخص ان مراتب کو پہنچ جاتا ہے وہ شرع مطہرہ میں محو ، بدعت اور لہو و لعب سے بیزار ہوتا ہے ۔ مرد اُسے کہتے ہیں جو کشتی چلانے والے مردوں سے میدانِ معرفت میں کشتی لڑے ۔ کیا تو جانتا نہیں کہ حضور نبی غیب دان علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمتِ اقدس میں چار لشکر تھے ۔ جس کے پاس یہ چار لشکر نہیں وہ ولایات فتح نہیں کر سکتا ۔ وہ چار لشکر یہ ہیں :۔

دو ظاہری لشکر ہیں اور دو باطنی لشکر ہیں:۔

پہلا ظاہری لشکر:۔ بہادر آدمیوں کا لشکر۔

دوسرا ظاہری لشکر:۔ خلق محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

پہلا باطنی لشکر:۔ انبیاء اور شہداء کی ارواح کا لشکر۔

دوسرا باطنی کا لشکر:۔ ملائکہ اور باطن صفا فقراء کا لشکر۔

یہ چاروں ظاہری باطنی لشکر ظل اللہ اہل اللہ کی امداد کے لیے اللہ اور اللہ کے حبیب لبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اجازت سے تیار ہیں۔ تمام زمین درویشوں کے قدم کی برکت سے آباد ہے۔ جو درویشوں کا منکر ہے وہ دونوں جہانوں میں پریشان ہے۔ لیکن شرط یہ ہے کہ درویش حقیقی درویش ہو۔

کتاب ہذا یعنی کلید التوحید اسم اللّٰہ اور وحدانیت کے معمہ کا حل ہے۔ کتاب ہذا عکس معکوس ہے۔ کتاب ہذا اسم اللّٰہ ذات کی طلسم کھتا ہے۔ معمّا کو صاحب معمّا ہی حل کر سکتا ہے۔ عامل کے بغیر پارہ کشتہ نہیں ہوتا۔ اور کامل کے بغیر دعوت رواں ہاتھ نہیں آتی۔ بیدار مغز۔ معرفت و دیدار خداوندی کے لائق ہے ؎

نہ ہر سر بود لائق بادشاہی
نہ ہر دل تواں گفت گنج الٰہی

نہ ہر ایک سر بادشاہی کے قابل ہوتا ہے اور نہ ہی ہر ایک دل اللہ تعالیٰ کا خزانہ کہلا سکتا ہے۔

علم باطن ہمچو مسکہ علم ظاہر ہمچو شیر
کے بود بے شیر مسکہ بے بود بے پیر پیر

علم باطن مکھن ہے اور علم ظاہر دودھ۔ دودھ کے بغیر مکھن اور پیر کے بغیر پیر کیسے ہو سکتا ہے۔

دائمی طور پر اللہ تبارک وتعالیٰ کی یاد میں ہو اور اس سے خوش رہے

مرا ز پیرِ طریقت نصیحتے یاد است
کہ غیر یادِ خدا ہر چہ ہست برباد است

مجھے پیرِ طریقت کی ایک نصیحت یاد ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی یاد کے بغیر جو کچھ ہے تباہ ہے۔

جادۂ حق

اے طالب تو صراطِ مستقیم پر چل اور فرستودہ کو ترک کر دے۔ یعنی آدمیت کا باطن خطا پر ہے اور ظاہر درست ہے۔ ظاہری طور پر وہ قرآن مجید کی تلاوت وردو وظائف اور تسبیح میں خودپسندی اور ریا سے مشغول ہوتے ہیں۔ یاد رہے کہ ریا کفر سے بھی زیادہ سخت ہے۔ بعض کا ظاہر نادرست ہے اور باطن درست ہے۔ ایسے آدمی معرفتِ خداوندی میں غرق اور مجلس نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام میں حاضر ہوتے ہیں۔ بعض کے ظاہر و باطن دونوں درست ہوتے ہیں۔ جن کا ظاہر و باطن درست ہے وہ اہلِ مراقبہ اور صاحبِ استغراق ہیں۔ بغیر غرق کے حسب ذیل بارہ غین دور نہیں ہوتے:۔

پہلا غین :۔ غلط ہے۔
دوسرا غین :۔ غل ہے۔
تیسرا غین :۔ غش ہے۔
چوتھا غین :۔ غلیظ ہے۔
پانچواں غین :۔ غیبت ہے۔
چھٹا غین :۔ غیرت ہے۔

ساتواں غین :۔ غضب ہے۔

آٹھواں غین :۔ غصہ ہے۔

نواں غین :۔ غیر ہے۔

دسواں غین :۔ غلاظت ہے۔

گیارہواں غین :۔ غفلت ہے۔

بارہواں غین :۔ غلبۂ نفس امارہ ہے۔

جب صاحب غرق کے وجود سے مذکورہ بالا بارہ غین کے وجود سے مذکورہ بالا بارہ غین دُور ہو جاتے ہیں تو غاین کا تفصہ دُور ہو کر باقی عین رہ جاتی ہے۔ پھر عین سے واصل ہو جاتا ہے۔ ایسے لوگوں پر اللہ تبارک تعالیٰ راضی ہوتا ہے۔ اور وہ اللہ تعالیٰ پر راضی ہوتے ہیں۔ پھر اس کے بعد صاحب غرق دریائے وحدت میں ایسا غوطہ لگاتا ہے کہ ایک دم میں ایک اور قدم پر حضرت اسرافیل علیہ السلام کی کرنا کی آواز سُنتا ہے اور محشر قائم ہوتا ہے۔ ایسی قوت والا صاحب غرق ازل ابد کے تمام مقامات طے کر لیتا ہے۔ لیکن بندگی کے لیے فرض۔ واجب۔ سُنت اور مستحب میں غرق رہتا ہے۔ مراقبہ میں ایک لحظہ کے اندر آورد برد ہو جاتی ہے۔ صاحب مراقبہ کو ظاہر و باطن میں توفیق حاصل ہوتی ہے۔ کیونکہ اسے اللہ تعالیٰ کی یگانگت نصیب ہوتی ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے :۔

وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَمَا كُنتُمْ

جہاں کہیں تم ہو وہ تمہارے ساتھ ہے۔

جب ان مراتب پر پہنچ جاتا ہے تو نفس مطمئنہ قلب کی صورت اختیار کرتا ہے اور قلب رُوح کا نور حاصل کرتا ہے۔ رُوح میرے رب کا امر ہے۔ رُوح ہر

سے مل جاتا ہے۔ اُس کے مغز، پوست، جان اور ہر رگ و ریشے میں ذکر اثر کر جاتا ہے۔ اس وقت بندے اور خدا کے مابین فرق نہیں رہتا۔ گو خدا تو نہیں ہو جاتا لیکن خدا سے جُدا بھی نہیں ہوتا۔

چار اشخاص چار اشخاص کے لیے حجت ہیں:۔

پہلا شخص:۔ درویشوں کے لیے حضرت عیسیٰ علیہ السلام۔

دوسرا شخص:۔ دنیا داروں کے لیے مہتر حضرت سلیمان علیہ السلام۔

تیسرا شخص:۔ بیماروں کے لیے حضرت ایوب علیہ السلام۔

چوتھا شخص:۔ غلاموں کے لیے حضرت یوسف علیہ السلام۔

صُوفیہ کی فضیلت میں احادیث صحیحہ

حضرت شیخ ابو سعید احمد بن حسین طوسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور نبی کریم وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین شفیع المذنبین انیس الغریبین احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کی چالیس احادیث صحیح سند سے صوفیاء و فقراء کی فضیلت کے بارے میں جمع کی ہیں۔ تاکہ یاد کرنے والوں کو سہولت اور آسانی ہو جائے۔

حدیث نمبر (۱):۔ حضرت ابو سعید عبد اللہ بن محمد بن احمد فقری فرماتے ہیں کہ ہمیں یہ حدیث شیخ ابو بکر احمد بن عبد اللہ نصیری نے ابو سلم بن علی الرازی سے۔ اُنھوں نے ابن نصر محمد بن یوسف بن یعقوب الثقفی سے۔ اُنھوں نے عبد المومن خلف ابن سعید سے۔ اُنھوں نے محی الدین المتقاد سے۔ اُنھوں نے وہب بن جعفر سے، اُنھوں نے حبان بن مروان الجمعی سے۔ اُنھوں نے حارث بن نعمان سے۔ اُنھوں نے

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے اُنہوں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضور پُر نُور سید یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا :۔

اَوْحَی اللّٰہُ تَعَالٰی اِلٰی مُوْسٰی بْنِ عِمْرَانَ یٰمُوْسٰی اِنَّ عِبَادِیْ لَوْ سَاَلُوْا فِی الْجَنَّۃِ یَخْلُدُ وْا فِیْھَا لَاَعْطَیْتُھُمْ وَلَوْسَاَلُوْنِیْ عَلَاقَۃَ سَوْطٍ مِّنَ الدُّنْیَا فَذٰلِکَ ھَیِّنٌ عَلَیَّ وَلٰکِنْ اُرِیْدُ اَنَّ الْاٰخِرَۃَ لَھُمْ خَیْرٌ وَّالْاٰخِرَۃُ مِنْ کَرَامَتِیْ وَرَحْمَتِیْ مِنَ الدُّنْیَا یَرْحَمُ الرَّاحِیْ غَنَمَہٗ مِنْ مَّوَاۤءِ السُّوْءِ وَالْفُقَرَاۤءُ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنَ الْاَغْنِیَاۤءِ وَاِنَّ مَائِدَتِیْ ضَاعَتْ عَلَیْھِمْ وَاِنَّ رَحْمَتِیْ لَمْ یَسَعْھُمْ وَلٰکِنْ اَفْرَضْتُ لِلْفُقَرَاۤءِ فِیْ مَالِ الْاَغْنِیَاۤءِ مَایَسَعُھُمْ اِنِّیْ لَاَنْظُرُ اِلَی الْاَغْنِیَاۤءِ کَیْفَ مَسَاعَتُھُمْ فِیْ مَافَرَضْتُ عَلَیْھِمْ فِی الْفُقَرَاۤءِ فِیْ اَعْمَالِھِمْ یَامُوْسٰی اِنْ نَعْلَمَ ذٰلِکَ اَتْمَمْتُ عَلَیْھِمْ نِعْمَتِیْ وَضَاعَفْتُ لَھُمُ الْحَسَنَۃُ فِی الدُّنْیَا لِلْوَاحِدَۃِ مِنْ عَشَرَ اَمْثَالِھَا یٰمُوْسٰی اِنْ ذَکَرَ اَھْلَ الْغِنٰی اَھْلَ الْفَقْرِ وَاَھْلَ الْکَعْبَۃِ اَھْلَ الضُّعْفِ وَاَھْلُ الْعَافِیَۃِ اَھْلَ الْبَلَاۤءِ اَتْمَمْتُ عَلَیْھِمْ نِعْمَتِیْ وَضَاعَفْتُ لَھُمُ الْحَسَنَاتِ لِلْوَاحِدَۃِ عَشَرَ اَمْثَالِھَا یٰمُوْسٰی کُنْ فِی الشِّدَّۃِ صَاحِبًا وَّفِی الْوَاحِدَۃِ مُؤْنِسًا وَاَطْعِمْ فِیْ لَیْلِکَ وَنَھَارِکَ۔

اللہ رب العالمین جل مجدہ الکریم نے حضرت موسیٰ بن عمران علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی کہ اے موسیٰ! اگر میرے بندے مجھ سے بہشت کا سوال کریں گے تا کہ وہ اس میں دائمی طور پر رہیں تو یقیناً میں اُن کو بہشت ہی عطا کروں گا۔ اگر دنیا کی درخواست کریں گے تو گو دنیا عطا کرنا میرے لیے جنت

کے عطا کرنے سے زیادہ آسان کام ہے۔ لیکن میں یہ چاہتا ہوں کہ وہ عقبیٰ کو طلب کریں۔ کیونکہ عقبیٰ اُن کے لیے بہترین چیز ہے۔ نیز عقبیٰ میرے خاص عطیات میں سے ہے۔ میں لوگوں پر رحم کر کے ان کو دنیا سے اس طرح بچاتا ہوں جیسے گڈریا اپنے ریوڑ پر رحم کرتا ہوا اُس کی ہر بُری اور موذی چیز سے بچاتا ہے۔ اور غریب لوگ مجھے اُمراء سے زیادہ پسند ہیں۔ اُمراء نے میرا روحانی دستر خوان ضائع کر دیا ہے۔ اور میری خاص رحمت سے یہ لوگ محروم ہیں۔ لیکن میں نے اُمراء اور اہل ثروت کے مال میں غرباء کے حصّے بھی مقرر کر رکھے ہیں۔ وہ حصّے اُن بیچاروں کو بھی دیتے ہیں یا خود ہی تمام مال چٹ جاتے ہیں۔ اے موسیٰ! اگر صاحب ثروت لوگ غرباء اور محتاجوں کے حصّے ادا کر دیا کریں گے تو میں اُن پر پورے طور پر انعام کر دوں گا۔ اور دنیا میں ہی اُن کو ایک بدلہ میں دس عطا کروں گا۔ اے موسیٰ! اگر امیر لوگ غرباء کو اور خوش حال لوگ خستہ حالوں کو اور تندرست لوگ بیماروں کو اور مصیبت زدوں کو نہیں بھولیں گے۔ تو میں ان کو ایک کے عوض دس گُنا عطا کروں گا۔ اور اُن پر مکمل طور پر اُن پر اپنا فضل و کرم کروں گا۔ اے موسیٰ۔ مصیبت میں لوگوں کا ساتھی اور تنہائی میں لوگوں کا غم خوار بن اور دن رات بھوکوں کو طعام کھلایا کر۔

حدیث نمبر (۲): حضور نبی کریم وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین شفیع المذنبین انیس الغریبین احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء نے فرمایا:۔

لِکُلِّ شَیْءٍ مِفْتَاحٌ وَّمِفْتَاحُ الْجَنَّۃِ حُبُّ الْفُقَرَآءِ وَالْمَسَاکِیْنِ

وَادْنُوا مِنْھُمْ لِاَنَّھُمْ جُلَسَاءُ اللّٰہِ تَعَالٰی یَوْمَ الْقِیٰمَةِ۔
ہر ایک چیز کی ایک کلید ہوتی ہے اور بہشت کی کلید فقراور مساکین کی محبت ہے۔ اُن لوگوں کے پاس بیٹھا کرو۔ کیونکہ بروزِ محشر یہ لوگ اللہ تبارک وتعالیٰ کے ہم نشین ہوں گے۔

حدیث نمبر (۳) :- حضور نبیٔ غیب دان خواجۂ کونین مخبر صادق احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء نے حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا :-
یَا اَبَاذَرٍّ اَلْفُقَرَآءُ ضِحْکُھُمْ عِبَادَةٌ وَمِزَاحُھُمْ تَسْبِیْحٌ وَّ نَوْمُھُمْ صَدَقَةٌ یَّنْظُرُ اللّٰہُ اِلَیْھِمْ کُلَّ یَوْمٍ ثَلٰثَ مِائَةِ مَرَّةٍ وَمَنْ یَّمْشِیْ اِلٰی فَقِیْرٍ سَبْعِیْنَ خَطْوَةً کَتَبَ اللّٰہُ لَہٗ بِکُلِّ خَطْوَةٍ سَبْعِیْنَ حَجَّةً مَّقْبُوْلَةً وَّ مَنْ یُّطْعِمُھُمْ عِنْدَ کَثْرَةِ الْفَجْعِ کَانَ فِیْ دَوْلَتِهٖ نُوْرٌ یَّوْمَ الْقِیٰمَةِ۔
اے ابوذر! درویشوں کا ہنسنا عبادت کی طرح اُن کا مذاق تسبیح کی طرح اور اُن کا سونا خیرات کی طرح ہے۔ اللہ رب العزۃ تبارک وتعالیٰ ہر روز درویشوں کی جانب تین سو دفعہ نظر رحمت فرماتا ہے۔ جو شخص کسی درویش کی طرف ستر قدم چل کر جائے تو اللہ تبارک وتعالیٰ ہر قدم کے عوض اُس کے لیے ستر مقبول حج لکھ دیتا ہے۔ اور جو شخص درویشوں کو گھبراہٹ اور مصیبت کے وقت طعام کھلائے اُس کی دولت میں بروزِ محشر ایک نور روشن ہوگا۔

حدیث نمبر (۴) :- محبوبِ خدا خواجۂ ہر دوسرا احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء نے فرمایا :-

اِذَا کَانَ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ یَجْمَعُ اللّٰہُ الْفُقَرَآءَ وَالْمَسَاکِیْنَ فَیَقُوْلُ لَھُمْ تَصَفَّحُوا الْوُجُوْہِ فَکُلُّ مَنْ اَطْعَمَکُمْ لُقْمَۃً اَوْسَقَاکُمْ شَرْبَۃً اَوْکَسَاکُمْ خِرْقَۃً اَوْرَدَّعَنْکُمْ غَمَّۃً فِیْ دَارِالدُّنْیَا فَخُذُوْہُ بِیَدِہٖ وَاَدْخِلُوْہُ الْجَنَّۃَ۔

جب بروز محشر بپا ہو گا تو اللہ تبارک وتعالیٰ درویشوں اور مساکین کو جمع کر کے اُن سے ارشاد فرمائے گا کہ اسخیا کو تلاش کرو۔ جنہوں نے تمھیں دنیا میں طعام کھلایا یا پانی پلایا یا کپڑا اپہنایا یا اُنہوں نے تمھاری کوئی اور تکلیف دُور کی۔ ان کو تم ہاتھ سے پکڑ کر بہشت میں لے جاؤ۔

حدیث نمبر (۶): حضور نبی کریم رحمۃ للعالمین شفیع المذنبیں انیس الغریبین علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم نے ارشاد فرمایا:۔

اِنَّہٗ قَالَ اِتَّخِذُوْا اَیَادِیْ الْفُقَرَآءِ قَبْلَ اَنْ تَفْنِیَ دَوْلَتُکُمْ۔

تم نے اپنی دولت فنا ہو جانے سے پہلے درویشوں کی دستگیری اور مدد کرو۔

حدیث نمبر (۷): حضور سیّد العالمین شفیع المذنبین حضور پرُنور شافع یوم النشور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:۔

حُبُّ الْفُقَرَآءِ وَالْمَسَاکِیْنِ مِنْ اَخْلَاقِ الْمُرْسَلِیْنَ وَ مَجَالَسَتُھُمْ مِنْ اَخْلَاقِ الْمُتَّقِیْنَ وَضِرَارُھُمْ مِنْ اَخْلَاقِ الْمُنَافِقِیْنَ۔

فقراء و مساکین سے محبت کرنا انبیاء علیہم السلام کی عادت ہے اور اُن کی ہم نشینی اہل تقویٰ کی خصلت ہے اور انہیں تکلیف دینا منافقین کی عادت ہے۔

حدیث نمبر (۷): حضور سید الرسل امام السبل امام الانبیاء والمرسلین احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء نے فرمایا:۔

یَا بِلَالُ فَقِیْرًا وَّلَا تَعِشْ غَنِیًّا قَالَ بِلَالٌ مَنْ رَبِّیْ ذَالِکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ھُوَ ذَالِکَ وَاِلَّا فِی النَّارِ۔

اے بلال فقیرانہ زندگی بسر کرنا۔ اُمرا کی زندگی بسر نہ کرنا۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا ایسا شخص میرا اہم مذہب ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ ہاں ایسا شخص تیرا ہم مذہب ہے ورنہ وہ دوزخ میں داخل ہوگا۔

حدیث نمبر (۸): اِنَّہٗ قَالَ فِیْ تَفْسِیْرِ قَوْلِہٖ تَعَالٰی یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَابْتَغُوْا اِلَیْہِ الْوَسِیْلَۃَ اَیْ اِلَی اللّٰہِ تَعَالٰی بِحُبِّ الْفُقَرَآءِ۔

حضور نبی پاک صاحب لولاک علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات نے آیہ کریمہ یا ایھا الذین آمنوا الخ یعنی اے اہل ایمان تم رب تعالیٰ سے ڈرو اور اس کی بارگاہ میں وسیلہ تلاش کرو کی تفسیر میں فرمایا کہ بارگاہِ خداوندی میں فقراء کی محبت کا وسیلہ ڈھونڈو۔

حدیث نمبر (۹): حضور نبی اکرم رسول معظم نبی رحمت خواجہ کونین احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء نے فرمایا:۔

یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ الْفُقَرَآءُ مِنْ اُمَّتِیْ قَبْلَ الْاَغْنِیَآءِ بِنِصْفِ یَوْمٍ وَّھُوَ خَمْسُ مِائَۃِ عَامٍ

میری اُمت کے فقراء اُمراء سے نصف روز پہلے جنت میں داخل

ہوں گے۔ وہ نصف روز پانچ سو سال کے برابر ہو گا۔

حدیث نمبر (۱۰) :۔ مَرَّ عِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ فِیْ بَعْضِ الصَّحَارِیْ فَرَاٰی رَجُلًا جَلَسَ لِعِبَادَةِ الصَّنَمِ فَکَسَرَہٗ وَقَالَ لِلْوَثَنِیْ قُمْ یَا عَبْدَ اللہِ وَاعْبُدِ اللہُ الَّذِیْ ھُوَ اَفْضَلُ مَا تَعْبُدُہٗ، قَالَ فَمَا صِفَتُہٗ، قَالَ ھُوَ رَبُّ الدُّنْیَا وَاَھْلِہَا قَالَ عِیْسٰی فَفَھِمَ۔

حضرت علیہ السلام کا ایک جنگل سے گزر ہوا، کیا دیکھا کہ ایک شخص بُت کی پوجا کر رہا ہے۔ آپ نے اُس بُت کو توڑ دیا اور بُت پرست سے فرمایا۔ اللہ کے بندے اُٹھ اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کیا کرو جو تیرے معبود سے بدرجہا بڑھ کر ہے۔ بُت پرست بولا۔ اللہ میں کیا خصوصیّت ہے جو اس بت میں نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا اللہ تبارک وتعالیٰ تمام مخلوق کا مالک اور پالنے والا ہے۔ اور یہ بت مملوک ہے۔ مملوک بھی ایسا کہ انسان بھی اُسے توڑ پھوڑ سکتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ یہ زبردست دلیل سن کر بُت پرست کو سمجھ آ گئی۔ یعنی وہ بت پرستی سے تائب ہو گیا۔ اور موحد بن گیا۔

حدیث نمبر (۱۱) :۔ حضور نبی کریم رحمۃ للعالمین علیہ افضل الصّلوٰۃ والتسلیم نے ارشاد فرمایا:۔

اِتَّخِذُوْا یَادِیْ الْفُقَرَآءِ فَاِنَّ لَھُمْ عِنْدَ اللہِ دَوْلَتَہٗ

فقیروں کی خدمت کیا کرو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کے ہاں حقیقت میں وہی لوگ صاحب ثروت ہیں۔

حدیث نمبر (۱۲) :۔ حضرت محبوب خدا علیہ التحیۃ والثناء نے فرمایا:۔

يَا طَالِبَ الدُّنْيَا اَلْبِرَّ فَتَرْكُ الْبِرِّ اِثْمٌ.

اے دنیا کے طالب نیکی کیا کر۔ کیونکہ نیکی نہ کرنا بہت بڑا جرم ہے۔

حدیث نمبر (۱۳): حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے ارشاد فرمایا:۔
مَنْ اَرَادَ اَنْ يَجْلِسَ مَعَ اللّٰهِ فَلْيَجْلِسْ مَعَ اَهْلَ التَّصَوُّفِ.

جو شخص اللہ تبارک و تعالیٰ کا ہم جلیس بننا چاہے تو اُسے چاہیئے کہ وہ درویشوں اور اہل اللہ کی خدمت بابرکت میں بیٹھا کرے۔

حدیث نمبر (۱۴): حضور سیّد الرسل امام السبل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا:۔

يَا عَائِشَةُ جَالِسِ الْفُقَرَآءِ وَالْمَسَاكِيْنِ تُجَالِسُهُمْ فِى الْاٰخِرَةِ يَدْخُلُوا اِلَى الْجَنَّةِ بِغَيْرِ حِسَابٍ وَتَلْقٰى مَعَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ.

اے عائشہ فقراء و مساکین کی خدمت میں بیٹھا کر تاکہ بروز محشر بھی تو ان کا ہم نشین رہے۔ کیونکہ قیامت میں ان کی ایک دعا قبول ہوگی اور یہ لوگ بے حساب جنّت میں داخل ہوں گے۔ اور تمھاری بھی قیامت میں اُن سے ملاقات ہوگی۔

حدیث نمبر ۱۵: حضور سید العالمین شفیع المذنبین احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء نے فرمایا:۔

اِنَّ رَحْمَةَ اللّٰهِ بِخَمْسَةِ نَفَرٍ اَلْمَلَائِكَةِ وَالْمُجَاهِدِيْنَ وَالْفُقَرَآءِ وَالشُّهَدَآءِ وَرَجُلٍ يَبْكِىْ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ تَعَالٰى خَلْوَةٍ.

تحقیق رحمتِ الٰہی پانچ قسم کے لوگوں پر ہے۔ ۱۔ ملائکہ پر ۲۔ مجاہد پر۔

۳۔ شہداء پر ۴۔ فقراء اور درویشوں پر ۵۔ اُن لوگوں پر جو تنہائی میں خوف الٰہی سے روتے ہیں۔

حدیث نمبر (۱۶):۔ حضور سید عالم نورِ مجسم رُوحِ جہاناں حبیب لامکان و مکان علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:۔

لَا تَطْغَوْا فِیْ اَهْلِ التَّصَوُّفِ وَالْخِرَقِ فَاِنَّ اَخْلَاقَهُمْ مِنْ اَخْلَاقِ الْاَنْبِيَآءِ وَ لِبَاسَهُمْ لِبَاسُ الْاَتْقِيَآءِ۔

لوگو! تم درویشوں اور اہلِ تصوّف کی خدمت میں سرکشی اور غرور نہ کیا کرو کیونکہ درویشوں کے اخلاق انبیاء جیسے اخلاق ہوتے ہیں۔ اور ان کا لباس تقویٰ اور پرہیزگاری ہے۔ پس وہ با اخلاق ہونے کی وجہ سے تمہیں کچھ نہیں کہتے۔ لیکن تم اُن کی گستاخی سے غضب الٰہی کا نشانہ نہ بنو۔

حدیث نمبر (۱۷):۔ حضور نبی کریم رؤف و رحیم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا:۔

اِرْغَبُوْا فِیْ دُعَاءِ اَهْلِ التَّصَوُّفِ فَاِنَّهُمْ اَصْحَابُ الْجُوْعِ وَالْعَطَشِ فَاِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی يَنْظُرُ اِلَيْهِمْ اِجَابَتَهُمْ۔

اہلِ تصوف کی دُعا کے مشتاق رہو۔ کیونکہ یہ لوگ بھوک اور پیاس پر صبر کرتے ہیں۔ اس لیے خدا تعالیٰ کی اُن کی طرف خاص نظر ہوتی ہے اور اُس کی دُعا بہت جلد قبول ہوتی ہے۔

حدیث نمبر (۱۸):۔ حضرت اسہل بن سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص بارگاہ نبوی میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم :۔ عَلِّمْنِیْ عِلْمًا اِذَا اَنَا عَلِمْتُ بِهٖ اَفْلَحْتُ۔ قَالَ

اِتَّقِ اللّٰهَ وَاَحِبَّ النَّاسِ فَازْهَدْ فِی الدُّنْیَا یُحِبُّكَ اللّٰهُ
تَعَالٰی وَازْهَدْ فِی النَّاسِ یُحِبُّكَ النَّاسَ۔

مجھے ایسا علم تعلیم کیجئے جس پر عمل کرنے سے میں نجات پاجاؤں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کا خوف اپنے دل میں پیدا کر اور لوگوں سے محبت کے ساتھ پیش آیا کر۔ اور دنیا سے بیزار ہو کر خدا کی رسی کو مضبوطی سے پکڑ۔ اور اہل دنیا سے نفرت پیدا کرو اور اولیاء اللہ سے محبت رکھ۔

حدیث نمبر (۱۹) :۔ حضور نبی پاک صاحب لولاک احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء نے فرمایا:۔

اَلْفَقْرُ شَیْنٌ عِنْدَ النَّاسِ وَزَیْنٌ عِنْدَ اللّٰهِ فِی الْقِیٰمَةِ

لوگوں کی نظروں میں تو فقیر ایک معیوب اور حقیر چیز ہے لیکن بارگاہ خداوندی میں بروز محشر بہت قدر ہو گی۔

حدیث نمبر (۲۰) :۔ حضور پرنور شافع یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا ہے:۔

رَكْعَتَانِ مِنْ فَقِیْرٍ فِیْ فَقْرِهٖ اَحَبُّ اِلَی اللّٰهِ تَعَالٰی مِنْ سَبْعِیْنَ رَكْعَةِ غَنِیٍّ فِیْ غِنَائِهٖ وَرَكْعَتَانِ مِنَ الْغَنِیِّ الشَّاكِرِ اَحَبُّ اِلَی اللّٰهِ تَعَالٰی مِنَ الدُّنْیَا وَمَا فِیْهَا۔

فقیر کی دو رکعتیں فقر کی حالت میں غنی کی ستر رکعتوں سے اللہ تبارک و تعالیٰ کے ہاں زیادہ پسند ہیں اور شکر گزار غنی کی دو رکعتیں دنیا اور اس کے تمام اشیاء سے خدا کو زیادہ محبوب ہیں۔

حدیث نمبر (۲۱) :۔ حضور نبی پاک صاحب لولاک علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات نے

نے ارشاد فرمایا:۔

مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ وَمَنْ اَحَبَّ شَيْئًا فَهُوَ مَعَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ۔

جو شخص کسی قوم سے مشابہت رکھے گا وہ اُسی قوم میں شمار ہوگا۔ اور جو شخص جس چیز سے محبت رکھے گا محشر میں اُسی کے ساتھ اُس کا حشر ہوگا۔

حدیث نمبر (۲۲):۔ حضور نبی غیب دان خواجۂ کونین نبی معظم رسول محتشم احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ارشاد فرمایا:۔

اَلْمُؤْمِنُ مِثْلُ اَجْرِ الصَّائِمِ بِالنَّهَارِ وَالْقَائِمِ بِاللَّيْلِ وَمِثْلُ اَجْرِ الْمُجَاهِدِيْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ لَا تُرَدُّ دَعْوَتُهُمْ وَمِثْلُ اَجْرِ الْحَاجِّ وَمِثْلُ اَجْرِ الْمُتَبَتِّلِ فَطُوْبٰى لِلْخَادِمِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلِلْخَادِمِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ شَفَاعَتُهٗ فِي النَّاسِ مِثْلُ غَنَمِ رَبِيْعٍ وَمُضَرٍ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاِنْ كَانَ الْخَادِمُ فَاجِرًا قَالَ يَا اَنَسُ الْخَادِمُ اَفْضَلُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ اَلْفِ عَابِدٍ مُجْتَهِدٍ وَلِلْخَادِمِ مِثْلُ اَجْرِ مَنْ يَّخْدُمُهٗ مِنْ غَيْرِ اَنْ يَّنْقُصَ مِنْ اُجُوْرِهِمْ شَيْءٌ۔

مومن کامل یعنی ولی اللہ سے خادم کو صائم الدہر اور قائم اللیل کے برابر اجر ملتا ہے۔ نیز خادم اولیاء کو مجاہدین فی سبیل اللہ کا سا اجر ملتا ہے۔ جن کی دعا کبھی رد نہیں ہوتی۔ نیز خادم ولی اللہ کو حاجیوں اور زاہدوں کے برابر ثواب ملتا ہے۔ لہٰذا خادم اولیاء کو بروز محشر خوشخبری حاصل ہوگی۔ نیز اُس کی شفاعت گنہ گاروں کے بارے میں اس قدر قبول ہوگی جسقدر

قبیلہ ربیع و مضر کی بکریوں کی تعداد ہے۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ اگر خادم اولیاء گنہ گار اور بدکار ہو تو بھی اس کو یہی اجر ملے گا۔ آپ نے ارشاد فرمایا۔ اے انس خادم اولیاء اللہ تبارک و تعالیٰ کے ہاں ہزار ریاضت کش و عابد و عاؤں سے بھی زیادہ افضل ہے۔ نیز خادمِ اولیاء کو مخدوم کا اجر ملے گا۔ اور جن لوگوں کے برابر خادم اولیاء کو ثواب و اجر ملے گا ان کے اجروں میں بھی کوئی کمی نہ ہوگی۔

حدیث نمبر (۲۳): حضور سید عالم نور مجسم شفیع معظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَنَّهٗ قَالَ اَفْضَلُ الْاَشْيَآءِ ثَلٰثَةٌ اَلْعِلْمُ وَالْفَقْرُ وَالزُّهْدُ

تین چیزیں تمام چیزوں سے بہتر ہیں۔ ۱۔ علم ۲۔ فقر ۳۔ زہد و تقویٰ۔

حدیث نمبر (۲۴): ایک شخص نے بارگاہِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا یارسول اللہ:

مَا الْفَقْرُ قَالَ خَزَانَةٌ مِّنْ خَزَائِنِ اللّٰهِ تَعَالٰى ثُمَّ قَالَ مَا الْفَقْرُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ كَرَامَةٌ مِّنْ كَرَامَاتِ اللّٰهِ لَا يُعْطِيْهِ اللّٰهُ اِلَّا نَبِيًّا مُّرْسَلًا اَوْ وَلِيًّا مُخْلَصًا وَ اَجْرُ الْعَبْدِ الْكَرِيْمِ عَلَى اللّٰهِ تَعَالٰى۔

فقر کیا چیز ہے؟ آپ نے فرمایا کہ فقر ایک خزانۂ الٰہی ہے۔ پھر اُس شخص نے عرض کیا کہ فقر کیا چیز ہے؟ آپ نے فرمایا کہ فقر اللہ تعالیٰ کی کرامت ہے۔ جسے اللہ تعالیٰ ماسوا انبیائے کرام، مرسلین، اولیا کے اور کسی کو عطا نہیں فرماتا۔ اور ایسے صاحب کرامت بندوں کا اجر اللہ تبارک و تعالیٰ کے ذمہ ہے۔

حدیث نمبر (۲۵) :- حضور نبی پاک صاحب لولاک احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء نے فرمایا :-

كَلَامُ الْفُقَرَآءِ كَلَامُ اللّٰهِ تَعَالٰى وَمَنْ يَتَهَاوَنُ بِكَلَامِهِمْ فَقَدْ تَهَاوَنَ بِكَلَامِهِمْ فَقَدْ تَهَاوَنَ بِكَلَامِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَعَادَى الْفُقَرَآءَ كَفَاهُ اللّٰهُ تَعَالٰى اِيَاهُمْ -

اولیاء کا کلام گویا اللہ تعالیٰ کا کلام ہوتا ہے۔ جو شخص ان کے کلام کی عزت نہ کرے اُس نے گویا کلام الٰہی کی بے عزتی کی۔ اور جو شخص فقراء سے بغض رکھے گا۔ اللہ تعالیٰ اُن کو اس کی شرارت اور بغض سے بچالے گا۔

حدیث نمبر (۲۶) :- حضور نبی مکرم رسول معظم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا :- فَضَائِلُ الْفُقَرَآءِ عَلَى الْاَغْنِيَآءِ كَفَضْلِىْ عَلٰى جَمِيْعِ خَلْقِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَالْفَقِيْرُ هُوَالَّذِىْ لَا يَعْلَمُ النَّاسَ بِمَوْتِهٖ وَمَرَضِهٖ

اہل ثروت پر فقراء کی فضیلت ایسی ہے جیسی میری فضیلت تمام مخلوق پر اور حقیقت میں فقیر وہ ہے جو بیماری اور موت کے وقت بھی لوگوں کا واقف نہ بنے۔ بلکہ اُس وقت بھی کسی دوا اور ظاہری اسباب کی طرف متوجہ نہ ہو۔

حدیث نمبر (۲۷) :- حضور خواجہ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا :- خَلَقَ اللّٰهُ كُلَّ خَلْقٍ مِنْ طِيْنِ الْاَرْضِ وَخَلَقَ الْاَنْبِيَآءَ مِنْ طِيْنِ الْجَنَّةِ فَمَنْ اَرَادَ اَنْ يَكُوْنَ عَبْدُ اللّٰهِ تَعَالٰى فَلْيَادِمِ الْفُقَرَآءَ -

اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوق کو زمین کی مٹی سے پیدا کیا ہے اور انبیاء کو جنت کی مٹی سے پیدا کیا۔ جو شخص اللہ تبارک وتعالیٰ کا حقیقی بندہ بننا چاہے اُسے

اُسے چاہیئے کہ فقیروں اور درویشوں کی تعظیم کرے۔

حدیث نمبر (۲۸): حضور نبی کریم وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم نے ارشاد فرمایا:۔

اَلْاَغْنِیَاۤءُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ ھُمُ الْفُقَرَاۤءُ وَلَوْلَا الْفُقَرَاۤءُ هَلَكَ الْاَغْنِیَاۤءُ۔

اہلِ ثروت لوگ دنیا و آخرت میں محتاج ہیں۔ اگر فقراء نہ ہوتے تو مالدار تباہ و برباد ہو جاتے۔

حدیث نمبر (۲۹): حضور نبی اکرم رسول معظم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:۔ مِثْلُ الْفُقَرَاۤءِ مَعَ الْاَغْنِیَاۤءِ کَمَثَلِ الْعَصَا بِیَدِ الْاَعْمٰی۔

اہل ثروت لوگ درویشوں کے اس طرح محتاج ہیں۔ جیسے اندھا لکڑی کا محتاج ہوتا ہے۔

حدیث نمبر (۳۰): حضور نبی پاک صاحب لولاک علیہ الصلوٰت والتسلیمات نے ارشاد فرمایا:۔

لَعَنَ اللّٰہُ مَنْ اَکْرَمَ غَنِیًّا لِغِنَائِہٖ وَلَعَنَ اللّٰہُ مَنْ اَھَانَ فَقِیْرًا لِفَقْرِہٖ وَسُمِّیَ فِی السَّمٰوٰتِ عَدُوَّ اللّٰہِ عَدُوَّ الْاَنْبِیَاۤءِ وَلَا یُسْتَجَابُ دَعْوَتُہٗ وَلَا یُقْضٰی لَہٗ حَاجَتُہٗ۔

جو شخص کسی اہل ثروت کی اُس کے مال کی وجہ سے تعظیم و تکریم کرے اُس پر اللہ تعالیٰ کی لعنتی برستی ہے۔ اور جو شخص کسی فقیر کو اس کے فقر کے باعث حقیر سمجھے اُس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت بھی ہوتی ہے۔ نیز آسمانوں میں اس کو اللہ و رسول کے دشمن کے نام سے پکارا جاتا ہے اور اُس کی دعا بھی

مستجاب نہیں ہوتی اور اُس کی حاجات بھی پوری نہیں ہوتیں۔

حدیث نمبر (۳۱): حضور خواجہ کونین سید الرسل امام السبل علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا:۔

اِنَّ الْمَلٰٓئِکَۃَ عَلَیْہِمُ السَّلَامُ یَسْتَغْفِرُوْنَ لِلْفُقَرَآءِ وَیَشْفَعُوْنَ لَھُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَمَنْ شَفَعَہُ الْمَلٰٓئِکَۃُ اَحْسَنَ حَالَہٗ۔

تحقیق ملائکہ فقراء کے لیے مغفرت مانگتے ہیں اور بروز محشر اُن کی شفاعت کریں گے۔ جس شخص کی فرشتے شفاعت کریں وہ کیسا خوش حال شخص ہے۔

حدیث نمبر (۳۲): حضور نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:۔ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی یَنْظُرُ اِلَی الْفُقَرَآءِ کُلَّ یَوْمٍ خَمْسَ مِائَۃِ مَرَّۃٍ فَیَغْفِرُ لَھُمْ بِکُلِّ نَظْرٍ سَبْعَ خَطِیْئَاتٍ۔

تحقیق اللہ تبارک و تعالیٰ ہر روز درویشوں کی طرف پانچ سو مرتبہ نظر رحمت فرماتا ہے۔ ہر نظر میں سات سات خطائیں معاف فرماتا ہے۔

حدیث نمبر (۳۳): حضرت خواجۂ کونین علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:۔ اَلْفَقْرُ ذِلَّۃٌ فِی الدُّنْیَا وَعِزَّۃٌ فِی الْاٰخِرَۃِ۔

فقیری دنیا میں ایک حقیر چیز معلوم ہوتی ہے۔ لیکن قیامت میں عزت معلوم ہوتی ہے۔

حدیث نمبر (۳۴): حضور نبی غیب دان علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:۔ مَنْ اٰذٰی مُؤْمِنًا فَقِیْرًا بِغَیْرِ حَقٍّ فَکَاَنَّمَا ھَدَمَ الْکَعْبَۃَ وَقَتَلَ اَلْفَ مَلَکٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِکَۃِ الْمُقَرَّبِیْنَ۔

جو شخص کسی مومن فقیر کو ناحق تنگ کرے گا وہ ایسا گنہ گار ہو جائے گا کہ گویا اس نے کعبہ کو گرایا اور ہزار مقرب ملائکہ کو قتل کیا۔

حدیث نمبر(۳۵): حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:۔
حُرْمَةُ الْمُؤْمِنِ الْفَقِيْرِ عِنْدَ اللّٰهِ تَعَالٰى اَعْظَمُ مِنْ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ اَرْضِيْنَ وَالْجِبَالَ وَمَا فِيْهَا وَالْمَلَائِكَةِ الْمُقَرَّبِيْنَ۔
غریب مومن کی عزت بارگاہِ خداوندی میں سات آسمانوں، سات زمینوں، پہاڑوں اور پہاڑوں کی چیزوں اور مقرب ملائکہ سے بھی زیادہ ہے۔

حدیث نمبر(۳۶): حضور نبی پاک صاحب لولاک علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا:
لِلْجَنَّةِ ثَمَانِيَةُ اَبْوَابٍ سَبْعَةٌ مِنْهَا لِلْفُقَرَاءِ وَوَاحِدٌ لِلْاَغْنِيَاءِ۔
جنت کے آٹھ دروازے ہیں جن میں سات دروازے فقیروں کے لیے اور ایک اُمراء کے لیے ہے۔

حدیث نمبر(۳۷): حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا:۔
اِنَّ اللّٰهَ يَنْظُرُ اِلٰى هٰذِهِ الْاُمَّةِ بِالْعُلَمَاءِ وَالْفُقَرَاءِ فَالْعُلَمَاءُ وَرَثَتِيْ وَالْفُقَرَاءُ اَحِبَّائِيْ۔
تحقیق علماء ربانی اور فقراء کی بدولت اللہ تبارک وتعالیٰ کی اس اُمتِ محمدیہ کی طرف نظر خاص عنایت ہے کیونکہ علماء میرے وارث ہیں اور فقراء میرے دوست ہیں۔

حدیث نمبر(۳۸): حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:۔
سِرَاجُ الْاَغْنِيَاءِ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ حُبُّ الْفُقَرَاءِ۔ فقراء کی محبت دونوں جہان میں اہل ثروت کے لیے چراغ کی طرح ہے۔

حدیث نمبر ۳۹: حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:۔

اَلْفَقْرُ فَخْرِیْ وَالْفَقْرُ مِنِّیْ۔

فقر میرا فخر ہے اور فقر مجھ سے ہے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:۔

حدیث نمبر ۴۰: اَلْفَقْرُ فَخْرِیْ وَبِہٖ اَفْتَخِرُ عَلٰی سَائِرِ الْاَنْبِیَآءِ عَلَیْہِمُ السَّلَامُ۔

فقر میرا فخر ہے۔ فقر کے ذریعے ہی میں تمام انبیاء پر فخر کروں گا۔

فقر و فخری آں فقر حق فیض بر
طالباں را برد باحق یک نظر

فقر میرا فخر ہے اور فقر سے مراد وہ فقر ہے جس کی بدولت اللہ تعالیٰ کا فضل حاصل ہوتا ہے۔ اور جس کی ایک نظر کیمیا اثر سے انسان وصالِ الٰہی کی بدولت سے سرفراز ہو جاتا ہے۔

حروفِ فقر

جاننا چاہیئے کہ لفظ فقر تین حروف میں منقسم ہے:۔

پہلا حرف:۔ ف ہے۔

دوسرا حرف:۔ ق ہے۔

تیسرا حرف:۔ ر ہے۔

حرف ف سے دونوں جہان کے فکر سے فارغ ہو یعنی اُسے فنائے نفس حاصل ہو۔

حرف ق سے نفس پر قہر اور قربِ الٰہی کا حصول۔

حرف ر سے راستی راہ اور دائمی استغراق خداوندی۔

جو شخص فقر کے اِن مراتب پر پہنچتا ہے۔ پھر وہ دنیا کی طرف رُخ نہیں کرتا۔ جو فقر محمدیؐ

کو چھوڑ دیتا ہے۔ اور دنیا کو جو مرتبہ فرعونی ہے۔ اختیار کرتا ہے۔

حرف ف سے فضیحت۔

حرف ق سے قہر خداوندی۔

حرف ر سے شیطان کی طرح راندۂ درگاہِ حق ہو جاتا ہے۔

اعمالِ باطنی

جاننا چاہیئے کہ ظاہری اعمال میں سے ہر ایک عمل سے نفس موٹا ہو جاتا ہے خواہ شب و روز تمام عمر ریاضت کرتا رہے۔ اور باطنی اعمال سے نفس مرجاتا ہے۔ خواہ ظاہر میں موٹا ہی ہو۔

جاننا چاہیئے کہ فقرِ محمدی اور معرفتِ توحیدِ خداوندی سراسر طاعت اور بندگی ہے مرتبہ دنیوی اور عزہ وجا سراسر مردار اور گندگی ہے کیونکہ فقیری اور درویشی انبیائے کرام علیہما السلام کا منہاج ہے۔

دریائے موت

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک دن حضرت عیسیٰ علیہ السلام برہنہ پا، برہنہ سر دوڑ رہے تھے بلکہ اکثر اوقات اسی طرح زندگی گزارتے تھے۔ لیکن مکان نہیں بناتے تھے۔ نہ سکونت رکھتے تھے۔ آپ کی اُمّت کے کثیر الافراد جمع ہو گئے اور آپ کی خدمت میں آئے اور عرض کیا کہ ہمارے لیے ضروری تھا کہ آج آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر دین کے قاعدے اور شرائط سیکھیں۔ اس لیے بہتر یہ ہے کہ آپ کے لیے کوئی مکان بنایا جائے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا شرط یہ ہے کہ جو نسی جگہ میں منتخب کروں وہاں مکان تعمیر کیا جائے۔ اُنہوں

نے کہا بہتر۔ جہاں دریا بڑے زور سے بہہ رہا تھا وہ جگہ آپ نے بتائی۔ یہ دیکھ کر تمام لوگ حیران رہ گئے اور یہ سوچنے لگے کہ بہتے ہوئے دریا میں مکان کس طرح بن سکتا ہے۔ یہ دیکھ کر تمام لوگ حیران رہ گئے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اے بیوقوفو کیا موت کا دریا اس سے کم تیز بہنے والا ہے۔

اس کے جواب میں حضرت سلطان العارفین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم ظاہری دریا پر کشتیوں پر پل بنا کر اُس پر مکان بنا سکتی ہے جہاں چاہیں مقام کر سکتے ہیں۔ زندہ دل کو موت کا کیا ڈر ہو سکتا ہے۔ بلکہ زندہ دل اولیاء سے تو حضرت عزرائیل علیہ السلام بھی خائف ہے۔ کیونکہ وہ نظر سے ہی اُس کے پَر جلا دیتے ہیں۔ ہاں دل کا دریا بہت گہرا ہے اسی لیے حضور نبی غیب دان علیہ السلام نے دل کو قلزم کا خطاب دیا ہے۔

دائمی زندگی

جاننا چاہیئے کہ حضور نبیٔ کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم اس قلزم دل پر اسم اللہ ذات کے تصور سے قرار پکڑتے ہیں۔ اور سکونت اختیار کر کے فائدے حاصل کرتے ہیں دل پر ایسی عمارت تعمیر کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے نُور سے سجی ہوئی ہوتی ہے۔ یہ دریا اسے توفیقِ خداوندی سے حاصل ہوتا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جس مُردہ کو زندہ کرتے تھے وہ ایک ساعت یا آدھ ساعت زندہ رہتا لیکن اُمتِ محمدیہ علیٰ صاحبہا التحیۃ والثناء جس مردہ کو نظر سے زندہ کر دے وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے نہیں مَرتا۔ ؎

عیسیٰ دم زندہ گردند زِ دِل
ہر کہ زندہ دل شود ہرگز نمیرد جاوداں

دمِ عیسیٰ جسم کو زندہ کرتا ہے نہ کہ دل کو۔ جس کا دل زندہ ہو جائے وہ دائمی طور پر زندہ رہتا ہے۔

حضور نبی پاک صاحب لولاک علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی اُمتِ مرحومہ کے اولیائے کرام مرتے نہیں. بلکہ وہ اللہ تبارک و تعالیٰ سے ملاقات کرتے ہیں۔ جو لوگ فنا فی اللہ اور فنا فی الوحدت ہیں۔ ارشاد نبوی صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:

اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا یَمُوْتُوْنَ بَلْ یَنْقَلِبُوْنَ اَلدَّار

خبردار! اولیاء اللہ مرتے نہیں بلکہ ایک گھر سے دوسرے گھر منتقل ہو جاتے ہیں۔

جمالِ خداوندی کا منظر

حضور نبی کریم رحمۃ للعالمین شفیع المذنبین انیس الغریبین محبوب خدا احمدِ مجتبیٰ حضرتِ محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء نے حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ارشاد فرمایا کہ اے ابوذر اللہ ربُّ العالمین جل مجدہ الکریم جمال والا ہے اور جمال کو پسند فرماتا ہے۔ پھر آپ نے فرمایا اے ابوذر کیا تم جانتے ہو کہ میں کس فکر میں ہوں۔ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول آپ کو کونسا فکر دامن گیر ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا آہ! مجھے اپنے بھائیوں سے ملاقات کا اشتیاق ہے جو عنقریب میرے بعد پیدا ہوں گے اور وہ بڑی شان والے ہوں گے انبیاء جیسے کام کریں یعنی سلسلۂ تبلیغ انہیں کے حصّہ میں ہوگا۔ وہ اولیاء اللہ بارگاہِ خداوندی میں شہداء کا درجہ رکھتے ہوں گے۔ وہ صرف رضائے الٰہی کے لیے اپنے والدین بہن بھائی اور اولاد کی جدائی کا بھی خیال نہیں کریں گے۔ مال و دولت سے بالاتر ہونگے اللہ تبارک و تعالیٰ کی مخلوق کے روبرو تواضع اور نیازمندی سے پیش آئیں گے۔ خواہشاتِ نفسانی اور دنیا کی لغو اور بیہودہ باتوں کی جانب مائل نہ ہوں گے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کے عشق میں مستغرق ہو کر مساجد میں اکٹھے ہوں گے۔ ان کے دل

اللہ تبارک وتعالیٰ سے لگے ہوئے ہوں گے۔ اور اُن کی اَرواح ارواحِ خداوندی میں سے ہوں گی۔ وہ علم بھی محض رضائے الٰہی کے لیے حاصل کریں گے۔ ان کی بیماری ہزار سال بلکہ اس سے بھی زائد عبادت سے افضل ہو گی۔ پھر جب آپ نے فرمایا کہ جب اُن میں سے کوئی شخص لقمۂ اجل ہو گا تو وہ چونکہ بارگاہِ خداوندی میں معزز و مقبول ہو گا۔ لہٰذا اُن کا انتقال ایسا ہو گا جیسے کوئی شخص آسمان میں منتقل ہُوا۔ پھر آپ نے فرمایا اے ابوذر! جب اُن کے کپڑوں کی کوئی جوں اُن کو ایذا پہنچائے گی تو اُن کو ستّر حج اور عمرے کا ثواب ملے گا۔ نیز انہیں حضرت اسماعیل علیہ السّلام کی اولاد کے چالیس غلام آزاد کرنے کا ثواب ہو گا۔ جن میں سے ہر ایک غلام کی قیمت بارہ ہزار یا اس سے بھی زیادہ ہو گی۔ آپ نے پھر ارشاد فرمایا کہ جب اُن میں سے کوئی شخص سانس لے گا ہر سانس کے عوض لاکھ لاکھ درجات اور اُن کے اعمال نامہ میں لکھے جائیں گے بلکہ اس سے بھی زیادہ۔ پھر آپ نے فرمایا اے ابوذر! جب اُن میں سے کوئی شخص دو رکعت نماز پڑھے گا تو اس کی مثال اُس شخص کی سی ہو گی جو شبان کے پہاڑ میں عبادت کرتا ہے۔ اور اُسے حضرت نوح علیہ السلام کی عمر یعنی ہزار سال کی عبادت کے برابر ثواب ہو گا۔ پھر آپ نے ارشاد فرمایا اے ابوذر! جب اُن میں سے کوئی شخص تسبیحِ خداوندی بیان کرے گا تو اس کی وہ تسبیح بروزِ محشر اُس کرامت سے افضل ہو گی کہ اس کے ساتھ پہاڑ بھی چلنے لگیں پھر فرمایا اے ابوذر! اُن کی زیارت اللہ تبارک وتعالیٰ کے نزدیک خانہ کعبہ کی زیارت سے زیادہ پسند ہو گی۔ اور جو ان کا دیدار کرے گا اُس کو گویا دیدارِ خداوندی نصیب ہو گیا اور جو ان کا راز دار ہو گا وہ گویا رازدارِ خداوندی بن گیا۔ اور جو انہیں طعام کھلائے گا اُس نے گویا اللہ تعالیٰ کو طعام کھلایا۔ پھر آپ نے ارشاد فرمایا کہ جو لوگ اُن اولیائے کرام کی خدمتِ پاک میں معیت سے بھرپور بیٹھیں گے

توجب وہ اُن کے پاس سے اٹھیں گے۔ یاد رہے کہ اہل دل پر اسرارِ خداوندی کبھی نیک خواب کی حالت میں منکشف ہوتے ہیں اور کبھی حالتِ بیداری میں۔ یہ کشف بیداری بھی نہایت اعلیٰ درجہ کی چیز ہے۔ لیکن نیک خواب نبوت کے عالی درجات میں سے ہے۔ کیونکہ نیک خواب نبوت کے چھتیس درجات میں سے ایک عمدہ درجہ ہے۔ ہوشیار باش کبھی ارادی طور پر ان اولیائے کرام کی شان میں کبھی خطا نہ کرنا۔ جو عقل اولیاء اللہ کے حالات و کرامات سے منکر ہو۔ ضروری ہے کہ وہ انبیائے کرام علیہم السلام کا بھی منکر ہوگا۔ جس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ وہ اسلام سے خارج ہے۔

لذّتِ معرفتِ خداوندی

اللہ ربّ العالمین جلّ مجدہ الکریم کی اطاعت سے اُس وقت تک انسان آزاد نہیں ہوتا۔ جب تک کوئی اُسے فنا فی اللہ میں مستغرق نہیں کرا دیتا۔ اور نور حضور توحید کے دریا میں غرق نہیں کر دیتا۔ عارف لوگ دریائے معرفت میں پہلے بلبلہ کی طرح ہوتے ہیں۔ بعد میں جب دریائے معرفت میں محو ہو جاتے ہیں۔ تو غرق فنا فی اللہ اور عارف باللہ ہو جاتے ہیں۔ ایسا غوطہ کہ خود عارف دریائے معرفت میں غوطہ لگاتا ہے تو اُسے معرفت کی دائمی لذّت حاصل ہوتی ہے۔ لذّاتِ دنیوی میں نفس کو حظ حاصل ہوتا ہے۔ اور معرفت میں رُوح کو فرحت و لذّت حاصل ہوتی ہے۔ یہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی نعمت ہے جو فیض فضل اور فتوح ہے۔

اگر بستگی خویش اگر دا گردی
بہ رستگی خویش مہیا گردی

اگر اپنے میل جول سے تعلق ختم کرے گا تو نجات کے لیے تیار ہو جائے گا۔

دگر دیگر و خویش مانند حباب
تا گردا گردی ز خویش دریا گردی

اگر تو بلبلے کی طرح اپنی ہستی کھو دے گا تو دریا ہو جائے گا۔

مراتب فقر

جاننا چاہیئے کہ یہ فقیر کے منتہی مراتب ہیں۔ بہت سے لوگ فقر کے نام کو پہنچے ہیں۔ بعض نے فقر میں ابھی قدم ہی رکھا ہے۔ بعض نے دنیاوی ترقی، عزت و مرتبہ کے لیے طالبی مریدی کا سلسلہ جاری کیا ہے۔ روضے اور خانقاہیں بنوائی ہیں۔ ہزاروں میں سے کوئی ایک آدھ ایسا ہے جو حضور نبی پاک صاحب لولاک علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات کی نصرت سے فقر کے منتہی مراتب پر پہنچا ہے۔ میرا یہ قال میرے حال پر صادق ہے۔ ایسا ہی آدمی فقیر ہے۔ جس کی قید میں اٹھارہ ہزار عالم ہوں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقَاکُمْ

جو تم میں سے زیادہ متقی ہے اللہ کے ہاں وہی زیادہ صاحب عزت ہے۔

قربِ خداوندی

جاننا چاہیئے کہ اللہ ربّ العزت تبارک و تعالیٰ شہ رگ سے زیادہ قریب ہے ؎

حق ز شہ رگ قرب است چوں گویند دُور
یک دمے با حق برم وحدت حضور

اللہ تبارک و تعالیٰ تو شہ رگ سے قریب ہے پھر اُسے دُور کیوں کہتے ہیں۔ میں ایک سانس میں حضور میں پہنچا سکتا ہوں۔

جن لوگوں کو فنافی التوحید اور معرفتِ خداوندی کا درجہ حاصل ہے ان کا ظاہر و باطن نور ہے۔ خواہ وہ ظاہری طور پر مٹی میں دفن ہوں۔ لوگوں کی نظروں میں قبر دل میں ہوتے ہیں۔ لیکن جاننا چاہیئے کہ موت ان کے لیے ایک پردہ ہے۔ موت میں ان کے لیے ثواب ہے ؎

نیم کباب کہ ہنگام سوختن گریم
چو کاغذیم کہ در سوزش است خندہ ما

میں کباب نہیں کہ جلتے وقت روؤں۔ میں کاغذ ہوں کہ جلتے وقت ہنستا ہوں۔

حضرت سلطان العارفین نے کیا خوب فرمایا ہے ؎

چوں نخندم راہِ من دیدار شد
چوں نگریہ آنکہ با مردار شد

میں کیوں نہ ہنسوں کہ دیدار میرا راستہ ہے۔ جو دنیا مردار کے ساتھ ہے وہ کیوں نہ روئے۔

حاصل کلام یہ کہ دیدار کی تشریح اس آیت کے مطابق ہے جو اس میں شک کرے وہ کافر و شیطان ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ

بے شک اللہ کے دوستوں کو نہ خوف ہے نہ وہ غمگین ہوں گے۔

خوف کا تعلق مرگ مردار سے ہے جن کے دل زندہ ہیں انہیں اسم اللہ ذات کے

تصور سے ہمیشہ کی زندگی نصیب ہے۔

ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا

مرنے سے پہلے مر جاؤ۔

پھر ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

اَلْمَوْتُ جِسْرٌ یُّوْصِلُ الْحَبِیْبَ اِلَی الْحَبِیْب

موت ایک پل ہے جو حبیب کو حبیب سے ملاتا ہے۔

پھر ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

اَلنَّوْمُ اَخُوْ الْمَوْتِ

نیند موت کی بہن ہے۔

مُراقبہ کی اہمیت

جاننا چاہیئے کہ مراقبہ توحید کے سمندر میں مستغرق کر دیتا ہے۔ مردہ دل اور معرفت اور توحید خداوندی سے بے خبر اسینے مراقبہ خواب سے کہیں زیادہ غالب ہے۔ مراقبہ میں غرق ہو کر نفسانی جسم سے نکل کر روحانی جسم میں آتا ہے۔ یہ مرتبہ کامل مرشد سے اسم اللہ ذات کے تصور سے حاصل ہوتا ہے۔ مطلب یہ کہ صاحب مراقبہ مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا کا مصداق ہو کر اسم اللہ ذات کے ذریعہ اللہ رب العالمین میں غرق ہوتا ہے۔

فنا در بقا

جاننا چاہیئے کہ جب صاحب مراقبہ اللہ تبارک و تعالیٰ کے شغل میں غرق ہو کر

اسم اللہ ذات کا تصور کرتے ہوئے اپنی آنکھیں بند کرتا ہے اور سر جھکاتا ہے۔ تو اسم اللہ ذات کی تاثیر اُسے عقبیٰ میں اس طرح لے جاتی ہے کہ پہلے دار الفنا میں اور اس کے بعد دار البقا میں پہنچ جاتا ہے۔ گویا وہ بے جان مردہ ہے۔ عین العیان کے مرتبہ میں آکر سویدائے ازلی ظاہر ہوتا ہے۔ اور اسم اللہ ذات کے حالات منکشف ہوتے ہیں۔ صاحب استغراق جان نکلنے کی تلخی دیکھ لیتا ہے۔ گویا وہ مر گیا ہے۔ اُسی وقت غاسل آکر غسل دیتا ہے۔ لوگ جنازہ پڑھتے ہیں۔ اس کے بعد ایک ہڈی جس کو سبب الابن کہتے ہیں۔ اور جو ارض و سماوات سے زیادہ وسیع ہے۔ اس میں لاکر ملائکہ کے ستر ہزار سوال و جواب ہوتے ہیں۔ یہ سب کچھ ایک لمحہ میں ہو جاتا ہے پھر جب اُسے قبر کے اندر لحد میں رکھتے ہیں۔ جس کی فراخی ارض و سماوات سے بھی کہیں زیادہ ہے۔ اس میں منکر نکیر بٹھا کر سوال و جواب دریافت کرتے ہیں جب ان سوالات سے فراغت ہوتی ہے تو منکر نکیر کہتے ہیں کہ جاؤ سو رہو۔ نوم العروس سے ایک فرشتہ پیدا ہو کر جگاتا ہے۔ اُنگلی کو قلم تھوک کو سیاہی، منہ کو دوات اور کفن کو کاغذ بنا کر نیک بد عمل کفن پر لکھواتا ہے۔ اور اس کفن کو بطور اعمال نامہ لپیٹ کر۔ اس کے گلے میں ڈال کر غائب ہو جاتا ہے۔ پھر وہ قبر میں ہزاروں سال پڑا رہتا ہے۔ اس کے بعد حضرت اسرافیل علیہ السلام کی کرنا کی آواز اُس کے کانوں میں آتی ہے اور لوگ نباتات کی طرح قبور سے نکل کر اٹھارہ ہزار عالم میدان قیامت میں جمع ہوتے ہیں۔ اور ہر ایک کے ہاتھ میں اعمال نامہ دے کر ترازوں پر رکھا جاتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

فَادْخُلِیْ فِیْ عِبَادِیْ وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ

میرے بندوں میں داخل ہو کر جنت میں داخل ہو جاؤ۔

کے مطابق پل صراط سے گزر کر جنت میں داخل ہوتا ہے اور حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دستِ مبارک سے شراب طہورہ کے جام نوش کرتے وقت کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھ کر اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ تب پانچ سو برس رکوع میں پانچ سو برس سجدہ میں رہ کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ آپ کے صحابہ کرام کی آخری صف میں اللہ تبارک و تعالیٰ کے دیدار سے مشرف ہوتا ہے۔

فقر کا انجام

جب یہ تمام مراتب کا مشاہدہ کر لیتا اور طے کر لیتا ہے تو پھر بیہوشی سے ہوش میں آتا ہے۔ چونکہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی صورت کی مثال نہیں ہو سکتی۔ اس لیے ہر وقت باطن میں اسی صورت میں ڈوبا رہتا ہے۔ جسے دیدار نصیب ہوتا ہے۔ پھر وہ ایک لمحہ بھی تجلیات ذات کے مشاہدہ اور دیدار سے نہیں رکتا۔ خواہ ظاہر میں لوگوں سے بات چیت ہی کیوں نہ کرتا ہو۔ اسے باطن میں دائمی طور پر حضوری حاصل ہوتی ہے۔

ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا

مرنے سے پہلے مر جاؤ۔

پھر ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَهُوَ اللہ

جب فقر تمام ہوتا ہے تو وہی اللہ ہے۔

کا انجام واصل عارف کو آیات شریفہ، کلام الٰہی اور شریعتِ محمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام

سے حاصل ہوتے ہیں۔

ارشادِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

مَنْ عَرَفَ رَبَّهٗ فَقَدْ كَلَّ لِسَانُهٗ

جس نے اپنے رب کو پہچانا اُس کی زبان گونگی ہو گئی۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:۔

وَمَنْ كَانَ فِيْ هٰذِهٖ اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى۔

جو یہاں اندھا ہے وہ آخرت میں بھی اندھا ہی رہے گا۔

یہ مراتب اُن علمائے کرام ہیں جو کسی کامل فقیر کے طالب ہوں۔ ؎

خندہ ہا بر سینہ صافاں می کنی ہوشیار باش

ہر کہ بر آئینہ خندد درویش خندی خود کند

تو اہلِ صفا باطن لوگوں کی ہنسی اڑاتا ہے۔ جو شخص آئینہ پر ہنستا ہے وہ اپنی ہنسی اُڑاتا ہے۔

ارشادِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

سَيِّدُ الْقَوْمِ خَادِمُ الْفُقَرَآءِ

فقیروں کا خادم قوم کا سردار ہوتا ہے۔

پھر کس کی طاقت ہے کہ اُن سے دم مارے۔ جو ایسا کرے گا وہ دنیا و آخرت میں خراب اور پریشان ہوگا۔ ؎

فقر را بشناس عارف از نظر

نظر فقرش بہ بود از سیم و زر

عارف باللہ فقیر کو نگاہ سے شناخت کر۔ کیونکہ اس کی نگاہ سیم و زر سے بہتر ہوتی ہے۔

او نہ بیند فقر را آں زرد رو
زانکہ زر آں را کشد با خجل سو

وہ فقیری کو سونا خیال نہیں کرتا۔ کیونکہ وہ اُسے خجل کی طرف لے جاتا ہے۔

دل کسے را بستہ شد با زر زوال
کور چشمے کے بہ بیند حق وصال

جس کا دل زوال شدہ زر سے لگا ہوا ہو۔ ایسا کور چشم کب وصال پا سکتا ہے۔

باہوا بہر از خدا وصلش نما
وصل حاصل می شود از مصطفٰے

اے باہو! خدا کے لیے اُس کا وصال دکھا۔ وصل حضور سید العالمین احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفٰے علیہ التحیۃ والثناء سے حاصل ہوتا ہے۔

بندہ اور خدا کے مابین پیاز کے ایک چھلکے کے برابر پردہ ہے۔ جس کا پھاڑ لینا کچھ مشکل نہیں۔ اگر تو آئے تو دروازہ کھلا ہے۔ اگر نہ آئے تو اللہ بے نیاز ہے اللہ بس ماسوی اللہ ہوس۔

مرشد حقیقی کون؟

جو مرشد اسم اللہ ذات کے تصوّر و حاضرات سے ابتدا و انتہا کے تمام مراتب اور تمام مقامات کا مشاہدہ نہ کرائے اسے مرشد نہیں کہہ سکتے۔ ناقص مرشد سے تلقین مطلق حرام ہے۔ اس لیے کہ ایک نقطہ سے ہزار کتابیں بن سکتی ہیں۔ لیکن ایک نقطہ ہزار کتب میں نہیں سما سکتا۔ وہ نقطہ علم چون و چرا کو نیست کر دیتا ہے۔ پس معلوم ہوا کہ فضل و رحمت زندہ دل کے لیے ہے۔ لیکن دل رحمت اور فضل سے بھی وسیع ہے

لیکن دل وہ ہو کہ عرشِ اعظم اور خانہ کعبہ دونوں اس کا طواف کریں۔ یہ مراتب صاف دل کے ہیں۔ ایسا صاحبِ دل منتہی کامل شہ سوار ہاتھ میں تیغ برہنہ لیے ہوتا ہے۔ جو ذوالفقار کی طرح حکم الٰہی سے کفّار کو قتل کرتی ہے۔

منہاجِ دعوت

جاننا چاہیئے کہ دعوت خوانی پانچ اقسام میں منقسم ہے:۔

پہلی قسم:۔ وسیلۂ ازل جو مقام ازل پر پہنچاتی ہے۔

دوسری قسم:۔ وسیلۂ ابد پر پہنچاتی ہے۔

تیسری قسم:۔ جس سے مشرق سے مغرب تک کی تمام شہنشاہی اپنی قید میں آجاتی ہے اور جس سے دنیا کما حقہٗ حاصل ہو جاتی ہے۔

چوتھی قسم:۔ دعوت وسیلۂ آخرت جو آخرت پر پہنچاتی ہے۔

پانچویں قسم:۔ وسیلۂ معرفت خداوندی۔ جس سے معرفت و توحید باری تعالیٰ اجل جلالہٗ مشاہدہ انوارِ خداوندی اور مجلس مصطفیٰ کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کی حضوری نصیب ہوتی ہے۔

لفظِ دعوت کی حکمات

جاننا چاہیئے کہ دعوت کا قاری عالم، عامل، کامل، مکمّل، اکمل، عارف باللہ صاحبِ قرب ووصال ہوتا ہے۔ جو لارجعت اور لازوال ہو۔ معلوم ہونا چاہیئے کہ دعوت خوانی کرنا اور رجعت سے سلامت رہنا غالب اولیاء کا کام ہے۔ تا کہ نفس پر مغرور اور صاحبِ حرص وہوا کا۔ جو شخص ترتیب کے ساتھ ایک رات میں دو رکعت کے اندر قرآن مجید ختم کرے۔ اگر اسی طرح تین رات کرے تو محشر تک اُس کا عمل جلدی

رہتا ہے۔ ایسا ولی اللہ جہان پر غالب ہوتا ہے۔ لیکن دعوت جاری نہیں ہوتی۔ جب تک کہ کسی عامل کامل کی اجازت نہ ہو۔ جو شخص ہر روز دوگانہ میں سورۃ مزمل پڑھے۔ وہ ایک ہفتہ میں کامل و مکمل ہو جاتا ہے۔ یہ دعوت کی ابتدائی اور انتہائی ترتیب ہے۔ دعوتِ قرآن حکیم نہایت معتبر ہے۔ کیونکہ قرآن دنیا و آخرت کا وسیلہ ہے۔ اور تمام ظاہری اور باطنی خزانے۔ خشکی، تری، جنگل، سمندر۔ کل مخلوق کی حقیقت ذات وصفات کی توحیدیں اور چھ اطراف بھی قرآن حکیم میں ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ

تر و خشک جو کچھ ہے کتابِ مبین میں ہے۔

لیکن یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ دینی اور دنیوی اُمور کے لیے ہر ایک آیہ کریمہ میں الگ الگ بے شمار خاصیتیں ہیں۔ چنانچہ اَمر بالمعروف، نہی عن المنکر، نبیوں کے قصے، وعدہ، وعید اور مثل و مثالیں کے بارے میں ایک ایک ہزار آیت ہے۔ حلت و حرمت کے بارے میں پانچ سو، استدعا و مناجات کے بارے میں ایک سو اور ناسخ و منسوخ چھیاسٹھ۔ کل مجموعہ صحیح روایات کے بارے میں چھیاسٹھ ہزار چھ سو چھیاسٹھ ہے۔ بعض لوگ دعوت خوانی میں خود عامل و کامل ہیں۔ اور بعض کامل و عامل کی اجازت سے پڑھتے ہیں۔ بہتر یہی ہے کہ اجازت بھی ہو اور جو بھی دعوت خوانی میں کامل اور عامل ہو۔ جب کسی کامل لارجعت اور لازوال کی اجازت سے دعوت پڑھتے ہیں تو حضور نبی پاک صاحب لولاک علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات کی حضوری سے ہر دینی اور دنیوی مشکل کے لیے دعوت خوانی کی اجازت ہو جاتی ہے۔

اس طرح کی دعوت کے دو طریقے ہیں:۔

دعوت کا پہلا طریقہ :۔ اسم اللہ ذات کے تصوّر سے۔
دعوت کا دوسرا طریقہ :۔ اہلِ قبور کی قبر سے۔
جس کو ان دونوں طریقوں کا علم نہیں وہ دعوت خوانی کے قابل نہیں۔ علم تکثیر ہر علم اور عالم پر امیر ہے۔

جاننا چاہیئے کہ علم تکثیر دعوت ہے۔ دعوت میں چار حروف ہیں۔ ہر ایک دعوت میں یہ چار حرف ہیں :۔

دعوت کا پہلا حرف :۔ د ہے۔
دعوت کا دوسرا حرف :۔ ع ہے۔
دعوت کا تیسرا حرف :۔ و ہے۔
دعوت کا چوتھا حرف :۔ ت ہے۔

حرف د سے دائرہ دل کو ذکر دوام سے پاک کرے۔ ذکر دوام حضور نبی کریم رؤف ورحیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے حاصل ہوتا ہے۔

حرف ع سے علم غیبی اور فتوحاتِ لاریبی مشروعًا ایمانی اور روحانی موکل ہر ایک عالم غیب سے معلوم ہو۔

حرف و سے ورد وظائف، کلام اللہ با ترتیب باادب باعزت اور اعتقاد سے پڑھے۔

حرف ت سے ان اشیاء کو ترک کرے جن کو حضور نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات اور صحابہ کرام نے ترک کیا ہے۔

اس قسم کی دعوت والا ابتدی ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ کسی کامل بغیر پارہ کشتہ نہیں ہوتا۔ اور کسی کامل عامل صاحب حضور و قبلہ کی اجازت کے بغیر دعوت عمل میں نہیں آتی۔ ناقص اگر دعوت پڑھیں تو انہیں رجعت ورنج حاصل

ہوتے ہیں۔ کاملین کو دعوت خوانی سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی مجلس کی حضوری نصیب ہوتی ہے۔

کامل صاحبِ دعوت کون؟

جو کامل صاحبِ دعوت ہے اُسے زکوٰۃ، نصاب، قفل دور بدور، بذل، ختم، وقت کی پہچان، مقررہ مقام، رجعت، عدد، حساب، نیک و بد حیوانات جلالی و جمالی کی ترک وغیرہ کی کیا ضرورت ہے۔ یہ تمام شمار وساوس، خطرات ناقصین کے لیے ہیں۔ کیونکہ انہیں دعوت کی ابتدائی اور انتہائی ترتیب معلوم نہیں ہوتی۔ اور اسم الٰہیہ اس کے لیے نہیں لیتے ؎

با مؤکل دائرہ عدد و حساب
از برد جش کوکب وشد اقتساب

مؤکل، دائرہ، عدد، حساب، برجوں اور ستاروں کے حساب کا خیال کرتے ہیں۔

یہ سب کچھ انسان کے تابع ہیں۔ جو حضوری سے الہام حاصل کرتا ہو۔ نہ رجعت کھاتا نہ پریشان ہوتا ہو۔

جاننا چاہیئے کہ دعوت کل و جز، دعوت ذکر و فکر، دعوت تجلیات نُورِ الٰہی اور دعوتِ منتہی۔ ان دو آیۂ کریمہ سے تعلق رکھتی ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے :۔

فَفِرُّوْٓا اِلَی اللّٰہِ

جس طرف آئے جس کام کو چاہے اللہ تعالیٰ جاری اور رواں کر دیتا ہے۔ کیونکہ اس کا وہم۔ توجّہ اور خیال وصال ہوتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے :۔

اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِيُخْرِجُهُمْ مِنَ الظُّلُمٰتِ إِلَى النُّوْرِ۔

اللہ صاحب ایمان کا دوست ہے۔ انھیں اندھیرے سے نکال کر نور کی طرف لاتا ہے۔

پس مقام ازل، مقام ابد، مقام دنیا اور مقامِ آخرت چاروں تاریکی کا مقام ہیں۔ جو اندھیرے میں آبِ حیات ہے لیکن ماسوی معرفتِ اِلَّا اللّٰه کے سب کو موت ہے۔

عارف کون؟

جاننا چاہیئے کہ عارف وہ شخص ہے جو وحدانیت کی لذت حاصل کرے اور ان چاروں تاریکیوں کی لذات کو ترک کرے۔ معرفت و توحید خداوندی کے نور کو حاصل کرنا خاص بندوں کا کام ہے۔ بندہ کے لیے اس سے بہتر کوئی بات نہیں کہ اپنا رُخ اللہ تعالیٰ کی طرف کرے۔ اور اپنے دینی اور دنیوی کام اللہ تبارک و تعالیٰ کے سپرد کرے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے :۔

وَاُفَوِّضُ اَمْرِيْ اِلَى اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ بَصِيْرٌ بِالْعِبَادِ

میں اپنا کام اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتا ہوں۔ واقعی اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو دیکھتا ہے۔

خزائنِ معرفتِ خداوندی

معرفتِ الٰہی کے سات خزانے یہ ہیں :۔

پہلا خزانہ نفی لَآ اِلٰہَ ہے۔
دوسرا خزانہ :۔ اثبات اِلاَّ اللّٰہ ہے۔
تیسرا خزانہ :۔ تصدیق کے ساتھ مُحَمَّدُ رَّسُوْلُ اللّٰہ پڑھنا۔
چوتھا خزانہ :۔ آیہ کریمہ کی تلاوت کرنا۔
پانچواں خزانہ :۔ دعائے سیفی پڑھنا۔
چھٹا خزانہ :۔ اسم اعظم کا پڑھنا۔
ساتواں خزانہ :۔ اسم اللہ ذات کی وحدانیت میں مستغرق ہونا۔
یہ سات خزانے ہیں۔ جن میں سے ہر ایک خزانے سے ستر خزانے کھلتے ہیں۔

سیف الرحمٰن کون؟

جاننا چاہیئے کہ اللہ رب العالمین جل مجدہُ الکریم کے بغیر کسی اور پر نگاہ کرنا کفر ہے۔ جو شخص دعوت کے اس منتہی مقام تک رسائی حاصل کرتا ہے وہ عارف باللہ عامل کامل ہو جاتا ہے۔ چنانچہ اُس کی نظر اور اس کی دلی توجہ کامل ہو جاتی ہے۔ اور اس کی زبان سے نکلی ہوئی بات سیف الرحمٰن ہوتی ہے۔ جب یہ کیفیت ہو تو جس مقصد کے لیے اپنے لب ہلائے اللہ تبارک و تعالیٰ فوراً مہیا کرتا ہے۔

ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے :۔

لِسَانُ الْفُقَرَآءِ سَیْفُ الرَّحْمٰنِ

فقیروں کی زبان اللہ تعالیٰ کی تلوار ہوتی ہے۔

اہل معرفت کی زبان اُس وقت تک تلوار نہیں ہوتی۔ جب تک کسی ولی اللہ کی قبر کی ہم نشینی سے دُعائے سیفی کی دعوت نہ پڑھے۔ اور یہ کہ اسے دعوت

پڑھنے کی ترتیب نہ آتی ہو۔ اس قدر جرأت سے پڑھنا کسی کامل کا کام ہے کہ ماسوا غوث و قطب کے نہیں پڑھتا۔ جب کامل عامل غصّہ و غضب سے قبر پر سوار ہوتا ہے تو فضل و کرم خداوندی سے ہر دینی و دنیوی مشکل جلد حل ہو جاتی ہے اور قاری صاحب وصال ہو جاتا ہے۔

مؤکلات کو قبضہ میں لانا

جاننا چاہیئے کہ جس دعوت میں موکل اور جنّ وغیرہ قابو میں لائے جاتے ہیں ایسی دعوت کا دوسرا طریقہ ہے۔ یہ عام ناقص اور خام آدمیوں کا کام ہے۔ اور انبیائے کرام علیہم السّلام اولیائے عظام مثل غوث، قطب، شہید، عارف باللہ فقیر اور درویش کی رُوح کو مسخر کرنا یہ دوسری دعوت ہے۔ ایسی دعوت جب باترتیب پڑھی جاتی ہے۔

ارشاد گرامی ہے:۔

اُحضِروا للمُسَخّراتِ مَلَكَ الاَرْوَاحِ اَرْوَاحُ المُقدّسِ

اے ارواحِ قدس ملک الارواح کو مسخر کر کے حاضر کرو۔

تو تمام قبروں والوں کی اَرواح حاضر ہو جاتی ہیں۔ جو دعوت حکم الٰہیّہ اور حضور نبی پاک صاحب لولاک علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات کی حضوری سے حاصل ہو اس سے دعوت کا راستہ کھلتا ہے لیکن اجازت کا سلسلہ ہمیشہ ہمیش تک جاری رہے گا۔ ؎

ہر کہ را مرشد نہ شیطاں مرید
ہر کہ با مرشد بود گو بایزید

جس کا کوئی مرشد نہیں وہ شیطان کا مرید ہے۔ جس کا مرشد ہے وہ بایزید ہے۔

دعوت حضور اور دعوت قبور سے سخت اور بہتر کوئی نہیں۔ لیکن بزرگوں کی قبر کا ادب ملحوظ رکھنا بڑی بات ہے۔

کامل فقیر کون؟

جاننا چاہیئے کہ اگر ایک جانب آگ ہو اور دوسری جانب قبر ہو تو آگ پہ قدم رکھے، قبر پر قدم نہ رکھے۔ اس لیے کہ اگر نفسانی کا قدم روحانی کی قدم پہ پڑ جائے تو اُس روحانی سے اُسے ایسی رجعت ہوتی کہ پاگل ہو کر مر جاتا ہے۔ اور اگر قدم آگ پہ رکھے گا تو کچھ روز کے بعد صحت یاب ہو جائے گا۔ چونکہ روحانی نفسانی پہ غالب ہوتا ہے اس لیے روحانی کی قبر پہ پڑھنے والا ایسا ہونا چاہیئے جو غالب الاولیاء ہو۔ اور

مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا

مرنے سے پہلے مر جاؤ

کا مصداق ہو۔ بلکہ روحانی میں ایسی طاقت ہوتی ہے کہ آسمان اور ہفت زمینوں میں ہر جگہ ہوتا ہے۔ فاتحہ شریف کا ثواب لے کر روحانی میں اس قدر طاقت ہو جاتی ہے کہ ہر چیز پر غالب آتا ہے۔ کیونکہ روحانی کے نزدیک ہر چیز جو دنیا میں زندہ ہے فانی ہے، اور اہل دنیا کا خیال ہے کہ روحانی خاک کے نیچے فانی ہیں۔ لیکن حقیقی حیاتی یہ ہے کہ دنیوی زندگی میں زندہ دل طالب مولا اور عارف باللہ ہو۔

ارشادِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

اَلَاۤ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا یَمُوْتُوْنَ

خبردار! بحقیق اللہ کے دوست مرتے نہیں ہیں۔

ایسے ہی لوگوں پہ صادق آتا ہے۔ جس شخص کو روحانی زندگی کا مقام حاصل ہو اُس کے لیے ضروری ہے کہ کسی زندہ دل روحانی کی قبر پر قرأت کرے ؎

شہ سوار قبر کامل شد فقیر
شہ سوارِ قبر کامل ملک گیر

کامل فقیر قبر کا شہ سوار ہوتا ہے۔ اور قبر کا شہ سوار ملک کا فاتح اور عامل ہوتا ہے۔

ہر کہ را قوت بود اہل القبور
صاحب دعوت چنیں باشد حضور

جسے قبروں والوں کی دعوت کی طاقت ہو۔ اُس کا صاحبِ دعوت صاحب حضور ہوتا ہے۔

ہر کہ واقف می شود دعوت قبر
ہر حقیقت یافتہ زیر و زبر

جو شخص قبر کی دعوت کی خبر رکھتا ہے۔ وہ زیر و زبر کی ہر حقیقت کا عالم ہو جاتا ہے۔

دعوت تیغ برہنہ دست گیر
قتل موذی را کند فی اللہ فقیر

دعوت تیغ برہنہ ہے اُسے ہاتھ میں لے۔ فنا فی اللہ فقیر موذی کو قتل کرتا ہے۔

دعوت خوانی کا حقیقی جواز

جو شخص قبر پر سوار ہو کر قرآن خوانی کرتا ہے۔ اس قرآن خوانی سے قبر والے کی روحانیت کا مرتبہ زیادہ ہوتا ہے۔ یہ کوئی عیب کی بات نہیں کہ قرآن خوانی سے قبر اور صاحب قبر کو عزت حاصل ہوتی ہے۔ اس لیے کہ روحانی اور قبر روحانی مخلوق ہے۔ جو شخص کسی ولی اللہ بزرگ کی قبر پر سوار ہو کر قرآن خوانی کرتا ہے اُس کا عمل دریا کی طرح جاری ہو جاتا ہے اور قیامت تک جاری رہتا ہے۔ لیکن تین اُمور کے لیے قبر پر سوار ہونا اور قرآن

خوانی کرنا چاہیئے:۔
پہلا اَمر :۔ بادشاہِ اسلام کی استعانت کے لیے جو کسی دارحرب کے بادشاہ سے جنگ کر رہا ہو۔
دوسرا اَمر :۔ خاص و عام اہلِ اسلام کے فائدے کے لیے۔
تیسرا اَمر :۔ بدعتی، ملحد اور بے دین آدمیوں کے دفعیہ کے لیے۔
ان تین اسلامی اُمور کے قاری کے لیے ضروری ہے کہ رات کے وقت تنہا کسی باعظمت اور دہشت ناک قبر کے پاس جائے۔ اور قبر کو کسی غوث، قطب یا شہید کی قبر ہونی چاہیئے۔ اور سب سے پہلے اپنے گرد دائرہ کھینچے۔ اور اس کے بعد قبر کے گرد اذان خوانی کرے۔ اذان خوانی کرتے ہی روحانی اس کی قید میں حاضر ہو جاتا ہے۔ وہم، خیال، دل کے راستے آواز دیتا ہے۔ اگر پڑھنے والا غالب ہو تو قبر کو ٹھوکر مار کر قُم بِاِذنِ اللہ کہتا ہے اور خود ذکر نے لگتا ہے۔ بے خود اور بیہوش ہو جاتا ہے۔ پھر روحانی جواب باصواب دیتا ہے۔ اس کا کام اُسی وقت جاری ہو جاتا ہے۔ اگر قبر کے گرد اذان کہے اور قُم بِاِذنِ اللہ کہنے سے روحانی حاضر نہ ہو اور جواب باصواب نہ دے اور قید میں نہ آئے تو جان لیجئے کہ روحانی صاحبِ قلب عالم ہے۔ یا اس لیے روحانی حاضر نہیں ہوتا کہ قرآنی خوانی سے اُسے دولت اور نعمت حاصل نہیں ہوئی۔ اس لیے کام میں سستی اور تاخیر کرتا ہے۔ پس صاحبِ قبر کے لیے ضروری ہے کہ روحانی کو قید میں لا کر عاجز کرے۔

دعوت خوانی کا طریقہ

دعوت خوانی کا طریقہ یہ ہے کہ قبر کی پائینتی ہو کر قرآنی خوانی شروع کرے یا کبھی قبر پر سوار ہو کر قرآن خوانی کرے۔ ان دو سخت اعمال سے رُوحانی اُسی

وقت حضور نبی کریم وما ارسلناک الا رحمۃً للعالمین علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کی خدمت میں فریاد کرتا ہے لیکن وہاں سے بحکم خدا اور رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم اُسے واپس آکر پڑھنے والے کا ساتھی بننا پڑھتا ہے اور اُس کی مشکل حل کرنی پڑتی ہے۔ چنانچہ ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

اِذَا تَحَیَّرْتُمْ فِی الْاُمُوْرِ فَاسْتَعِیْنُوْا مِنْ اَھْلِ الْقُبُوْرِ

جب تم کسی اَمر میں حیران ہو جاؤ تو قبر والوں سے استعانت کرو۔

اس قسم کی دعوت خوانی شہسوار کا کام ہے۔ اُسے وہی شخص پڑھ سکتا ہے جسے حضور نبی غیب دان خواجہ کونین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہِ پاک سے اجازت حاصل ہو۔

ہر کہ را رخصت نہ باشد از رسول
ایں مراتب را نیابد خبر وصول

جس کسی کو حضور نبی مکرم رسول معظم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اجازت نہ ہو وہ ماسوا وصول اس نوع کے مراتب حاصل نہیں کر سکتا۔

ہر کرا رخصت نباشد از حضور
ایں مراتب کے بیابد از قبور

جس شخص کو بارگاہِ نبوی سے اجازت نہ ہو وہ قبر والوں سے کس طرح مراتب حاصل کر سکتا ہے۔

دعوت خواں کا تصرف ملائکہ

دعوت خوانی کی ایک اور ترتیب یہ ہے کہ عرش سے تحت الثریٰ تک اُٹھارہ ہزار عالم اس دعوت کے پڑھتے وقت اس کی قید میں ہوتے ہیں۔ وہ دعوت ترتیب کے ساتھ یہ ہے کہ قرآن حکیم کو اپنا رہبر و پیشوا اور شفیع

بنائیے۔ اس طرح قرآن خوانی والا قرآن کے سمندر میں غوطہ زن ہوتا ہے تو عرش کو اُٹھانے والے چاروں ملائکہ مثل حضرت جبرائیل، حضرت میکائیل، حضرت اسرافیل اور حضرت عزرائیل علیہما السلام چاہتے ہیں کہ زمین کو اُلٹ دیں۔ ہر ایک مقدس روحانی حیران رہ جاتے ہیں اور دُعا کرتے ہیں کہ الٰہی اس دعوت پڑھنے والے کی مراد جلدی پوری کر تاکہ ہمیں اس کی قید سے نجات ملے۔ اس دعوت سے زیادہ سخت اور کوئی دعوت نہیں ہے ؎

باہوا بہر از خدا بہر از رسول
اطلاع کس کمن اهل الوصول

باہو! اللہ کے لیے، رسول کے لیے۔ اہلِ وصول کی کسی کو اطلاع نہ کر۔

اس قسم کی دعوت کا نہ کوئی عالم ہے اور نہ کوئی دعوت خواں ہے۔ ماسوا اُس آدمی کے جو ہر شب اور ہر ساعت بلکہ ہر سانس اور ہر لمحہ حضور نبی پاک صاحب لولاک علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات کی مجلس میں حاضر رہے۔ یہ مراتب عامل کامل صاحبِ نظر منتہی کے ہیں۔ جس کی نگاہ حضرت خضر علیہ السّلام جیسی ہو۔ کہ ان کی نگاہ ثواب پر تھی۔ اور حضرت موسیٰ علیہ السّلام کی نگاہ میں وہ معصیت تھی جس طرح کہ سورۃ کہف میں ہے۔ بالآخر حضرت خضر علیہ السّلام نے تنگ آ کر کہہ دیا:۔ هٰذَا فِرَاقُ بَيْنِيْ وَبَيْنِكَ اب میرے اور تیرے مابین فراق ہے۔

کامل صاحبِ دعوت کون؟

جاننا چاہیئے کہ عامل کامل صاحبِ دعوت وہ ہے کہ جس کا طالب پہلے ہی روز دعوت میں عامل و کامل ہو جائے۔ جو شیر نر قبر کا شتہ سوار ہے اُسے

ارض و سماوات کی ہر ایک حقیقت تفصیلی طور پر معلوم ہو جاتی ہے۔

جاننا چاہیئے کہ قرآن مجید پاکیزگی سے پڑھا جاتا ہے۔ اس کی قرأت کے لیے بھی آدمی کا پاک ہونا ضروری ہے۔ جو قرآن مجید کو حالتِ نجس میں پڑھے وہ مجنوں کی طرح پریشان رہتا ہے۔ اب سماعت فرمائیے کہ پاک کون ہے اور ناپاک کون؟ سو نفس امارہ ناپاک ہے۔ نفس امارہ بادشاہ ہے اور شیطان اُس کا وزیر ہے۔ شیطان جیفہ مردار کے لیے متفق ہے۔ سو مردار کا طالب کتا ہے۔ جو دل ذکر خداوندی سے دائمی طور پر پاک ہے۔ دل کے پاک ہونے سے رُوح بھی پاک ہو جاتی ہے۔ پاک دل اور پاک رُوح کو نورِ خداوندی لپیٹ لیتا ہے۔ ایسا شخص اس بات کے قابل ہے کہ قبر پر سوار ہو کر دعوت خوانی کرے۔ وہ مرشد ارشاد کے لائق ہے۔ جو طالب کو معرفتِ خداوندی تک پہنچاتا ہے۔ ؎

خام از رجعت شود خانہ خراب
کامل از دعوت شود مطلب بیاب

خام کا خانہ رجعت کی وجہ سے خراب ہو جاتا ہے۔ کامل دعوت سے اپنا مطلب حاصل کر لیتا ہے۔

ہر کہ شد واقف بجاں اہل القبور
جُثہ آں را پاک گردد خاص نور

جو اہل قبور کی جان کو جان جاتا ہے اُس کا جسم پاک ہو جاتا ہے اور وہ خالص نور ہو جاتا ہے۔

باہوا دعوت قبر مشکل کُشا
از قبر حاصل شود نور صفا

اے باہو! دعوت قبر مشکل کو حل کرتی ہے۔ قبر سے صفائی کا نور حاصل ہوتا ہے۔

اہلِ قبور سے استعانت کرنا

جاننا چاہیئے کہ جب تم کسی معاملہ میں حیرانی کا شکار ہو جاؤ تو اہلِ قبور سے استعانت کرو۔ دعوت خواں بمنزلہ اُس شخص کے ہے جو گھوڑے سوار ہے اور قبر بمنزلہ گھوڑے کے ہے۔ اگر روحانی دنیا سے ایمان کے ساتھ گیا ہے اور نیک ہے تو اس کا مقام علیین ہے۔ اس کی نظر، اس کا مرتبہ اور اس کی جمعیت عرش سے بالا ہوتی ہے تو اُس کا مقام سجیین ہے اور اس کا مرتبہ تحت الثریٰ ہے۔ اُس کے پاؤں میں نارِ جہنم شروع ہوتی ہے۔ اور شب و روز اُس کا وجود دیگ کی طرح جوش میں رہتا ہے۔ پس جو شخص قبر پر سوار ہو اور روحانی کے مد نظر قرآن مجید پڑھے۔ اگر روحانی عذاب میں ہے تو قرآن خوانی سے اُس کا عذاب دُور ہو جاتا ہے اور اُس روحانی سے اُس لکار کا ہُوا کام حل ہو جاتا ہے۔ اگر روحانی بزرگ ہے اور قبر پر سوار ہو کر قرآن خوانی کی جائے تو انبیاء و اولیاء کی مجلس میں اس قرآنی دعوت کی برکت سے عزت بڑھ جاتی ہے۔ اگر کوئی یہ کہے کہ بزرگوں کی قبر کا ادب ملحوظ رکھنا ضروری ہے اس لیے قبر پر سوار ہونا بے ادبی ہے۔ جس کی یہ رائے ہے وہ روحانی کے احوال کا علم نہیں رکھتا نفسانی ہے۔ اُسے یہ جواب دینا چاہیئے کہ قبر بہتر ہے یا قرآن مجید ہے۔ قرآن مجید قبر کی نسبت بہتر ہے۔ پس قبر پر سوار ہو کر قرآن خوانی کرنا بہتر ہے۔ یہ عیب سے خالی ہے بلکہ قرآن خوانی کی برکت سے اَدنیٰ بھی اعلیٰ ہو جاتا ہے۔ اور قرآن خوانی کرنے والا بھی بہتر درجہ حاصل کر لیتا ہے۔ قرأت کرتے وقت اہلِ قبور کی روحانیت سے قرآن خواں کو الہام اور جواب باصواب ہوتا ہے۔ یا تو غیب کی زبان سے سنتا ہے یا اُس کے دل میں خود بخود حجت پیدا ہو جاتی ہے۔ یا خیال پیدا

ہوتا ہے یا رُوح کو رُوح مطلع کرتی ہے یا راز کو راز مطلع کرتا ہے۔

ارشادِ نبوی صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے :۔

اِذَا تَحَیَّرْتُمْ فِی الْاُمُوْرِ فَاسْتَعِیْنُوْا مِنْ اَھْلِ الْقُبُوْرِ

جب تم کسی معاملہ میں حیران رہ جاؤ تو اہلِ قبور سے استعانت کرو۔

پس احوالِ قبور کی حقیقت سے وہی شخص واقف ہے جسے حضور نبیٔ پاک صاحبِ لولاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مجلسِ پاک کی حضوری حاصل ہو۔ اور جسے حضور نبیٔ پاک صاحبِ لولاک علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات سے دعوتِ اہلِ قبور کی اجازت ہو اور اُس کا عامل ہو اور قاری انبیائے کرام علیہم السّلام اور اولیائے کرام کی ارواح کا ہمنشین ہو ے

اولیاء را قبر ہمچو جسم و جاں

اولیاء را در قبر تو خفتہ داں

اللہ کے دوستوں کے لیے قبر بمنزلہ جسم اور جان ہے۔ تو اللہ کے دوستوں کو قبر میں سویا ہوا جان۔

خفتگاں را از قبر بیدار کُن

ہم سُخن باہم کلامی یار کُن

تو قبر میں خفتگان کو بیدار کر اور ان سے باتیں اور کلام کر۔

دل ز دل سخنے شود باہم کلام

ایں چنیں سخنش ز الہامی کلام

دل، دل سے کلام کرتا ہے۔ یہ اس نوع کا باہم کلام ہونا الہام خیال کرو۔

چوں در آید سخن روحانی بدل

اولیائش زندہ جانی زیر گل

جب دل میں روحانی کی بات آئے تو اُسے خاک کے نیچے زندہ دل ولی جان۔

وقت مشکل یاد کن از عہد اُو
طرفہ زو حاضر شود تو رو برو

اُس کا وعدہ مشکل کے وقت یاد کر۔ وہ ایک لمحہ میں تیرے سامنے آجائے گا۔

صد ہزاراں با مؤکل گرد گرد
ایں چنیں دعوت بود تاثیر ورد

سو ہزار مؤکل ارد گرد کھڑے ہیں۔ اس نوع کی دعوت ورد کی تاثیر سے ہے۔

با تو گویم بشنو اے اہل الیقین
لاتخف باشد روحانی تہ زمین

اے یقین رکھنے والے سماعت کیجیے کہ زمین کے نیچے روحانی کو کوئی خوف نہیں ہے۔

رُوح بالا عرش قالب زیر خاک
احتیاجے نیست روضہ جانِ پاک

اس کی رُوح عرش سے بالاتر اور قالب زیرِ خاک ہے۔ جان پاک کو روضہ کی کوئی حاجت نہیں۔

گم قبر گم نام بے نام ونشاں
جثّہ را باخود برند صاحب عیاں

ان کی قبر بھی گم نام بھی گم اور نشان بھی گم ہے۔ وہ جسم کو اپنے ہمراہ لے جاتا ہے۔

باھوا بہ زیں نباشد باشرف
الف اللہ بس ترا ایں یک حرف

اے باھو! اس سے بڑھ کر صاحبِ شرف کوئی نہیں۔ تیرے لیے ایک حرف یعنی اللہ کا الف ہی کافی ہے۔

اقسامِ تصرف

تصرف تین اقسام میں منقسم ہے:۔
پہلی قسم :۔ تصرفِ دنیا۔
دوسری قسم :۔ تصرفِ مولیٰ۔
تیسری قسم :۔ تصرفِ عقبیٰ۔

تصرفِ دنیا اور تصرفِ عقبیٰ کو لوگ تو خزانہ خیال کرتے ہیں لیکن عارف باللہ کے نزدیک دونوں رنج و تکلیف کا موجب ہیں۔ ہاں صرف تصرف مولیٰ کام کی چیز ہے اس لیے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کے سوا کسی دوسرے کی جانب رجوع کرنا رجعت و زوال ہے۔ عارف باللہ اہل وصال کا کوئی طالب مقصد کو نہیں پہنچتا جب تک مرشد اس پر توجہ نہ کرے۔ اگر مرشد ناقص ہو تو سات دن کی توجہ سے پہنچاتا ہے۔ اگر مرشد کامل ہے تو تین دن رات کی توجہ کافی ہے۔ اگر مکمل ہے تو ایک دن رات کی توجہ میں کام سنور جاتا ہے۔ اگر مرشد اکمل ہے تو ایک ساعت کی توجہ سے کام بن جاتا ہے۔ اہلِ حضور اور صاحبِ دعوت اہل قبور مرشد کی توجہ محشر تک رہتی ہے۔

دعوتِ قبور کا اہل کون؟

جاننا چاہیئے کہ جو شخص صاحبِ باطن معمور ہے وہ دعوتِ اہلِ قبور پڑھنے

کے قابل ہے۔ قبور سے قرب و حضور و حضور خداوندی حاصل ہوتا ہے۔ واضح ہو کہ دعوت میں بھی سات خزانے ہیں۔ یہ خزائن نعمت حکم الٰہی اور حضور سیّد عالم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اجازت سے حاصل ہوتی ہے۔

پہلا خزانہ:۔ کلام اللہ دعائے سیفی سیف اللہ کی قرأت سے وجود کا تانبا سونا بن جاتا ہے۔ بعض کی نگاہ ہی کیمیا ہو جاتا ہے۔

دوسرا خزانہ:۔ دلی جمعیت کا جس سے قبروں کا علم حاصل ہوتا ہے۔

تیسرا خزانہ:۔ رُوح کی فرحت کا خزانہ ہے جو علم قبض قبور سے حاصل ہوتا ہے۔

چوتھا خزانہ:۔ نفس کی پاکیزگی کا خزانہ ہے۔

پانچواں خزانہ:۔ علم غیبی روشن ہو جاتا ہے۔

چھٹا خزانہ:۔ وجود سے خوابِ غفلت دور ہو جاتی ہے۔

ساتواں خزانہ:۔ توفیقِ خداوندی حاصل ہوتی ہے۔

لیکن ساتھ ہی چار رجعتوں کا بھی خیال رکھو۔ علماء کو رجعت علم کے خلاف چلنے سے ہوتی ہے۔ فقیر کو اسم اللہ کے خلاف سے جو بات کرے پہلے اللہ کا نام لے۔ جاہل کو رجعت دل کی سیاہی سے ہوتی ہے۔ اہل ثروت کو ثروت کی فراوانی سے ہوتی ہے۔

دعوت خوانی کا حقیقی مقصد

جاننا چاہیئے کہ پہلے جو کوئی دعوت کو رضائے خداوندی کے لیے نہیں پڑھتا بلکہ اُمراء اور شہنشاہوں سے میل جول رکھنے کے لیے پڑھتا ہے۔ دعوت اسے امراء اور شہنشاہوں تک پہنچا دیتی ہے۔ لیکن اس کی دعوت جاری نہیں ہوتی۔ اس

کا راستہ بند ہو جاتا ہے۔ جو شخص اللہ تبارک و تعالیٰ کے لیے پڑھتا ہے وہ اللہ کی پسندیدہ ہوتی ہے۔ وہ نہ ابتدا میں نہ انجام میں بند ہوتی ہے۔ ایسی دعوت جس دینی یا دنیاوی اُمور کے لیے پڑھی جائے وہ مشکل آسان ہو جاتی ہے۔ مہمات میں عاجز نہیں رہتا۔ ایک شب اولیاء اللہ کی قبر کی ہم نشینی میں قرآن خوانی کرنا چالیس چلّوں اور ریاضت سے بہتر ہے۔ اگر کوئی شخص چاہے کہ دولت اور نعمت بزرگی اور دینی دنیوی الٰہی خزانے بغیر محنت اور بغیر تکلیف ہاتھ میں آئیں۔ نفس امّارہ قید میں ہو۔ شیطان لعین دفع ہو جائے۔ تمام جہان اُس کے حکم میں کل وجز مخلوقات اس کی مسخر ہو۔ اسم اعظم قرآن سے پائے۔ علم تکسیر، علم تاثیر، علم روشن ضمیر اور علم کیمیا نظیر مفصل اسے بطور مؤکل الہام سکھائیں۔ اور علم نقش دائرہ با ترکیب کام کے لیے کسی طریق پر لکھ دیں۔ اور حضور نبی کریم رحمۃ للعالمین علیہ افضل الصّلوٰۃ والتسلیم کی مجلس پاک کی حاضری حاصل ہو۔ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اسے سرفراز فرمائیں۔ تو پہلے ضروری ہے کہ طالب کا حوصلہ وسیع اور پختہ ہو۔ کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کے پوشیدہ راز سے کسی کو آگاہ نہ کرے۔ اور ہدایت کا سلک سلوک حضوری مرشد سے حاصل کرے۔ اور جس قدر سیم و زر کے خزائن خداوندی زمین میں چھپے ہوئے ہیں ایک ایک کر کے واضح اور روشن ہو جاتے ہیں۔ اور ہر ایک خزانہ اللہ تبارک و تعالیٰ کے حکم سے تصرّف میں ہوتا ہے۔

جو شخص فقر کے اس مرتبے تک رسائی حاصل کر لیتا ہے اُس کا دل امیر ہو جاتا ہے اور اُسے ہمیشہ کے لیے حضور نبی پاک صاحب لولاک علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات کی مجلس کی حضوری حاصل ہو جاتی ہے۔ وہ اَلْفَقْرُ لَا یَحْتَاجُ یعنی فقیر کسی کا محتاج نہیں، کا مصداق ہو جاتا ہے۔ ظاہری طور پر عاجز، سوالی اور در بدر پھرنے والا لیکن باطن میں صاحبِ معرفت اور واصل باللہ ہو جاتا ہے۔ یہ مراتب حضور اولیاء

اللہ کی قبر کی ہم نشینی سے حاصل ہوتے ہیں۔

تیغ برہنہ

جاننا چاہیئے کہ دعوت بمنزلہ تیغ برہنہ ہے۔ اگر کوئی خام شخص پڑھے تو یہ تلوار دونوں جانب جاری ہوتی ہے، خواہ کسی جانب چلی جائے۔ اگر کوئی کامل پڑھے تو وہی تلوار ہاتھ میں لے کر موذی اور منافق اور دینِ محمدی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دشمن کو قتل کرتا ہے۔ جاننا چاہیئے کہ وجود کی پاکیزگی کی بنیاد زندگی اور موت میں اس کا وجود پاک ہے۔ اور باطنی تفکر سے دائمی طور پر دل پر یَا اَللّٰہ تحریر کرے۔ زیادہ تحریر کرنے سے جب دل کو حیّ و قیوم کا مقام حاصل ہو جائے تو دل سے یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ کی بلند آواز آتی ہے۔ اس کے بعد اللہ کا نام دل پر رقم کرے۔ پھر وہ قبروں پر پڑھنے کے قابل ہوتا ہے۔

عالمگیر فقیر کون؟

جاننا چاہیئے کہ اہلِ قبور کی دعوت خوانی چار حکمات سے خالی نہیں۔ وہ چار حکمات مندرجہ ذیل ہیں:۔

پہلی حکمت:۔ یہ کہ اہلِ درد کو رجعت ہوتی ہے جس کے لیے پڑھتا ہے۔ اُسے درجات کی ترقی جمعیت وجاودانی کی دولت مل جاتی ہے۔

دوسری حکمت:۔ یہ کہ قاری کو جمعیت ہو۔ جس کے لیے پڑھے وہ رجعت کھا کر خراب اور تباہ و برباد ہو جاتا ہے۔

تیسری حکمت:۔ یہ کہ قاری خام ہو۔ جس کے لیے پڑھتا ہے وہ بھی اور خود بھی دونوں کا حال خراب ہو جاتا ہے۔

چوتھی حکمت:- کامل پڑھنے والا وہ ہے کہ پڑھنے والے اور جس کے لیے پڑھا جائے تو دونوں کو دونوں جہان کی جمعیت اور کشائش ہوتی ہے جس کی دعوت جاری ہو وہ زندہ دم اور زندہ دل ہو جاتا ہے۔ دعوت کو حضور نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے طلب کرو۔ کیونکہ حضور نبی پاک صاحب لولاک علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات کی اجازت کے بغیر پڑھنے والا خراب ہوتا ہے۔ جو اجازتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس طرح دعوت پڑھتا ہے وہ مکمل اور عالمگیر فقیر ہو جاتا ہے۔

باطنی لشکر کا ظہور

جب دعوت پڑھنے والا دعوت کا اختتام کرتا ہے تو اس کے گرد چار باطنی لشکر ہوتے ہیں جو اس کے گرد اس کی حفاظت کرتے ہیں۔ گو یہ لشکر ظاہری آنکھ سے دکھائی نہیں دیتے کیونکہ باطنی ہیں:-

پہلا لشکر:- اللہ تبارک و تعالیٰ کا منظورِ نظر ہوتا ہے۔

دوسرا لشکر:- حضور نبیٔ پاک صاحبِ لولاک احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کا منظورِ نظر ہو جاتا ہے۔

تیسرا لشکر:- موکل ملائکہ اور اُن کے تابعین جنات وغیرہ کا لشکر۔

چوتھا لشکر:- شہداء کی ارواح کا لشکر۔

ایسے ولی اللہ کو اپنے گرد تیغ برہنہ، نیزہ، تیر، کمان، چھری، خنجر، بندوق وغیرہ تمام اوزار کا مشاہدہ ہوتا ہے۔ ہوا کے مابین بھی اوزار ہی دکھائی دیتے ہیں۔ اگر وہ کسی پر ناراض ہو جائے تو وہ شخص غیب سے زخمی ہو جاتا ہے۔ اور پھر صحتیاب

نہیں ہوتا۔ یہاں تک کہ اُسی زخم سے مر جاتا ہے۔ بہتر یہ ہے کہ مخلوق کا بوجھ اُٹھائے اور مخلوق کو نہ ستائے۔ اور منہ سے یہ کہے۔ کیونکہ ایسا کہنا حضور نبی کریم وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی سنّت ہے:۔

اَللّٰھُمَّ اھْدِ قَوْمِیْ فَاِنَّھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ

اے اللہ میری قوم کو ہدایت دے کیونکہ وہ علم نہیں رکھتے۔

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

ایں کتاب بے تم ختم گنجے شمار

گنج از گنجش بر آید شہ سوار

یہ کتاب ایک مکمل خزانہ ہے، لیکن کوئی شہ سوار اس خزانے سے خزانہ کا حصول کر سکتا ہے۔

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ وَتُبْ عَلَیْنَا اِنَّکَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی رَسُوْلِ خَلْقِہٖ وَنُوْرِ عَرْشِہٖ وَزِیْنَتِ فَرْشِہٖ وَمَالِکِ مُلْکِہٖ وَقَاسِمِ رِزْقِہٖ وَمَظْھَرِ لُطْفِہٖ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَزْوَاجِہٖ وَاَوْلِیَآءِ اُمَّتِہٖ اَجْمَعِیْنَ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ۔

عاصی پُر تقصیر العبد المصطفیٰ ابو الطیب محمد شریف عارف نوری نقشبندی میروالی

حال فاروق آباد ضلع شیخوپورہ

مارچ ۱۹۹۳ء بروز اتوار بوقت ساڑھے نو بجے۔

(۱۳)
فضل اللقا
سُلطان باہوؒ

جس میں سلطان العارفین سلطان باہو رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے توفیق، لقاء، توجہ، عالم اور فقیر میں فرق، حروفِ علم کی تخصیص، شفاعت کا حصول، کامل مرشد کا کمال، تیغِ برہنہ، اہلِ محبت و اہلِ معرفت، مراتب ولایت، کلیم اسم اللہ کے اثرات، ابتدا و انتہاء معرفت، توجہ، مراتب فقیر، احمق طالب، لوحِ محفوظ کا مطالعہ، قبضۂ کونین، نظر سے ذکرِ الٰہی، کمالاتِ دل، عاشق و معشوق کے مراتب، عاشقِ مصطفیٰ، تکمیل فقر، شوق، فانی نفس، مردار پیر، عامل و کامل مرید، ذکرِ خاص، تصرفِ فقیر، خزائنِ علم، بے سود طالب، مقامِ تقلید، طالب علم اور طالبِ جاہل کو نہایت عمدہ پیرائے میں بیان کیا ہے جو ہر قاری کے لیے آنکھوں کا نور اور دل کا سرور ہے۔

(۱۴)
قُربِ دیدار
سُلطان باہوؒ

جس میں سلطان العارفین سلطان باہو رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فقیر فی اللہ کے مراتب، مراتب کے درجات، لفظ طالب کی تخصیص، کشف و کرامات کی تخصیص، علم ظاہر اور علم باطن، عارف باللہ اور عامل عالم، جاہل عالم کی نشانی، تکریم بنی آدم، محبت کا صلہ، قلبی ذکر، روحی ذکر، ناقص مرشد اور کامل مرشد، مرشد اور طالب کا رشتہ، محبت دنیا، تصور اسم ذات، خاموشی، حصولِ معرفت، مومن کا تاج، فقیر کامل کے مراتب، تصور، مشاہدات، بیدار قلب، قوتِ قلب، توفیق کو فصاحت و بلاغت کے ساتھ بیان کیا ہے۔

(۹) عین الفقر
سُلطان باہوؒ

جس میں حضرت سلطان العارفین سلطان باہو رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کمالاتِ فقر، کامل پیر اور ناقص پیر، معرفتِ خداوندی، سالک مجذوب اور مجذوب سالک، علمِ دین و دنیا، قلب کی حیاتی، مقامِ انا، علم ظاہر و باطن، اسرار ملکوتی، استقامت اور کرامت، اسم اللہ، توحید، فنا فی اللہ اور برزخ، اسم ہُو کا خروج، عشق مجازی و حقیقی، تجلیات، نتیجۂ فقر، اقسامِ پیر، عارفِ دنیا، عارفِ عقبیٰ، خزینۂ قارون، شریعت، طریقت اور معرفت، مقامِ انسانیت وغیرہ کو نہایت فصیح و بلیغ الفاظ میں بیان کیا ہے، حقیقتِ فقر پر اس سے عمدہ کتاب کا ملنا بہت محال ہے۔ اس کتاب کا ہر گھر میں ہونا باعثِ برکت ہے۔

(۱۰) امیر الکونین
سُلطان باہوؒ

جس میں حضرت سلطان العارفین سلطان باہو رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے توحیدی و تقلیدی فقر کی شناخت، علم کا بیان، حاجی حرم حاجی کرم کے مراتب، تصوّر اور تصوّر برزخ، فقرِ عالم کا بیان، اہلِ ہوا اور اہلِ خدا کا بیان، دعوت کا بیان، دعوت عظیم اور نعم البدل کا بیان نہایت فصاحت و بلاغت کے ساتھ آسان پیرائے میں قلم بند کیا ہے۔ ایسا بیان کہ جسے آج تک کسی فقیر درویش نے بیان نہیں کیا۔ پڑھنے سے دل میں حلاوت ایمانی جلوہ جگر ہوتی ہے، حرص و ہوس سے بچنے کے طریقے بیان کیے گئے ہیں جس کے پڑھنے سے آدمی دونوں جہان کا امیر بن جاتا ہے۔

(۱۷) عقلِ بیدار
سلطان باہوؒ

جس میں سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ نے مراتبِ طالب، حرص وہوا کا خروج، ہفت اکسیر، مقامِ فقیر، غنی دل، فرائض مرشد، صاحبِ مراتب پیر، مرشد اور مرید کا کام، لوحِ محفوظ کا مطالعہ، مرتبۂ فقر کی کیفیت، زبانِ نطق کی ہلاکت، ولایت اسکندر، عاقل، تیغِ برہنہ، ناقص و کامل یقین، ناخن پر مشاہدہ، مسکین، غریب، فقیر، زندہ دل فقیر، مراتبِ فقیر، معرفتِ انسانی، نگاہِ قادری، قادری اور غیر قادری میں فرق، بدن میں جان کا تصوّر، شیطان کی علمی قوّت، گمراہ کن علم، طالب مولیٰ، شیطان اور علم، فلسفۂ ظاہر و باطن، اقسامِ طالب، محبتِ دنیا، حجابِ اکبر، مراقبہ، طالبِ حقیقی، داصل نقشِ محمدی، حق و باطل میں تمیز، اسم اللہ شرح حاضرات، تیغِ برہنہ، اصل اور وصل، مشاہدۂ نور، انتقال، اختیاراتِ ولایت، حقیقتِ دم، توجہ علم دعوت، کامل قادری، قادری اور سماع، تصرفات، جمعیت باطنی کو نہایت عمدہ پیرائے میں بیان کیا ہے۔ اس کتاب کے مطالعہ سے باطنی حجابات سے نجات مل جاتی ہے۔

(۱۸) مجالسۃ النبیؐ
سلطان باہوؒ

اس کتاب میں قادری کیلئے منفعت، روشن ضمیری، منازلِ عارف، عارف کون، حالتِ نفس، تزکیہ، نفس اور قلب و رُوح کا بیان، مخالفتِ نفس، علم و معرفت، مراقبہ، مقام فنا فی الشیخ، فنا فی اللہ، فنا فی الرسول، وجودِ انسانی، حقیقتِ شیطان، فقیری بلا علم، اسم اللہ کی تاثیر، قلب کا ذاکر ہونا، معرفتِ ذکر قلبی، تجلیات، تخلیقِ نفس، نفوس کی تخصیص، روح مطہر اور غیر مطہر کو نہایت عمدہ الفاظ میں فصاحت و بلاغت کے ساتھ بیان کیا ہے جس کے مطالعہ سے دل میں نور اور سینے میں سرور پیدا ہوتا ہے۔

(۱۵)
مفتاح العارفین
سلطان باہوؒ

جس میں سلطان العارفین علیہ الرحمۃ نے معرفتِ خداوندی، فقرِ محمدی، مقامِ ناسوتی، حق الیقین، منزلِ محبوب، دعوت، عدل، دعوتِ قبر، کمالِ دولت، شناختِ نفس، قلب سلیم، قلبِ منیب، قلبِ شہید، نظر کیمیا، محبتِ الٰہی، پیر اور پیڑ، مقاماتِ اہلِ غرق، طالبِ دنیا اور طالب عقبیٰ، طالبِ مولا، لائقِ ارشاد مرشد، تعلق قلب، تعلق نفس، تعلقِ رُوح، تعلق سرِّ، توفیقِ الٰہی، مخزنِ اسرار الٰہی، باغ توحید، باغِ علم، باغِ تواضع، باغِ توکل، باغِ قسمت، باغِ سنت، باغِ خوف، باغ رجا، ظاہری تقویٰ، لفظ درویش کی تحقیق، لفظ علم کی تحقیق، عالم اور فقیر میں فرق کو نہایت فصاحت و بلاغت کے ساتھ بیان کیا ہے۔ اس کے پڑھنے سے قاری کو سعادتِ دارین حاصل ہوتی ہے۔

(۱۶)
شمس العارفین
سلطان باہوؒ

جس میں سلطان العارفین علیہ الرحمۃ نے خزائنِ الٰہی کی کوٹھی، لوحِ محفوظ کا مطالعہ، مراتب کا سلب ہوجانا، سات قفل، مردہ سانس، دم وجودِ انسانی، علم مکاشفہ، کیفیاتِ دل، شیاطین کا قتل، دل کی روشن ضمیری، خزائن الٰہی کے تصرفات، ارواح کی ملاقات، ذکرِ سرّی، نعرۂ توحید، اقسامِ درویش، مقامِ قطب، مقامِ غوث، خواب اور مراقبہ، فنافی الشیخ، فنافی الرسول، فنافی اللہ، تخلیق نورِ محمدی، تصورِ شیخ، نظرِ صدیقی، نظرِ فاروقی، نظرِ عثمانی، نظرِ مرتضوی، احترامِ علماء، دعوتِ قبور، طریق دعوت، صاحب عبودیت اور صاحب ربوبیت کو نہایت فصاحت و بلاغت سے بیان کیا گیا ہے۔ اس کتاب کے مطالعہ سے قلبی ماہیت کو چار چاند لگ جاتے ہیں اور دل سورج کی طرح چمکنے لگتا ہے۔

(۱۱)
توفیق الہدایت
سلطان باہوؒ

جس میں سلطان العارفین سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ نے کامل مرشد کے فرائض، کامل مرشد کی نشانی، کلید و تقلید، توفیق، مشق، معرفتِ خداوندی، قربِ حق، شرح فقر، فقر کے علوم اصلی اور نقلی قادری، شرح مشعب، مقام یقین، باطن کی پاکیزگی، ظاہری سلک، راز الہامی، راز معرفتی، راز توحیدی، راز نوری، جمیعت کل، کیفیتِ نفس، قادری کی ابتدا و انتہا، ذکر، فکر، مراقبہ، کلید توحید، شریعت، ہدایت نہایت میں فرق، توجہ، توجہ صورت، توجہ نور، توجہ تمام، توجہ مجمل، توجہ کامل، قال کی اہمیت، غنی فقیر، غنایتِ باطلہ، مشاہدہ، رجعات علم، شیطان کے علم کی خرابی کو نہایت عمدہ پیرائے میں بیان کیا ہے۔

(۱۲)
محبّت الاسرار
سلطان باہوؒ

جس میں سلطان العارفین سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ نے علم اور مرشد، موت، شیطان کی دکانداری، شیطان کا اعلان، علم و جہالت، علم و فقر، حقیقتِ فقر، وسیلہ، نگاہِ فقیر، ملعون طالب، طالبِ دنیا اور طالبِ عقبیٰ، بقاء کا حصول، قلبی ذاکر، ذکر روحی، اقسامِ نفسانیت، اہل طن اور صاحبِ وطن، حقیقتِ دنیا، حقیقتِ علم، علم لدنی، مراقبہ، تخلیق توحید، غیرت اور حیرت، حیرت انس، حیرت حرص، حیرت ہوا، حیرتِ فنا کو مشاہدات میں بیان فرمایا ہے جس سے پڑھنے سے دل میں نور اور آنکھوں میں سرور حاصل ہوتا ہے۔

تصانیف حضرت سلطان باھوؒ

عکسی اورنگ شاہی عکسی

عکسی کلیدِ جنّت

عکسی حجّۃ الاسرار

مجالستہ النّبی عکسی

شرح دیوانِ باھوؒ

عکسی حق باھُو

عکسی اسرارِ حق

عینُ الحق عکسی

عکسی رسائلِ باھُو

محکُ الفقراء عکسی

کلید التوحید عکسی

الرّائیں پبلشرز
ملتان روڈ — لاہور